भारत सरकार
Government of India
राष्ट्रीय पुस्तकालय, कलकत्ता ।
TIONAL LIBRARY, CALCUTTA
र्ग संख्या U
Class No. 309.1561
स्तक संख्या
Book No. Mu 597/S
TO पु०/N.L.38

U
309 1561
Mu597/8

Rs121
309.561
N.5978
NATIONAL LIBRARY
No. 8957
Date 3.2.1923
CALCUTTA.

سلطنت عثمانیہ

اور

اوسکی باجگزار ریاستوں کی موجودہ حالت اور دہ سالہ ترقی

(ماخوذ از سٹیٹسمینز ایر بک بابت ۱۸۹۶ء و ۱۹۰۶ء)

فرمانروائے سلطان

اعلیحضرت فلک قدرت امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سلطان عبد الحمید خان ثانی الغازی - جو ۲۲ ستمبر ۱۸۴۲ء مطابق ۵ اشعبان ۱۲۴۵ ہجری المقدس متولد ہوئے۔ سلطان عبد المجید کے خلف ثانی ہیں اپنے بڑے بہائی سلطان مراد خامس کے عزل پر ۳۱- اگست ۱۸۷۶ء کو جلوہ افروز مسند خلافت ہوئے ٭

اولاد و احفاد امیر المومنین { ۱- محمد سلیم آفندی - ۱۱ جنوری ۱۸۷۰ء کو متولد ہوئے ٭
۲- زکیہ سلطانہ[1] - ۱۲ جنوری ۱۸۷۱ء کو پیدا ہوئیں - ۲ اپریل ۱۸۸۹ء کو نور الدین پاشا فرزند اکبر غازی عثمان پاشا کو بیاہی گئیں ٭

۳- نعیمہ سلطانہ - ۵ اگست ۱۸۷۶ء کو پیدا ہوئیں - ۷ مارچ ۱۸۹۸ء کو محمد کمال الدین پاشا فرزند دوم غازی عثمان پاشا کو بیاہی گئیں - مگر کمال الدین جب انپے والد کی وفات سے چند سال بعد ینگ ٹرکش پارٹی میں شامل ہوکر مفرور ہوگیا تو بروئے شریعت شاہزادی صاحبہ کا نکاح جون ۱۹۰۴ء میں فسخ ہوگیا - اور کچھہ عرصہ بعد کمال بک نائب وزیر مال سے ۱۹۰۶ء میں بیاہی گئیں ٭

۴- عبد القادر آفندی - ۲۳ فروری ۱۸۷۳ء کو تولد ہوئے ٭

۵- احمد آفندی - ۱۴ مارچ ۱۸۷۸ء کو پیدا ہوئے - آپکا چند سال ہوئے انتقال ہوگیا ٭

۶- نعیلہ سلطانہ - ۸ جنوری ۱۸۸۴ء کو پیدا ہوئیں - انکا بھی انتقال ہوچکا ہے ٭

۷- محمد برہان الدین آفندی - ۹ دسمبر ۱۸۸۵ء کو متولد ہوئے ٭

۸- شادیہ سلطانہ - ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئیں ٭

۹- عایشہ سلطانہ - ۱۸۸۷ء میں پیدا ہوئیں ٭

---

[1] زکیہ سلطانہ کے مفصل حالات کتاب بست سالہ عہد حکومت امیر المومنین میں درج ہیں - مؤلف

DBA000008957URD

سنہ ١٨٠٩ء میں روس سے پھر جنگ ہوئی۔ جسکا انجام یہ ہوا کہ سنہ ١٨١٢ء میں روسی سرحد اور بڑھکر دریائے پروتھ تک آگئی۔ یونانیونکی بغاوت جو سنہ ١٨٢٢ء سے سنہ ١٨٢٩ء تک رہی اجنبی دُوَل کی مداخلت سے یونان کی آزادی پر ختم ہوئی۔

سنہ ١٨٣٣ء میں روس نے ٹرکی کا معاون ہو کر محمد علی پاشا گورنر مصر کی پیشقدمی کو جو قسطنطنیہ پر بڑھا چلا آتا تھا کامیابی کے ساتھ روکا۔ مگر ٹرکی کا اقتدار اوس وقت سے مصر پر برائے نام رہگیا۔

سنہ ١٨٤١ء کے معاہدہ کے رو سے ٹرکی حقیقتاً دول عظام کے زیر حفاظت ہوگئی۔ اور اوسکی آزادی و سلامتی کی ذمہ واری لیگئی۔ سنہ ١٨٥٤ء میں روس نے اعلان جنگ کیا۔ اور گو انگلستان و فرانس نے ٹرکی کی مدد کی۔ اور وہ خود بھی جنگی معرکوں میں کامیاب رہی۔ مگر اوسکو اس جنگ سے کوئی فایدہ نہ حاصل ہوا۔

سنہ ١٨٥٩ء میں مالیشیا اور ولاڈیونا نے متفق ہو کر ایک طرح سے اپنی کامل آزادی کا اعلان کردیا۔ سنہ ١٨٧٦ء کی جنگ روس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بلغاریا۔ مشرقی رومیلیا۔ تسلی۔ اور مشرقی آرمینیا کا کچھ حصہ قبضہ سے نکل گئے۔ رومینیا۔ سرویا اور مانٹی نیگرو قطعی آزاد ہوگئے۔ اور صوبجات بوسینیا اور ہرزیگوینا سلطنت آسٹریا ہنگری کو۔ اور قبرس انگلستان کو انتظام کے لئے مل گئے۔

(اسمائے سلاطین آل عثمان معہ سنہ جلوس)

نام	سنہ جلوس	نام	سنہ جلوس	نام	سنہ جلوس
١-عثمان	سنہ ١٢٩٩ء	٢-ارخان	سنہ ١٣٢٦ء	٣-مراد اوّل (خداوندیگار)	سنہ ١٣٦٠ء
٤-یلدرم بایزید	سنہ ١٣٨٩ء	٥-سلیمان اوّل	سنہ ١٤٠٢ء	٦-چلبی محمد اوّل جامع	سنہ ١٤١٣ء
٧-مراد ثانی	سنہ ١٤٢١ء	٨-محمد ثانی فاتح	سنہ ١٤٥١ء	٩-بایزید ثانی	سنہ ١٤٨١ء
١٠-یاوز سلیم	سنہ ١٥١٢ء	١١-سلیمان ثانی صاحبقران	سنہ ١٥٢٠ء	١٢-سلیم ثانی	سنہ ١٥٦٦ء
١٣-مراد ثالث	سنہ ١٥٧٤ء	١٤-محمد ثالث	سنہ ١٥٩٥ء	١٥-احمد اوّل	سنہ ١٦٠٣ء
١٦-مصطفیٰ اوّل	سنہ ١٦١٧ء	١٧-عثمان ثانی	سنہ ١٦١٨ء	١٨-مراد چہارم فاتح بغداد	سنہ ١٦٢٣ء
١٩-ابراہیم	سنہ ١٦٤٠ء	٢٠-محمد چہارم شکاری	سنہ ١٦٤٩ء	٢١-سلیمان ثالث	سنہ ١٦٦٧ء
٢٢-احمد ثانی	سنہ ١٦٩١ء	٢٣-مصطفیٰ ثانی	سنہ ١٦٩٥ء	٢٤-احمد ثالث	سنہ ١٧٠٣ء
٢٥-محمود اوّل	سنہ ١٧٣٠ء	٢٦-عثمان ثالث	سنہ ١٧٥٤ء	٢٧-مصطفیٰ ثالث	سنہ ١٨٥٧ء
٢٨-عبد الحمید اوّل	سنہ ١٧٧٤ء	٢٩-سلیم ثالث	سنہ ١٧٦٨ء	٣٠-مصطفیٰ چہارم	سنہ ١٨٠٧ء
٣١-محمود ثانی	سنہ ١٨٠٨ء	٣٢-عبد المجید	سنہ ١٨٣٩ء	٣٣-عبد العزیز	سنہ ١٨٦١ء
٣٤-مراد پنجم	٣٠ مئی سنہ ١٨٧٦ء	٣٥-امیر المومنین عبد الحمید خان ثانی الغازی خلد اللہ ملکہٗ وسلطانہٗ			٣١ اگست سنہ ١٨٧٦ء

ہر ایک سلطان کی اوسط ایام حکومت سترہ سال ہیں۔

سلطان سلیم اول عظیم الشان نے ۱۵۱۷ء میں مصر فتح کیا۔ اور اسی سال میں محمد دوازدہم خلیفہ بنو عباسیہ نے خلافت سلطان سلیم کے سپرد کی۔ اور تلوار علم اور عبائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وبارک وسلم اسکو عطا کی۔

سلطان المعظم کی سول لسٹ (صرف خاص) کی رقم مختلف بیان کیجاتی ہے۔ کوئی دس لاکھ پونڈ کہتا ہے اور کوئی بیس لاکھ۔ اور کوئی ان دونوں کے بین بین۔ سرکاری املاک کا حصہ کثیر شاہی خاندان کے سپرد ہے۔ اور اونکی آمدنی اوس کے مصرف میں آتی ہے۔ چند برسوں سے سول لسٹ کی مدات آمدنی کا انتظام درست کیا گیا ہے۔ مگر اب بھی وہ حرم اور دربار کے اخراجات کو کفایت نہیں بتائی جاتیں۔ حرم اور دربار کے متوسلین کا شمار پانچ ہزار سے متجاوز ہے۔ ۱۸۸۰ء کے بجٹ (موازنہ) میں محلسرائے سلطانی کے اخراجات کی بابت ۶۲،۴۷،۱۱۶ پیاسٹر (سو پیاسٹر برابر ہیں ایک پونڈ ترکی کے) اور شہزادگان کو وظائف کی بابت ۲۳،۵۰،۲۱۲ پیاسٹر یعنے فی الجملہ سات لاکھ ۸۵ ہزار پونڈ ترکی درج کئے گئے تھے۔ اور ۹۸-۱۸۹۷ء کے بجٹ میں آٹھ لاکھ ۸۲ ہزار پانسو پچاس ترکی پونڈ۔

آئین و حکومت

سلطنت کے تمام بنیادی قوانین احکام قرآنی پر مبنی ہیں۔ سلطان کا اختیار غیر محدود ہے۔ بشرطیکہ اوسکا حکم اصول اسلام اور احکام قرآن کے نقیض نہ ہو۔ قرآن کریم کے بعد قوانین ملتقی واجب التعمیل سمجھے جاتے ہیں۔ یہ احادیث و اقوال پیغمبر سرور کائنات اور اون کے خلفائے راشدین کے فیصلہ جات اور اجتہادات کے مجموعہ کا نام ہے۔ انکی پابندی بادشاہ اور رعایا دونوں پر مساوی ہے۔ انکے علاوہ ایک اور بھی مجموعہ قوانین ہے جسے قانون نامہ کہتے ہیں۔ اور جسکو سلیمان عظیم الشان نے اپنے اور اپنے سے پہلے سلاطین کے قوانین سے مرتب کیا۔ اس قانون نامہ کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ مگر ویسی ہی عزت کی نگاہ سے جس سے کہ قوانین ربانی کے مقابلہ میں انسانی حکومت کے احکام کو دیکھا جا سکتا ہے۔

سلطان کی شاہانہ نگرانی میں عاملانہ اختیار اور اختیار وضع قوانین کو دو اعلی عہدہ دار یعنے صدر اعظم جو دنیاوی حکومت کا صدر ہے۔ اور شیخ الاسلام جو مذہب کا افسر اعلی ہے برتتے ہیں۔ دونوں کو سلطان مقرر کرتا ہے مگر آخر الذکر کی تقرری میں علماء یعنے عدالتی عہدہ داروں اور مذہبی اماموں کی نام نہاد منظوری حاصل کیجاتی ہے۔ شیخ الاسلام جماعت علماء کا صدر نشین ہوتا ہے لیکن وہ بذات خود امامت وغیرہ کا کام نہیں کرتا۔ علماء کے ساتھ ہی مفتیوں یعنے شارحین قرآن کی جماعت تعلق رکھتی ہے۔ تمام بڑے بڑے جج مفسر و ممتحان قانون اور علم و ادب کے بڑے بڑے اساتذہ علماء ہی ہوتے ہیں۔ اور مفتی اونکو اپنے حضور طلب کر سکتا ہے۔ بڑے بڑے ملکی عہدہ داروں کے خطاب آفندی۔ بے۔ اور پاشا ہیں۔

مغربی یورپ کی ریاستوں کے نمونہ پر چند عثمانی گورنمنٹوں نے مختلف ازمنہ میں طرز حکومت و آئین کی

تجاویز تیار کیں۔ سب سے اول سلطان عبدالمجید نے اونکو اپنے خط ہمایون میں درج کرکے ۱۸ فروری ۱۸۵۶ء کو مشتہر کیا۔ اور سب سے آخر سلطان عبدالحمید نے نومبر ۱۸۷۶ء میں اس کے متعلق فرمان نافذ فرمایا مگر تجاویز اصلاح کا عملدرآمد سلطنت عثمانیہ کی موجودہ حالت میں ناممکن معلوم ہوتا ہے۔

وزیر اعظم گورنمنٹ کا صدر اور بادشاہ کا قائمقام ہوتا ہے۔ اور کاروبار سلطنت کے انصرام میں مجلس خاص یا پریوی کونسل جو انگریزی کیبنیٹ (مجلس وزراء) کے مشابہ ہے اوسکی معین و ممد ہوتی ہے۔ مجلس خاص میں مندرجہ ذیل اراکین ہوتے ہیں۔

(۱) وزیر اعظم (۲) شیخ الاسلام (۳) وزیر صیغہ اندرونی (۴) وزیر صیغہ جنگ (۵) وزیر اوقاف (۶) وزیر سررشتہ تعلیم (۷) وزیر تعمیرات عامہ (۸) کونسل آف سٹیٹ (مجلس شوریٰ) کا میر مجلس (۹) وزیر صیغہ خارجیہ۔ (۱۰) وزیر محکمہ مال (۱۱) وزیر صیغہ میر بحری (۱۲) وزیر عدالت عامہ (۱۳) وزیر سول لسٹ[1] (صرف خاص)

تمام سلطنت ۳۱ ولایتوں یا گورنمنٹوں میں منقسم ہے اور پھر یہ سنجقوں (صوبوں) قضاؤں (اضلاع) ناحیہ (تحصیل یا حصہ ضلع) اور قریوں (دیہات) میں منقسم ہیں۔ ہر ولایت پر ایک ولی یا گورنر جنرل متعین ہے جو سلطان کا نائب ہوتا ہے اور اوسکی مدد کے لئے پراونشل کونسل (مجلس صوبہ) موجود ہوتی ہے۔ صوبوں۔ اضلاع۔ تحصیلوں اور دیہات پر گورنر کے زیر فرمان متصرف۔ قائمقام۔ مدیر اور مختار مقرر ہیں۔

ولایتونکی حدود پولٹیکل وجوہات کی بناء پر اکثر ترمیم ہوتی رہتی ہیں۔ اسیوجہ سے سلطنت کی چھ سنجقیں گورنر کے ماتحت نہیں رکھی گئیں۔ اونپر سلطان المعظم براہ راست متصرف مامور فرماتے ہیں اور وہ سنجقیں متصرفات کہلاتی ہیں۔ تمام رعایا، خواہ وہ کیسی ہی ادنی حیثیت کی ہوں سلطنت کے اعلیٰ ترین عہدے بھی اون کیلئے مسدود نہیں اور وہ اونپر مامور ہوسکتی ہیں۔ تمام مسلمان قانون کی نگاہ میں مساوی ہیں۔

معاہدات کے روسے وہ اجنبی جو ٹرکی میں رہائش پذیر ہوں۔ اپنے اپنے ممالک کے قوانین کے تابع ہوتے ہیں اور اونکے ایسے مقدمات جنمیں ترکی رعایا کا تعلق نہ ہو۔ اوس عدالت میں پیش ہوتے ہیں جنکا حاکم خود اونکا اپنا قونصل ہو۔ جو اجنبی ٹرکی میں جائیداد غیر منقولہ کے مالک ہوں اونکے ایسے مقدمات جو ملکیت ارضی کے متعلق ہوں۔ عثمانیہ دیوانی عدالتوں میں منفصل ہوتے ہیں۔ اور جو مقدمات ترکی رعایا اور اجانب کے درمیان ہوں وہ بھی عثمانیہ عدالتوں میں پیش ہوتے ہیں مگر ایسی صورت میں اجنبی قونصل کا ترجمان یہ دیکھنے کے لئے کہ تجویز مقدمہ بروئے قانون ہوتی ہے کہ نہیں۔ عدالت میں موجود رہتا ہے۔ اور اگر فیصلہ (خواہ دیوانی ہو یا فوجداری) اجنبی کے برخلاف ہو۔ تو اوسکی تعمیل اجنبی کی قونصل کی معرفت ہوتی ہے۔ جو مقدمات مختلف قومیت رکھنے والے

---

[1] اب یہ وزیر مجلس خاص کا ممبر نہیں رہا۔ مؤلف

دو اجنبیوں کے درمیان ہوں وہ مدعا علیہ کی عدالت میں رجوع ہوتے ہیں۔ اگست سنہ ۱۹۰۴ء کی ایک قرارداد کے رو سے وہ مدارس جو سلطنت عثمانیہ میں امریکن پادریوں کے زیر اہتمام ہیں اور نیز اونکے طلبا امریکا کی زیر حمایت تسلیم کئے گئے ہیں۔ یہ قرارداد دراصل آرمینیا کے امریکن مدارس سے تعلق رکھتی ہے۔ امریکن پادریوں کی کرتوتوں اور اونکے مدارس کی اصل کُنہ و غایت کتاب واقعات روم میں مشرح درج ہے۔

	سنہ ۱۸۹۶ء میں		سنہ ۱۹۰۶ء میں
(۱) وزیر اعظم	خلیل رفعت پاشا	۷ نومبر سنہ ۱۸۹۵ء کو مقرر ہوئے	فرید پاشا ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء کو مقرر ہوئے
(۲) شیخ الاسلام	جمال الدین آفندی	ستمبر سنہ ۱۸۹۱ء میں مقرر ہوئے	جمال الدین آفندی
(۳) وزیر صیغہ اندرونی	محمود جلال الدین پاشا	۷ نومبر سنہ ۱۸۹۵ء کو مقرر ہوئے	ممدوح پاشا
(۴) وزیر صیغہ خارجیہ	توفیق پاشا	۷ نومبر سنہ ۱۸۹۵ء کو مقرر ہوئے	توفیق پاشا
(۵) وزیر صیغہ مال	ناظف پاشا	۲۹ جنوری سنہ ۱۸۹۶ء کو دوبارہ مقرر ہوئے	ناظف پاشا[1]
(۶) وزیر عدالت عالیہ	عبدالرحمن پاشا	۷ نومبر سنہ ۱۸۹۵ء کو مقرر ہوئے	عبدالرحمن پاشا
(۷) مجلس شوریٰ کے میر مجلس	سعید پاشا	ایضاً	سعید پاشا
(۸) وزیر جنگ	رضا پاشا	۔	رضا پاشا
(۹) وزیر بحریہ	۔	۔	جلال پاشا
(۱۰) وزیر اوقاف	۔	۔	طرخان پاشا
(۱۱) وزیر تعلیم	۔	۔	ہاشم پاشا
(۱۲) وزیر تجارت و تعمیرات عام	۔	۔	ذہنی پاشا
(۱۳) وزیر معادن و جنگلات	سلیم پاشا		سلیم پاشا

رقبہ و آبادی بروئے سالانہ کتاب سنہ ۱۸۹۶ء

سلطنت عثمانیہ کا کل رقبہ (معہ باجگذار ریاستوں کے) تقریباً[2] سولہ لاکھ نو ہزار دو سو چالیس مربع میل

[1] ناظف پاشا سے کہ مقرر ہوئی سنہ ۱۹۰۱ء سے سنہ ۱۹۰۴ء تک رشاد پاشا وزیر صیغہ مال رہے تھے۔ مؤلف

[2] مسٹر سکاٹ کلٹی ترتیب کنندہ کتاب سٹیٹسمین ایر بک نے جدول الستیبہ آبادی کے اعداد میں جزیرہ قبرص کا نام اور اسکا رقبہ آبادی درج نہیں کیے شاید اسکی وجہ میرے خیال میں یہ سمجھی ہے مگر اوسکی بابت انگلستان کو سالانہ ۹۲ ہزار پونڈ سالانہ خراج دینا پڑتا ہے اور شاید اسکو عنقریب بھی خالی کر دینا پڑے اسکا رقبہ ۳۵۸۰ میل مربع اور آبادی ۲۰۹۲۸۶ ہے۔ اسی طرح تیونس کو بھی جسکا رقبہ ۴۵ ہزار مربع میل اور آبادی ۱۵ لاکھ ہے میں ترکی کا ماتحت سمجھ

اور کل آبادی[ل] تخمیناً تین کروڑ بانوے لاکھ بارہ ہزار ہے۔ بایں تفصیل۔

ملک	رقبہ مربع میل میں	آبادی
(۱) براہ راست مقبوضات		
یوروپ میں	۶۱۲۰۰	۴۷۸۰۰۰۰
ایشیا میں	۶۸۷۶۴۰	۲۱۶۰۸۰۰۰
افریقہ میں	۳۹۸۷۳۸	۱۳۰۰۰۰۰
میزان	۱۱۴۷۵۷۸	۲۷۶۸۸۰۰۰
(۲) باجگزار صوبے		
بلگیریا معہ مشرقی رومیلیا	۳۷۸۶۰	۳۱۵۴۳۷۵
بوسینیا ہرزی گوینا اور نوی بازار جو آسٹریا کے زیر انتظام ہیں	۲۳۵۷۰	۱۵۰۴۰۹۱
جزیرہ سموس	۲۳۲	۴۸۵۰۰
مصر	۴۰۰۰۰۰	۶۸۱۷۲۶۵
میزان	۴۶۱۶۶۲	۱۱۵۲۴۱۳۱
میزان کل	۱۶۰۹۲۴۰	۳۹۲۱۲۱۳۱

سنہ ۱۹۰۶ء کی ییربک میں حسب ذیل اعداد دیئے گئے ہیں

ملک	رقبہ مربع میل میں	آبادی
(۱) براہ راست مقبوضات		
یورپ میں	۶۵۳۵۰	۶۱۳۰۲۰۰
ایشیا میں	۶۹۳۶۱۰	۱۶۸۹۸۷۰۰
افریقہ میں	۳۹۸۹۰۰	۱۰,۰۰,۰۰۰
میزان	۱۱۵۷۸۶۰	۲۴۰۲۸۹۰۰

[ل] سنہ ۱۹۰۶ء کی سالانہ کتاب میں تخمیناً چار کروڑ درج ہے۔ مگر تفصیل میں قلیل بیشی بھی باطل کر کے اس خاص مقبوضہ کی آبادی گھٹی اور کم کر دی ہے مجھ کو اس کی درستی میں شبہ ہے۔ اکثر ممالک عالم کی آبادی میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ اور ٹرکی میں بیشی کی رفتار معمولی سے بھی بڑھ کر ہے۔ تیس سال سے سلطنت کو کوئی جنگ عظیم نہیں کرنی پڑی۔ کل ملک میں قحط اور وبا کا بھی اس عرصہ میں نام و نشان نہیں سنا گیا اور آبادی کی زیادتی کو روکنے کے یہی تین بڑے سبب ہیں۔ ترک اور مسلمان یوں بھی معمول سے زیادہ کثیر الاولاد ہوتے ہیں۔ ان بھی اسباب اضافہ کے علاوہ ہر سال لاکھوں مہاجرین ملحقہ عیسائی حکومتوں کے جور و ظلم سے مجبور ہو کر سلطنت عثمانیہ میں آتے رہتے ہیں۔ ان سب [illegible] سلطنت عثمانیہ مقبوضات خاص [illegible] کسی طرح کم نہیں۔ مؤلف

(۲) باجگزار صوبے۔

بلگیریا معہ مشرقی رومیلیا (نیم خود مختار)	۳۷،۲۰۰	۳۷،۴۴،۳۰۰
بوسنیا و ہرزی گوینا (جو آسٹریا کے زیر انتظام ہیں)	۱۹،۸۰۰	۱۵،۹۱،۱۰۰
کریٹ	۳،۳۳۰	۳،۱۰،۴۰۰
قبرص	۳،۷۱۰	۲،۳۷،۰۰۰
ساموس (جزیرہ)	۱۸۰	۵۴،۸۴۰
مصر	۴،۰۰،۰۰۰	۹۸،۲۱،۱۰۰
میزان	۴،۶۴،۲۲۰	۱،۵۷،۵۸،۷۴۰
میزان کل	۱۶،۲۲،۳۸۰	۳،۹۷،۸۷،۶۴۰

اس جدول اور ۱۸۹۶ء کی جدول کے اعداد کا فرق ناظرین خود ہی معلوم کر سکتے ہیں مسٹر سکاٹ کلٹی اڈیٹر صرف یورپین ٹرکی کی آبادی اور رقبہ میں تدریجی اضافہ دکھاتا ہے۔ اور اس قلیل اضافہ کے مقابل وہ ایشیائی ٹرکی اور افریقن ٹرکی کی آبادی میں تقریباً پچاس لاکھ کی کمی بتاتا ہے۔ عجیب اندھیر ہے کہ دنیا بھر ملک کی آبادی تو بیس سال میں دو چار فیصدی بڑھ گئی ہو اور ترکی مقبوضات کی الٹی تین فیصدی کم ہو گئی ہو۔ یہ صریح غلط بیانی ہے۔ جس پر کسیطرح اعتبار نہیں ہو سکتا۔ ترکی آبادی گزشتہ دس سال میں بلا مبالغہ چھہ سات فیصدی بڑھ گئی ہے۔

رقبہ کے تازہ اعداد میں البتہ کچھ امر مسرت بخش ہیں۔ تقریباً ہر مقبوضہ کا رقبہ اب زیادہ دکھایا گیا ہے جس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ سلطان عبد الحمید مقبوضات یورپ کی کچھہ نہ کچھہ تلافی کر رہے ہیں۔ باجگذار صوبوں میں سے بلگیریا کا رقبہ چھہ سو میل اور بوسنیا وغیرہ کا ۴ ہزار میل کم دکھایا گیا ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ اسقدر رقبہ درینو لا ٹرکی کے پھر براہ راست قبضہ میں آ گیا ہے۔ آسٹریا کو اب سنجق نوویبازار کے انتظام سے کچھہ دخل نہیں رہا۔ اس دفعہ مسٹر کلٹی قبرص کو بھی سلطنت عثمانیہ کے ضمن میں دکھاتے ہیں جس کیلئے مسلمان ان کے مشکور ہیں مگر افسوس ہے کہ آپ ویسے ہی جزیرہ کریٹ براہ راست مقبوضات کی بجائے نیم مختار مقبوضات کی ذیل میں درج ہوتا ہے۔

نقشہ ذیل میں براہ راست مقبوضات کی ہر ایک ولایت کا نام معہ آبادی درج کیا جاتا ہے سلطنت عثمانیہ میں مردم شماری ۱۸۸۵ء میں شروع ہوئی تھی۔ اوس کے مطابق اعداد دیے گئے ہیں اور جن صوبوں میں

ابھی وہ تکمیل کو نہیں پہونچی اور اس کے نام کے ساتھ ستارہ کا نشان دیا گیا ہے۔

نام ولایت	رقبہ مربع میل میں	آبادی بموجب مردم شماری	اوسط آبادی فی مربع میل	کیفیت
یورپ:-				
لہ قسطنطنیہ و مضافات بروئے ۱۸۹۶ء	(۱) ۵۸۶۷	۸۹۵۴۷۰	۱۵۳	(۱) اس رقبہ میں سے ۴۷۰۹ مربع میل باسفرس کے ایشیائی ساحل پر واقع ہیں۔
〃 〃 ۱۹۰۶ء	۱۵۰۵	۱۲۰۳۰۰۰	۷۹۹	
متصرفیت چاتلجہ بروئے ۱۹۰۹ء	۷۳۳	۶۰۰۰۰	۸۲	
ایڈریانوپل بروئے ۱۸۹۶ء	۱۵۰۱۵	۸۳۶۰۴۴	۵۶	
〃 〃 ۱۹۰۶ء	۱۴۸۲۲	۱۰۲۸۲۰۰	۶۹	
سالونیکا بروئے ۱۸۹۶ء	۱۳۶۸۴	۹۹۰۴۰۰	۷۲	
〃 〃 ۱۹۰۶ء	۱۳۵۱۰	۱۱۳۰۸۰۰	۸۴	
مناسطر بروئے ۱۸۹۶ء	۷۶۴۳	۶۶۴۳۷۹	۸۷	
〃 〃 ۱۹۰۶ء	۱۱۰۰۰	۸۴۸۹۰۰	۷۷	
۲ متصرفات سرویا بروئے ۱۸۹۶ء	۲۸۹۵	۱۰۰۰۰۰	۳۴	
کسووا بروئے ۱۸۹۶ء	۹۲۶۴	۵۸۸۲۸۲	۶۳	
〃 〃 ۱۹۰۶ء	۱۲۷۰۰	۱۰۳۸۱۰۰	۸۲	
سقوطرا (البانیا) بروئے ۱۸۹۶ء	۴۵۱۶	۲۰۲۸۱۹	۴۵	
〃 〃 〃 ۱۹۰۶ء			۷۰	
جنینیا بروئے ۱۸۹۶ء	۷۰۲۵	۵۰۹۱۵۱	۷۲	
〃 〃 ۱۹۰۶ء	۶۹۱۰	۵۲۷۱۰۰	۷۶	
میزان یوروپی ترکی بروئے ۱۸۹۶ء	۶۵۹۰۹	۴۷۸۶۵۴۵	۷۳	
〃 〃 〃 ۱۹۰۶ء	۶۵۳۵۰	۶۱۳۰۲۰۰	۷۶	
ایشیا:-				
ایشیائے کوچک:-				
متصرفات اسمد بروئے ۱۸۹۶ء	۴۲۹۶	۲۴۶۸۲۴	۵۷	
〃 〃 ۱۹۰۶ء	۳۱۳۰	۲۲۲۷۰۰	۷۱	
* بروصا بروئے ۱۸۹۶ء	۲۶۲۴۸	۱۳۰۰۰۰۰	۴۹	
〃 〃 ۱۹۰۶ء	۲۵۴۰۰	۱۶۲۶۸۰۰	۶۴	
متصرفات بیغہ بروئے ۱۸۹۶ء	۲۸۹۵	۱۲۹۰۴۷	۴۴	
〃 〃 ۱۹۰۶ء	۲۵۵۰	۱۲۹۵۰۰	۵۱	
مجمع الجزائر بروئے ۱۸۹۶ء	۴۹۶۳	۳۲۵۸۶۶	۶۶	
〃 〃 ۱۹۰۶ء	۲۶۶۰	۳۲۲۳۰۰	۱۲۱	
* کریٹ ۱۸۹۶ء	۳۹۴۵	۲۹۴۱۹۲	۹۶	
سمرنا بروئے ۱۸۹۶ء	۱۶۳۷۰	۱۳۹۰۷۸۳	۸۰	
〃 〃 ۱۹۰۶ء	۲۱۵۸۰	۱۳۹۶۵۰۰	۶۴	
* قسطمونی بروئے ۱۸۹۶ء	۱۹۳۰۰	۱۰۰۹۴۶۰	۵۲	
〃 〃 ۱۹۰۵ء	۱۹۵۷۰	۹۶۱۲۰۰	۴۹	

لہ ۱۸۹۶ء میں اسکا نام درج نہیں ۲ ۱۹۰۶ء میں یہ درج نہیں ۳ ۱۹۰۶ء کا اڈیشن میں اسی اس جدول میں درج نہیں کیا گیا

نام ولایت	رقبہ مربع میل میں	آبادی بروے مردم شماری	اوسط آبادی فی مربع میل
انگورا بروے ۱۸۹۶ء	۳۲۳۳۹	۸۹۲۹۰۱	۲۷
" " ۱۹۰۶ء	۲۷۳۷۰	۹۳۲۸۰۰	۳۴
قونیہ بروے ۱۸۹۶ء	۳۵۳۷۳	۱۰۸۸۱۰۰	۳۱
" " ۱۹۰۶ء	۳۹۴۱۰	۱۰۶۹۰۰۰	۲۷
ادانہ بروئے ۱۸۹۶ء	۱۴۴۹۴	۴۰۲۴۳۹	۲۸
" " ۱۹۰۶ء	۱۵۴۰۰	۴۲۲۴۰۰	۲۷
سیواس بروے ۱۸۹۶ء	۳۲۳۰۸	۹۹۶۱۲۰	۳۱
" " ۱۹۰۶ء	۲۳۹۷۰	۱۰۵۷۵۰۰	۴۴
طرابزون بروے ۱۸۹۶ء	۱۲۰۸۲	۱۰۴۷۷۰۰	۸۷
" " ۱۹۰۶ء	۱۲۵۰۰	۹۴۸۵۰۰	۷۶
میزان (ایشیاء کوچک) ۱۸۹۶ء	۲۰۴۶۱۸	۹۱۲۳۴۳۲	۴۴
" ۱۹۰۶ء	۱۹۳۵۴۰	۹۰۸۹۲۰۰	۴۷
آرمینیا و کردستان:-			
ارض روم بروے ۱۸۹۶ء	۲۹۶۱۴	۶۴۵۷۰۲	۲۲
" " ۱۹۰۶ء	۱۹۱۸۰	۶۴۵۷۰۰	۳۴
معمورۃ العزیز ۱۸۹۶ء	۱۴۶۱۴	۵۷۵۳۱۴	۳۹
" " ۱۹۰۶ء	۱۲۷۰۰	۵۷۵۲۰۰	۴۵
دیار بکر ۱۸۹۶ء	۱۸۰۷۴	۴۷۱۴۶۲	۲۶
" ۱۹۰۶ء	۱۴۴۸۰	۴۷۱۵۰۰	۳۲
* بطلس ۱۸۹۶ء	۱۱۵۲۲	۳۸۸۶۲۵	۳۴
" ۱۹۰۶ء	۱۰۴۲۰	۳۹۸۷۰۰	۳۸
* وان ۱۸۹۶ء	۱۵۴۴۰	۳۷۶۲۹۷	۲۴
" ۱۹۰۶ء			۲۵
میزان (آرمینیا) ۱۸۹۶ء	۸۹۲۶۴	۲۴۵۷۴۰۰	۲۷
" ۱۹۰۶ء	۷۱۹۹۰	۲۴۷۰۹۰۰	۳۴
میسوپوٹیمیا والجزیرہ:-			
موصل ۱۸۹۶ء	۲۹۲۲۰	۳۰۰۲۸۰	۱۰
" ۱۹۰۶ء	۳۵۱۳۰	۳۵۱۲۰۰	۱۰
بغداد ۱۸۹۶ء	۵۴۵۰۳	۸۵۰۰۰۰	۱۵
" ۱۹۰۶ء	۵۴۵۶۰	۶۱۴۰۰۰	۱۱
* بصرہ[ا] ۱۸۹۶ء	۱۶۴۸۲	۲۰۰۰۰۰	۱۲
" ۱۹۰۶ء	۵۳۵۸۰	۴۳۳۰۰۰	۸
میزان (میسوپوٹیمیا) ۱۸۹۶ء	۱۰۰۲۰۵	۱۳۵۰۲۸۰	۱۳
" ۱۹۰۶ء	۱۴۳۲۵۰	۱۳۹۸۲۰۰	۹

[ا] صوبہ بصرہ کے رقبہ میں تقریباً ۳۴ ہزار میل مربع کا جو اضافہ دکھایا گیا ہے ۔ وہ دراصل عرب کے صوبہ نجد والاحسا کا رقبہ ہے جسے حکومت انگریزی اڈیٹہ پہلے سلطنت عثمانیہ میں شامل سمجھنے سے بہت جھگڑتے تھے اور یہی "اضافہ آبادی" کی وجہ ہے ۔ مؤلف

نام ولایت		رقبہ مربع میل میں	آبادی بروے مردم شماری	اوسط آبادی فی مربع میل
سیریا یا شام:-				
حلب	سنہ ۱۸۹۶ء	۳۰۲۰۳	۹۹۳۶۰۴	۳۲
"	سنہ ۱۹۰۶ء	۳۳۴۳۰	۹۹۵۸۰۰	۳۰
متصرفت	سنہ ۱۸۹۶ء	۳۸۶۰۰	۱۰۰۰۰۰	۳
"	سنہ ۱۹۰۶ء	۳۰۱۰۰	۱۰۰۰۰۰	۳
* شام یعنی دمشق	سنہ ۱۸۹۶ء	۲۴۰۰۹	۶۰۴۱۷۰	۲۵
"	سنہ ۱۹۰۶ء	۳۷۰۲۰	۷۱۹۵۰۰	۱۹
* بیروت	سنہ ۱۸۹۶ء	۱۱۷۷۳	۴۰۰۰۰۰	۳۴
"	سنہ ۱۹۰۶ء	۶۱۸۰	۵۳۳۵۰۰	۸۶
متصرفت یروشلیم	سنہ ۱۸۹۶ء	۸۲۲۳	۳۳۹۱۶۹	۴۱
"	سنہ ۱۹۰۶ء	۶۶۰۰	۳۴۱۶۰۰	۵۲
لبنان (اس صوبہ کو مراعات کثیرہ حاصل ہیں)	سنہ ۱۸۹۶ء		۲۲۵۰۰۰	۱۱۱
"	سنہ ۱۹۰۶ء	۱۱۹۰	۲۰۰۰۰۰	۱۶۸
میزان (شام)	سنہ ۱۸۹۶ء	۱۱۵۱۰۸	۲۶۷۶۹۴۳	۲۳
"	سنہ ۱۹۰۶ء	۱۱۴۵۳۰	۲۸۹۰۲۰۰	۲۵
عرب:-				
حجاز (تقریباً)	سنہ ۱۸۹۶ء	۹۶۵۰۰	۳۵۰۰۰۰۰	۳۶
"	سنہ ۱۹۰۶ء	۹۶۵۰۰	۳۰۰۰۰۰	۳
یمن	سنہ ۱۸۹۶ء	۷۷۲۰۰	۲۵۰۰۰۰۰	۳۲
"	سنہ ۱۹۰۶ء	۷۳۸۰۰	۷۵۰۰۰۰	۱۰
میزان (عرب)	سنہ ۱۸۹۶ء	۱۷۳۰۰۰	۶۰۰۰۰۰۰	۳۴
"	سنہ ۱۹۰۶ء	۱۷۰۳۰۰	۱۰۵۰۰۰۰	-
میزان (ایشیا)	سنہ ۱۸۹۶ء	۶۸۲۹۳۱	۲۱۶۰۹۰۵۵	۳۱
"	سنہ ۱۹۰۶ء	-	-	-
افریقہ:-				
طرابلس (تقریباً)	سنہ ۱۸۹۶ء	۳۹۸۷۳۸	۸۰۰۰۰۰	۳
و بنغازی "	سنہ ۱۹۰۶ء	۳۹۸۹۰۰	۵۰۰۰۰۰	۳
میزان (افریقہ)	سنہ ۱۸۹۶ء	۳۹۸۰۳۸	۱۳۰۰۰۰۰	۳
"	سنہ ۱۹۰۶ء	۳۹۸۹۰۰		۳
میزان (سلطنت عثمانیہ)	سنہ ۱۸۹۶ء	۱۱۴۰۵۷۸	۲۷۶۹۴۳۰۰	۲۴
"	سنہ ۱۹۰۶ء	۱۱۵۷۸۶۰	۲۴۰۲۸۹۰۰	۲۱

معلوم ہوتا ہے کہ بعد مردم شماری کے رقبہ آبادی کے الٹ پھیر سے ولایت معمورہ میں جو بیشی ہو گئی تھی وہ جلدی سے کارتھی
صاحب کو دوبھر گذرنے لگی - اور اس کی تلافی ایک گشت قلم سے حجاز و یمن کی آبادی میں یکبارگی پچاس
لاکھ کی کمی کرنے سے کر دی گئی - اب کل صوبہ حجاز کی آبادی ۳ لاکھ بتاتے ہیں - حالانکہ صرف مکہ و مدینہ دو شہروں
کی آبادی اس سے کچھ زیادہ ہی ہے - آپ نے یمن کے میں بھی تھوڑی ہی دست اندازی کی ہے لیکن
پھر بھی اس پر رحم ہی کیا گیا ہے - سنہ ۱۸۹۶ء و سنہ ۱۹۰۶ء کے اعداد میں بدیں مد صرف ۳ ہزار ہی کا فرق
ہے ۔ مؤلف

سلطنت عثمانیہ کی آبادی کی قوموار تفصیل ٹھیک معلوم نہیں۔ یورپ کے اون صوبوں میں جو ترکوں کے براہ راست ماتحت ہیں۔ ترک۔ (خلقندی تاتاری نسل کے) یونانی اور البانی (ارنوط) مساوی تعداد میں بکثرت آباد ہیں۔ اور کل آبادی کا ستر فیصدی ہیں۔ دوسری قومیں جو انمیں آباد ہیں یہ ہیں۔ سروین۔ بلغاری۔ رومانوی۔ ارمنی۔ مگیر (مجر یعنے ہنگرین) خانہ بدوش جپسی۔ یہودی اور سرکیشین۔

ایشیائی ٹرکی میں غالب عنصر ترکی ہے۔ اور ارمنی۔ یہودی۔ یونانی۔ شامیوں۔ کردوں۔ چرکسوں اور بیشمار دیگر قوموں کے علاوہ چالیس لاکھ عرب ہیں۔ قسطنطنیہ کی آبادی مذہب وار سنہ ۱۸۸۵ء کی مردم شماری کی رو سے حسب ذیل ہے:-

مسلمان ۱۰۴۹۰۳۸ - یونانی ۱۴۷۵۵۱ - ارمنی ۱۴۹۵۹۰ - بلغاری ۷۷۳۴۴ - رومن کیتھولک (دیسی) ۶۴۲۴۲ - یونانی لاطینی ۱۵۲۸۲ - پراٹسٹنٹ (دیسی) ۸۱۹ - یہودی ۴۴۳۶۱ - اجنبی ۱۲۹۲۲۳ میزان ۸۷۳۵۶۵ - (سنہ ۱۹۰۷ء کے اڈیشن میں ۱۱۲۵۰۰۰ آبادی درج کیگئی ہے۔ مگر بلا تفصیل۔ مؤلف)

دوسرے بڑے بڑے شہروںکی آبادی تخمیناً حسب ذیل ہے:-

سالونیکا ڈیڑہ لاکھ۔ ایڈریانوپل ۷۰۸۸۶۔ مناسطر ۴۸ ہزار۔ اسقوطر اتیس ہزار۔ جنینیا بیس ہزار۔ سمرنا دو لاکھ۔ دمشق دو لاکھ۔ بغداد ایک لاکھ اسی ہزار۔ حلب ایک لاکھ بیس ہزار۔ ارض روم ساٹھ ہزار۔ قیصریہ ساٹھ ہزار۔ موصل ۵۷ ہزار۔ بروصہ ۷۵ ہزار۔ انگورا تیس ہزار۔ سیواس ۴۳ ہزار۔ مکہ معظمہ ۴۸ ہزار۔ طرابزون ۴۵ ہزار۔ ادنہ ۴۵ ہزار۔ دیاربکر ۴۲ ہزار۔ بروصہ ۷۶ ہزار۔ انگورا تیس ہزار۔ جدہ تیس ہزار۔ یروشلیم ۴۱ ہزار۔ قونیہ ۴۵ ہزار۔ حمص ۲۵ ہزار۔ خانیا پندرہ ہزار۔ طرابلس ۳۰ ہزار۔ (مدینہ منورہ تیس ہزار)

سنہ ۱۹۰۶ء کے اڈیشن کی فہرست حسب ذیل ہے:-

قسطنطنیہ ۱۱۲۵۰۰۰ - سالونیکا ۱۰۵۰۰۰ - آیڈریانوپل یا آدرنہ ۸۱ ہزار - سمرنا ۲۰۱۰۰۰ - بغداد ۱۴۵۰۰۰ - دمشق ۲۲۵۰۰۰ - حلب ۱۲۷۱۵۰ - بیروت ۱۱۸۸۰۰ - بروصہ ۷۶۳۰۳ - قیصریہ ۷۲۰۰۰ - کربلا ۶۵ ہزار - موصل ۶۱ ہزار - مکہ ۶۰ ہزار - مدینہ ۴۸ ہزار - آدنہ یا آطنہ ۴۵ ہزار - قونیہ ۴۴ ہزار (یہاں مولانا جلال الدین رومی کا مدفن ہے) - سیواس ۴۳۱۰۰ - یروشلیم یا قدس ۴۲ ہزار - ارض روم ۳۸۹۰۰ - بطلس ۳۸۸۰۰ - طرابزون ۳۵ ہزار - دیاربکر ۳۴ ہزار۔

صوبہ لبنان پر (جہاں میرونائٹ عیسائی اور ڈروس نیم کافر عرب آباد ہیں) ایک عیسائی متصرف متعین ہے۔ اِس صوبہ کو بہت رعایتیں ملی ہوئی ہیں۔ اور اسکی گورنمنٹ خاص قسم کی ہے۔ اسکی آبادی دو لاکھ پینتالیس ہزار یعنے تقریباً ۱۱۱ کس فی مربع میل شمار کیگئی ہے۔

مذہب اور تعلیم

۱۳ جولائی ۱۸۷۸ء کی عہدنامہ برلن کی رو سے ایشیا اور یوروپ میں جسقدر سلطنت عثمانیہ رہ گئی۔ اسمیں اسکی دو بڑی مذہبی گروہ بتعداد ذیل ہیں مسلمان ایک کروڑ ساٹھ لاکھ اور عیسائی ۵۰ لاکھ۔ ایشیا میں مسلمان نسبتاً بہت آباد ہیں۔ مگر یوروپ میں اونکی آبادی نصف کے قریب ہے مقبوضات عرب و افریقہ میں مسلمانوں کا شمار ستر لاکھ کی قریب اندازہ کیا گیا ہے۔ سلطنت عثمانیہ سات مندرجہ ذیل غیر اسلامی مذاہب کو تسلیم کرتی ہے۔ (۱) لاطینی فرنگی یا کیتھولک جو رومن کیتھولک عقیدہ کے مطابق نماز پڑھتے ہیں۔ وہ جنوا اور وینس کی اون باشندگان کی اولاد ہیں جو قیاصرہ کے وقت اونکی سلطنت میں آکر آباد ہو گئے تھے۔ اس فرقہ میں ارمنی بلغاری اور دیگر اقوام کے رومن کیتھولک بھی شامل ہیں (۲) یونانی (جو کلیسا یونانی کے پیرو ہیں) (۳) ارمنی (جنکا اپنا علیحدہ کلیسا ہے) قسطنطنیہ میں جب اسکو سلطان فاتح ہوا ہی (۴) شامی اور متفقہ خالدی (اس فرقہ کے عیسائی بھی اپنا علیحدہ کلیسا رکھتے ہیں) سنہ ۱۹۰۲ء میں انکو مزید مذہبی مراعات بارگاہ سلطانی سے ملیں (۵) میرونائیٹ عیسائی جنکا بطریق مقام کنوبین واقع جبل لبنان میں رہتا ہے (۶) پراٹسٹنٹ (اس عقیدہ کے زیادہ تر ارمنی لوگ امریکن اور انگریز پادریوں کی کوشش یا پولیٹیکل وجوہات سے معتقد ہو گئے ہیں) (۷) یہودی (از اڈیشن سنہ ۱۹۰۹ء) (۸) شامی و متحدہ خالدی جنکا بطریق موصل میں رہتا ہے (۹) نسطوری یا اسیری عیسائی جنکا بطریق اسیریا (عراق) کے ضلع کو خانیس کے مقام مارشیموں میں رہتا ہے۔ ان سات قوں مذہبی فرقوں کو سلطنت عثمانیہ نے اپنی بے نظیر بے تعصبی سے اپنی اپنی مذہبی حکومت عطا کر رکھی ہے۔ بنابریں یونانیوں اور ارمنیوں کے بشپوں اور بطریقوں اور یہودیوں کی حاخام باشی (یعنی بڑی پادری) کو بڑا اقتدار حاصل ہے مسلمان شیخ الاسلام کے تابع ہیں۔ اونکو عہدے موروثی ہیں۔ اور صرف شہنشاہی فرمان کے رو سے موقوف ہو سکتے ہیں۔ مگر جس طرح کہ عیسائیوں میں پادریوں کا ایک علیحدہ فرقہ قائم ہو گیا ہے کہ اونکی سوا کوئی مذہبی عبادت کوئی ادا نہیں کرا سکتا۔ اس طرح سے مسلمانوں میں اوسکا وجود موجود نہیں۔ انمیں نہ صرف عہدہ داران سلطنت ہی عبادت کو مراسم بجا لا سکتے ہیں۔ بلکہ ہر ایک مسلمان امام ہو سکتا ہے۔ اور قرآن شریف کی آیات پڑھ سکتا ہے چونکہ قرآن کریم مذہبی راہنما ہونیکے ساتھ ہی مجموعہ قوانین اور سند حقوق العباد بھی ہے۔ اس لئے خادمان مذہبی اور مفسران و شارحین قانون میں بڑا گہرا تعلق ہے۔

قرآن شریف اور ملتقی حصول التعلیم کا بہت شوق دلاتے ہیں۔ بنابریں ٹرکی کے تقریباً تمام قصبات میں عرصہ سے مدارس جاری ہیں۔ اور بڑی بڑی مساجد کے ساتھ کالج اور کتب خانہ قائم ہیں۔ مگر ان درسگاہوں میں جو تعلیم دیجاتی ہے وہ کسیقدر محدود ہے۔

(از اڈیشن سنہ ۱۹۰۹ء) قسطنطنیہ کے آدھے مستقل باشندے مسلمان ہیں۔ اور باقی نصف عموماً یونانی

ارمنی - یہودی - دیسی رومن کیتھولک اور یونانی لاطینی المذہب - ان مستقل باشندوں کے علاوہ مختلف پیشہ ور ممالک غیر کے بھی بہ تعداد کثیر آباد ہیں - مجمع الجزائر کے ترکی جزیروں کے باشندے عموماً عیسائی ہیں یعنے ۲۹۶۴۰۰ عیسائی ہیں اور صرف ۴۷۲۰۰ مسلمان - ایشیائی ٹرکی کے مختلف حصص کی مردم شماری بروے مذہب حسب ذیل ہے :- ایشیاے کوچک - مسلمان ۱۱۷۹۹۰۰ - ارمنی ۵۷۶۲۰۰ - دیگر عیسائی ۹۷۲۳۰۰ - یہودی وغیرہ ۱۸۴۶۰۰ - **آرمینیا** - مسلمان ۱۷۹۵۸۰۰ - ارمنی ۴۸۰۷۰۰ - دیگر عیسائی ۱۶۵۲۰۰ - یہودی وغیرہ ۳۰۷۰۰ - ارمنی ۹۴ ہزار - صوبہ حلب - مسلمان ۷۹۲۵۰۰ - ارمنی ۴۹ ہزار - دیگر عیسائی ۱۳۴۳۰۰ - یہودی ۲۰ ہزار - صوبہ بیروت - مسلمان ۲۳۰۲۰۰ - ارمنی ۹۱۰۰ - دیگر عیسائی ۱۶۰۴۰۰ - یہودی وغیرہ ۱۳۶۹۰۰ - صوبہ لبنان - مسلمان ۳۰۴۰۰ - عیسائی ۳۱۹۳۰۰ - یہودی وغیرہ ۴۹۸۰۰ -

سلطنت عثمانیہ میں[1] مساجد کی تعداد ۲۱۲۰۰ اور صرف قسطنطنیہ میں ۳۷۹ ہے - اماموں کی تعداد ۱۱۶۰۰ ہے مساجد کے ساتھ ۱۷۸۰۰ ابتدائی مکاتب ہیں جنمیں تعلیم مفت ملتی ہے - اوقاف (مساجد و خانقاہیں وغیرہ) کی غیر سرکاری آمدنی ۱۸۷۷ء کی جنگ سے پہلے تین کروڑ دو لاکھ پیاسٹر یعنے دو لاکھ ۱۸ ہزار پونڈ انگریزی سالانہ تھی - مگر اب وہ دو کروڑ پیاسٹر یا ایک لاکھ ۶۶ ہزار پونڈ رہگئی ہے - اُنکا خرچ ایک کروڑ پچاس لاکھ پیاسٹر (سوا لاکھ پونڈ) شمار کیا گیا ہے - شیخ الاسلام کا وظیفہ جو ستر لاکھ ۳۱ ہزار ۵ سو ۲۰ پیاسٹر (۵۹ ہزار پونڈ) ہے - اور مفتیوں اور نائبین کے وظائف جو ۸۰ لاکھ ۸۶ ہزار ۶ سو ۴۰ پیاسٹر (۶۶ ہزار پونڈ) ہیں - سرکاری خزانہ سے ادا ہوتے ہیں - اوقاف کو زیادہ تر آمدنی اون غیر منقولہ جایدادوں کی فروخت سے حاصل ہوتی ہے جو اونکو ہبہ کیجاتی ہیں - اور وقف کہلاتی ہیں سلطنت کے تمام شہروں کی متعلقہ جایداد کا تقریباً ۳/۴ حصہ اوقاف کی ملکیت ہے - اس قسم کی جایداد کے خریدار اوقاف کو ایک نام نہاد سالانہ لگان ادا کرتے ہیں لیکن اگر وہ لاولد مرجائیں تو جایداد پھر اوقاف کا ملک ہوجاتی ہے -

سنہ ۱۸۸۰ء[2] میں سرکاری خزانہ سے اوقاف کو ۶۹۱۰۳۴۰ پیاسٹر (۵۷ ہزار پونڈ) دیئے گئے - اوسی سال میں سرکاری خزانہ سے مذہبی مقاصد پر مندرجہ ذیل رقوم خرچ ہوئیں -

(۱) حاجیان مکہ معظمہ اور سالانہ تحایف پر جو بیت اللہ شریف کو بھیجی جاتی ہیں ۳۱۳۹۵۲۹ پیاستر

---

[1] ان مساجد سے مولف کی مراد جامع مساجد سے ہوگی - کیونکہ اماموں ہی کی تعداد بتا رہی ہے کہ کل مساجد کا شمارہ ۲۱۲۰۰ سے بدرجہا زیادہ ہے

[2] ۱۸۸۰ء کے اعداد دینے کی یہ وجہ بتلائی گئی ہے کہ اس کے بعد کوئی باقاعدہ موازنہ تیار نہیں ہوا اگر یہ بالکل لغویات ہے البتہ یہ ممکن ہے کہ اوس سال کے بعد موازنے عام طور پر شایع نہ کئے گئے ہوں مترجم ۱۲

(۰۰۰‚۹۰۰‚۱ پونڈ) (۲) درس و تدریس کلام اللہ پر ۳۹۵‚۴۷‚۱۳ پیاستر (۰۰۰‚۱۰۶ پونڈ) (۳) تکیوں یا خانقاہوں[۱] کو امداد ۶۲۵۰‚۷۷ پیاستر (۶۵۰۰ پونڈ)۔

(از اڈیشن ۱۹۰۶ء) سلطنت عثمانیہ میں ابتدائی تعلیم قانوناً ہر ہمیہ پر لازمی ہے۔ لڑکوں کے لئے ۷ اور ۱۱ سال کی عمر کے درمیان اور لڑکیوں کے لئے ۶ سے لیکر دس سال کی عمر تک لازمی تعلیم کا نصاب یہ ہے۔ ترکی زبان۔ قرآن۔ حساب۔ تاریخ جغرافیہ اور مختلف دستکاریاں۔ مگر چونکہ مذہبی اور دنیاوی دونوں قسم کی تعلیم مسلمان مولویوں اور اماموں کی تحویل میں ہے۔ وہ کوئی عملی وقعت نہیں رکھتی۔ ۱۱ سے ۱۶ سال تک کی تعلیم مزید کے علاوہ فرنچ زبان۔ اقلیدس اور علم کیمیا و طبعیات کی مختلف شاخیں پڑھائی جاتی ہیں ہر قسم کے تقریباً ۳۶۲۳۰ مدارس سلطنت میں ہیں جنکی طلبا کا شمار ۱۳۳۱۲۰۰ ہے۔ یعنی بڑی مردم شماری ہر چوبیس باشندوں پیچھے ایک طالب العلم ہے۔ سنہ ۱۹۰۰ء میں ایک فرمان شاہی صادر ہوا کہ قسطنطنیہ میں ایک عالیشان یونیورسٹی قایم کیجائے۔ اور اوسمیں۔ فقہ و علوم اسلام۔ ریاضی۔ فلسفہ۔ قانون و طب وغیرہ وغیرہ مضامین کے ۴۰ پروفیسر رکھے جائیں۔ لیکن سنہ ۱۹۰۵ء تک یہ تجویز ابھی کاغذ تک ہی محدود تھی۔ قوہ سے فعل میں نہ آئی تھی۔ سلطانی مدرسہ طبیہ باسفرس کے ایشیائی ساحل پر قصبہ سکودرا میں ایک عالیشان موقعہ پر واقع ہے۔ ایک سلطانی مدرسہ صنعت و حرفت بھی قسطنطنیہ میں موجود ہے۔ نیز یونانیوں کا ایک قدیم مدرسہ اعظم جسمیں چار سو طلبا ہیں اور ایک یونانی مذہبی درسگاہ معہ اتنی طلبا کے۔ مسجدیں و مذہبی مکاتب۔ مدارس اوقاف۔ اور غیر مسلم درسگاہوں کے علاوہ کل سلطنت میں ۳۰ جون سنہ ۱۹۰۶ء کو ۱۴۲۰۵ ابتدائی مکتب اور ۴۸۳ ہائی سکول سرکاری خرچ سے موجود تھے۔ جسمیں ۳۳ ہزار معلم اور تقریباً ۲ لاکھ متعلم تھے۔ اور انکا سالانہ خرچ ۱۳ کروڑ قرش تھا۔

صیغۂ مالگزاری[۲] سلطنت عثمانیہ کی کمیٹی موازنہ نے سال از ابتدائے مارچ ۱۸۸۸ء لغایت مارچ ۱۸۸۹ء کی آمدنی ایک کروڑ پچاس لاکھ پونڈ ترکی اور خرچ دو کروڑ چودہ لاکھ پونڈ ترکی ظاہر کیا

۱؎ مسٹر سکاٹ کلٹی نے نہ صرف سالانہ تحایف کی بابت ہی کم لکھی ہے بلکہ کل اوقاف کی آمدنی بھی بقدر تھوڑی بتائی ہے کہ اوسکے اعداد درست ماننے میں تشکک پڑتا ہے۔ مسٹر بلنٹ صرف اس سالانہ رقم کی مقدار جو مد اوقاف صرف خاص اور خزانہ عامرہ سے حجاز کو روانہ کی جاتی ہے۔ اپنی کتاب فیوچر آف اسلام (آئندہ اسلام) کا زمانہ ہشتہ بال ہر کے صفحہ ۱۰ پر پانچ لاکھ پونڈ لکھتے ہیں اور مسٹر سکاٹ معاوقات کی کل آمدنی بڑگو اسکا غیر سرکاری حصہ بتایا گیا ہے) ایک لاکھ ۶۶ ہزار پونڈ اور سرکاری تحایف کی بابت ایک لاکھ نو ہزار پونڈ بتلاتے ہیں۔ ان دو نو صاحبوں میں سے بہر حال ایک نے صحیح نہیں لکھا۔ مترجم ۱۲

۲؎ سلطنت کے مالی انتظام اور قرضوں کی تعداد سود وغیرہ کے متعلق واقعات دوم میں مفصل بحث مندرج ہے۔

(مشبین)

یعنے ۲۹ لاکھ پونڈ خسارہ ہوا۔ سنہ ۱۸۹۰-۹۱ء کے خسارہ کا اندازہ ستر لاکھ پونڈ ترکی کیا گیا جسکو موازنہ میں اسطرح سے دور کیا گیا کہ صیغہ جنگ کا خرچ ساڑھے پانچ لاکھ پونڈ محکمہ توپ کا خرچ ۸ لاکھ پونڈ اور دوسرے محکموں کے اخراجات کے بجٹ (مکانونی) ۵ فیصدی کم کر دیئے گئے۔ اور مقدم قرضوں اور دوسرے قرضجات کو چار فیصدی سود کے تمسکوں میں بدل دیا گیا۔

رانہ اڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء ترکی حکومت آمدنی و خرچ کا نہ بجٹ شایع کرتی ہے نہ واقعی حساب کتاب۔ (یہہ محض غلط ہے۔ اسی کتاب کے آخر میں ایک سال کا باقاعدہ بجٹ درج ہے۔ مؤلف) آمدنی محاصل عشر محاصل ارضی و جایداد محصول پرمٹ اجارہ نمکی فیسوں۔ اور بعض دیگر ذرایع سے حاصل ہوتی ہے۔ اور خرچ کی بڑی مدیں فوجی مصارف اور قومی قرضہ کے واجبات ہیں۔ سنہ ۱۸۹۷-۹۸ء میں ایک کروڑ ۸۵ لاکھ ۱۱ ہزار ترکی پونڈ آمدنی ہوئی اور ایک کروڑ ۸۴ لاکھ ۳۰ ہزار پونڈ خرچ ہوئے۔

سلطنت عثمانیہ کی بتدریج مقروضی مندرجہ ذیل جدول سے ظاہر ہو جائے گی:۔

سنہ اجراء قرضہ	اصلی مقدار قرضہ	شرح سود جس پر قرض لیا گیا	وصول فیصدی	اب اس قرضہ کی کیا حیثیت ہے	کس سے اور کس مقصد کے لئے قرضہ لیا گیا
سنہ ۱۸۵۴ء	پچاس لاکھ پونڈ	۶ فیصدی	۸۵	سنہ ۱۸۹۴ء میں ۳½ فیصدی سود کے قرضہ سے متبدل کیا گیا۔	لنڈن کے ساہوکاروں ڈنٹ پالمر کمپنی سے جنگ کریمیا کے اخراجات ادا کرنے کے لئے خراج مصر کی کفالت پر لیا گیا اور سالانہ اقساط سے سنہ ۱۸۸۹ء تک بیباق کر دینے کا اقرار ہوا۔
سنہ ۱۸۵۵ء	پچاس لاکھ پونڈ	۴ فیصدی	۱۰۲½	بدستور سابقہ حیثیت میں ہے کسی قدر شکل میں تبدیل نہیں کیا گیا سالانہ خراج قبرص [illegible] ادا کیا جاتا ہے [illegible] لاکھ پونڈ ہوا تھا کیونکہ ٹرکی کی ساکھ اس وقت اچھی تھی [illegible] ۵ لاکھ [illegible]	یہ دوسرا قرضہ فرانس و انگلستان کی ضمانت پر لیا گیا اور پہلے قرضہ سے بچا ہوا حصہ خراج مصر کا اور شام کا محصول درآمد مکفول کیا گیا۔ اور سالانہ اقساط سے اگست سنہ ۱۹۰۰ء میں بیباق ہو جائے گا۔

ٹ جو وقت کوئی سلطنت قرضہ لینا چاہتی ہے تو وہ اپنی ملک کے سکہ میں سو یا پانسو یا ہزار ہزار کے تمسک یا پرامیسری نوٹ جاری کرتی ہے جنکو متمول لوگ یا ساہوکار خرید لیتے ہیں اور جیسی اوس سلطنت کی ساکھ ہو ویسا ہی اِن نوٹوں کا نرخ کم و بیش ہوتا ہے۔ اچھی ساکھ ہو تو سو کا نوٹ ایک سو دس ایک سو پندرہ تک بک جاتا ہے۔ ساکھ بُری ہو تو پچاس کو بھی کوئی نہیں پوچھتا۔ مترجم

سنہ قرضہ	اصلی مقدار قرضہ کی	شرح سود فی صد	نرخ اجرا فیصدی	اب اس قرضہ کی کیا حیثیت ہے	کس سے اور کس مقصد کے لئے قرضہ لیا گیا
سنہ ۱۸۵۸ء	پچاس لاکھ پونڈ یہ قرضہ سنہ ۱۸۹۸ء میں بیباق ہو گیا۔	۶ فیصدی	۸۵	سنہ ۱۸۸۱ء میں جب بیرونی قرضہ کا انتظام ہو کر اوسکی تمام گھٹائی جاکر اوسکو چار شقوں میں تقسیم کیا گیا تو یہ قرضہ شق الف[1] میں داخل کر دیا گیا بابت بقایا اقساط کیا گیا تھا اوسوقت اوسکو سالانہ اقساط میں سنہ ۱۸۹۳ء تک ادا کرنیکا اقرار ہوا تھا۔ مگر اب انتظام ہی نیا ہو گیا ہے۔	یہ تیسرا قرضہ ڈونٹ پالمر کمپنی اور عثمانیہ بنک سے قسطنطنیہ کے محصول ... امداد اور آمدنی چنگی کی کفالت پر دو دفعہ کر کے یعنی سنہ ۱۸۵۸ء میں تیس لاکھ (منفی ۱۵ فیصدی) سنہ ۱۸۵۹ء میں بیس لاکھ پونڈ (منفی ۱۵ فیصدی) لیا گیا تھا۔
سنہ ۱۸۶۰ء	۲۰۳۷۲۴۰	۶ فیصدی	۶۲½	سنہ ۱۸۸۱ء میں شق ب میں داخل کیا گیا۔	یہ چوتھا قرضہ پیرس کے ساہوکار مانشیو میری کی معرفت سلطنت کی آمدنی محصول ... امداد اور دیگر مدات کی کفالت پر لیا گیا۔ ارادہ تو ایک کروڑ ۶۰ لاکھ پونڈ قرض لینے کا تھا مگر ۶۲½ فیصدی پر بھی صرف ۲۰۳۷۲۴۰ پونڈ کی تمسکات فروخت ہوئے۔
سنہ ۱۸۶۲ء	۸۰ لاکھ پونڈ یہ قرضہ سنہ ۱۸۹۸ء میں بیباق ہو گیا ہے۔	۶ فیصدی	۶۸	سنہ ۱۸۸۱ء میں شق الف میں داخل کیا گیا۔	یہ پانچواں قرضہ عثمانیہ بنک اور پیرس کے ساہوکاران مسیئر ڈیوڈ کی معرفت محاصل نمک اسٹامپ تمباکو اور عام آمدنی کی کفالت پر لیا گیا۔
سنہ ۶۴-۱۸۶۳ء	۸۰ لاکھ پونڈ	۶ فیصدی	۷۲	سنہ ۱۸۸۱ء میں شق ب میں داخل کیا گیا	یہ قرضہ عثمانیہ بنک کی معرفت سرکاری آمدنیوں اور عشرات کی کفالت پر لیا گیا۔
سنہ ۱۸۶۵ء	ساٹھ لاکھ پونڈ	فیصدی	۶۵½	سنہ ۱۸۸۱ء میں شق ج میں داخل کیا گیا۔	عثمانیہ بنک کی معرفت رومیلیا اور مجمع الجزائر کے محصول گوسفندان اور [illegible] کی پیداوار معادن کی کفالت پر لیا گیا۔

[1] مجتمع قرضہ کی شق الف سنہ ۱۸۹۸ء میں بیباق ہو گی۔ اور چند سال تک باقی تینوں شقوں کا حساب جدا جدا رہا۔ مگر سنہ ۱۹۰۲-۳ء میں جب تیسری قرضہ کی مکرر تجدید ہوئی تو یہ تینوں شقیں باہم ملا دی گئیں اور انکی مجموعی رقم بقایا ایک مستقل رقم قرضہ قرار دی گئی۔

Acc/No. 8957 dt 3.2.1973

National Library Calcutta-27.

سنہ اجرائے قرضہ	اصلی مقدار قرضہ	شرح سود	وصول فیصدی	اب اس قرضہ کی کیا حیثیت ہے	کس سے اور کس مقصد کیلئے قرض لیا گیا
سنہ ۱۸۶۵ء	۳۶۳۶۳۳۶۳ پونڈ	۵ فیصدی	۷۴ ½	سنہ ۱۸۸۱ء میں شق ج میں داخل کیا گیا	یہ قرضہ بظاہر اندرونی قرضوں کے اجتماع و تبادلہ کے لئے پیرس اور لنڈن کے چند نامی بنکوں سے لیا گیا۔
سنہ ۱۸۶۷ء	پچاس لاکھ پونڈ	۶	۶۵ ½	ایضاً	پیرس کی سوسائیٹی ڈی جنرل اور میسرز لوئیس کوہین و لپسر اور لنڈن کی ساہوکاران ڈنٹ پالمر کمپنی سے مختلف موجودہ و
سنہ ۱۸۶۹ء	۲۴۰۰۰۰۰ پونڈ	-	-	اکتوبر سنہ ۱۸۷۳ء میں بیباق کیا گیا۔	مستقبلہ محاصل و عشرات کی کفالت پر قرض لیا گیا۔
سنہ ۱۸۶۹ء	۲۳۱۷۷۲۳۴ پونڈ	۶ فیصدی	۶۰ ½	سنہ ۱۸۸۱ء میں شق ج میں داخل کیا گیا	ایضاً
سنہ ۱۸۷۰-۷۲ء	۳۱۶۸۰۰۰۰ پونڈ	۳ فیصدی	۴۵	سنہ ۱۸۸۱ء میں شق د میں داخل کیا گیا	مطابق قرضہ ثانی سنہ ۱۸۶۵ء
سنہ ۱۸۷۱ء	۵۰۰۰۰۰۰ پونڈ	۶	۷۳	سنہ ۱۸۹۳ء میں ۳½ فیصدی سود کے قرضہ میں تبدیل کیا گیا۔	خراج مصر کی کفالت پر لیا گیا
سنہ ۱۸۷۲ء	۱۱۲۲۶۳۰۰ پونڈ	۹	۹۸ ½	سنہ ۱۸۸۱ء میں قرضہ شق ب میں داخل کیا گیا	یہ قرضہ اگست سنہ ۱۸۷۲ء میں لنڈن کے میسرز رافیل و پسران کی معرفت سابقہ قرضوں میں مکفول شدہ محاصل کی ضمانت پر جاری کیا گیا۔ اور اوسکی تمسکداران کے لئے یہ خاص رعایت کیگئی کہ وہ پانسو پچاس پونڈ کی تمسکوں کو پانچ فیصدی سود والے عام قرضہ مجریہ سنہ ۱۸۶۵ء و ۱۸۶۷ء کی ایکہزار پونڈ کے مالیتی تمسکات سے بدل سکیں گے۔
سنہ ۱۸۷۳ء	۳۲۰۰۰۰۰۰ پونڈ	۶	۵۸ ½	سنہ ۱۸۸۱ء میں شق ج میں داخل کیا گیا	یہ قرضہ ستمبر سنہ ۱۸۷۳ء میں جاری کیا گیا۔ مگر اوسوقت اوسکا چھٹا حصہ بھی نہ بکا۔

سنہ اجراء قرضہ	اصلی مقدار قرضہ	سود فیصدی	وصول فیصدی	اب کیا حیثیت ہے	کس سے اور کیوں لیا گیا
سنہ ۱۸۷۳ء	چار کروڑ پونڈ	۵	۴۳ ½	سنہ ۱۸۸۱ء میں شق دوم میں داخل کیا گیا	سنہ ۱۸۶۹ء کی قرضہ ثانی کی طرح اجتماع و تبادلہ قرضہ اندرونی کے لئے لیا گیا۔ اور اسکا مع قرضہ سنہ ۱۸۶۵ء و سنہ ۱۸۷۰ء "عام قرضہ سلطنت عثمانیہ" نام رکھا گیا۔
سنہ ۱۸۷۷ء	۵۰ لاکھ پونڈ	۵	۵۲	سنہ ۱۸۹۱ء میں چار فیصدی سود کی قرضہ میں متبدل کیا گیا	یہ قرضہ غلاٹا کے سوداگروں سے خراج مصر کی کفالت پر حفاظت ملک کے لئے لیا گیا۔
سنہ ۱۸۷۸ء	۲،۴۳،۷۳۰ پونڈ	ایضاً	ایضاً	سنہ ۱۸۹۰ء میں ۴ فیصدی سود کے قرضہ میں متبدل کیا گیا۔	یہ قرضہ پہلی محاصل درآمد کی کفالت پر غلاٹا کے سوداگروں کی قرضوں کی اجتماع کے لئے لیا گیا مگر جب سنہ ۱۸۸۱ء میں بیرونی قرضوں کا انتظام ہوا تو اس قرضہ کو دین مقدم قرار دیکر پیداوار مکفولہ پر عاید کر دیا۔ چنانچہ کمیٹی انتظام قرضہ غلاٹا کے سوداگروں کو مدات مکفولہ کی آمدنی سے سب سے اول ۵۳۶۳۶۳ پونڈ بابت سود و اصل کی خبر دہی ادائیگی کے سالانہ ادا کرتی ہے۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں انکا قرضہ بیباق ہو جائیگا۔

جدول قرضجات جدید بعد انتظام سنہ ۱۸۸۱ء

سنہ اجراء	تعداد قرضہ	شرح سود فیصدی	اب کیا حیثیت ہے	کس لئے لیا گیا
سنہ ۱۸۸۵ء	۹۳۰۰۰۰ پونڈ	۷	بدستور قائم ہے[1]	تعمیر ریلوے کے لئے کیا گیا
سنہ ۱۸۸۶ء	۵۹،۰۹،۰۸۰ پونڈ	۵	ایضاً[2]	عثمانیہ بنک کا تقریباً ۴۵ لاکھ پونڈ دستگردان قرضہ ادا کرنے اور خزانہ عامرہ کے لئے روپیہ حاصل کرنیکے واسطے قرض لیا گیا
سنہ ۱۸۸۷ء	۱۵ لاکھ پونڈ	۵	ایضاً[3]	یہ اداسے پہلا قرضہ غلاٹا کی قرضہ کیطرح دین مقدم ہے اس کا سود علاوہ اصل رقوم کے ایک فیصدی سالانہ ادا کیجاتی ہے جو اسکی استہلاک فنڈ اعانت کیلئے ہیں۔

۱؎ سنہ ۱۸۹۶ء کے قرضہ میں بیباق کیا گیا ۲؎ سنہ ۱۹۰۲ء میں جدید قرضہ کی صورت میں کمتر شرح سود پر بدلا گیا۔
۳؎ سنہ ۱۹۰۳ء میں جدید قرضہ کیصورت میں جسکا سود نسبتاً ہلکا ہے بدلا گیا۔

سنہ اجرا	تعداد قرضہ	شرح سود فیصدی	اب کیا حیثیت ہے	کس لئے لیا گیا
سنہ ۱۸۹۰ء	۴۷۵۵۰۰۰ پونڈ	۴	ایضاً	برائے اجتماع قرضہ سابقہ موسومہ دوائر بہ ماہیہ
سنہ ۱۸۹۰ء	۷۸۲۷۴۴۰ پونڈ	۴	ایضاً	برائے تبادلہ قرضہ سنہ ۱۸۷۳ء
سنہ ۱۸۹۱ء	۶۳۱۶۹۲۰ پونڈ	۴	ایضاً	برائے تبادلہ قرضہ سنہ ۱۸۷۷ء
سنہ ۱۸۹۳ء	۹۰۰۰۰۰ پونڈ	۴	ایضاً	تمباکو کمپنی کو دینے کے لئے
سنہ ۱۸۹۴ء	۸۲۱۲۳۴۰ پونڈ	۳½	ایضاً	برائے تبادلہ قرضہ سنہ ۱۸۵۴ء و ۱۸۷۱ء
سنہ ۱۸۹۴ء	۱۶۰۰۰۰۰ پونڈ	۴	ایضاً	تعمیر ریلوے

(انر اڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) سنہ ۱۸۹۴ء کے آخری قرضہ سولہ لاکھ پونڈ کے بعد حسب ذیل قرضے لئے گئے۔

سنہ اجرا	رقم قرضہ	شرح سود فیصدی	اب کیا حیثیت ہے	کس لئے لیا گیا
سنہ ۱۸۹۶ء	۲۹۷۵۰۰۰ پونڈ	۵ فیصدی	قایم ہے	مالی اخراجات کے لئے
سنہ ۱۹۰۱ء	۱۱۴۰۰۰۰ پونڈ	"	سنہ ۱۹۰۳ء میں نئے قرضہ سے بدلا گیا	ایضاً
سنہ ۱۹۰۲ء	۷۸۱۸۲۰۰ پونڈ	۴ فیصدی	قایم ہے	چند سابقہ قرضوں کی تبدیلی و ادائگی کے لئے
سنہ ۱۹۰۳ء	۲۴۰۰۰۰۰ پونڈ	۴ "	"	" "
سنہ ۱۹۰۳ء	۲۹۷۶۲۵۲۰ پونڈ	۴ "	"	بعض قرضوں کی شرح سود کی ابقایا کو یکجا جمع کرکے نیا قرضہ قرار دیا گیا۔
سنہ ۱۹۰۳ء	۲۴۴۴۴۴۴ پونڈ	۴ "	"	چند سابقہ قرضوں کی تبدیلی و تجدید کے لئے۔

سنہ ۱۸۵۴ء و ۱۸۷۱ء و ۱۸۷۷ء کے قرضوں میں مصری خراج مکفول تھا۔ اور سنہ ۱۸۷۸ء کے قرضہ میں جو غلاطا کے ساہوکاروں کے قرضوں کی اجتماع و یکجا کرنے کے لئے جاری کیا گیا تھا پہلے محاصل درآمد مکفول تھے۔ مگر بعد میں اوسکو اون بالواسطہ محاصل پر جو تمسکداران قرضہ بیرونی کو تفویض کئے گئے عاید کیا گیا۔ سنہ ۱۸۸۵ء کا قرضہ فرانس و انگلستان کی ضمانت پر ہے اور سنہ ۱۸۶۹ء کا قرضہ تعدادی ۲۴۸۰۰۰۰ پونڈ اکتوبر سنہ ۱۸۷۳ء میں بیباق کیا گیا۔ عثمانیہ گورنمنٹ نے قرضوں کے سود[1] وصل کی ادائگی کے ناقابل ہونے کی وجہ سے اپنے قرضخواہوں سے جدید انتظام کیا جو بروے

[1] عثمانیہ گورنمنٹ نے ۶۔ اکتوبر سنہ ۱۸۷۵ء کو حکم نافذ کیا تھا۔ کہ کچھ عرصہ کے لئے مقررہ سود کا نصف ادا کیا جاویگا مگر نصف سود بھی تاریخہائے مقررہ پر ادا نہ کیا گیا۔ بلکہ ۹ جولائی سنہ ۱۸۷۶ء کو دوسرا فرمان جاری کیا گیا۔ کہ جبتک سلطنت کی اندرونی حالت درست نہ ہولے"۔ تب تک سود مطلقاً ادا نہیں کیا جاویگا۔ اس فرمان سے زر پرست یورپ میں جو تہلکہ برپا ہو گیا وہ کسی توضیح کا محتاج نہیں۔ مقصہ مختصر ۱۳۔ اگست سنہ ۱۸۷۶ء کو اعلیحضرت خلیفۃ المسلمین تخت نشین ہوئے تو سلطنت بالکل دیوالیہ ہو رہی تھی۔ مترجم ۱۲

فرمان شاہی مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۸۸۱ء منظور ہو گیا۔ اس وقت جسقدر قرضے غیر مودی تھے (ریاست تشناء اون کے جنکا جدول میں ذکر کر دیا گیا ہے) اونکو معہ سود کے بقایوں کے بہت کچھ گھٹا کر چار سلسلوں یا شقوں موسومہ الف۔ ب ج و د میں تقسیم کر دیا گیا۔ قسطنطنیہ میں انتظام قرضہ و سود کے لئے ایک کونسل قایم کیگئی۔ اور تمسکداروں کو سود و اصل کی جزو ادا کرنے کے لئے محاصل آبکاری۔ بلگیریا، مشرقی رومیلیا اور قبرص کا خراج اور ایرانی تمباکو کی محصول کی آمدنی اوسکو تفویض کیگئی۔ ان آمدنیوں میں سے ۱۸۷۷ء کے قرضہ کے ۵ فیصدی سود اور اصل کی جزوی ادائیگی کے لئے بائیس برس تک ۵۳۲۳۶۳ پونڈ کی رقم پہلے وضع کر لئے جانے کا اقرار ہوا۔ اور باقیماندہ آمدنی کے لئے یہ قرار پایا کہ وہ قرضوں کے چاروں سلسلوں کے کام آئے۔ اس کا ⅘ حصہ سود کی ادائیگی میں خرچ ہو اور ⅕ حصہ اصل کے ادا کرنے میں۔ سود چار فیصدی سے کبھی زیادہ ادا نہ کیا جاوے۔ اور اگر مدات مکفولہ کی آمدنی اسقدر بڑھ جائے کہ وہ زیادہ سے زیادہ شرح سود یعنے چار فیصدی اور زیادہ سے زیادہ سالانہ شرح بیباقی قرضہ یعنے ایک فیصدی جملہ ۵ فیصدی سے بڑھ جاوے تو فاضل رقم عثمانیہ گورنمنٹ کو ادا کر دیجاوے۔ اس مجلس نے تخفیف شدہ مقدار قرضہ کو شق ہائے الف۔ ب۔ ج و د کے تمسکوں میں ۲۰ نومبر ۱۸۸۴ء کو جاری کیا۔ اور تبادلہ کی یہ کارروائی ۱۳ مئی ۱۸۸۸ء کو بند کیگئی۔ جس تاریخ کو ۸۵۹۹۰۴ پونڈ کے تمسکات جو پیش نہ کئے جانے کی وجہ سے منسوخ کئے گئے۔ اور فقط ۱۲۲۹ پونڈ کے تمسکات نہ بدلے گئے۔ اس کونسل میں اسوقت سات ممبر ہیں جو انگلستان۔ فرانس۔ جرمنی۔ آسٹریا۔ اٹلی کے تمسکداروں اور نیز عثمانیہ تمسکداروں و غلاطہ کے ساہوکاروں کی طرف سے جو دین مقدم کے قرضخواہ ہیں نامزد ہوتے ہیں۔ انگلستان کے تمسکداروں کا نائب ہالینڈ اور بلجیم کے تمسکداروں کی بھی نیابت کرتا ہے۔ انکے علاوہ عثمانیہ گورنمنٹ کیجانب سے ایک امپیریل کمشنر کونسل کے اجلاسوں میں شریک ہوتا ہے مگر وہ مباحثوں میں فقط مشورہ دیسکتا ہے رائے دینے کا اختیار نہیں رکھتا۔ فرانس اور انگلستان کے ممبر باری باری پریسیڈنٹ ہوتے ہیں۔ سود اور اصل کی جزوی ادائیگی سال میں دو دفعہ ۱۳ مارچ اور ۱۳ ستمبر کو عمل میں آتی ہے۔ اب تک سود فقط ایک فیصدی[1] کے حساب سے تقسیم ہوتا ہے مگر ریزرو فنڈ میں ۳۰۸۲۶۰[2] پونڈ جمع ہو چکے ہیں۔ کونسل انتظام قرضہ سوائے اون قرضوں کے جنمیں مصری خراج مکفول ہے اور ۱۸۸۵ء کی قرضہ ضمانتی اور ۱۸۸۶ء کے قرضہ کے جسمیں محاصل مدات مکفول ہیں۔ اور ۱۸۹۳ء کے (نو لاکھ پونڈ کے) قرضہ تنباکیہ کو اور سب ترکی قرضوں کا اب انتظام و اہتمام کرتی ہے۔ (جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے شق الف کی دستاویزات ۹۹-۱۸۹۸ء میں بیباق ہو گئیں اور شق ہائے ب ج د کی ۰۳-۱۹۰۲ء میں یکجا کر کے نئے قرضہ کی صورت میں بدل دی گئیں۔ اس تبادلہ سے سلطنت کو کئی لاکھ پونڈ کی بچت ہو گئی)۔

---

[1] ۱۹۰۲ء سے بشرح ۱۹ فیصدی ادا ہو رہا ہے [2] اب اس فنڈ میں ۱۳۳۰۶۷۵ پونڈ جمع ہیں +

کونسل انتظام قرضہ کو مدات مکفولہ سے بعد وضع خرچ جو خالص آمدنی ہوئی وہ حسب ذیل ہے:۔

	پونڈ		پونڈ
سنہ ۱۸۸۵-۸۶ء	۱۷۰۲۹۳۸	سنہ ۱۸۸۶-۸۷ء	۱۶۰۴۳۷۷
سنہ ۱۸۸۷-۸۸ء	۱۶۵۹۸۸۹	سنہ ۱۸۸۸-۸۹ء	۱۷۳۲۵۱۰
سنہ ۱۸۸۹-۹۰ء	۱۸۶۰۰۳۳	سنہ ۱۸۹۰-۹۱ء	۱۸۰۸۲۹۴
سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء	۱۸۷۸۹۴۵	سنہ ۱۸۹۳-۹۲ء	۱۹۸۹۸۳۸
سنہ ۱۸۹۳-۹۴ء	۱۹۷۰۴۵۶	سنہ ۱۸۹۴-۹۵ء	۱۹۷۶۶۸۷

سنہ ۱۸۹۳-۹۴ء و سنہ ۱۸۹۴-۹۵ء میں جو رقوم وصول کیگئیں وہ حسب ذیل ہیں:۔

نام مد	سنہ ۱۸۹۳-۹۴ء	سنہ ۱۸۹۴-۹۵ء	نام مد	سنہ ۱۸۹۳-۹۴ء	سنہ ۱۸۹۴-۹۵ء
نمک			خراج مشرقی رومیلیا	۱۳۶۸۶۳ پونڈ	۱۳۶۸۶۳ پونڈ
اشامپ	پونڈ	پونڈ	خراج قبرس	۹۲۳۳۶	۹۲۳۳۶
شکار ماہی	۹۹۴۲۴۵	۴۸۴۹۹۳	محصول تنباکو	۴۵۰۰۰	۴۵۰۰۰
بقایا تنباکو			میزان	۲۰۶۲۵۰۳	۲۰۶۸۴۷۸
عشر تنباکو	۸۵۸۲۳	۹۲۸۰۴	اخراجات	۹۲۰۳۸	۹۱۷۹۰
اجارہ تنباکو	۷۰۸۳۷۵	۷۱۶۵۲۲	خالص آمدنی	۱۹۷۰۴۶۵	۱۹۷۶۶۸۶

(انگلش اڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) سنہ ۱۹۰۲-۳ء و سنہ ۱۹۰۳-۴ء میں کونسل انتظام قرضہ کو مدات مفوضہ سے حسب ذیل آمدنی ہوئی:۔

نام مد	سنہ ۱۹۰۲-۳ء	سنہ ۱۹۰۳-۴ء
پانچ مدات آمدنی محولہ بالا	۱۱۸۵۱۳۲ پونڈ	۱۲۹۵۹۳۵ پونڈ
عشر تنباکو۔	۱۶۵۶۶۶ پونڈ	۲۴۶۶۰۰ پونڈ
حصہ اجارہ تنباکو۔	۷۶۰۹۵۷ پونڈ	۸۰۸۵۸۵ پونڈ
جزیرہ قبرس کے پرمٹ کا حصہ معہ خراج۔	۱۰۲۵۹۶ پونڈ	۱۰۲۵۹۶ پونڈ
تنباکو کے پرمٹ کا حصہ۔	۵۰۰۰۰ پونڈ	۵۰۰۰۰ پونڈ
متفرقات	۲۱۳۹ پونڈ	۱۱۷۳ پونڈ
میزان	۲۶۰۸۵۴۹ پونڈ	۲۶۱۹۵۰۹ پونڈ

اس کونسل کی آمدنی کے سالانہ اعداد و اوراسکی تدریجی ترقی سے ناظرین کو معلوم ہوسکتا ہے کہ

سلطنت عثمانیہ کی تجارت صنعت و حرفت - زراعت اور رعایا کی خوشحالی میں کسقدر ترقی ہو رہی ہے۔ سنہ ۱۸۸۵ع میں کل ہم سترہ لاکھ پونڈ آمدنی ہوئی - اور سنہ ۱۹۰۲ع کچھ اوپر ۲۶ لاکھ یعنی ڈیوڑھے سے کچھ زیادہ ہوئی ہے یعنی ۱۸ سال میں سلطنت عثمانیہ کی ثروت اور طاقت میں ڈیوڑھی سے زیادہ اضافہ ہو گیا ہے۔ اللہ الحمد علیٰ ذالک - اسیقدر اضافہ یقیناً سلطنت کی آبادی میں ہوا ہوگا جسکو سکاٹ کلنی پہلے سے بھی کم دکھاتا ہے - اور اسیقدر سلطنت کے ان محاصل کی آمدنی میں جو قرضوں میں مکفول تھیں ظاہراً بیشتر ہونی چاہئیں - گویہ رہتبازات بھی تقریباً اوسیقدر رہتا ہے جسقدر کہ آج سے بیس سال پیشتر تھے۔

سنہ ۱۸۹۵ع کے وسط میں عثمانیہ قرضہ کی حالت حسب ذیل تھی:-

جن کا معاملہ لنڈن میں ہوا

سلسلہ الف - (جسکی مقدار ابتداءً یعنی سنہ ۱۸۸۱ع میں ۷۱۸۳۸۷۲ پونڈ تھی) باقی غیر سودی تھا	۱۴۲۱۷۶۲ پونڈ
سلسلہ ب - (جسکی مقدار ابتداءً یعنے سنہ ۱۸۸۱ع میں ۱۰۲۴۱۰۴۸ پونڈ تھی) باقی غیر سودی تھا	۸۴۶۰۳۰۵
سلسلہ ج - (ایضاً " " " ۳۰۸۳۲۵۱۱ ") ایضاً	۲۹۴۷۷۱۷۱
سلسلہ د - (ایضاً " " " ۴۳۹۶۸۲۹۶ ") ایضاً	۴۲۷۴۴۳۶۵ "
سنہ ۱۸۸۸ع کا قرضہ ۵ فیصدی سود والا - - - - - -	۱۳۰۱۳۱۸
سنہ ۱۸۹۰ع کا قرضہ تبادلہ - - - - - - - -	۷۴۱۷۳۱۸ "
سنہ ۱۸۹۰ع کا قرضہ چار فیصدی سود والا - - - - - - -	۴۲۸۰۷۶۰ "
سنہ ۱۸۹۱ع کا قرضہ چار فیصدی سود والا - - - - - -	۶۲۱۹۹۲۰ "
سنہ ۱۸۹۴ع کا ساڑھے تین فیصدی سود والا قرضہ - - - -	۸۲۱۲۳۴۰ "
سنہ ۱۸۹۴ع کا پیرس والا قرضہ (چار کروڑ فرینک کا) .. - - -	۱۵۸۴۰۰۰ "
میزان - - - - - -	۱۱۰۴۱۹۳۵۹

جن کا معاملہ لنڈن میں نہ ہوا

تمسکات لاٹری - - - - - - -	۱۳۳۲۵۰۰۳
سنہ ۱۸۸۵ع کا سات فیصدی سود والا قرضہ - - - - - -	۷۷۰۹۰۶
سنہ ۱۸۸۶ع کا پانچ فیصدی سود والا قرضہ - - - - -	۵۲۷۵۹۸۸
سنہ ۱۸۶۲ع کے چار فیصدی سود کے تمسکات تنباکیہ - - - - -	۸۸۶۶۳۵
میزان	۲۰۲۵۸۵۴۲

(راشن اڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) جو قرضہ سنہ ۱۹۰۴ء کے وسط میں سلطنت عثمانیہ کے ذمہ واجب تھا۔ اوس کی مجموعی میزان حسب ذیل ہے :-

بکفالت مصری خراج۔	۱۹۲۵۹۷۶۸ ترکی پونڈ
بکفالت محاصل سلطنت۔	۶۶۲۹۱۳۰۶ "
منفرق قرضے۔	۱۱۱۰۲۹۵۷ "
میزان	نو کروڑ ۶۶ لاکھ ۵۴ ہزار اکتیس پونڈ ترکی

سنہ ۱۸۹۵ء کے وسط میں سلطنت عثمانیہ کے ذمہ جیسا کہ اوپر درج ہے تقریباً ۱۳ کروڑ ۷ لاکھ ترکی پونڈ قرضہ واجب تھا۔ یعنی نو سال کے عرصہ میں تقریباً ساڑھے تین کروڑ پونڈ ترکی (پینتالیس کروڑ روپیہ) کا بار سلطنت کے سر سے ہلکا ہو گیا ہے۔ اور محض حضرت خلافت پناہی کی تدابیر صائبہ اور لیاقت خداداد ہے۔ یعنی یہ ظاہر ہے کہ فی الحقیقت اسقدر روپیہ نقد ادا نہیں ہوا۔ جو روپیہ عملاً ادا ہوا ہے۔ وہ نسبتاً بہت تھوڑا ہے۔ زیادہ تر حصہ تخفیف شدہ قرضہ کا اسطرح ادا ہوا کہ پرانے قرضوں کو جو بہت خسارہ پر لئے گئے تھے نئے قرضوں کی صورت میں بدل دیا جاتا رہا۔ اور اس تبادلہ میں معقول بچت ہو جاتی رہی۔

ہاں یہی نہیں کہ قرضہ کی تعداد ایک تہائی کم ہو گئی ہے۔ بلکہ شرح سود بھی اب بہت ہلکی ہو گئی ہے۔ اور محض سود کی مد میں سلطنت کو کئی کروڑ روپیہ سالانہ کی گنجایش نکل آئی ہے۔

اِن رقوم کے علاوہ تین کروڑ بیس لاکھ پونڈ کا روسی تاوان جنگ ہے جو بلا سود تین لاکھ بیس ہزار پونڈ کی سالانہ اقساط میں ادا کیا جاتا ہے۔ وسط ۱۸۹۸ء میں اس تاوان سے ابھی ۲۴۵۱۳۰۰۰ پونڈ ترکی واجب الادا تھے۔ ہر سال ۱۳ جنوری کو ۳۱ لاکھ بیس ہزار پونڈ ترکی واجب الادا ہوتے ہیں)

اندرونی قرضہ کی تفصیل اب حسب ذیل ہے :-

گیارہ لاکھ چالیس ہزار پونڈ ترکی جو سیونگز بنکوں کے یافتنی ہیں۔ پانچ لاکھ پونڈ ترکی جو محکمہ پنشن فنڈ نے قرض دیئے ہیں۔ ایک لاکھ تیس ہزار پونڈ ترکی جو زراعتی بنکوں سے قرض لئے گئے ہیں آٹھ لاکھ اڑتیس ہزار پونڈ ترکی کے تمسکات ہیں۔ اور پانچ لاکھ پونڈ ترکی قدیم جبریہ قرضوں کی بابت واجب الادا ہیں۔ اِن قرضوں کا سود باقاعدگی سے ادا نہیں ہوتا۔ اب یہ تمام قرضے بیباق ہو چکے ہیں۔ اور مندرجہ بالا نو کروڑ ۶۶ لاکھ پونڈ ترکی کی رقم کے علاوہ سلطنت کے ذمہ اور کوئی قرضہ نہیں ہے۔ مؤلف)

حفاظت مُلک

اوّل۔ حدود } ٹرکی یورپ کے جنوب مشرقی کنارہ اور ایشیا کے مغربی حصہ میں واقع ہے۔ اوسکی حدود

کچھ برسوں سی بہت کچھ ترمیم ہوگئی ہیں[1]۔ یوروپی ٹرکی کے شمال میں ریاست ہائے مانٹی نیگرو (جبل اسود)
بوسنیا۔ سرویا۔ بلگیریا اور مشرقی رومیلیا واقع ہیں۔ مشرقی سرحدیں پہاڑی ہیں۔ مگر کئی مقامات سی
اُنپر عبور کرنا آسان ہے۔ مغربی سرحد پر بحیرہ اڈریاٹک اور بحیرہ جزائر ایونین ہیں۔ جنوبی حد پر ہسلی بحیرہ
مجمع الجزائر۔ ڈارڈنیلز۔ بحیرہ مارمورا اور باسفرس ہیں۔ جنکی سواحل پر بڑے مضبوط قلعے بنے ہوئے ہیں۔

ایشیائی ٹرکی کے شمال میں بحیرہ اسود۔ باسفرس۔ بحیرہ مارمورا اور ڈارڈینلز ہیں۔ مغرب میں بحیرہ
مجمع الجزائر بحیرہ روم۔ سنگلاخ عرب اور بحیرہ قلزم۔ جنوب میں وسطی عرب اور خلیج فارس۔ مشرق میں ایران
اور روس کا صوبہ ٹرنیس کا کیشیا ہے۔

روسی سرحد کے نزدیک سب سے مضبوط قلعہ ارض روم ہے۔ ترکی صوبہ یمن اور انگریزی علاقہ عدن کی
حدبندی سنہ ۱۹۰۵ء میں پہنچکر کردی گئی۔

دوم۔ فوج بری[2] ٹرکی میں تمام مسلمان جو بیس برس سے اوپر ہوں فوجی خدمت کے مستوجب ہیں اور
یہ ذمہ داری ۴۰ برس تک قایم رہتی ہے۔ غیر مسلم مستوجب نہیں ہیں مگر وہ بدل عسکریہ یا
محصول بر بنیت ادا کرتے ہیں جو ہر عمر کے مردوں سے فی کس چھ شلنگ (للعہ) کے حساب سالانہ سے لیا جاتا ہے۔ خانہ
بدوش عرب گو مستوجب ہیں۔ مگر اون سے کوئی رنگروٹ حاصل نہیں ہوتا۔ اور اکثر خانہ بدوش کرد بھی اس
خدمت سے پہلو تہی کر جاتے ہیں۔

فوج کی اقسام یہ ہیں۔ اول نظام یا فوج آئین اور ماوسکا ریزرو۔ دوم فوج ردیف اور سوم فوج مستحفظ۔
نوبھرتی شدہ دو جماعتوں میں تقسیم کئے جاتے ہیں۔ جماعت یا ترتیب اول والے چھ برس فوج نظام میں (یعنی
چار برس مستعد خدمت اور دو برس ریزرو میں) آٹھ برس (یعنی چار برس صنف اول اور چار صنف ثانی میں)
اور چھ برس فوج مستحفظ میں۔ یعنی جملہ بیس برس فوجی خدمت ادا کرتے ہیں۔ جماعت یا ترتیب ثانی والے

---

[1] اس کتاب کی اشاعت کے بعد دو مرتبہ اور ترمیم ہوئی ہی۔ ایک جنگ روم و یونان کے بعد سنہ ۱۸۹۷ء میں جسکی اختتام پر
ٹرکی کو تھسلی کا کچھ سرحدی علاقہ ملا۔ دوسری یہ کہ سنہ ۱۸۹۸ء میں کریٹ کا جزیرہ نیم خودمختار حالت میں کر دیا گیا +

[2] اس ترتیب میں اب ترمیم ہوگئی ہے۔ ترتیب ثانی اور معین حدود مختلف جماعتیں قرار دیگئی ہیں۔ ہر سال جن پر
فوجی خدمت لازم ہوتی ہے۔ وہ سب کے سب فوج نظام میں نہیں لئے جاتے۔ اوسمیں صرف حسب ضرورت شامل کئے
جاتے ہیں جو عموماً سالانہ تعداد کا تیسرا حصہ ہوتے ہیں۔ باقی دو ثلث نوجوان اپنے اپنے علاقہ کی چھاونیوں میں جمع
کئے جاتے ہیں اور پہلے سال انکو ۶ سے ۹ ماہ تک چھاونی میں رکھکر قواعد سکھائی جاتی ہے۔ اور اس کے بعد انکو ہر سال اپنے
مساکن ہی میں ایکماہ مشق کرائی جاتی ہے۔ یہ نوجوان اب ردیف فوج ہی میں بنام ترتیب ثانی شمار ہوتے ہیں

فوج میں شامل نہیں کئے جاتے۔ وہ معین سنر کہلاتے ہیں۔ اور ردیف فوج میں داخل کئے جاکر پہلے سال ۸ یا نو مہینے متواتر قواعد سیکھتے ہیں۔ اور پھر سال بسال مابعد میں ہر سال تین ماہ اپنے اپنے گھروں میں مشق کرتے ہیں۔ کل سلطنت سات جنگی اضلاع میں منقسم ہے۔ جنہیں سات کور ڈی آرمی یعنی اردو کہتے ہیں ان اضلاع اور حصص فوج کے صدر مقام یہ ہیں۔ ۱ قسطنطنیہ۔ ۲۔ ایڈریانوپل۔ ۳۔ مناسطر۔ ۴۔ ارزنجان۔ ۵۔ دمشق۔ ۶۔ بغداد۔ ۷۔ صنعا (واقع یمن) ساتویں ضلع کی فوج چوتھے اور پانچویں ضلع سے اور کریٹ طرابلس الغرب کی فوجیں پہلے دوسرے اور پانچویں ضلع سے بھرتی ہوتی ہیں۔ ذکر کریٹ کو اب محذوف سمجھنا چاہیئے کیونکہ وہاں سنہ ۱۹۰۹ء کے بعد کوئی ترکی فوج نہیں رکھی جاتی۔ مؤلف)۔

نظام کی فوج پیدل کمپنیوں۔ پلٹنوں۔ رجمنٹوں۔ بریگیڈوں۔ اور ڈویژنوں پر منقسم ہے اور اسمیں ۱۶ رجمنٹیں صف کی ہیں۔ اور سوائے تین رجمنٹوں کے جنمیں تین تین پلٹنیں ہیں۔ اور سب میں چار چار پلٹنیں ہیں۔ دو رجمنٹیں ذوالعو فوج کی ہیں جنمیں دو دو پلٹنیں ہیں۔ ایک رجمنٹ چار پلٹنوں کی آگ بجھانے والے سپاہیوں کی ہے۔ اور پندرہ پلٹنیں رائفل برداروں کی ہیں۔ انکے علاوہ مقامی خدمت کے لئے طرابلس الغرب کی بارہ ملیشیا (ردیفی) پلٹنیں ہیں۔ ہر صف آرا باقاعدہ پلٹن اور رائفل برداروں و فوج ضافونکی پلٹنوں میں چار کمپنیاں ہوتی ہیں۔ دو صف آرا رجمنٹوں کا ایک بریگیڈ اور دو بریگیڈ اور ایک پلٹن رائفل برداروں کا ایک ڈویژن اور دو ڈویژنوں کا ایک اردو ہوتا ہے۔ ہر صف آرا یا رائفل برداروں کی ایک پلٹن میں بصورت کامل بوقت جنگ ۲۴ افسر ۱۲ نان کمیشنڈ افسر اور ۸۳۶ سپاہی۔ جملہ ۹۲۲ آدمی ہر رتبہ کے اور ۱۵ گھوڑے ہوتے ہیں۔ بحالت امن مقام تعیناتی کی حیثیت کے مطابق ہر پلٹن میں ۲۵۰ سے ۵۰۰ تک آدمی ہوتے ہیں۔ بحالت جنگ یعنی بصورت کامل

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸ + اور ان نوجوانوں کی طرح جو فوج نظام میں لئے گئے ہوں پوری میعاد تک سالانہ مشق کرتے اور فوجی خدمات ادا کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔

جو نوجوان استثنائیات میں آجانے یا دیگر وجوہ سے فوجی خدمت سے مستثنیٰ کئے گئے ہوں وہ معین سنر کہلاتے ہیں مگر فوجی قواعد انکو لئے بھی پہلے سے ہی لازمی تھی۔ اب یہ اضافہ ہوا ہے کہ وہ ردیف صنف ثانی میں داخل کرلئے جاتے ہیں اور باقاعدہ پلٹنوں۔ رجمنٹوں۔ بریگیڈوں اور ڈویژنوں میں منقسم کئے جاتے ہیں۔ انکو ہر سال ایکماہ فوجی قواعد سکھائی جاتی ہے۔ اور اگر بوقت ضرورت میدان جنگ کے لئے طلب کئے جاتے ہیں۔ انکی پلٹنیں پہلے "مُلازہ" کے نام سے موسوم تھیں۔ مگر اب باقاعدہ ردیف قسم دوم کہلاتی ہیں۔ یعنی اسوقت سلطنت عثمانیہ کے ان مقبوضات کے مسلمانوں میں سے جنکا انتظام باقاعدہ ہے ایک مسلمان بھی ایسا نہیں۔ جو فن جنگ سے بے بہرہ ہو اور ضرورت پر دین و ملت کی قابل قدر خدمت نہ کرسکے +

چار پلٹنونکی ہر رجمنٹ میں ۲۶۴۴-۳۲ آدمی کل مراتب کے اور ۲۰۷۰ گھوڑے ہوتے ہیں- فوج پیدل ہنری پی باڈی رائفل سے مسلح ہے- دو لاکھ بیس ہزار ماؤزر قسم کی میگزین[۱] رائفلیں ۳۰/۱ انچ قطر کی نالی والیاں ذخیرہ میں موجود ہیں- مگر اون میں سے ابھی کوئی تقسیم نہیں[۲] کی گئی- البتہ ۳۰/۱ انچ قطر کی نالی والی ماؤزر میگزین رائفلیں تقسیم ہو رہی ہیں-

فوج ردیف دو اصناف پر منقسم ہے- ان دونوں کو ملا دینے کی تجویز پہ ابھی جزوی عملدرآمد ہوا ہے- صف اول میں چار چار پلٹنونکی ۴۸ رجمنٹیں ہیں جو پہلے چھ اردوں سے آٹھ آٹھ رجمنٹوں کے حساب سے لیگئی ہیں صف ثانی میں ۴۰ رجمنٹیں چار چار پلٹنوں کی ہیں- یہ پہلے پانچ جنگی اضلاع سے بحساب آٹھ رجمنٹ فی ضلع تیار کیگئی ہیں- جنگ کے وقت ردیف کی رجمنٹ میں بھی نظامیہ رجمنٹ کے برابر سپاہیونکی تعداد رکھنے کی تجویز ہے- مگر ردیف کی پلٹنوں میں حسب دستور بالعموم بارہ بارہ سو آدمی ہوتے ہیں-

(انتظام ڈویژن سنہ ۱۹۰۶ء) پہلے پانچ اُردو یا جیوش میں سے ہر ایک میں ردیف فوج کے چار چار ڈویژن ہیں اور ہر ڈویژن سولہ سولہ پلٹنوں کا ہے- چار پلٹنونکی ایک رجمنٹ اور دو رجمنٹوں کا ایک بریگیڈ اور دو بریگیڈ کا ایک ڈویژن ہے- ردیف قسم دوم کی ترتیب بھی یوروپین ٹرکی میں اسیطرح ہے- اس قسم کے اڑھائی ڈویژن دوسرے اردو میں ہیں اور ساڑھے سات ڈویژن تیسرے اردو میں- ایشیائی ٹرکی میں ردیف فوج کی ترتیب عملاً ابھی پلٹنوں تک ہی محدود ہے- گو کاغذات میں اعلیٰ جماعت بندی (رجمنٹ بریگیڈ اور ڈویژن) کا بھی انتظام اور عملدرآمد دکھایا جاتا ہے- ردیف قسم اول میں ۳۷۴- اور قسم دوم میں ۲۶۴ پلٹنیں ہیں-

نظام کی فوج سواران کی طاقت حسب ذیل ہے- ۳۸ رجمنٹیں صف آرا- دو رجمنٹیں گارڈ یا محافظین کی اور دو دستے گھوڑ چڑھے فوج پیدل کے جو یمن میں تعینات ہیں- ردیف میں کوئی فوج سواران تیار نہیں کی گئی- باقاعدہ صف آرا اور محافظ رجمنٹ میں پانچ سکویڈرن (دستے) ہوتے ہیں- ہر پانچواں دستہ ڈیپو کا کام دیتا ہے- محافظ رجمنٹیں قسطنطنیہ میں مامور ہیں- اور پہلے اردو سے متعلق ہیں صف آرا رجمنٹوں

---

[۱] میگزین رائفل اوسے کہتے ہیں جس میں ایک ہی دفعہ پانچ سات یا نو کارتوس بھرے جاتے ہیں- اور وہ ایک ایک ہو کر چلتے ہیں [۲] پہلے- دوسرے اور تیسرے اردو کی فوجوں میں یہ رائفلیں مارچ ۱۸۹۶ء میں بانٹ دیگئیں جو چھوٹی نالی کی تھیں- اس کے بعد جلد ہی چوتھے اور چھٹے اردو کی افواج کو بھی یہ رائفلیں دیدی گئیں مگر بڑی نالی کی سنہ ۱۹۰۶ء تک تقریباً ساڑھے چار لاکھ میگزین رائفلیں سپاہ کے ہاتھ میں پہونچ چکی تھیں اور اڑھائی لاکھ قسطنطنیہ کے فوجی ڈپو میں تھیں جنکے علاوہ اڑھائی لاکھ اور حال میں خریدی گئی ہیں*

میں سے ۳۶ چھ کیولری ڈویژنوں (حصص فوج سواران) میں منقسم ہیں۔ اور ہر ایک اردو میں ایک ایک ڈویژن متعین ہے۔ باقی دو رجمنٹیں طرابلس الغرب میں رہتی ہیں پس کل وستی شمار میں ۲۰۲ ہیں جنمیں سے چالیس ڈیپو سکویڈرن ہیں۔

بحالت جنگ ہر رجمنٹ سواران میں ۲۹۰ افسر اور ۷۴۴ سوار مجملہ ۸۰۶ آدمی اور اگر ڈیپو دستہ بھی شامل کیا جاوے تو مجملہ ۸۵۴ آدمی کل مراتب کیے ہوتے ہیں۔ ہر رجمنٹ میں کل ۸۰۰ گھوڑے ہوتے ہیں چوتھی۔ پانچویں اور چھٹے اردو میں ۴۸ رجمنٹیں ایشیا یعنے حمیدیہ عساکر کی تیار کرنیکی تجویز ہے جب کہ افسر اونہی کی سرغنایان قبایل ہوں اور انکو باقاعدہ فوج میں شامل کیا جاوے۔ قبیلے سوار گھوڑے اور سازوسامان مہیا کرینگے اور سرکار اسلحہ عطا کریگی۔ ہر رجمنٹ میں ۵۱۲ سے ۱۱۵۲ تک آدمی ہونگے اور دستے چار سے چھ تک۔ یہ رجمنٹیں تقریباً سب تیار ہو چکی ہیں چند گروہ رسالے فوجی خدمت کے لئے ستمبر ۱۸۹۰ء میں قسطنطنیہ بھی آئے تھے جہاں سے جنوری ۱۸۹۱ء کو واپس کردستان کو گئے۔ مترجم)

(اس اڈیشن سنہ ۱۸۹۶ء) نظامیہ کیولری میں ۸۰ رجمنٹیں فوج صف آرا کی۔ دو رجمنٹیں گارڈ سپاہ کی دو رجمنٹیں خاص حمیدیہ ہوزار سواروں کی جو ایڈریانوپل میں مامور ہیں۔ اور کچھ گھوڑچڑھی پیدل فوج کے رسالے ہیں جو حلب۔ بغداد۔ نجد۔ اور یمن میں متعین ہے۔ پہلے تین اردو یا جیوش میں سے ہر ایک میں کیولری کی چار چار ردیف رجمنٹیں بھی مرتب ہو چکی ہیں جنمیں سے ہر رجمنٹ چار چار رسالونکی ہے صف آرا اور گارڈ رجمنٹوں میں سے ہر ایک میں پانچ پانچ رسالے ہیں۔ گارڈ رجمنٹیں قسطنطنیہ میں رکھی جاتی ہیں اور پہلے اردو سے متعلق ہیں صف آرایا لائن رجمنٹوں میں سے ۳۶ چھ کیولری ڈویژنوں میں منقسم ہیں۔ اور ہر ایک ڈویژن ہر اردو سے مختص ہے۔ باقی دو رجمنٹیں طرابلس الغرب میں رکھی جاتی ہیں کلہم باضابطہ فوج کیولری میں ۲۰۳ رسالے ہیں۔ اور ہر رجمنٹ میں بوقت جنگ ۱۰۳۲ افسر اور ۵۴ سوار جملہ ۷۷ کس ہوتے ہیں۔ اور ۶۰۷ گھوڑے۔ چوتھے اور پانچویں اردو میں ایشیا کیولری کی ۶۳ رجمنٹیں بنام حمیدیہ مرتب ہو چکی ہیں۔ انکے افسر قبیلونکے سردار ہیں مگر ان رجمنٹوں کو ہر جگہ باقاعدہ فوج کے ساتھ رکھا جاتا ہے۔ عرب و کرد قبائیل ان رجمنٹوں کے لئے بلا معاوضہ سوار۔ گھوڑے۔ اور سازوسامان بہم پہونچاتے ہیں۔ سرکار صرف اسلحہ دیتی ہے۔ ہر حمیدیہ کیولری رجمنٹ میں ۴ سے لیکر چھ تک رسالے اور چار سو سے لیکر آٹھ سو تک آدمی ہوتے ہیں میدانی توپ خانہ کا اوس تجویز کے مطابق جو ۱۸۹۱ء میں منظور ہوئی از سر نو انتظام ہو رہا ہے۔ اس سے توپ خانہ مذکور کی طاقت بہت ہی مضبوط اور زبردست ہو جائے گی۔ (یہ انتظام مکمل ہو چکا ہے۔ جیسا کہ آگے ظاہر ہو جاوے گا)۔

تجویز یہ ہے کہ پہلے پانچ اردوؤں میں سے ہر ایک میں ایک ایک پلٹن تین تین اسپی باتریوں کی اور چھ چھ رجمنٹیں کوہی اور میدانی توپ خانہ کی ہوں۔ جنمیں تین باتریاں میدان اور چھ کوہی توپخانہ کی ہوں۔ اور ہر باتری میں بصورت کامل چھ چھ توپیں ہوں۔ ان چھ چھ رجمنٹوں کے ہر ایک مجموعہ کے تین بریگیڈ ہوں گے جنمیں سے ایک فوج نظام کے متعلق۔ دوسرا ردیف صنف اوّل اور تیسرا ردیف صنف ثانی کے متعلق ہوگا۔ چھٹے اردو میں دو رجمنٹیں توپخانہ یعنے بارہ میدانی اور دو کوہی باتریاں ہونگی ساتویں اردو میں ٣ میدانی اور ٥ کوہی باتریاں۔ کریٹ میں چار کوہی باتریاں اور طرابلس الغرب (ٹریپولی) میں چار میدانی اور دو کوہی باتریاں ہوں گی۔ اِس طرح ٹرکی کے پاس پندرہ اسپی توپ خانہ کی باتریاں ١٦٩ میدانی اور ٤٢ کوہی باتریاں یعنے کل ١٣٥٧ توپوں کے موجود ہو جائیں گی۔ پہلے اردو میں دو سامان حرب اوٹھانے کے لئے گاڑیوں کے دو سلسلے یا ٹرینیں ہیں اور دوسری پانچ اردوؤں میں ایک ایک۔ باربرداری کا کام عموماً بارکش جانوروں سے لیا جاتا ہے۔ بحالت جنگ یعنی بصورت کامل ایک میدانی باتری میں ١٣٧،١ افسر اور آدمی اور سو گھوڑے ہوتے ہیں۔ قلعجاتی توپخانہ کی فوج ٣٨ پلٹنیں ہیں جنمیں سے ١٨ قسطنطنیہ اور ارض روم کے اردوؤں سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور یہیں محکمہ توپ خانہ ہے۔ انمیں سے بارہ کمپنیاں باسفرس کی باتریوں پر، دو ضلع بولیر (جو گیلی پولی کے قریب جنگی حیثیت سے ایک نہایت کارآمد مقام ہے) کے مورچوں پر اور باقی بحیرہ روم کے قلعوں پر مامور ہیں۔

(ازاڈیشن سنہ ١٩٠٦ء) میدانی توپخانہ کی تجدید و ایزادی سنہ ١٨٩١ء میں عمل میں آئی۔ اور سنہ ١٩٠٠ء جدید ترین قسم اور کرپ ساخت کی جلد چلنے والی توپوں کی باتریوں بھی اسمیں بڑھائی گئیں۔ پہلے پانچ اردو میں سے ہر ایک میں اسپی توپخانہ کی ایک ایک پلٹن جنمیں تین تین باتریاں ہیں۔ اور چھ چھ رجمنٹیں میدانی و کوہی توپخانہ کی ہیں۔ ہر رجمنٹ میں پانچ باتریاں میدانی توپخانہ کی اور ایک باتری کوہی توپخانہ کی ہے۔ بوقت جنگ ہر باتری چھ توپ کی ہوتی ہے۔ ہر اردو کی چھ رجمنٹیں بوقت جنگ تین بریگیڈ میں منقسم ہو جاتی ہیں۔ ایک بریگیڈ فوج نظام کے ساتھ مختص کر دیا جاتا ہے۔ اور باقی دونوں ردیف فوج کے دونوں ڈویژنوں کے ساتھ چھٹے اردو میں توپخانہ کی دو رجمنٹیں ہیں جنمیں ١٢ میدانی اور دو کوہی باتریاں ہیں ساتویں اردو میں تین میدانی اور چار کوہی باتریاں ہیں (تحریر ہذا کے وقت زیدی امام یحییٰ کی بغاوت کیوجہ سے یمن یعنے ساتویں جیش میں تقریباً پچاس ہزار فوج اور ایکسو توپیں موجود ہیں۔ جنمیں چند قلعہ شکن ہیں۔ مؤلف) طرابلس الغرب میں چار میدانی اور دو کوہی باتریاں ہیں۔ الغرض ٹرکی کے پاس کل ١٨ باتریاں اسپی توپخانہ کی۔ ١٩٤ باتریاں میدانی۔ ١٥ باتریاں کوہی۔ اور ١٢ باتریاں ہواٹزر (غبارہ توپوں) کی ہیں۔ جن کل میں

۱۶۵۰ توپیں ہیں۔ پہلی اردو کی فوج توپخانہ کے ہمراہ گولہ بارود کی باربرداری کے لئے گاڑیوں وغیرہ کی دو قطاریں ہیں اور باقی پانچ اردو کی افواج توپخانہ کے ہمراہ ایک ایک قطار۔ گولہ بارود کی باربرداری کا کام بجائے گاڑیوں کے زیادہ تر بارکش جانوروں سے لیا جاتا ہے۔ بوقت جنگ ہر میدانی باتری میں ۱۳۰ افسر و توپچی اور ۹۰ گھوڑے ہوتے ہیں۔ قلعوں کے مقیمی توپخانہ کی ۸۳ پلٹنیں ہیں۔ جنہیں سے ۸۱ مندرجہ بالا جیوش سے متعلق ہیں۔ اور زیادہ تر قسطنطنیہ اور ارض روم میں مامور ہیں۔ اور باقی ۲۰ صدر محکمہ کے ماتحت ہیں۔ انہیں سے ۱۳ کمپنیاں باسفرس کی باتریوں پر مامور ہیں۔ آٹھ ڈارڈ نلز کی یورپین ساحل کے عقب میں خط بولیر کے قلعوں میں اور باقی ساحل بحر روم کے قلعوں میں۔

۹ کمپنیاں انجینیرنگ کی اور چار[۱] کمپنیاں سلسلہ تار برقی بچھانے والوں کی بھی سات اردوؤں میں بٹی ہوئی ہیں اور دوسری اردو میں کشتیوں کا پل تیار کرنے والی ایک پلٹن بھی ہے جسکے پاس کل سامان مکمل ہے۔ علاوہ کمپنیاں انجینیروں کی اور چار کمپنیاں تار بیٹھ ڈانے والوں کی بھی محکمہ توپخانہ کی ماتحت ہیں۔ صیغہ رسد رسانی تقریباً بالکل ہی سٹاف کے لئے ہے۔ اور کسر یٹ کے گوداموں کے لئے زاید باربرداری کی ضرورت ہوگی۔ صیغہ طبی میں صرف طبی افسر اور جراحین ہیں۔ نہ تو کوئی حمال موجود ہیں اور نہ میدانی شفاخانوں کے لئے کوئی انتظام ہے۔ مسلح جنگی پولیس کی ۱۷۰ پلٹنیں ہیں جو صلح و امن کے وقت ملکی حکام کی ماتحت رہتی ہیں۔ ترکی فوجکی قابل جنگ فوجی اصناف کی تعداد و طاقت حسب ذیل ہے:-

		بمدی سنہ ۱۸۹۶ء	بمدی سنہ ۱۹۰۶ء
فوج پیدل	۴۸۴ پلٹنیں	۵۸۳۲۰۰ آدمی	۸۵۶۵۰۰ آدمی
فوج سواران	۲۰۲ دستے	۵۵۲۰۰ "	۶۱۰۰۰ "
توپ خانہ	۱۳۵۶ توپیں	۵۴۷۲۰ "	۶۳۰۰۰ "
انجنیر	۳۹ کمپنیاں	۷۴۰۰ "	۷۴۰۰ "
میزان		۷۰۰۶۲۰۰ "	۹۸۷۹۰۰[۲] "

مستحفظ فوج علاوہ بریں ہے۔ جو چنداں قواعد دان نہیں۔

---

[۱] اب آٹھ کمپنیاں ہیں۔

[۲] سلطنت عثمانیہ میدان جنگ میں ۱۸ لاکھ فوج بلاتکلف لا سکتی ہے۔ سکاٹ کلشی نے مستحفظ فوج کو جبکا شمار نہیں کیا۔ صرف فوج نظام و ردیف لی ہے۔ اور اگر خدانخواستہ سلطنت کی جان پر آبنے تو اسکا ہر مسلمان باشندہ جان دینے کو تیار ہوگا۔ اور اس طرح پچاس ساٹھ لاکھ جانبازوں کا سر فروشی کے لئے جمع ہو جانا بعید از قیاس نہ ہوگا + مؤلف

سوم بحری فوج[1] ترکی بحری طاقت تقریباً بالکل بیکار ہے - اور اسمیں جنگی قابلیت ایکطرح سے معدوم ہوگئی ہے - اور اوسکی موجودہ حالت پر بغور معائنہ کرنے سے تجدید طاقت سابقہ کی بہت کم شہادت ملتی ہے -

چند برس ہوئے عثمانیہ بحری طاقت کے چند عمدہ ترین جہاز دیگر سلطنتوں کے پاس فروخت کردیئے گئے جس سے اوسکی طاقت بہت کمزور ہوگئی - اور پھر متواتر کئی برس اوسکی طرف سے تغافل شعاری برتے جانے کے بعد اب تھوڑے عرصے سے اوسکی درستی کیطرف توجہ کی گئی ہے - موجودہ جہازوں میں بجز چار کے اور سب ممالک غیر میں اور زیادہ تر انگلستان میں تیار ہوئے - اسوقت صرف تین جہازوں کی نسبت یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ سمندر میں دور دراز سفر کرنے والے اور جنگی قابلیت رکھنے والے زرہ پوش جہاز ہیں - باقیماندہ اس قدر کم وزن ہیں اور اسقدر پرانے ہیں (سب سے نیا ۱۸۷۶ء کا اور سب سے پرانا ۱۸۶۴-۶۵ء کا بنا ہوا ہے) کہ اب وہ مقامی حفاظت یا تجارتی بیڑہ کی حفاظت کرنیوالے جہازوں کے زمرہ میں شمار کئے جانے کے قابل ہیں -

ترکی بحری طاقت کیحالت یا زیر تعمیر جہازوں کی کیفیت کہ وہ کہاں تک مکمل ہو چکے ہیں بمشکل معلوم ہوتی ہے - تاہم جسقدر اطلاع مل سکی اوسکی بناء پر مندرجہ ذیل جدول تیار کیگئی ہے - اسمیں جہازات شامل نہیں کئے گئے - بڑا مغالطہ اس امر سے ہوتا ہے کہ اعداد و شمار ایک عظیم الشان طاقت و قوت ظاہر کرتے ہیں حالانکہ چھوٹے جہاز غالباً ناکارآمد ہیں -

(۱) جنگی جہاز درجہ اول (یعنے جسکا وزن چھ ہزار ٹن سے اوپر ہو - بارہ برس سے زیادہ پرانا نہ ہو - اور ۱۳ میل فی گھنٹہ سے کم رفتار نہ ہو) دسمبر ۱۸۹۵ء میں زیر تعمیر تھا - ۱

(۲) جنگی جہاز درجہ سوم (یعنے جسکا وزن پانچہزار ٹن سے کم اور ۲۷ برس سے زیادہ پرانا تھا اور رفتار ۱۳ میل فی گھنٹہ سے کم نہ ہو -) تیار - ۱

} ۲

(۳) جہازات محافظ بنادر - - - تیار ۷

(۴) زرہ پوش کمرزرہ قسم کا جہاز درجہ اول شق الف {یعنے جسکا وزن پانچہزار ٹن اور رفتار ۱۷ میل فی گھنٹہ سے کم نہ ہو -} دسمبر سنہ ۱۸۹۵ء میں زیر تعمیر تھا - ۱

(۵) ایضاً ایضاً شق ب {موصوف بصفت بالا مگر جن کے ساتھ پرانی جنگی جہاز بھی شامل کردیئے گئے ہیں -} تیار ۹

} ۱۰

[1] مسٹر سکاٹ کلٹی بھی مسٹر سٹیڈ اڈیٹر ریویو آف ریویوز کیطرح جیسا کہ اونکی تحریر سے معلوم ہو جائیگا عثمانیہ بحری طاقت کو کمزور - ناکارہ بتاتے ہیں - اس لیے ثبات اتہام کی کتاب واقعات ۲م میں بہ مفصل تردید کردی ہے یہاں اسکا اعادہ فضول ہے - مترجم

(۶) کروزر جہاز درجہ دوم { جو زرہ پوش نہیں اور جنکا وزن دو ہزار ٹن سے کم نہ ہو اور رفتار ۱۴ میل فی گھنٹہ سے کم نہو۔ } دسمبر ۱۸۹۵ء میں زیر تعمیر تھے۔ ۲

(۷) کروزر جہاز درجہ سوم شق الف { جنکی رفتار ۱۴ میل سے کم نہو۔ یہ زرہ پوش نہیں اور انمیں تارپیڈو گنبوٹ اور دوسری گنبوٹ بھی شامل ہیں } دسمبر ۱۸۹۵ء میں زیر تعمیر تھے۔ ۸ } ۳۰
تیار ۲۲

(۸) کروزر جہاز درجہ سوم شق ب { موصوف بصفت بالا۔ مگر رفتار بارہ میل سے کم ہو۔ } دسمبر ۱۸۹۵ء میں تیار تھے۔ ۲۹

(۹) تارپیڈو کشتیاں دمعہ تارپیڈو غرق کرنے والے جہازات درجہ اوّل کے۔ { یعنے جو طول ہیں ۱۱۵ فیٹ سے کم نہ ہوں } دسمبر ۱۸۹۵ء میں تیار رکھیں ۱۹ } ۳۰
〃 زیر تعمیر ۔ ۱۱

(۱۰) تارپیڈو کشتیاں درجہ دوم۔ { یعنے جنکی لمبائی ۱۰۰ فیٹ سے ۱۱۴ ۲/۳ فیٹ کے درمیان ہو۔ } دسمبر ۱۸۹۵ء میں تیار رہ۔ ۷

(۱۱) ایضاً درجہ سوم (〃 ۸۶ و ۱۰۰ فیٹ کے درمیان ہو)

میزان ...... دسمبر ۱۸۹۵ء میں زیر تعمیر ۲۲۔ دسمبر ۱۸۹۵ء میں تیار ۹۵۔ کل ۱۱۷

(دسمبر ۱۸۹۴ء میں یہ تعداد ۱۰۷ تھی یعنی ۱۸۹۵ء میں چھ تارپیڈو کشتیاں اور چار کروزر جہاز زیادہ ہوئے)

عثمانیہ آہن پوش جہازات کی جدول[۱] حسب ذیل ہے۔ اسمیں پہلے بنادر کی حفاظتی جہاز پھر جنگی جہاز۔ اور بعدمیں زرہ پوش کروزر جہاز تاریخ تعمیر کی ترتیب سے درج کئے گئے ہیں۔ توپوں کے خانہ میں ہلکی اور مشین (کلدار) توپیں نہیں درج کیگئیں۔

جدول آہن پوش جہازات

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷		۸	۹	۱۰
نمبر شمار	طرز ساخت۔ اور باتریاں کس موقعہ پر ہیں	نام جہاز	کب سمندر میں اتارا گیا	وزن[۲] ٹن	دبازت زرہ کی	تعداد اتواپ موٹی قسم		[illegible]	[illegible]	رفتار فی گھنٹہ
						تعداد	قسم توپ			
۱	زرہ پوش گنبوٹ	فتح الاسلام - بندرگاہ پر حفاظتی جہاز ہے	۱۸۶۴ء	۳۳۰ ٹن	۳ انچ	۲ - آرمسٹرانگ	۷ - انچ فطری	..	۲۹۰	۸ میل

[۱] جو چند آہن پوش جہاز مسٹر سکاٹ کالٹی نے درج نہیں کئے وہ کتاب واقعات روم کی بحری طاقت کی باب میں جدول مندرجہ حاشیہ میں درج کردیئے گئے ہیں مترجم [۲] جہاز کے وزن سے یہ مراد ہوتی ہے کہ وہ بلحاظ اپنے ذاتی وزن کے کل اسقدر بوجھ اٹھانے کی قابلیت رکھتا ہے

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷		۸	۹	۱۰
۲	زرہ پوش اگنبوٹ	حممدویہ	سنہ ۱۸۶۳ء	۳۳۰ ٹن	۳ انچ	۲-۲-آرمسٹرانگ	۷-انچ قطر کی	۰	۲۹	۸ میل
۳	باربٹ طرز کا ہے (یعنی جنگی توپیں جہاز کے درمیانی حصہ میں ہونیکی بجائے تختہ جہاز کے اوپر آہنی فصیلوں پر چڑھی ہوتی ہیں)	عزیزیہ	سنہ ۱۸۶۴ء	۶۴۰۰	۵ ۱/۴	۲ کروپ؛ ۸ کروپ؛ ۶ کروپ	۱۱-انچ قطر کی؛ ۵ ۳/۴ "؛ ۳ ۳/۴ "	۲	۳۲۴۰	۱۴
۴	ایضاً	محمودیہ	ایضاً	۶۴۰۰	۵ ۱/۴	ایضاً	ایضاً	۲	۳۲۴۰	۱۴
۵	ایضاً	عثمانیہ	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
۶	ایضاً	ارخانیہ	سنہ ۱۸۶۵ء	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
۷	زرہ پوش اگنبوٹ	شہریہ	سنہ ۱۸۷۵ء	۴۰۰	۳	۲ کروپ	۵ ۳/۴ انچ قطر کی	-	۴۰۰	۷
	سنٹرل باٹری (یعنے جنگی توپیں جہاز کے درمیانی حصہ میں قطار وار رکھی ہوں)	جنگی جہاز ۲ عدد (مسعودیہ و [illegible])	سنہ ۱۸۷۴ء	۸۹۹۰	۱۲	۱۲-آرمسٹرانگ ۱۸ ٹن فی؛ ۲ کروپ	۱۰ انچ قطر کی؛ ۵ ۳/۴ انچ قطر کی	-	۷۵۰۰	۱۳
۹	ایضاً	حمیدیہ (درجہ اول)	سنہ ۱۸۸۵ء	۶۷۰۰	۹	۱۰ کروپ؛ ۲ کروپ	۱۰-۱/۵ انچ کی؛ ۶-۳/۵ انچ کی	۲	۶۸۰۰	۱۳
۱۰	باربٹ طرز کا	عبدالقادر کروزر زرہ پوش جنگی درجہ اول تشتِ لیف	زیر تعمیر	۸۰۰۰	۱۴	۴ کروپ؛ ۶ کروپ	۱۱-انچ قطر کی؛ ۵ ۳/۴ انچ کی؛ جلد چلنے والی	۱۰	۱۱۵۰۰	-
۱۱	سنٹرل باٹری طرز کا	کروزر جہاز درجہ اول نمبر ۹ آثار شوکت	سنہ ۱۸۶۸ء	۲۰۵۰	۶	۱-آرمسٹرانگ؛ ۴ "	۹-انچ قطر کی؛ ۷-انچ کی	-	۱۷۵۰	۱۱ ۳/۱۰
۱۲	ایضاً	نجم شوکت	سنہ ۱۸۶۸ء	۲۳۵۰	۶	ایضاً	ایضاً	-	۱۹۰۰	ایضاً
۱۳	سنٹرل باٹری طرز کا	آثار توفیق	"	۴۶۰۰	۸	۸ کروپ	۹ ۲/۵ انچ کی	-	۳۵۰۰	۱۳ ۳/۱۰

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷		۸	۹	۱۰
۱۴	ٹرٹ قسم کا (یعنی جس کی توپیں برج نما فصیلوں پر چڑھی ہوں)	حفظ الرحمن	۱۸۶۸ء	۲۵۰۰	۵ ۱/۲	۲-آرمسٹرانگ ″ ۱-کروپ	۹-انچ کی ۷-انچ کی ۵-انچ کی	..	۲۲۰۰	۱۲
۱۵	سنٹرل باٹری	عون اللہ	۱۸۶۹ء	۲۳۱۰	۶	۴-آرمسٹرانگ	۹-انچ قطر کی	۱	۲۲۰۰	۱۲ ۱/۵
۱۶	ایضاً	اجلالیہ	۱۸۷۰ء	۲۲۴۰	۶	۲-آرمسٹرانگ ۲ ″ ۱ کروپ	۹-انچ کی ۷-انچ کی ۵ ۱/۲ انچ کی	-	۱۸۰۰	۱۱
۱۷	ایضاً	فتح بلند	۱۸۷۰ء	۲۷۶۰	۹	۴-آرمسٹرانگ	۹ انچ قطر کی	۱	۴۲۰۰	۱۴
۱۸	ایضاً	معین ظفر	۱۸۷۱ء	۲۳۳۰	۶	۴ ″ ″ ۱ کروپ	″ ۴ ۱/۲ انچ کی	-	۲۲۰۰	۱۲ ۱/۲
۱۹	ایضاً	مقدم خیر	۱۸۷۲ء	۲۷۶۰	۹	ایضاً	ایضاً	..	۳۰۰۰	۱۲ ۱/۲

جہازات عزیزیہ۔ محمودیہ۔ ارخانیہ اور عثمانیہ (ہر ایک وزنی ۶۴۰۰ ٹن) جو جدول بالا میں پرانے ہونے کے باعث بطور حفاظتی جہازات درج کئے گئے ہیں ایک ہی قسم کے پرانے جنگی جہاز ہیں۔ اب دریائیں امید کہ اونکو مقامی حفاظت سے بڑھکر کام دینے کے قابل بنایا جاوے) اونکی باٹریوں کے دونوں طرف گراں وزن کروپ توپوں کے لئے "باربیٹ ٹرٹ" (فصیلدار برج) بنائے جارہے یا بنائے جاچکے ہیں۔ آہن پوش حمیدیہ وزنی ۶۷۰۰ ٹن خاص عثمانیہ سرکاری کارخانہ واقع قسطنطنیہ میں تیار ہوکر ۱۸۸۵ء میں سمندر میں اوتارا گیا۔ مگر عام خیال ہے کہ اوسکی تمام توپیں ابھی تک اوسپر نہیں چڑھیں۔ یہ جہاز اور مسعودیہ اور نامکمل زرہ پوش کروی موسومہ عبدالقادر عثمانیہ جنگی بیڑہ کے سب سے بڑے جہاز ہیں۔ مسعودیہ ۳۲۳ فیٹ طویل اور اوسکا درمیانی عرض ۵۹ فیٹ ہے۔ وہ سنٹرل باٹری کے اصول پر انگریزی جہاز ہرقلیس کے نمونہ پر بنا ہوا ہے۔ اوسکی درمیانی برج میں منہ کیطرف سے ابھرنے والی آرمسٹرانگ قسم کی اٹھارہ اٹھارہ ٹن وزنی بارہ توپونکی باٹری موجود ہے۔ اور اوس کی اطراف پر سطح آب پر بارہ انچ دبیز فولادی چادریں منڈھی ہوئی ہیں۔ عبدالقادر ۸۰۰۰ ٹن وزنی اور ۳۴۰ فیٹ لمبا ہے۔ اور اوس کے انجن ساڑھے گیارہ ہزار گھوڑونکی طاقت کے ہونگے جس سے اوسکی رفتار بہت تیز ہوگی۔ اوسکی بڑی بڑی توپیں چار گیارہ انچ قطر والی ہونگی۔

جہاز خداوندگار اور ایک اور اوسیکی طرز وجسامت کا جہاز زیر تعمیر ہے۔ اونمیں سے ہر ایک کا وزن ۵۰۴۰ ٹن

ٹن ہوگا۔ اور رفتار فی گھنٹہ بارہ میل ہوگی۔ یہ کروزر قسم کے جہاز ہیں۔ اور اونکی صرف ڈیک (چھتیں) زرہ پوش ہونگی۔ کہا جاتا ہے کہ انہی جیسے دو اور جہاز عنقریب بننے والے ہیں۔ تین نسبتاً چھوٹے جہاز اور بھی اسی قسم کے (وزنی سولہ سولہ سو ٹن) زیر تعمیر ہیں۔ ایک تیسرے درجہ کا کروزر چوبی فولاد کا بنا ہوا موسومہ آلطف ہمایونی وزنی تیرہ سو ٹن اور ایک تارپیڈو پکڑنے والا جہاز موسومہ شاہین دریا جسکی رفتار فی گھنٹہ ۲۰ میل ہے سنہ ۱۸۹۲ء میں سمندر میں اوتارے گئے تھے۔ جدید تارپیڈو کشتیاں اور تارپیڈو پکڑنے والے و غرق کرنیکے جہاز بمقام البنگ (واقع جرمنی) میں تیار ہو رہے ہیں (انمیں سے کئی ایک تیار ہو کر قسطنطنیہ پہونچ چکے ہیں۔ مترجم) مگر تارپیڈو دو کے بیڑہ کی قدر و منزلت مشتبہ ہے۔ گولڈن ہارن (قسطنطنیہ کا لنگرگاہ) میں تارپیڈوؤں کے لئے جو اسٹیشن قایم کیا گیا ہے۔ وہ ابھی تک نامکمل ہے۔ علم بردار جہاز آثار توفیق میں دو برسوں سے انجنوں کے بائلیر ندارد ہیں۔

سنہ ۱۹۰۶ء کے اڈیشن میں مسٹر سکاٹ کلٹی سلطنت کی بحری فوج کے متعلق صرف چند سطریں لکھتے ہیں جو تفصیل اوپر درج ہے اوسی بالکل صاف کردیا ہے۔ یہ چند سطور حسب ذیل ہیں:-

پچھلے تین سالوں میں ترکی بیڑہ جہازات کی اصلاح و تجدید بھی عمل میں آئی ہے۔ اور امریکین بندر فلیڈلفیا اور انگریزی کارخانہ السوک میں دو نئے جہاز تعمیر کرائے گئے ہیں یہ دونوں زرہ پوش کروزر ہیں۔ ہر ایک کا وزن ۳۲۵۰ ٹن ہے۔ جہازوں کے تختوں پر دو انچہ موٹی زرہ ہے۔ اور ہر ایک پر دو دو تین چھ انچہ قطر کی اور سات سات توپیں ۴٫۷ انچہ قطر کی ہیں۔ رفتار ۲۲ میل فی گھنٹہ ہے۔ پرانے آہن پوش مسعودیہ کی بھی اٹلی میں کامل مرمت و تجدید کرائی گئی ہے۔ اوسپر اب دو توپیں ½۹ انچہ قطر کی۔ بارہ توپیں چھ انچہ قطر کی۔ اور دس توپیں ۱۲ پونڈ وزنی گولہ چلانے والی نصب ہیں۔ بوقت امتحان اوسکی رفتار ۱۷ میل فی گھنٹہ پائی گئی۔ تین اور پرانے آہن پوشوں کی بھی ایک اطالین کارخانہ نے خاص[1] قسطنطنیہ کے سرکاری کارخانہ ہی میں مرمت و تجدید کی۔ ان آہن پوشوں پر بھی اسیقدر توپیں نصب ہیں۔ اور اسطرح اب جدید بیڑہ میں چھ کروزر کارآمد ہوگئے ہیں جنمیں سے ہر ایک کا وزن ۳۲ سو[2] ٹن ہے۔ ترکی بیڑہ میں علاوہ بریں اور بھی چند پرانے آہن پوش ہیں مگر وہ لڑائی میں کچھ کام دینے کے قابل نہیں۔

---

[1] پہلے چند آہن پوش اٹلی بھیجے گئے تھے۔ من بعد ترکی کاریگروں کو اس کام میں عملی مشق کرانے کی غرض سے یہ فیصلہ کیا گیا کہ باقی جسقدر زرہ پوش ہیں۔ انکی درستی و اصلاح اطالین انجنیر اور کاریگر ترکی انجنیروں اور کاریگروں کی مدد سے خاص قسطنطنیہ ہی میں کریں۔ تاکہ آیندہ کے لئے بیگانہ محتاجی نہ رہے۔

[2] وزن میں سکاٹ کلٹی کو سہواً یا عمداً مغالطہ ہو گیا ہے۔ ہر دو نئے جہازوں کا بیشک یہی وزن ہے مگر مسعودیہ۔ ارخانیہ عثمانیہ۔ محمودیہ وغیرہ جن پرانے آہن پوشوں کی تجدید ہوئی ہے۔ اونکا وزن ساڑھے ۶ ہزار ٹن سے لیکر نو ہزار ٹن تک ہے۔

گروزروں کے علاوہ دو تارپیڈو اگنبوٹ ہیں۔ جو ۱۸۹۰ء میں سمندر میں اوتارے گئے اور چار کلان تارپیڈو کشتیاں جنمیں سے دو ابھی حال ہی میں تیار ہوئی ہیں۔ جنکے سوا اکیس تارپیڈو کشتیاں پُرانی بھی ہیں۔ مگر زمانہ حال کی ضروریات جنگ کو وہ پورا نہیں کرسکیں گی۔

بحری فوج میں بری فوج کیطرح یعنے کچھ جبریہ قاعدہ ملازمت سے اور کچھ برضی خود رنگروٹ بھرتی ہوتے ہیں۔ بحری فوج میں میعاد ملازمت بارہ سال ہے۔ پانچ برس متعد ملازمت میں۔ تین برس اوس کے ریزرو میں اور چار برس ردیف میں۔ بحری فوجکی نام نہاد طاقت حسب ذیل ہے۔

۱۰ ایس ایڈمیرل (نائب امیر البحر) ۶ ریرایڈمیرل (دوسری طرحکا نائب امیر البحر جو عہدے میں ہو) ۱۱ کپتان ۲۰۸ کمانڈر (کمانیر) ۲۸۹۔ لفٹنٹ ۲۲۸۔ انساین (لفٹنٹ سے چھوٹا عہدہ دار علم بردار ہو) ۱۸۷ ملاح ۳۰ ہزار۔ بحری سپاہی تقریباً نو ہزار

پیداوار اور صنعت و حرفت ٹرکی میں ارضی مندرجہ ذیل چار مختلف اقسام میں منقسم ہیں۔ (۱) میری یعنے ارضیاتِ سرکاری (۲) وقف۔ ارضیات برائے مقاصد مذہبی و خیراتی (۳) ملکانہ یعنی عطیات شاہی (۴) ملک یعنی ارضیات لاخراج۔ ٹرکی کی ارضیات کا بہت سا حصہ میری ہے۔ اور وہ براہ راست سرکار سے برائے کاشت لیجاتی ہیں۔ گورنمنٹ غیر مقبوضہ یعنی خالی قطعات پر کاشت کرنے کا استحقاق بعض مقررہ رسوم لے کر عطا کردیتی ہے۔ مگر ارضی مذکورہ پر اوسکا استحقاق ملکیت برابر قایم رہتا ہے۔ کیونکہ عطاء ارضی کی ایک یہ بھی شرط ہوتی ہے کہ اگر مالک (یعنی قابض) تین برس تک اوسی کاشت نکرے تو وہ ضبط ہوجائے گی۔ وقف کا طریقہ قایم تو ہوا تھا اس لئے کہ مساجد و مدارس کی تعمیر سے شاہی مذہب (اسلام) کیخدمت اور رعایا کی تعلیم کا انتظام کیا جاوے۔ مگر کئی پشتوں سے یہ مدعا پس پشت ڈالدیا گیا۔ یا اوس سے پہلو تہی کردیا گیا ہے۔ اور اکثر ارضیات وقف کو سرکاری حکام نے ضبط کرلیا ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۸۔ جیسا کہ جدول مندرجہ بالا سے ظاہر ہورہا ہے۔ ترکی سلطنت بیشک بحری طاقت کے لحاظ سے ابھی بہت کمزور ہے۔ اوس کے پاس اپنی ضروریات یا سلطنت کی شان کے مطابق ہی کافی جہازات نہیں۔ بلکہ دنیا کی عظیم بحری طاقتوں کے مقابلہ میں ابھی تک ترکی بیڑہ بالکل صفر کا حکم رکھتا ہے۔ مگر یہ کمی بھی انشا اللہ العزیز اب جلد پوری ہوجائے گی حجاز ریلوے اور بغداد ریلوے کے بن جانے کی دیر ہے۔ پھر سلطنت کے تمام وسایل سے اس واحد کمی کو پورا کرنیکا یکسو ہوکر کام لیا جائیگا۔ تاہم گذشتہ دس سال میں اس صیغہ نے بھی کچھ کم ترقی نہیں کی۔ ۱۸۹۷ء کی جنگ روم و یونان میں ٹرکی ایک جہاز بھی کھلے سمندر میں نہ بھیج سکی تھی۔ اب اوس کے دو بیڑے بحیرہ روم میں مامور ہیں۔ اور سواحل عرب و خلیج فارس میں بھی ٹرکی جنگی جہاز ہر وقت گشت کرتے دیکھے جاتے ہیں۔ مؤلف ۱۲

تیسری قسم یعنی ملکانہ قسم کی اراضیات وہ ہیں جو کچھلے زمانہ میں سپاہیوں کو فوجی خدمت کے عوض عطا ہوئی تھیں۔ وہ موروثی ہیں اور ادائیگی عشر سے مستثنیٰ ہیں۔ چوتھی قسم (ملک) یا اراضی لاخراج کچھ بہت وسیع موجود نہیں۔ قصبات کی کچھ زیر عمارت اراضی اور آبادیہائے دیہات کی متصلہ اراضیات جنکو دہقان وقتاً فوقتاً گورنمنٹ سے خرید لیتے ہیں۔ ملک قسم کی ہیں۔

قابل زراعت اراضی کا بہت تھوڑا حصہ زیر کاشت ہے جسکی بڑی وجہ سڑکوں[1] اور وسایل بار برداری کی کمی ہے۔ کیونکہ ایسی صورت میں غلہ کے باہر لیجانے میں اتنا خرچ پڑتا ہے کہ کوئی فایدہ نہیں ہوسکتا علاوہ بریں چونکہ ہر پیداوار[2] کا عشر لے لیا جاتا ہے۔ اسلئے دہقان اپنی ذاتی یا بدرجہ غایت مقامی ضرورت سے زیادہ کاشت کرنیکی کوشش نہیں کرتا۔ ان محاصل کے ماسوا زراعتی پیداوار کے ٹیکس ہیں یہ امر بھی مانع ہے کہ اگر غلہ ایک صوبہ سے دوسرے صوبہ میں جائے تو بھی محصول درآمد لے لیا جاتا ہے (اعلیحضرت نے یہ محصول معاف کردیا ہوا ہے۔ دیکھو واقعات روم۔ مترجم)

طریقۂ کاشت نہایت ہی سادہ اور وہی ہے جو صدیوں سے چلا آتا ہے[3]۔ زمین عموماً نہایت ہی زرخیز ہے۔ بڑی بڑی پیداواریں یہ ہیں۔ تمباکو۔ ہر قسم کی اجناس خوردنی۔ کپاس۔ انجیر۔ اخروٹ۔ بادام۔ انگور زیتون۔ اور جملہ اقسام کے میوہ جات وپھل۔ قہوہ۔ مجیٹھ۔ افیون اور مختلف گوندیں بمقدار کثیر ممالک غیر کو جاتی ہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ یورپ و ایشیا دونوں براعظموں میں سلطنت عثمانیہ کے چار کروڑ چالیس لاکھ ایکڑ زیر کاشت ہیں۔ جب سے مرض فلاکسورا (کرم انگور) نے فرانس میں انگوروں کی بیلوں کا ستیاناس کردیا ہے تب سے ٹرکی سے فرانس کو انگوری شراب بکثرت جاتی شروع ہوگئی ہے۔ سال ۸۸-۱۸۸۷ء میں ۱۲۳۰۸۵۲۱ لیٹر[4] شراب گئی اور فی ہکٹو لیٹر ۳۱ فرینک (۲۵ فرینک کا ایک پونڈ) قیمت وصول ہوئی۔ عثمانیہ قوانین جنگلات فرانس کے قوانین کے مطابق ہیں مگر اونکی تعمیل کماحقہ نہ ہونے سے ملک کے قیمتی درخت اور

---

[1] اس نقص کو بسرگرمی تمام رفع کیا جارہا ہے۔ تفصیلی حالات اخبار وطن لاہور میں شایع ہوتے رہتے ہیں۔ مؤلف۔

[2] اب یہ حالت نہیں رہی حتی کہ کپاس ایسی قیمتی جنس کو عشر سے کچھ برسوں کے لئے مستثنیٰ کردیا گیا ہے۔ مزید براں اکثر علاقوں میں عشر کی بجائے مستقل مالگذاری نقدی میں مشخص کردیگئی ہے۔ زمیندار خواہ کسی زمین میں سال بھر میں کتنی ہی فصلیں برداشت کرے۔ اوسے وہی مقررہ معاملہ دینا پڑتا ہے۔

[3] یہ فتویٰ بھی اب صحیح نہیں رہا۔ جابجا جدید آلات اور زرعی کلیں رائج ہوگئی ہیں۔ زرعی مدارس ہزاروں کی تعداد میں کھل گئے ہیں۔ اور حکومت اپنی طرف سے کوئی دقیقہ ترقی زراعت وخوشحالی مزارعین کے لئے فروگذاشت نہیں کررہی۔ مؤلف

[4] لیٹر ایک فرانسیسی پیمانہ ہے۔ سو لیٹر کا ایک ہکٹو لیٹر جو ۲۲$\frac{1}{2}$ گیلن کے برابر ہوتا ہے۔ مترجم۔

لکڑی دن بدن کم ہو رہی ہے۔ محفوظ جنگلات کا رقبہ تقریباً دو کروڑ دس لاکھ ایکڑ ہے۔ جنمیں ۲۰۳ لاکھ یورپین ٹرکی میں ہیں۔ ریشمی کیڑوں کی پرورش اور ریشمی پیداوار کیڑوں میں وبا پھیلنے سے بہت کم ہو گئی تھی مگر اب پھر روبہ ترقی ہے۔ سنہ ۱۸۹۷ء میں چار کروڑ پیاسٹر (چار لاکھ پونڈ) کے ریشمی کوئے۔ اور دس کروڑ بیس لاکھ پیاسٹر (دس لاکھ بیس ہزار پونڈ) کا ابریشم خام ملک سے باہر گیا۔ ریشم کی پیداوار کا بہت سا حصہ باہر جاتا ہے مگر کسیقدر دیسی ریشمی پارچات بنانے کے لئے ملک میں بھی خرچ ہوتا ہے۔

(از اڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) سنہ ۱۹۰۰ء میں افیون کی پیداوار ۵۰۰۷ صندوق یعنی ۱۰۵۸۰۰ پونڈ (۸۲ پونڈ کا ایک من انگریزی) ہوئی سلطنت کے سرکاری جنگلات میں عموماً قیمتی لکڑی کے درخت پائے جاتے ہیں دجلہ ریلوے کے لئے اب تک جسقدر سلیپر (شہتیریاں) لائین پر بچھانے کے لئے درکار ہوئے۔ وہ صوبہ سمرنا کے جنگلات سے ہی بآسانی بہم پہونچگئے۔ اگر سلطنت عثمانیہ کو سلیپر خرید کرنے پڑتے۔ تو لائین کا خرچ بہت بڑھجاتا۔ مولف سنہ ۱۹۰۳ء میں کل سلطنت میں انگور کی کاشت کرنے والونکی تعداد ۳۴۰۳۲۲ تھی۔ اور ۲۶۷۵۵۹۱۵ کیلوگرام شراب انگریزی تیار ہوئی۔ اس سال شراب کشید کرنے والونکی تعداد ۵۹۸۵۵ تھی جنہوں نے ۱۵۵۱۶۳۱ کیلوگرام مختلف قسم کی دیگر شرابیں کشید کیں۔ صرف دو صوبجات بروصہ و اسمد میں سنہ ۱۹۰۳ء میں ریشم کے ۹۰۳۴۳۴ کوئے قیمتی دس کروڑ ۵۴ لاکھ ۹ ہزار ۸۰۲ قرش تیار ہوئے۔ اور سنہ ۱۹۰۳-۴ء میں ریشم کے کیڑوں کے انڈے ۹۸۹۰۳۴-۳۰- اونس کی مقدار میں ممالک غیر کو بغرض فروخت بھیجے گئے۔ (ایک زمانہ وہ تھا کہ یہ انڈے باہر سے خرید کئے جاتے تھے۔ مؤلف) سنہ ۱۹۰۱ء میں ساڑھے پانچ لاکھ مثقال (۲۶۴۲ کیلوگرام) عطر گلاب تیار ہوا۔

مزارعین کی امداد اور زراعت کی ترقی کے لئے ٹرکی میں ایک زرعی بنک بھی موجود ہے۔ جس کی سلطنت کے مختلف مقامات میں ۸۰ شاخیں ہیں۔ یہ بنک مزارعین کو عموماً جایداد ارضی کی کفالت پر روپیہ قرض دیتا ہے۔ شرائط بہت نرم رکھی گئی ہیں۔ بنک کا سرمایہ ۲۶۲۹۰۰۰ پونڈ (تقریباً چار کروڑ روپیہ) ہے۔ جو زرعی اراضیات پر ایک نہایت ہی خفیف سا ٹیکس لگانے سے بہم پہونچایا گیا ہے۔ یہ ٹیکس اب بھی موجود ہے۔ اور اس طرح اوسکی آمدنی سے بنک کا سرمایہ ہر سال بڑھتا رہتا ہے (اڈیٹر وطن نے عرصہ ہوا گورنمنٹ ہند کو توجہ دلائی تھی کہ اگر وہ سرکاری روپیہ سے زرعی بنک جاری نہیں کرسکتی یا نہیں کرنا چاہتی تو اس اصول پر اوسے قایم کردے۔ اوسے کسی نئے ٹیکس کے لگانے کی بھی ضرورت نہ ہوگی۔ خالصہ مالگزاری کی علاوہ اوس کے ۲۵-۳۰ فیصدی کے برابر جو زائد محاصل بنام جوب یہی وسوائے زمیندار ادا کرتے ہیں اونمیں ایک سے بلایا کا دن خرچ کی بھی ہے۔ جو عموماً مالگذاری کے ۴-۵ فیصدی کے برابر ہوتی ہی۔ مگر عموماً مالگذاری کے ۴-۵ فیصدی کے برابر ہوتی ہے۔ مگر عموماً یا تو نمبرداروں کی جیب میں رہتا ہے۔ یا اونی

ملازمان کی نذر ہو جاتی ہے۔ کل ہندوستان کے مالیہ کی مقدار کے لحاظ سے ملبہ کی بالاتر مقدار تقریباً ڈیڑھ کروڑ روپیہ ہوتی ہے۔ اگر صرف دس سال کے لئے یہ ملبہ کی رقم سرکار اوس سے خود وصول کرکے اپنے پاس جمع کرتی جائے تو زرعی بنک کے لئے پندرہ کروڑ روپیہ کا سرمایہ بلا تردد جمع ہو جاتا ہے۔ بیشک یہ رقم زمینداروں کو واپس نہیں ملیگی۔ سرکار کو مفت حاصل ہوگی۔ مگر اس بنک سے زمینداروں کو جو بے انتہا فوائد حاصل ہونگے۔ انکے مقابلہ میں اس رقم کا مفت سرکار کی ملکیت ہو جانا کسی کو دوبھر نہیں گذر سکتا۔ زمینداروں کے نزدیک تو اب بھی یہ رقم یوں ہی ضایع جا رہی ہے۔ مزید برآں سرکار کی ملکیت سرمایہ بھی برای نام ہوگی۔ یہہ روپیہ درصل تو زمینداروں کے ہی کام آتا رہیگا۔ مؤلف) عثمانیہ زرعی بنک نے ۹۹-۱۸۹۸ء میں ۹۰۵۳۶ دہقان کو بحساب اوسط فی کس چھہ پونڈ روپیہ قرض دیا۔ ۳۱ مارچ سنہ ۱۸۹۹ء سے ۲۲ لاکھ ۸ ہزار ۷ سو پونڈ بنک کا مزارعین پر واجب ہے۔

گو عام ملک خاصکر ایشیائی مقبوضات معدنیات سے مالامال ہیں۔ مگر قوانین کان کنی بہت سخت ہیں۔ کوئلہ تانبہ سیسہ۔ چاندی۔ لوہا۔ میگنیشیا۔ رانگ۔ طوطیا۔ گندھک۔ نمک۔ پھٹکری اور خاصکر کوئلہ باافراط موجود ہے مگر ان کے نکالنے کے لئے چنداں کام نہیں ہوتا۔ جو دہات باہر جاتی۔ اوس پر ۲۰ فیصدی محصول لیا جاتا ہے۔ ملکی ضروریات خانہ داری کے لئے پیتل اور تانبے کے برتن دیسی محنت سے بکثرت تیار ہوتے ہیں کاریخانجات شیشہ آلات۔ کاغذ کی کلیں اور پارچہ بافی کے کارخانے بھی جاری ہو گئے ہیں۔ قالین جو سال میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ پونڈ کے باہر جاتے ہیں۔ دستی کرگھوں پر تیار ہوتے ہیں۔ اسیطرح ملکی قسم کے پارچات پوشیدنی کا حصہ کثیر ہاتھ سے بنا جاتا ہے۔ ٹرکی میں مچھلی کی بڑی بڑی شکارگاہیں موجود ہیں۔ کیلی آبنائے باسفرس کی شکارگاہوں سے اڑہائی لاکھ پونڈ سے زیادہ مالیت کی مچھلی پکڑی جاتی ہے۔ بحیرہ روم کے ساحل پر نہایت عمدہ اسفنج پیدا ہوتا ہے۔ بحیرہ قلزم سے سیپ اور خلیج فارس سے موتی برآمد ہوتے ہیں۔

(از ماڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) سنہ ۱۸۹۸ء میں تمام سلطنت میں ۴۸۰ کانوں پر کام جاری تھا۔ اب یہ تعداد بہت بڑھ گئی ہے۔ کوتاہیہ کی کانوں سے دہات کروم ہر سال پندرہ ہزار ٹن برآمد ہوتی ہے۔ یہ تمام چینی بنانے کے کام آتی ہے اور رنگ سے ملتی جلتی ہے۔ نقرہ آمیز سیسہ ۲۰ ہزار ٹن سالانہ کی مقدار میں اسمدسیواس۔ طارس۔ بروصہ و خداوندگار کی کانوں سے نکلتا ہے۔ آیدین اور بحرہ اسود کے بندرگاہ قرہ صو کی کانوں سے ۵ ہزار ٹن جست نکلتا ہے۔ سالونیکا۔ قونیہ اور آیدین میں ۴ ہزار ٹن دہات میگنشیا برآمد ہوتی ہے۔ بروصہ کی کانوں طوطیا سے دو سو ٹن سالانہ سرمہ برآمد ہوتا ہے۔ صوبہ آرمینیا کے کرہ طارس۔ تربولی (قریب طرابزون) ارغانہ لیادین (قریب دیار بکر) اور وادی غاج سالونیکا ریلوے کے سٹیشن زانتی کی کانوں سے ہر سال ۱۵۰ سو ٹن تانبا

حاصل ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ارغانہ کی کان مس۔ دنیا کی چند وسیع ترین اور زرخیز ترین معادن مس میں سے ایک ہے۔ پاندامہ کی کان سے سالانہ ۸ ہزار ٹن سوہاگہ ملتا ہے۔ وہات میر شام جس سے تمباکو پینے کے پائپ بنائے جاتے ہیں اسکی شہر کی کان سے سالانہ ۱۵۰ ٹن برآمد ہوتی ہے۔ سالونیکا کے قریب چقماق کی کانیں ہیں۔ اور سمرنا۔ آیدین۔ قونیہ۔ اطنہ۔ اور مجمع الجزائر میں کرنڈ پتھر کی۔ اور دانینا۔ شام اور کنارہ فرات پر معدنی سال کی۔ ہرقلیہ (واقع بحیرۂ اسود) کی کانوں سے سالانہ چار لاکھ ٹن کوئلہ نکل رہا ہے۔ مٹی کے تیل کے چشمے وادی وسط وجلہ۔ ایشیائے کوچک کے مختلف مقامات اور بحیرۂ مارمورا کے شمالی ساحل پر برآمد ہو چکے ہیں ضلع سمرنا میں سونے اور چاندی کی کانیں ملی ہیں۔ پارہ کی کانیں صوبہ سمرنا میں۔ وہات کاولن جس سے نظروف چینی بنتے ہیں۔ جزیرہ رہوڈس۔ سنکھیا کی کان ضلع آیدین میں۔ ادہر کی کانیں صوبجات آیدین۔ قونیہ اور ادانہ میں برآمد ہوئی ہیں۔ مگر انمیں سے اکثر پر ابھی جزئی کام شروع ہے۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ۱۶ افراد اور کمپنیوں کو مختلف کانوں پر کام کرنے کے اجارے عطا کئے گئے تھے جنمیں سے صرف سات پر عملی کام جاری ہوا۔ بروصہ کے متصل جہانکہ پتھر کی وسیع کانیں ملی ہیں جنمیں سے اب یہ پتھر بکثرت نکالا جا رہا ہے۔ تمام دہاتوں پر جو ممالک غیر کو بھیجی جائیں حق شاہی ۵ سے لیکر ۸ فی صدی تک لیا جاتا ہے۔ خانگی ضروریات کے لئے پیتل اور تانبے کے ظروف بکثرت بنتے ہیں شیشہ۔ بلور۔ کاغذ سازی اور کتان و ٹاٹ بنانے کے کارخانوں کے قیام و اجراء کے لئے بھی کئی اجارے عطا ہو چکے ہیں۔ صرف دمشق میں پانچہزار گھروں پر دسہزار آدمی ریشمی۔ سوتی اور مادی کپڑے بننے کا کام کرتے ہیں۔ قالین جو بافراط ممالک غیر کو جاتے ہیں دستی کرگہوں پر تیار ہوتے ہیں۔ ٹرکی کے سواحل پر مچھلی بھی بکثرت پکڑی جاتی ہے۔ بحیرۂ روم کے ترکی سواحل کے قریب نہایت اعلیٰ اسفنج حاصل ہوتا ہے۔ بحیرۂ قلزم سے صدف اور خلیج فارس سے موتی۔

تجارت تمام اشیائے درآمد پر بحساب مالیت ۸ فیصدی محصول لیا جاتا ہے۔ سوائے تمباکو اور نمک کے جنکا حق فروخت فقط گورنمنٹ کو حاصل ہے۔ اور اوس نے ایک کمپنی کو دے رکھا ہے جو ملکی پیداوار ممالک غیر کو جائے اوسپر ایک فیصدی محصول برآمد لیا جاتا ہے۔ لیکن اگر ایک صوبہ سے دوسرے صوبہ میں لیجایا جائے تو ۸ فیصدی محصول لیا جاتا ہے۔ اس اندرونی محصول کو بکلیتہً موقوف کر دینے کا ارادہ ہے اور سنہ ۱۸۹۲ء سے گندم اور دیگر اجناس خوردنی سے ہٹایا جا چکا ہے۔ جو اشیاء مدارس۔ گرجوں۔ سفارتخانوں قونصل خانوں کے لئے آئیں اور نیز زراعتی کلیں اور سامان ریل محصول سے بری ہیں۔ مندرجہ ذیل جدول سے جو ٹرکی پوسٹ خانوں کے نقشوں سے تیار کیگئی ہے۔ ۱۳ مارچ سنہ ۱۸۹۱ء لغایت ۱۲ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء و ۱۳ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء لغایت ۱۲ مارچ سنہ ۱۸۹۳ء میں مختلف ممالک کے ساتھ ٹرکی کی جسقدر تجارت ہوئی اوسکی مالیت کا اندازہ معلوم

ہو جائے گی۔ مالیت سکہ پیاستر میں درج کیگئی ہے۔

ملک	درآمد		برآمد	
	۱۸۹۱-۹۲ء	۱۸۹۲-۹۳ء	۱۸۹۱-۹۲ء	۱۸۹۲-۹۳ء
	پیاستر	پیاستر	پیاستر	پیاستر
برطانیہ کلان	۱۰۳۰۱۱۲۸۹۶	۹۷۸۱۵۰۸۰۴	۸۸۶۳۰۲۳۲۱	۷۰۱۹۳۹۲۲۲
آسٹریا	۴۵۹۷۱۸۱۳۰	۵۰۹۹۱۹۶۶۴	۱۲۳۲۲۶۹۹۷	۱۵۱۱۷۹۸۸۳
فرانس	۳۰۲۱۳۷۳۷۵	۲۹۶۲۹۰۶۷۴	۴۵۰۷۰۰۲۱۶	۳۸۰۰۳۵۷۷۸
روس	۱۸۶۸۹۸۹۲۵	۱۲۸۹۳۴۷۹۱	۲۵۳۳۱۳۳۱	۳۲۱۷۶۳۲۷
اٹلی	۵۷۶۹۸۷۲۰	۵۸۰۰۵۰۱۶	۵۴۳۱۵۴۴۱	۷۸۴۳۶۵۵۹
بلگیریا	۹۴۰۱۰۴۱۸	۱۲۴۴۸۴۳۹۸	۴۰۲۶۵۶۷۰	۲۶۹۷۴۵۶۴
ایران	۶۵۳۲۱۱۵۹	۵۵۸۶۳۶۹۹	۱۵۲۵۶۴۸	۲۰۲۵۳۸۸
یونان	۴۲۲۸۵۴۴۱	۳۷۲۸۰۲۷۷	۵۴۷۷۹۴۳۰	۴۱۳۷۱۳۲۵
بلجیم	۶۴۶۷۶۴۳۳	۶۶۷۹۰۲۸۲	۳۱۱۰۶۶۶	۳۸۸۲۲۳۴
رومینیا	۴۵۹۷۸۴۳۱	۵۷۷۰۳۲۲۲	۳۹۱۱۷۸۸۶	۲۳۹۲۴۸۸۶
صوبجات متحدہ امریکہ	۳۳۴۵۳۹۲	۸۷۶۵۴۰	۲۳۲۸۱۳۳۳	۱۶۳۹۷۸۰۷
ٹیونس	۶۱۳۹۱۹۳	۹۱۷۲۷۷۶	۲۱۹۹۹۷۳	۷۱۷۰۷
سرویا	۷۲۵۱۸۴۳	۷۰۵۰۵۳۸	۵۱۵۱۱۰۴	۷۴۶۲۸۸۸
ہالنڈ	۱۲۱۷۲۳۱۳	۱۲۴۸۳۳۱۳	۲۳۵۹۲۲۱	۴۲۹۴۲۶۶۶
جرمنی	۱۸۴۳۳۹۲۷	۲۷۹۷۸۴۹۱	۱۳۹۹۶۲۱۸	۳۶۷۷۲۲۰
مصر	۶۱۷۱۴۱۶۸	۶۶۴۲۶۴۶۸	-	-
سویڈن	۶۶۶۱۴۰۲	۸۰۶۴۳۶۵	۵۵۵	۰
مانٹی نیگرو (جبل اسود)	۸۳۲۱۶۵	۷۹۵۵۵۴	۴۶۷۴۹۷	۲۶۹۴۸۷
جزیرہ سموس	۱۰۱۷۳۷	۷۳۱۲۳	۲۸۶۵۰۱	۲۸۱۸۷۵
ڈنمارک	۱۳۳۴۷	۳۱۶۱۰	۳۱۸۲۱	۹۸۲۳۲

درآمد		برآمد	
۱۸۹۸-۹۹ سنہ ع	۱۸۹۹-۱۹۰۰ سنہ ع	۱۸۹۸-۹۹ سنہ ع	۱۸۹۹-۱۹۰۰ سنہ ع
پیاسٹر	پیاسٹر	پیاسٹر	پیاسٹر
۱۰۲۸۴۹۷۳۳۳	۸۳۲۰۰۱۴۰	۴۶۳۹۵۸۷۷۷	۵۵۱۳۶۸۳۳۲
۵۲۳۱۳۱۰۱۲	۴۸۰۱۹۷۷۳۵	۱۲۰۲۳۵۲۲۲	۱۳۸۱۷۷۳۳۲
۲۴۷۴۰۲۹۸۴	۲۹۶۹۵۱۷۳۷	۴۲۹۸۹۷۴۴۴	۴۷۶۲۳۲۶۶۶
۱۷۵۱۶۱۵۱۴	۱۹۹۱۷۷۹۸۶	۴۶۸۳۰۳۲۴	۵۴۵۴۲۰۰۱
۱۳۸۶۹۴۵۴۲	۱۳۲۸۱۱۷۲۳	۵۴۰۷۳۶۶۶	۷۰۹۱۵۶۶۶
۹۱۰۹۶۷۲۱	۱۱۱۴۴۱۲۷۷	۳۱۲۹۹۷۷۷	۲۵۸۸۹۰۰۲
۶۳۱۴۲۶۷۸	۶۲۵۵۴۸۵۹	۱۹۳۶۶۸۳	۱۰۳۳۴۵۱
۴۴۰۲۴۹۵۹	۳۴۲۶۱۷۶۴	۴۶۸۰۷۴۴۴	۴۰۵۵۶۳۳۵
۷۳۸۵۹۶۴۰	۶۶۰۳۶۴۴۵	۵۶۲۹۸۸۸	۹۲۱۴۷۷۸
۹۶۲۸۹۶۲۴	۷۶۱۳۲۰۴۳	۲۹۱۱۲۵۵۵	۲۵۶۲۳۲۲۲
۴۳۸۳۷۹۲	۳۱۰۱۷۲۱	۵۰۵۰۴۳۳۲	۵۷۲۱۳۶۶۶
۱۸۷۴۸۰۵	۱۰۷۱۱۲۵	۸۶۵۲	-
۸۶۷۴۸۰۵	۵۴۳۹۵۸۴	۵۵۶۴۳۳۴	۵۸۳۱۹۹۹
۳۱۹۵۹۲۶۳	۲۹۳۵۰۷۳۸	۲۸۲۷۳۸۹۰	۴۵۹۶۳۱۱۰
۴۳۶۴۶۶۹۴	۴۸۶۹۳۶۴۰	۲۷۵۰۷۷۷۷	۴۵۱۷۵۸۹۰
۷۵۰۲۴۹۰۳	۶۲۰۶۲۸۰۵	-	-
۱۲۷۶۴۶۹۴	۷۴۲۳۳۳۳	-	۵۸۳۱۹۹۹
۶۹۴۳۳۳	۶۹۱۰۰۱	۸۰۵۷۳۷	۵۰۴۸۴۷
۱۷۴۸۲۰	۱۳۹۵۹	۶۴۴۴	۵۴۳
۴۵۰۰	۳۵۹۷	۲۱۹۸۸۹	۷۷۷۷

نام ملک	درآمد سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء	درآمد سنہ ۱۸۹۲-۹۳ء	برآمد سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء	برآمد سنہ ۱۸۹۲-۹۳ء	درآمد سنہ ۱۸۹۸-۹۹ء	درآمد سنہ ۱۸۹۹-۱۹۰۰ء	برآمد سنہ ۱۸۹۸-۹۹ء	برآمد سنہ ۱۸۹۹-۱۹۰۰ء
	پیاستر	پیاستر	پیاستر	پیاستر	پیاستر	پیاستر	پیاستر	پیاستر
ہسپانیہ	۵۸۳	۷۱۱۱	۴۰۶۳۳۳	۲۸۲۰۱۱۱	-	۳۴۳۱	۸۶۵۰۰۰	-
جاپان	-	۳۳۱۶۱۶۷	-	-	۲۰۱۱۶۳۹	۳۲۳۴۱۸۰	۶۱۱۰	-
میزان	۲۴۵۵۳۹۳۹۸۸	۲۴۴۲۶۹۸۵۴۲	۱۵۳۷۰۰۵۰۲۴	۱۵۵۷۲۰۴۲۰۰	۲۶۶۲۱۲۵۲۲۵	۲۴۴۹۶۵۳۷۹۳	۱۳۴۲۵۴۳۹۵۶	۱۵۵۹۱۴۰۶۱۶

سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء میں کل اسباب تجارتی ۲۴۵۵۳۹۳۹۸۸ پیاستر کا داخل ہوا۔ اور ۱۵۳۷۰۰۵۰۲۴ پیاستر کا مال ملک غیر کو گیا۔ جو مراعات بعض دیگر ممالک کو عطا کیگئی تھیں وہ سنہ ۱۸۷۵ء میں سلطنت عثمانیہ نے انگلستان کو بھی عطا کیں اور سنہ ۱۸۹۰ء میں اس عطیہ کی باضابطہ عہدنامہ سے تصدیق کیگئی۔

سنہ ۱۸۹۲-۹۳ء میں کل سلطنت کے پرمٹ خانوں میں محصول درآمد کی بابت ۱۹ کروڑ پچاس ۱۹ ہزار ۶ سو ۸ پیاستر داخل ہوئے جنمیں سے ۱۸ کروڑ ۸ لاکھ ۲۷ ہزار ۸ سو ۷۵ پیاستر محصول درآمد کی بابت تھے اور ایک کروڑ بیالیس لاکھ ۶۱ ہزار ۸ سو ۳ پیاستر محصول برآمد کی بابت تھے۔ سنہ ۱۸۹۹-۱۹۰۰ء میں محصول درآمد سے ۷۸۸۰۲۶ پونڈ اور محصول برآمد سے ۱۴۲۶۶۵ پونڈ [illegible]

ششش سالہ میزان درآمد و برآمد حسب ذیل ہے۔

سال	درآمد	برآمد	سال	درآمد	برآمد
	ترکی پونڈ	ترکی پونڈ		ترکی پونڈ	ترکی پونڈ
سنہ ۱۸۹۵ء	۲۴۰۷۵۴۹۰	۱۳۷۵۲۸۰۵	سنہ ۱۸۹۸ء	۲۳۴۳۴۰۳۵	۱۴۷۴۴۴۹۸
سنہ ۱۸۹۶ء	۲۰۵۷۵۶۷۰	۱۵۵۳۵۶۲۵	سنہ ۱۸۹۹ء	۲۶۶۲۱۲۵۲	۱۳۴۲۵۴۴۰
سنہ ۱۸۹۷ء	۲۱۳۵۹۷۰۶	۱۵۴۲۸۴۵۸	سنہ ۱۹۰۰ء	۲۴۴۹۶۵۳۸	۱۵۵۹۱۴۰۶

۳۰ ہزار ۶ سو ۹۲ پونڈ ترکی آمدنی ہوئی - ۱۱ ترکی پونڈ دس انگریزی پونڈ کے برابر ہوتے ہیں۔
سلطنت عثمانیہ کی تجارت درآمد میں سے ۳۹ فیصدی اور تجارت برآمد میں ۴۵ فیصدی برطانیہ کلاں کے ساتھ ہے
ہر دو مندرجہ بالا جدولوں میں جنس تمباکو کی درآمد برآمد شامل نہیں۔ سال ۸۷-۱۸۸۶ء میں ایک کروڑ ۱۶ لاکھ ۸۸ ہزار باون کیلوگرام (کیلوگرام = ۲ ۴۱۶۳/۵۰۰۰۰ پونڈ = تخمیناً ایک سیر ۳/۴ ۶ چھٹانک) تمباکو باہر گیا۔ ۸۸-۱۸۸۷ء میں ایک کروڑ تین لاکھ ۷۳ ہزار ۲ سو ۷۱ کیلوگرام۔ سال ۹۰-۱۸۸۹ء میں ایک کروڑ چار لاکھ ۴۵ ہزار ۴ سو ۲۷ کیلوگرام۔ ۹۲-۱۸۸۹ء میں ایک کروڑ دو لاکھ ۳۷ ہزار ۴ سو ۹۰ کیلوگرام اور سال ۹۳-۱۸۹۲ء میں ایک کروڑ ۳۸ لاکھ ۲۶ ہزار ۲۱ کیلوگرام باہر گیا۔ ۱۹۰۰-۱۸۹۹ء میں ۲۴۲۵۷۳۹۴ سگار یا میں ۳۳۱۸۹۳ پیاسٹر ۳۳۶۷۔ کیلوگرام سگاری تمباکو مالیتی ۱۷۳۰۸ پیاسٹر ۹۹۳۵۰ کیلوگرام میں مالیتی ۲۰۵۰ پیاسٹر اور ۴۴۱۳۰۱ کیلوگرام عام تمباکو مالیتی ۴۳۳۱۰۰۳ پیاسٹر ممالک غیر سے ٹرکی میں آیا۔ اور ۴۹۸۶۹۷۴۱ کیلوگرام سلطنت کے اپنے ہی مقبوضات یا باجگزار ممالک کو اور ۷۴۴۶۷۶۴ کیلوگرام ممالک غیر کو گیا۔

۹۲-۱۸۹۱ء میں تجارت درآمد و برآمد کی بڑی بڑی اجناس یہ تھیں:-

درآمد ۹۲-۱۸۹۱ء		برآمد ۹۲-۱۸۹۱ء	
نام جنس	مالیت پیاسٹر میں	نام جنس	مالیت پیاسٹروں میں
سفید پارچات چھینٹ وغیرہ	۲۲۷۳۵۲۱۳۵	گندم	۱۷۶۲۱۴۲۳۰
ترشک چادریں لحاف وغیرہ	۱۳۵۲۶۵۸۲۴	جَو	۷۱۶۶۴۷۸۷
قند	۱۲۹۹۵۰۵۲۳	پیغمبری گندم	۲۱۵۳۴۷۷۶
سوت	۱۲۷۹۹۷۷۸۱	تل	۱۶۹۸۹۱۲۵
قہوہ	۹۷۷۲۶۷۷۸	جوار	۱۳۸۶۴۶۲۵
چاول	۸۷۷۶۴۴۸۸	مکئی	۱۲۲۹۵۶۸۰
مدافولم	۶۸۳۲۲۶۹۴	اوٹ (پیغمبری جو)	۱۳۴۵۰۷۹۱
مٹی کا تیل	۶۵۷۹۹۲۹۲۰	دیگر غلے	۱۹۹۷۸۵۵۴
سرجی	۶۴۸۰۴۶۷۵	خشک انگور کشمش و منقے	۱۶۶۴۹۰۹۴۱
اونی پارچات	۶۴۲۳۲۴۱۱	ریشم	۱۰۹۱۲۰۰۱
کپڑا	۴۴۱۷۴۸۲۰	ریشم کے کوٹیے	۴۴۴۲۹۸۸۸
لوہا	۴۳۹۰۲۵۴۳	زیتون کا پھل	۸۴۰۵۹۱۱۱

درآمد ۹۲-۱۸۹۱ء		برآمد ۹۲-۱۸۹۱ء	
نام جنس	مالیت پیاسٹروں میں	نام جنس	مالیت پیاسٹروں میں
چمڑا (دباغت شدہ)	۴۰۹۰۷۹۷۵	روغن زیتون	۲۳۵۴۸۰۸۴
قالین اور دریاں	۳۹۰۹۳۲۴۰	انجیریں	۴۳۳۸۴۱۳۴
کشمیرا	۳۸۳۷۲۵۸۴	خرما و کھجوریں	۲۳۷۳۲۲۴۵
گیہوں	۳۸۳۶۵۴۲۲	سنگترے و چکوترے	۱۰۹۶۵۰۴۹
مکی - جو - پیغمبری جو	۲۱۸۸۳۴۵۱	دیگر پھل	۵۰۶۶۶۸۴
سوتی و اونی پارچات	۳۶۳۲۶۰۱۳	اخروٹ بادام وغیرہ	۲۵۷۱۶۶۸۶
لکڑی	۳۱۹۶۶۵۶۴	موہیر بکریونکی پشم	۵۴۷۴۲۷۱۹
بھیڑیں اور بکریاں	۲۸۶۳۵۱۴۲	ولونیا (رنگنے کا مصالحہ)	۵۲۷۹۳۶۱۲
سلے سلائے کپڑے	۲۸۳۳۲۱۲۴	قہوہ	۵۲۲۵۱۰۱۳
آہنی اسباب	۲۷۸۱۹۹۸۹	اون	۴۶۹۳۸۷۳۷
ریشمی پارچات	۲۶۹۵۸۲۹۵	کپاس	۴۱۱۲۷۴۵۸
ریشم	۲۵۵۲۲۵۲۹	کھالیں بھیڑوں اور بکریونکی	۳۷۱۸۵۴۱۵
اسپرٹ (روح شراب)	۲۵۶۲۳۷۰۸	غیر مصفی معدنیات	۳۳۰۷۳۸۸۸
ادویہ (نباتاتی)	۲۴۷۸۹۱۰۵	دالیں	۲۸۷۵۰۶۵۱
بوریاں اور تھیلے (ٹاٹ کے)	۲۵۰۳۶۲۱۶	قالین	۲۵۲۹۹۰۸۲
چمڑا (کچا)	۲۳۸۵۴۱۴۶	سکھلائی ہوئی مچھلی	۱۸۲۸۶۱۳۸
ٹوپیاں اور کلاہ	۲۳۰۵۵۴۴۱	گھوڑے و خچریں	۱۳۹۳۴۳۳۷
کاغذ مختلف اقسام کا	۲۲۶۹۳۷۰۹	شراب انگوری	۱۳۰۷۶۳۶۱
کاغذ سگریٹ بنانے کا	۱۰۷۵۰۵۰۰	حلفی شراب	۱۲۲۶۸۶۵۳
کوئلہ پتھر کا	۲۲۲۵۵۶۵۴	مویشی	۹۴۱۱۴۹۳
مکھن	۲۲۱۰۲۶۳۵	الپیست	۹۲۲۸۳۳۳
ململیں	۱۸۶۲۴۷۳۲	بھیڑیاں و بکریان	۷۸۸۶۵۱۳
دہاگہ	۱۸۰۹۴۶۶۹	انڈے	۷۷۶۵۷۲۲

درآمد سنہ ۹۲-۱۸۹۱ء		برآمد سنہ ۹۲-۱۸۹۱ء	
نام جنس	مالیت پیاسٹروں میں	نام جنس	مالیت پیاسٹروں میں
نیم سوتی	۱۸۳۳۵۲۰۸	مرغ وغیرہ	۷۶۲۵۵۵۳
آہنی اوزار	۱۷۶۲۹۹۶۶	مکھن	۷۱۴۷۲۱۰
تانبے کی چادریں اور نلیاں	۱۷۲۳۶۷۶۴	سنگھاڑے	۷۰۴۹۸۹۵
پتلونے باندھنے کا کپڑا	۱۵۴۴۸۰۵۰	اسفنج	۶۸۷۲۲۲
روغن زیتون	۱۵۱۳۷۷۲۳	گوند	۵۳۱۷۷۸۹
تمباکو (ٹمبٹی)	۱۵۱۴۸۴۰۹	چاول	۵۴۳۷۲۷۰
پنیر	۱۴۸۰۲۱۷۴	دھاتی کاک نلوں اور پیپوں کے لئے	۵۷۹۹۴۴۵
مویشی	۱۴۵۱۷۴۲۰	مٹر	۶۲۲۰۵۵۵
نیل	۱۴۲۲۷۴۷۹	-	-

گذشتہ پانچ برسوں میں برطانیہ کلان اور کل سلطنت عثمانیہ واقعہ یوروپ و ایشیا کے درمیان انگریزی تجارت کے نقشوں کے رو سے حسب ذیل مالیت کی تجارت ہوئی۔

	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۱۸۹۱ء	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۵ء	سنہ ۱۸۹۹ء	سنہ ۱۹۰۰ء	سنہ ۱۹۰۱ء	سنہ ۱۹۰۲ء	سنہ ۱۹۰۳ء
ترکی سے برطانیہ کلان میں داخل ہوا	پونڈ ۴۸۱۶۸۸۴	پونڈ ۵۴۳۲۸۸۱	پونڈ ۵۵۵۱۷۹۸	پونڈ ۴۹۴۸۴۲۱	پونڈ ۴۸۹۹۸۱۵	پونڈ ۴۹۵۵۵۵۱	پونڈ ۵۶۵۶۲۲۷	پونڈ ۵۷۲۴۳۸۲	پونڈ ۶۱۱۵۱۲۷	پونڈ ۵۸۹۸۰۲۴
ترکی میں برطانیہ کلان سے گیا۔	۶۷۴۳۹۶۱	۶۵۵۳۸۷۴	۶۱۹۰۱۱۴	۵۷۶۸۷۴۷	۶۵۲۰۱۵۱	۵۳۷۵۸۱۳	۵۰۳۸۵۸۴	۶۷۹۶۵۵۶	۶۰۵۰۴۹۵	۵۵۲۴۶۱۴

ترکی سے سلطنت متحدہ (انگلستان۔ سکاٹ لینڈ۔ ویلز اور آئرلینڈ) میں بڑی بڑی اجناس حسب ذیل آئیں: غلہ سنہ ۱۸۹۲ء میں ۱۷۱۵۰۸۵ پونڈ کا۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں ۱۵۳۶۱۰۴ پونڈ کا۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں ۱۳۸۱۲۴۲ پونڈ کا۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ۲۲۲۸۵۳۶ پونڈ کا اور سنہ ۱۹۰۳ء میں ۱۱۹۷۸۰۳ پونڈ۔

اونی سامان۔ اون اور ریشم سنہ ۱۸۹۲ء میں ۱۰۲۰۸۳۰ پونڈ کی۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں ۸۳۶۰۹۶ پونڈ کی۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں ۸۱۳۹۲۸ پونڈ کی۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ۱۲ لاکھ ۶۰ ہزار پونڈ کی اور سنہ ۱۹۰۳ء میں ۱۳ لاکھ ۸۲ ہزار پونڈ کی۔

قولونیا (رنگنے کا مصالحہ) سنہ ۱۸۹۲ء میں ۳۴۴۹۳۴۲ پونڈ کا۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں ۸۳۶۰۹۶ پونڈ کی۔ سنہ ۱۸۹۴ء

میں ۸۱۴۳۹۹۴۸ پونڈ کی۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ۱۲ لاکھ ۶۰ ہزار پونڈ کی اور سنہ ۱۹۰۳ء میں ۱۳ لاکھ ۸۲ ہزار پونڈ کی۔

و لونیا (رنگنے کا مصالحہ) سنہ ۱۸۹۲ء میں ۴۰۴۹۳۴ پونڈ کا۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں ۳۹۴۸۷۹ پونڈ کا۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں ۲۹۱۰۸۰ پونڈ کا۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ۲۷۷۳۷۵ پونڈ کا اور سنہ ۱۹۰۳ء میں ۲۳۲۷۵۰ پونڈ کا۔

افیون۔ سنہ ۱۸۹۱ء میں ۳۰۰۵۵۶ پونڈ کی۔ سنہ ۱۸۹۲ء میں ۱۹۲۸۲۲۲ پونڈ کی۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں ۱۴۴۳۳۶۰ پونڈ کی۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں ۱۷۹۷۶۲ پونڈ کی۔

پھل (جسمیں زیادہ تر انجیریں اور کشمش و منقے ہوتے ہیں) سنہ ۱۸۹۲ء میں ۷۳۹۰۸۶ پونڈ کے۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں ۶۳۶۸۱۴۱ پونڈ کے۔ اور سنہ ۱۸۹۴ء میں ۸۰۲۳۴۸ پونڈ کے۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ۷۲۶۹۲ پونڈ کے۔ اور سنہ ۱۹۰۳ء میں ۸۲۸۲۳۲ پونڈ کے۔

برطانیہ کلاں سے زیادہ ترکی کا بنا ہوا کپڑا جاتا ہے۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں سوتی پارچات ۴۰۹۱۳۳۲ پونڈ کے۔ جرابیں۔ نمونے وغیرہ ۸۰۹۳۱۲ پونڈ کے۔ اونی کپڑے ۷۲۸۵۳۴ پونڈ کے۔ لوہا (گھڑا اور ان گھڑا) ۹۱۷۴۵ پونڈ کا۔ تانبا (گھڑا اور ان گھڑا) ۴۸۱۹۵ پونڈ کا۔ پتھر کا کوئلہ ۲۲۰۵۶۵ پونڈ کا۔ اور مشینری (کلیں) ۶۶۲۴۵ پونڈ کی گئیں۔

(انڈا ڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) برطانیہ کلاں سے سنہ ۱۹۰۲-۳ء میں حسب ذیل بڑی اجناس و اشیا ٹرکی کو گئیں۔

	سنہ ۱۹۰۲ء	سنہ ۱۹۰۳ء
کوئلہ۔	۳۰۹۵۸ پونڈ	۲۹۶۵۵۶ پونڈ
سوتی پارچات و سوت۔	۴۴۴۴۹۵۲ ″	۳۸۵۹۴۱۸ ″
اونی سامان۔	۳۳۲۴۵۹ ″	۳۸۸۴۴۹ ″
آہنی سامان۔	۱۱۵۴۰۶ ″	۱۱۶۱۲۲ ″
کلیں۔	۱۱۴۹۳۵ ″	۱۳۵۲۷۶ ″
تانبا۔	۱۰۹۵۱۸ ″	۱۰۸۴۰۲ ″

ایشیائی ٹرکی کے بندرگاہ طرابزون میں جو بحیرہ اسود پر واقع ہے۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں ۱۵۲۴۸۹۰ پونڈ کا مال داخل ہوا جسمیں سے ۶۵۳۴۹۰ پونڈ کا ایران کو گیا۔ ۶۶۰۲۸۰ پونڈ کا مال اس بندرگاہ سے باہر گیا۔ جسمیں سے ۲۱۳۶۴۰ پونڈ کا ایران سے آیا۔

سنہ ۱۸۹۴ء میں مقامات مندرجہ ذیل میں درآمد و برآمد حسب تفصیل ذیل ہوئی:۔

حلب میں ۱۸۲۸۶۶۷ پونڈ کا مال آیا۔ اور ۹۵۱۵۳۹ پونڈ کا وہاں سے گیا۔ جافہ ۳۷۳۲۳۳۰ پونڈ کا آیا۔ اور ۲۸۵۶۰۴۳ کا گیا۔ تبریز ۱۱۵۵۶۹۷ پونڈ کا آیا۔ اور ۱۷۴۲۹۱۵۶ پونڈ کا گیا۔ دمشق ۱۶۴۴۰۹ پونڈ

کا آیا۔ اور ۳۷۱۵۰۰ پونڈ کا گیا۔ جدہ ۷۷۱۹۰۰ پونڈ کا آیا۔ اور ۵۷۰۴۷۰ پونڈ کا گیا۔ ٹریپولی (طرابلس غرب) میں ۳۷۱۵۰۰ پونڈ کا آیا اور ۳۹۲۹۹۰ پونڈ کا گیا۔

(از اڈیشن سنہ ۱۹۰۶ع) سنہ ۱۹۰۳ء میں ایشیائی ٹرکی کے مختلف بنادر و حصار کی تجارت درآمد و برآمد حسب ذیل تھی

نام بندرگاہ	درآمد	برآمد	نام بندرگاہ	درآمد	برآمد
طرابزون جو مال ترکی علاقہ کے لئے آیا۔	پونڈ ۱۰۲۶۵۸۰	پونڈ ۵۳۰۹۴۰	یافہ	پونڈ ۴۳۹۷۷۵	پونڈ ۳۲۲۳۳۵
جو مال وارد ہی ایران کو اس بندر کے رستے گیا یا آیا	پونڈ ۶۸۲۱۴۰	پونڈ ۱۶۰۷۰۰	بغداد	پونڈ ۱۹۲۴۰۴۵	پونڈ ۷۲۳۲۳۵
سمسون	۵۹۴۵۰۰	۱۲۳۵۶۵۰	بصرہ	۱۲۵۵۴۲۲	۱۲۹۶۷۲
قراسون	۱۹۵۹۳۰	۲۲۱۱۳۰	ارض روم	۲۹۲۷۰۰	۱۹۵۳۱۰
ادانہ	۶۲۹۴۵۰	۱۸۰۲۳۹۴	وان	۱۷۵۲۹۰	۱۳۸۰۷۰
حلب وا سکندرونہ	۲۴۰۲۴۷۰	۱۳۲۱۷۲۵	بطلس	۴۱۴۵۰	۳۲۰۰۰
بیروت	۱۲۵۸۹۵۰	۶۹۲۲۷۵	دیار بکر	۲۷۴۵۶۵	۱۳۴۷۱۴

بندر بصرہ میں سنہ ۱۹۰۲ء میں ۲۸۰۴۷۷۲ پونڈ کا مال باہر سے آیا اور ۲۴۷۵۲۳۳ پونڈ کا وہاں سے ممالک غیر کو گیا۔

تجارتی جہازات اور جہاز رانی

لائیڈ ایجنسی کے رجسٹر کے مطابق سنہ ۱۸۹۴ء میں سلطنت عثمانیہ کے تجارتی بیڑہ میں ۹۰ دخانی جہاز (جنمیں سے ہر ایک کا وزن سو ٹن یا سو ٹن سے متجاوز ہے) وزنی ۷۰۱۳۵۸ ٹن اور ۹۸۰ بادبانی جہاز وزنی ۱۹۴۹۹۴ ٹن تھے۔

مارچ سنہ ۱۸۹۴ء سے فروری سنہ ۱۸۹۵ء تک ٹرکی کی کل بندرگاہوں میں ۱۹۲۲۶۹ جہاز وزنی ۳۶۱۸۵۴۹ ٹن کے آئے اور گئے۔ خاص قسطنطنیہ میں سنہ ۱۸۹۶ء میں ۱۸۵۷۲ جہاز ۱۳۵۵۹۲۸۸ ٹن وزن کے داخل اور وہاں سے روانہ ہوئے۔ انمیں سے ۱۴۶۷۹۵ جہاز وزنی ۱۳۳۸۳۲۳۹ ٹن۔ بیرونی تجارت اور باقیماندہ ساحلی تجارت میں مصروف رہے۔ بیرونی تجارت کرنیوالوں میں سے ۴۲۸۹ جہاز وزنی ۱۷۸۶۰۱ ٹن بادبانی تھے۔ ۸۶۶۵ وزنی ۱۰۷۸۸۳۷۹ ٹن دخانی تھے۔ اور ۲۵۷۱ جہاز وزنی ۱۸۹۳۰۷۴ ٹن ایسی کمپنیوں کے تھے جنھوں نے باقاعدہ طور پر قسطنطنیہ سے سلسلہ آمد و رفت قائم کیا ہوا ہے۔ انگریزی جہاز تعداد میں ۱۶۲۵۱ وزنی ۸۳۶۴۰۵۱ ٹن تھے۔

سنہ ۱۸۹۶ء میں ۲۳۹۲ جہاز وزنی ۷۷۹۸۶۵ ٹن (جنمیں سے ۲۸۷ جہاز وزنی ۳۳۴۴۱۴ ٹن انگریزی تھی)

لہ سنہ ۱۸۹۵ء میں اس بیڑہ میں ہر دو قسم کے جہازات کی جو تعداد تھی وہ معہ وزن واقعات روم میں درج کردیگئی ہے۔ مولف

سمرنا کے بندرگاہ میں داخل ہوئے ۱۱۳۰۳ جہاز وزنی ۵۷۰۵۳۹۷ ٹن (جنمیں سے ۱۵۰۱ جہاز وزنی ۱۰۹۴۲۶ ٹن انگریزی تھے) بیروت کے بندرگاہ میں داخل ہوئے۔ جو جہاز اس بندرگاہ میں داخل ہوئے اونمیں سے ۳۲۴۲ جہاز وزنی ۱۴۰۴۵۳ ٹن عثمانیہ تھے۔

(از اڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) سلطنت عثمانیہ کے تجارتی بیڑہ میں سنہ ۱۹۰۱ء میں ۱۰۷ دخانی جہاز وزنی ۵۸۸۶۱ ٹن اور ۹۱۶ بادبانی جہاز وزنی ۱۷۹۸۸۲ ٹن تھے۔ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء سے فروری سنہ ۱۹۰۱ء تک ایک سال کے عرصہ میں سلطنت کی تمام بنادر میں جو جہاز تجارتی اسباب اور سواریاں لیکر داخل ہوئے اور وہاں سے گئے انکی تعداد ۱۸۰۳۴۴ تھی۔ اور وزن ۷۷۲۸۳۳۴۳ ٹن تھا قسطنطنیہ کے بندر میں سنہ ۱۹۰۲ء میں ۱۰۷۹۶ جہاز وزنی ۱۶۲۴۶۵۱۷ ٹن داخل ہوئے اور روانہ ہوئے۔ انمیں سے ۲۱۴۴ جہاز وزنی ۷۷۴۶۳۲۱ ٹن انگریزی تھے اور ۲۰۷۳ جہاز وزنی ۲۲۸۴۱۸۳ ٹن یونانی میں سٹیمروں کی کمپنیوں کے جہازات باقاعدہ قسطنطنیہ پہونچتے ہیں وہ بھی تعداد مندرجہ بالا میں شامل ہیں۔

سلسلہ خط وکتابت و وسائل آمد و رفت اندرون ملک میں

سنہ ۱۸۸۸ء کی موسم بہار سے ٹرکی اور باقیماندہ یورپ کے درمیان براہ راست ریلوے لائین کے ذریعہ سے آمد و رفت کا سلسلہ قایم ہو گیا ہے۔ یورپ کیطرف جانیوالی بڑی بڑی لائنیں قسطنطنیہ اور سالونیکا سے شروع ہوتی ہیں۔ آخر الذکر بندرگاہ کا راستہ انگلستان سے سفر جانے کے لئے اب سب سے قریب تر ہے۔ (مگر وہاں سے سٹیمروں کی باقاعدہ روانگی کا کوئی انتظام نہیں)

سلطنت عثمانیہ واقع یورپ و ایشیا میں ۱۳۔ اگست سنہ ۱۸۹۵ء تک جو لائنیں جاری ہو چکی تہیں اون کے نام حسب ذیل ہیں:۔

نام لائن	کتنے میل جاری ہے	نام لائن	کتنے میل جاری ہے
۱۔ قسطنطنیہ۔ ایڈریانوپل مصطفیٰ پاشا	۲۲۲	۲۔ سالونیکا۔ اسکب۔ متروزا۔	۲۲۷
۳۔ وادی آغاچ۔ ایڈریانوپل۔	۹۳	۴۔ اسکب۔ زلبفچہ۔	۵۳
۵۔ سالونیکا وادی آغاچ (معہ شاخوں کی)	۲۰۸	۶۔ سالونیکا۔ مناسطر۔	۱۳۶
۷۔ سمرنا۔ دینار (معہ شاخوں کی)	۳۲۴	۸۔ سمرنا۔ الاشہر (معہ شاخوں کے)	۱۶۵
۹۔ موادانہ۔ بروصہ	۲۶	۱۰۔ مرسینا۔ ادانا۔	۴۰
۱۱۔ جافہ۔ یروشلیم۔	۵۴	۱۲۔ حیدر پاشا۔ انگورا۔	۳۶۰
۱۳۔ بیروت۔ دمشق۔ حوران	۱۳۲	۱۴۔ عکی۔ شہر قونیہ۔	۱۰۸
میزان کل			۲۱۴۸ میل

سالونیکا سے وادی آغاج تک ۲۸۶ میل لمبی ریلوے لائین تیار ہوگی۔ جو قسطنطنیہ اور وائینا کی درمیانی بڑی لائین کو بمقام کلیلی برغاس جاملے گی۔

(انڈ اڈیشن ۱۹۰۳ء) سنہ ۱۹۰۲ء میں سلطنت کے یورپین و ایشیائی مقبوضات میں جاری ریلوے لائینوں کی لنبائی حسب ذیل تھی:-

(۱) یورپین ٹرکی:-		سمرنا قصبہ (الف)	۳۳۱ میل
اورینٹل ریلوے یعنے قسطنطنیہ ایڈریانوپل و مصطفےٰ پاشا معہ شاخوں کے	۵۱۰ میل	مرسینا - ادانہ -	۴۲ میل
سالونیکا مناستر (الف)۔	۱۳۷ میل	یافہ یروشلیم	۵۴ میل
سالونیکا وادی غاج (الف)۔	۳۱۷ میل	دمشق مکہ ریلوے کا تیار حصہ (جو سنہ ۱۹۰۴ء میں معان تک مکمل ہوگئی)	۱۰۵ میل
میزان	۱۲۶۹ میل	بیروت دمشق	۹۶ میل
(۲) ایشیائی ٹرکی:-			
بغداد ریلوے کا حصہ از قونیہ تا ارگلی	۱۲۵ میل	دمشق مزیریب (مکہ ریلوے کی جزو)	۶۴ میل
اناطولین ریلوے (الف)	۶۴۰ میل	حیفہ درعہ (مکہ ریل کی شاخ)	۲۸ میل
موادنیہ بردسہ۔	۲۵ میل	میزان ایشیائی ٹرکی۔	۱۸۴۰ میل
سمرنا - آیدین	۳۳۰ میل	میزان کل سلطنت۔	۳۰۸۹ میل

جرمن کمپنی کو بغداد ریلوے کا جو اجارہ ملا ہے اوسکا مقصود یہ ہے کہ اناطولین لائین کو قونیہ سے براہ ادانہ موصل۔ بغداد و بصرہ خلیج فارس کے ساحل تک بڑہایا جاوے کمپنی کو بڑی لین سے بہت سی شاخیں نکالنے کا بھی اختیار دیا گیا ہے۔ اور اناطولین ریلوے کا پرانا اجارہ بھی اس نئی کمپنی کو منتقل کر دیا گیا ہے یعنے پرانی کمپنی بھی اوسمیں شامل ہوگئی ہے۔ بغداد لائین کا پہلا حصہ از قونیہ تا ارگلی (۱۲۵ میل لنبا) اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء میں عام آمد و رفت کے لئے کھل گیا تھا۔ بیروت دمشق ریلوے حمص و حما تک بڑہائی جاچکی ہے۔ اور حلب تک لیجانیکی اوسے تجویز ہو رہی ہے۔ (یہ تجویز عمل میں آچکی ہے۔ اور ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء تک حلب تک لائین مکمل ہوگئی ہوگی۔ مؤلف) حیفا لائین کا اجارہ ترکی حکومت نے انگریزی کمپنی سے واپس خرید کر خود اسپر کام جاری کرا دیا ہے۔ چنانچہ ستمبر سنہ ۱۹۰۴ء تک حیفہ کیطرف سے اس لائین کے ۲۸ میل عام آمد و رفت کے لئے کھل چکے تھے۔ یہ لائین آخر کار مکہ دمشق لائین کو اسٹیشن درعہ سے ملادی جائے گی۔ اور حیفا مکہ لائین کا گویا شمالی بندرگاہ ہوگا (یہ لائین دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء کو بالکل مکمل ہوکر درعہ پہنچ گئی۔ مؤلف) حمیدیہ حجاز یعنے مکہ دمشق ریلوے آغاز پر فرانسیسی کمپنی کی دمشق مزیریب لائین کے متوازی

جائے گی۔ جس سے فرینچ کمپنی کی لائین ایک طرح سے بیکار و معطل ہو جائیگی۔ مگر خیال ہے کہ سلطنت عثمانیہ اس لائین کو خرید کر مکہ ریل میں ملالے گی۔ اور دمشق سے مزیریب تک خود جدا لائین نہ بنائے گی۔ (بیشک سلطنت کا پہلے یہی خیال تھا اور اس لئے اوسنے مکہ ریل پر دمشق کی بجائے مزیریب سے کام شروع کیا تھا۔ مگر جب فرینچ کمپنی نے مناسب شرائط پر بیچنا منظور نہ کیا تو سلطان المعظم کے حکم سے دمشق سے مزیریب تک بھی جدا خالص ترکی لائین حجاز ریلوی فنڈ سے بنادیگئی۔ مؤلف) مکہ ریل یکم ستمبر سنہ ۱۹۰۴ء کو معان تک کھلگئی۔ اس تاریخ بڑی لائین کے تیار شدہ حصہ کی لنبائی ۲۵۰ میل تھی۔ ۳۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء کو سلطان المعظم نے بطور شاخ حمیدیہ حجاز ریلوی مکہ و جدہ کے درمیان لائین بنانے کی بھی منظوری صادر کردی۔

فہرست میں جن لائینوں پر الف کا نشان ہے۔ اونکے اجارہ داروں سے حکومت نے معاہدہ کررکھا ہے کہ فی میل اگر اسقدر سالانہ آمدنی نہ ہو۔ تو کمی خزانہ سرکاری سے پوری کردیجائے گی۔ چنانچہ ترکی حکومت نے سنہ ۱۹۰۲ء میں یورپین ٹرکی کی ریلوی کمپنیوں کو ۳۳۳۹۵۱ ترکی پونڈ اور ایشیائی ٹرکی کی کمپنیوں کو ۳۴۴۸۱۸ ترکی پونڈ جملہ ۶۷۸۷۶۹ پونڈ ترکی کمی منافع کے عوضانہ میں ادا کئے۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں کل ریلوی لائینوں کو ۱۷۲۱۱۵۰ پونڈ کرایہ وغیرہ سے آمدنی ہوئی۔

(از مؤلف) لنڈن کے اخبار مارننگ پوسٹ نے ماہ مئی سنہ ۱۹۰۶ء میں سلطنت عثمانیہ کے ایشیائی حصہ کی جاری و زیر تعمیر و زیر تجویز لائینوں کی حسب ذیل فہرست شایع کی۔

(۱) جاری لائینیں:۔

اجارہ داران لائین کی قومیت۔	نام لائین مع راستہ	لنبائی
جرمن	اناطولین ریلوی۔ از حیدر پاشا تا قونیہ و ارگلی۔	۵۷۴ میل
ایضاً	اناطولین ریلوے۔ انگورا۔	۲۶۶ میل
فرینچ	مدانیہ۔ بروسہ۔	۲۶ میل
ایضاً	سمرنا۔ قصبہ۔ عشاق	۳۵۱ میل
انگریزی	سمرنا۔ آیدین۔ چشمہ۔	۲۲۶ میل
ایضاً	مرسینا۔ اوانہ۔ طرسوس	۴۰ میل
فرینچ	بیروت دمشق وحما۔ ریاق وحمص	۲۲۵ میل
"	یافہ۔ املہ۔ یروشلیم	۵۱ میل
ترکی	حیفہ۔ درعہ۔ مزیریب	۱۴۴ میل

اجارہ داران لائین کی قومیت۔	نام لائین مع رستہ	لنبائی
ترکی	دمشق[1] معان۔ مدورہ۔ تبوک	۵۰۲ میل
	میزان	۲۴۰۵ میل

(۲) زیر تعمیر و زیر تجویز۔

جرمن	انگورا۔ قیصریہ۔ تسکطاس۔	۲۴۶ میل
ایضاً	سمسون۔ یواس۔ اماسیا۔ ٹوکٹ۔	۲۲۵ میل
ایضاً	طرابزون۔ ارض روم و قرہ داغ۔	۳۵۷ میل
ایضاً	ارض روم۔ وان۔ خان جافلہ۔	۲۲۵ میل
ایضاً	سیواس۔ ویار بکر۔ خرپوت۔ ارغانہ۔	۳۰۹ میل
ایضاً	ارگلی۔ ادانہ۔ بغداد۔ نجف۔ بصرہ۔	۱۱۴۳ میل
فرنچ	حما تا حلب	۱۸۰ میل
ترکی	از تبوک تا مدینہ و مکہ۔	۶۲۰ میل
	میزان	۳۳۰۵ میل

[1] حجاز ریلوے کی مفصل رپورٹ جو ۱۹۰۶ء کے شروع میں سرکاری طور پر شایع ہوئی تھی اناطولیہ کے لئے اخبار وطن لاہور سے ذیل میں درج کیجاتی ہے:۔

خدا جانے مسلمانوں کی قسمت میں آیندہ کیا کیا انقلاب ہونے لکھے ہیں۔ اونہوں نے قعر ذلت میں گرنا ہی یا بام اوج پر پہونچنا ہے۔ مگر اسمیں شک نہیں اونکی موجودہ حالت سخت ردی اور قابل افسوس ہے۔ مگر اس گردش کے زمانہ میں بھی اس قوم میں ایسے آثار پائے جاتے ہیں۔ جو ہونہار ہیں۔ اور بجھی ہوئی امید ونمیں جان ڈالدیتے ہیں۔ اور سب سے مبارک بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے قبضہ قدرت میں ابھی تک ایسے قدرتی وسایل موجود ہیں۔ کہ اگر وہ اونکو ٹھیک طور پر استعمال میں لائیں تو پھر زمانہ سلف کے مسلمانوں کی طرح ترقی کے فلک الافلاک کے چمکتے ہوئے ستارے بنجائیں۔ اگر آجکل رونا ہے تو یہی۔ کہ مسلمان اون وسایل کو کام میں لانا نہیں جانتے۔ اور اونکو نہ جاننے کیوجہ یہ ہے زمانہ کی رفتار سے بیخبر ہونا۔ اور اس بیخبری کا باعث لاعلمی ہے۔ جو اپنی حالت سے بے پرواہ ہونیکا نتیجہ ہے۔ قوم میں اپنی حالت کا احساس پیدا کرنا۔ اور پھر اوسمیں علمی روح کا پہونچانا۔ اور اسکے بعد اوسکا زمانہ کی رفتار سے باخبر ہو کر اپنی حالت کو سنوارنیکی کوشش کرنا کرانا۔ اور اون وسایل سے کام لینا دنوں۔ مہینوں سالونکا کام نہیں۔ بلکہ اس غرض کیلئے کئی صدیاں درکار ہیں۔ ایک بچہ ۲۵۔ ۳۰ سال سے پہلے جسطرح مرد نہیں بن سکتا اسیطرح قومیں صدیوں سے ادہر نہیں بن سکتیں۔ الا ماشاء اللہ۔ اور بڑی مشکل یہ ہے کہ پیشتر اس کے کہ ہماری قوم قوم بنے

کل سلطنت مین ۱۴۳۲ اتر کی ڈاک خانجات ہیں۔ سنہ ۱۹۰۸ء میں ڈاک خانوں نے اندرون ملک مین ۹۴۵۱۰۰۰ لفافے اور پوسٹکارڈ اور ۵۴۰۰۰۰ نمونے اور مطبوعہ کاغذ ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجے اور ۲۱۵۰۰۰۰ لفافے و پوسٹکارڈ اور ۷۳۲۰۰۰ نمونے و مطبوعہ کاغذ ممالک غیر کو بھیجے یا وہاں سے آئے ہوؤں کو تقسیم کیا۔

ٹرکی میں سلسلہ تار برقی کا طول تقریباً ۲۰۳۰۰ میل اور اوسکی تارونکی لمبائی ۱۸۹۰۰ ۴۳ میل ہے۔ ایشیائی اور یورپین ٹرکی میں ۶۷۰ تار گھر ہیں۔ سالانہ آمدنی پانچ کروڑ ۱۹ لاکھ پندرہ ہزار ۵ سو ۴۶ پیاستر اور تنخواہوں پر ایک کروڑ ۶۷ لاکھ ۶۹ ہزار ۱۴ پیاستر خرچ ہوتا ہے ✤

(انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ایڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) سلطنت میں اسوقت ۷۲۹ ڈاک خانے ہیں۔ سال سنہ ۱۹۰۱ء میں ملک کے اندر محکمہ ڈاک نے ۱۶۹۴۰۰۰ خطوط اور پوسٹکارڈ اور ۲۹۵۷۰۰۰ نمونے اور پیکٹ تقسیم کئے۔ اور ممالک غیر سے ۸۰۲۴۰۰۰ خطوط و کارڈ اور ۲۵ لاکھ ۲ ہزار نمونوں اور پیکٹوں کی آمد و رآمد ہوئی۔ ترکی محکمہ ڈاک نے پارسلوں کی تقسیم و روانگی کا بھی کام شروع کر دیا ہے۔ جو بخوبی چل رہا ہے۔ اکثر بڑی بڑی ساحلی قصبات میں ممالک غیر کی تجارتی اقوام نے اپنے اپنے ڈاک خانے کھولے ہوئے ہیں (انگریزی حکومت کچھ عرصہ سے ان کے اٹھوا دینے کے درپئے ہے۔ مؤلف) ✤

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵) ایسا نہ ہو۔ یار لوگ ہمکو اون وسایل سے ہی محروم کر دیں جنکی ذریعہ ہمنے زندہ قوم کا خطاب حاصل کرنا ہے۔ زمانہ جس طرح مسلمانوں کی سختگیری کے درپئے ہے۔ اور عرصہ روزگار اونپر تنگ ہو رہا ہے۔ پس یہ امر نہایت ضروری اور لازمی ہے۔ کہ ہم سب سے پہلے کم از کم اون وسائل کو اپنے قبضہ میں رکھنے کا انتظام کریں۔ پھر جون جون ہوش آتی جائیگی توں توں اون سے کام لیتے جائیں گے۔ ایک چیز پر قبضہ رکھنا اور بات ہے اور اوس سے کام لینا اور بات۔ مگر قبضہ رکھنے کے بھی ڈھنگ ہوتے ہیں۔ اور مسلمان ہیں کہ یہ بھی نہیں جانتے اور جو جانتے ہیں اونکا کہا نہیں مانتے۔ بہرحال ہم میں ایسے بھی ہیں۔ جو اون وسائل پر نہ صرف قبضہ رکھنا بلکہ اون سے کام لینا بھی جانتے ہیں۔ اور موجودہ صورت میں مسلمان اگر اپنی بھلائی چاہتے ہیں تو اونکا فرض ہے کہ اونکے پیچھے ہو کر چلیں۔ اور جو کچھ وہ کہیں کریں۔ اور آج کل اسلامی دنیا میں اگر کوئی ذات اس قابل ہے کہ عالم اسلام اوسکی طرف دیکھے اور اوسکے اشاروں پر چلیں۔ تو وہ ذات سلطان عبد الحمید خان کی ہے اور کون ہے جو اس جامع الاصفات سلطان کی فہم و فراست۔ انکی قومی احساس اور زمانہ سے انکی باخبری کا قایل نہ ہو۔ اس عالی نسب سلطان نے مسلمانونکو اس قابل کرنے کے لئے کہ وہ موجودہ وسائل پر ایک حد تک قبضہ رکھ سکیں۔ بہت سے دیگر کاموں کے علاوہ ایک یہ بھی ہے کہ حجاز ریلوے کی تعمیر کا بیڑا اوٹھایا ہے۔ اس لائن کے فوائد اب تو اظہر من الشمس ہو چکے ہیں اور جس شخص کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل ہے۔ وہ اس لائن کی اہمیت اور ضرورت پر کبھی بھی اعتراض نہیں کریگا بلکہ مسلمانوں کو ترغیب دیگا کہ جہاں تک ممکن ہو وہ ریلوے کو درجہ تکمیل پر پہونچانے کے لئے حضرت خلیفۃ المسلمین کا ہاتھ بٹائیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۷)

سلطنت میں اسوقت سلسلہ تار کی لمبائی ۲۵ ہزار ایک سو میل ہے۔ اس سلسلہ پر جو تار ہیں اونکا طول ۳۹ ہزار ۸ سو میل ہے۔ (یہ تفاوت اسلئے ہے کہ بعض لائنوں پر ایک سے زیادہ تار ہوتے ہیں۔ اور بعض پر صرف ایک۔ مؤلف) تارگھر تعداد میں ۹۰۷ ہیں۔ سال سنہ ۱۹۰۱ء میں ۹۴۷۶۰۷۰ پیغام تار بھیجے گئے۔

ٹرکی کے سکّے۔ اوزان و پیمانجات

۳۱ جولائی سنہ ۱۸۹۵ء کو امپیریل عثمانیہ بنک کی مالی حالت حسب ذیل تھی:-

رقوم یا جائیداد گرفتنی و جمع	ترکی پونڈ	بنک کی ذمہ داریاں یعنی رقوم دادنی	ترکی پونڈ
سرمایہ غیر وصول شدہ	۵۵۰۰۰۰۰	سرمایہ وصول شدہ	۱۱۰۰۰۰۰۰
نقدی اور بل (ہنڈیات)	۳۴۹۵۲۲۸	بنک کے جاری کردہ نوٹ	۱۰۸۵۳۲۷
سرکاری فنڈ۔	۹۷۹۰۴۴	بل قابل ادائیگی	۳۲۶۶۲۳۰
ضمانتیں اور کفالتیں۔	۳۷۱۴۵۱۸	مختلف چلتے حساب۔	۱۰۶۱۲۴۱۰
سرکاری خزانہ کا چلتا حساب	۱۵۹۳۳۵۲	مقررہ میعاد و نیز جمع شدہ رقوم	۱۴۸۰۷۵۷
دیگر مختلف چلتے حساب	۶۶۷۴۱۲۱	محفوظ سرمایہ بروئے قانون	۵۷۸۶۴۲
قرضے۔	۶۴۲۱۷۷۸	منافع حصہ داران قابل الادا	۷۲۵۷۰
املاک	۱۳۱۳۱۳	مختلف۔	۵۰۲۳۴۶
مختلف	۸۹۸۷۰		
میزان	۲۸۵۹۹۲۸۴	میزان	۲۸۵۹۹۲۸۴

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۶) جس سے دنیا کی بھی عزت اور آبرو رہے۔ اور عاقبت کا بھی بھلا ہو۔

یہ لائن چار پانچسال سے زیر تعمیر ہے۔ اوسکا بہت سا حصہ مکمل ہو چکا ہے۔ مگر زیادہ حصہ ابھی باقی ہے۔ اور اوسکا جلد تیار ہونا مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔ اگر مسلمانوں نے کھلے دل سے حجاز ریلوے فنڈ میں چندہ دیا۔ تو ریلوے بفضلہ جلد درجہ تکمیل کو پہونچ جائے گی۔ اور اگر آئندہ آنیوالی مسلمانوں کی نسلیں موجودہ نسل کے کسی کارنامے کو فخر سے یاد کرینگی۔ تو وہ حجاز ریلوے ہی ہوگی۔ اگر مسلمانوں نے مالی امداد میں سستی کی جیسا کہ اب کر رہے ہیں۔ تو یاد رہے خدا کو جو کام منظور ہے وہ انجام کو تو بہر حال پہونچکر رہے گا۔ مگر مسلمانوں کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ لگ جائیگا۔ جو فدایان ملت اس کارخیر میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ وہ گویا مفت میں ثواب اور سعادت کے مستحق بنتے ہیں۔ ہم ناظرین کی آگاہی کے لئے ذیل میں وہ رپورٹ درج کرتے ہیں۔ جو دنیا کے مشہور عالم جرمن انجنیر ہر اوگو وان کیپ کو لیٹن[1] نے حجاز ریلوے کے تیار شدہ حصہ کا ماہ نومبر سنہ ۱۹۰۶ء میں ملاحظہ کرنے کے بعد حجاز ریلوے کمیشن کو ارسال کی ہے:- (بقیہ بر صفحہ ۵۸)

[1] ڈائرکٹر انجنیئر سلطنت عثمانیہ۔

(اسٹاڈیش سنہ ۱۹۰۶ء) عثمانیہ بنک کا سرمایہ ۱۱ لاکھہ ترکی پونڈ ہے۔ ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء کو بنک کے جاری کردہ نوٹ بالیتی ۲۲۳۳۹۰ پونڈ ترکی ملک میں مروج تھے۔ اور ۲۶ لاکھہ ۳ ہزار ۵۰۷ پونڈ ترکی بنک کی تحویل میں نقد تھے۔

سنہ ۱۹۰۱ء سے سنہ ۱۹۰۳ء تک سلطانی ضرب خانہ نے دہات یا پُرانے سکّے گلا کر بتفصیل ذیل سکّے مضروب کئے طلائی سکّے بالیتی ۱۴۲۴۶۹۰ ترکی پونڈ۔ نقرئی سکّے۔ ۵۹۳۱۴۲ بالیتی ترکی پونڈ مسی سنہ ۱۹۰۰ء سنہ ۱۹۰۳ء تک بالیتی ۵۸۹۰۴۴ ترکی پونڈ۔ جدید طلائی سکّوں کی تیاری میں ترکی طلائی سکّے بالیتی ۱۲۴۳۵۰ ترکی پونڈ اور انگریزی پونڈ بالیتی ۱۴ لاکھہ ۶۹ ہزار ۹ پونڈ بھی گلائے گئے ہیں۔ تمام جدید نقرئی سکّے پُرانے مجیدی بالیتی ۲۰ قرش گلانے سے بنائے گئے۔ سلطنت میں جدید طلائی و نقرئی سکّے موجود ہیں۔ انکی مالیت حسب ذیل اندازہ کیجاتی ہے۔ طلائی سکّے بالیتی ۳ ارب ۴۱ کروڑ ۶۶ لاکھ ۶ ہزار ۶ سو قرش۔ نقرئی سکّے بالیتی ۹۶ کروڑ ۳۷ لاکھ ۱۳ ہزار پانسو پیاسترہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۷) مَیں نے ہز ایکسلینسی کاظم پاشا ڈائرکٹر جنرل حجاز ریلوے اور ہر مسٹر چیف انجنیر کی درخواست اور حجاز ریلوے کی ہائی کمیشن کے حکم اور والئے بیروت کی اجازت سے حیفہ ریلوے اور حجاز ریلوے کے مکمل حصے (دمشق تا معان) کا ملاحظہ کیا۔ معان سے جنوب کیطرف ۵۰ کیلومیٹر کے فاصلہ پر جو کام ہو رہا ہے۔ اوسکو بھی دیکھا۔ اسطرح میں نے ۴۳۳ کیلومیٹر لائن کا معائنہ کیا۔ پچھلے دنوں سے لائن مدورہ تک تیار ہو گئی ہے۔ اور اسوقت شمول حیفہ لائن ۷۳۳ کیلومیٹر پر ٹرینیں آتی جاتی ہیں۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں ایک شاہی فرمان حجاز ریلوے کے پہلے حصّے کی پیمایش کرنے۔ داغ بیل لگانے اور نقشجات تیار کرنے اور ہائی کمیشن کیطرف سے ایک مفصل رپورٹ پیش کرنے کے لئے صادر ہوا۔ دولت عثمانیہ میں تعمیر ریلوے کے ڈائرکٹر ہونیکی حیثیت سے مَیں نے ۱۸۸۹ء سے اب تک ۸۰۰ کیلومیٹر ریلوے تیار کی ہے۔ اور اپنے سابقہ تجربہ کی بناء پر مَیں کہتا ہوں کہ ریلوے کا کام نہایت تسلّی بخش ہو رہا ہے میں نے یہ خیال کرکے کہ حجاز ریلوے کے متعلق میری رائے اور مشاہدہ شاید کارآمد اور مفید ثابت ہو۔ مندرجہ ذیل رپورٹ تیار کرکے ہائی کمیشن کے پیش کرنیکا ارادہ کیا۔ اصلی رپورٹ شروع کرنے سے پیشتر حجاز ریلوے کے انتظام کی بابت چند الفاظ حوالہ قلم کرنے مناسب معلوم ہوتے ہیں۔ قسطنطنیہ کی ہائی کمیشن کے انتظام منتظمانہ۔ دمشق کمیشن کی مستعدی۔ اور ہز ایکسلینسی کاظم پاشا ڈائرکٹر جنرل حجاز ریلوے کی تندہی اور محنت اور ہر مسٹر کی لیاقت اور قابلیت سے ریلوے کا کام شاہی منشاء کے مطابق باقاعدہ ہو رہا ہے۔

لوکل کمیشن کی کشش و کوشش اور اوس کے پریزیڈنٹ کاظم پاشا کا جدوجہد ہر طرح قابل تعریف ہے مزید براں جس خوش اسلوبی سے سول انجنیر اور انکے افسروں کے ماتحت فوجی سپاہی کام کر رہے ہیں۔ اوس سے کاظم پاشا کی انتظامی قابلیت و لیاقت کا بیّن ثبوت ملتا ہے۔ حجاز ریلوے کا چیف انجنیر ہر مسٹر میری تعریف کا محتاج نہیں۔ وہ میری ہدایات کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۹)

عثمانی سکے

ترکی لیرہ یعنے طلائی مجیدی = ۱۸ شلنگ ۔ $\frac{۸}{۱۲۵}$ پنس کے۔

مجیدی پیاستر (۱۰۰ پیاستر کا ایک لیرہ) = ۔ ۔ ۔ ۲ $\frac{۴}{۲۵}$ پنس کے۔

بش لق التی لق (یعنی کاغذ کا) اور نیز تانبے کا پیاستر (۱۵۰ پیاستر = ایک لیرہ کے) = ۔ ۔ ۔ ۲ $\frac{۳}{۵}$ پنس کے۔

بڑی بڑی حساب اور سرکاری مصارف ۵۰-۵ سو مجیدی پیاستروں کی تھیلیوں یعنی ۵-۵ ترکی لیروں میں تیار کیجاتے ہیں۔ ایک ترکی تھیلی انگریزی سکہ کے ساڑھے چار پونڈوں کے برابر ہوتی ہے طلائی لیرہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۸-) مطابق کام کرتا رہا ہے۔ اور مَیں اوسکے کام سے از بس خوش ہوں۔ حجاز ریلوے پر وہ نہایت جانفشانی اور قابلیت سے کام کر رہا ہے۔ ۵ سال متواتر اور پیچ در پیچ کام کرنے کے سبب اوسکی صحت میں فرق آگیا ہے۔ اور اب اوسکو کچھ عرصہ آرام کرنیکی ضرورت ہے۔ مَیں ریلوے کمیشن سے سفارش کرتا ہوں کہ اوسے اگلے موسم بہار میں ضرور چند ماہ کی رخصت دیجائے تاکہ وہ تازہ دم ہو کر پھر اوسی مستعدی سے کام کرنے کے قابل ہو جائے۔ ہر شرودا جو بارہ سال تک میرے ماتحت کام کرتا رہا ہے۔ اوسنے چیف انجنیر کو نہایت قابل قدر مدد دی ہے۔ اور میرے خیال میں وہ ہر میسنر کی غیر حاضری میں چیف انجنیری کا کام بخوبی سر انجام دے سکیگا۔

دمشق - قدم شریف - درعہ اور معان کے ماسوائے دیگر اسٹیشنوں پر ابھی تک گودام گھر وغیرہ تیار نہیں ہوئے۔ مزدوروں کے لئے پتھر کی عمارتیں تیار کیگئی ہیں۔ اور وہ جرمنی کی ملٹری ریلوں کی عمارتوں کیطرح ہیں۔ ان عمارتوں میں سے ایک اسٹیشن ماسٹر کے لئے مخصوص ہوتی ہے عمان سے پرے اس قسم کی مختصر عمارت ضروریات کیلئے کافی ہو جاتی ہے۔

۵۸ سے کیلومیٹر کی مسافت پر اسٹیشن ہیں۔ دمشق اور درعہ کے درمیان جو اسٹیشن ہیں۔ اونمیں سے ایک ایک کیلومیٹر تک کا فاصلہ ہے۔ اور جو درعہ اور معان کے درمیان ہیں۔ انمیں ۱۱ سے ۲۶ کیلومیٹر کا۔ مندرجہ ذیل اسٹیشنوں پر قدرتی چشمے موجود ہیں۔ دمشق - زرقہ - عمان - الحسا - معان اور مدورہ +

آجکل پانی گاڑیوں کے ذریعہ بہم پہونچایا جاتا ہے۔ جیسا کہ منیجر سنہ ۱۹۰۱ء کی رپورٹ میں ذکر کیا تھا۔ قلت آب کا انتظام اس طرح ہو سکتا ہے کہ ہر پچاس یا ساٹھ کیلومیٹر کے فاصلہ پر چاہات تیار کئے جائیں۔ یا مسقف حوض بنائے جاویں ابھی تک اسطرف توجہ نہیں کیگئی۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ہر شخص کی کوشش یہی ہے کہ جہانتک ہوسکے لائن عمارتیں اور دیگر ضروری کام جلد انجام کو پہنچیں۔ تاہم ہز امپیریل مجسٹی سلطان المعظم کی توجہ گرامی اسطرف مبذول ہے۔ اور امید ہے کہ یہ ضرورت جلد پوری کردیجائے گی۔ وہ کچے تالاب جنمیں سے خانہ بدوش لوگ اپنے اونٹوں کو پانی پلاتے ہیں اگر اونپر سایہ نہ کیا گیا تو وہ ریلوے کے کام نہیں آسکتے۔ مگر ان تالابوں میں پانی بہت کم ہے۔ اور وہ خود اسے اٹھاتے اور

۵ ہر جرمن ہین مسٹر کا مرادف ہے۔

وزن میں ٢٧/١٢٥ ٧ گرام اور ٩١٦/١٠٠٠ حصہ یعنی ٦٫٦١٤٧ گرام اوسمیں خالص سونا ہوتا ہے - چاندی کے ٢٠ پیاستر والے سکے کا وزن ٢٤ ١/٢ گرام ہوتا ہے - اوسا وسمیں ٩٦٥/١٠٠٠ ١٩ گرام خالص چاندی اور باقی آمیزش ہوتی ہی کچھ ردّی چاندی کے سکے بھی بمقدار کثیر رائج ہیں - مگر یہ بتدریج خزانہ میں لیجا کر گلائے جا رہے ہیں - سنہ ١٨٧٦ء - اور سنہ ١٨٨١ء کے درمیان ساٹھ کروڑ پیاستر کی مالیت کے کرنسی نوٹ جاری کئے گئے جنکا نام قایمہ تھا مگر کساد نرخ کے باعث گورنمنٹ نے اونکو خزانہ میں لینے سے انکار کردیا - اور آخر میں اونکی قیمت صرف برائے نام رہگئی - اور باہمی لین دین میں انکا چلن موقوف ہوگیا - تانبے کے سکے بھی کساد نرخ کے باعث ایک طرح سے چلنے بند ہوگئے اور گورنمنٹ نے کاغذی (کرنسی نوٹ) اور تانبے کے سکوں کی قیمت مضروبی مالیت سے نصف کردی - اول الذکر تو سنہ ١٨٨٩ء میں کلہم خزانہ میں واپس لیجا کر تلف کردیئے گئے - چاندی ضروریات تجارت سے وافر موجود ہے -

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٥٩) فراخ ہیں کہ اونپر سایہ کرنے میں بہت سا روپیہ صرف ہو جائیگا - پس اگر ہر چھ یا سات کیلومیٹر کے فاصلہ پر حوض بنا لئے جائیں تو فایدہ رہیگا - قطرانہ کے تالاب ... ٦٣ مکعب میٹر - اور جیزہ کے .... ٧ مکعب میٹر پانی رکھ سکتے ہیں مگر چونکہ وہ کھلے ہیں - تمازت شمس سے اونکا پانی جلد بخارات بنکر اوڑ جاتا ہے - اور وہ کئی مہینوں تک خشک پڑے رہتے ہیں -

٩ نومبر سنہ ١٩٠٥ء کو لائن ٧٥٢ کیلومیٹر تک مکمل اور ١٧١ کیلومیٹر تک نقشہ تیار ہوگیا تھا - یکم جنوری سنہ ١٩٠٦ء کو ٩٠ ٥ کیلومیٹر تک پٹری بچھ چکی تھی - اور امید ہے ماہ ستمبر سنہ ١٩٠٦ء تک ٩٠ ٦ کیلومیٹر یعنی تبوک تک کام مکمل ہو جائیگا - (سرکیٹ تبوک تک کہتے ہیں - مگر ہمارا خیال ہے ١ - اسوقت تک لائن مداین صالح تک تیار ہو جائے گی - ایڈیٹر لیوانٹ ہیرلڈ)

حیفہ شاخ - حجاز ریلوے کی ایک شاخ سمندر تک خود بنانے کی تجویز کا یہ اثر ہوا کہ جو اجارہ پہلے دیا جا چکا تھا - اوسکو فسخ کرکے واپس خرید لیا گیا[1] - یہ خیال کرکے کہ یہ ریلوے مزیریب سے مفارق تک تو دمشق بحر طبریہ اور قسطو کو رستہ بنائی جائیگی یعنی اپنی سنہ ١٩٠١ء کی رپورٹ میں بتایا تھا کہ اسکو براہ آرمتہ - عربیہ اور وادی عرب حیفہ سے ملانا چاہیئے - اسطرح ١٦٥ کیلومیٹر کی بچت ہو جائے گی - یعنی مزیریب سے مفارق تک ٨ + ١٤ + ١٢٣ = ١٤٥ اور آرمتہ سے بیسن تک ٤٠ کیلومیٹر علاوہ بریں وادی عرب بھی ٥ ١ میلی میٹر فی میلی میٹر کا ہزاروں حصہ رہتا ہے) سے زیادہ سطح میں ڈھال اور چڑھائی فی کیلو نہیں ہے - مگر حیفہ لائن پر سڑک میں سے ہوکر گذری کیونکہ کام اوسی رخ پر شروع ہو چکا تھا - اوہر دو دریا عبور کرنے پڑے - ٢ میلی میٹر نشیب و فراز ہیں اور بعض بعض جگہ ١٢٥ سے ١٠ میٹر تک کے خم دینے پڑے - وادی یرموک کو عبور کرنے کیلئے دو آہنی پل بنائے گئے - جو پچاس پچاس میٹر لمبے ہیں - چند پتھر کے پل بھی تیار کئے گئے جنکے چار چار شہتیر ہیں - اور اونکا طول ٣٠ + ٥٠ - ٣٠ میٹر اور بعض ١٢ میٹر ہیں - اون پلوں کی پتھر سے بنیادیں بنانے پر بہت روپیہ خرچ کیا گیا - اور پانی نکالنے کیلئے وہ خراج الماکلون کی ضرورت پڑی - آٹھ تنل ١٠٠ میٹر طویل بنائے گئے - ایک اخیری آہنی پل کے سوا سب عمارتیں اور پل ١٨ ماہ کے عرصہ میں مکمل ہوگئے - یکم ستمبر سنہ ١٩٠٣ء اور یکم ستمبر سنہ ١٩٠٥ء کے درمیان حیفہ شاخ

[1] تعمیر ریلوے کا اجارہ ایک کمپنی کے پاس تھا جس سے ترکی حکومت نے ذاتی معاوضہ دیکر واپس لیا +

اور بالعموم ۸ فیصدی گھٹوتی پر بکتی ہے۔ اس کمی کی ایک یہ بھی بڑی وجہ ہے کہ تجارت کا موازنہ ٹرکی کے برخلاف ہے۔ تجارت درآمد زیادہ اور برآمد اوس سے کم ہے۔ اور تجارت درآمد کے فاضلہ حصہ کی قیمت سونے کے سکہ میں ادا کرنی پڑتی ہے۔ علاوہ بریں بیرونی قرضہ کے سود اور جزوی ادائگی اور نیز جنگی سامان کی قیمت کی بابت ہر سال سونے کی کثیر مقداریں ملک سے باہر جاتی ہیں +

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۰) پر ۶۵۰۰۰ مکعب میٹر پتھر کی عمارت کا کام کیا گیا۔ اور معان لائن پر ۳۰۰۰ مکعب میٹر پتھر کا اور ۰۰۰... مکعب میٹر پشتے کا کام تیار کیا گیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کام نہایت پھرتی سے کیا جارہا ہے۔ حیفہ لائن کی اہمیت کا خیال کر کے اسکا کام ٹھیکہ داروں کے سپرد کیا گیا۔ اور جب اونہوں نے اپنا کام پورا کر لیا۔ اونکا کوڑی کوڑی حساب چکا دیا گیا۔ ریلوی کا پہلا حصہ اسدریلون سے گذرتا ہے اور ۶۰ کیلو میٹر لنبا ہے۔ دوسرا حصہ وادی اشبریا میں سے گذرتا ہے۔ اور ۳۰ کیلو میٹر لنبا ہے۔ تیسرا حصہ وادی یرموک میں سے ہو کر جاتا ہے۔ اور طول ۷۰ کیلو میٹر ہے۔ اس حصہ میں نشیب فراز ہے۔ چوتھا حوران کی سنجق میں سے گذرتا ہے۔ اگرچہ حیفہ بندر میں چھوٹے چھوٹے جہازوں کی گنجایش ہے۔ مگر اس کے گھاٹ کو وسیع کرنے کی تجویز زیر غور ہے۔ جو ۱۹۰ میٹر لنبی ہوگی۔ اور اسکا سنگین محافظ پشتہ ۵۰۰ میٹر لنبا ہوگا۔ اور اسپر ۸ لاکھ فرینک خرچ ہوں گے۔

جدہ مکہ ریلوی۔ درعہ اور حیفہ یا معان اور عقبہ کے درمیان اس غرض سے جنکشن بنانا کہ بڑی لاین سمندر سے ملحق ہوجائے۔ بڑے روپیہ کا کام تھا اور ہے۔ مگر مکہ کو بحیرۂ قلزم کے بندرگاہ سے ملانا چنداں مشکل نہیں۔ احمد مختار بے انجنیر کے قول کے مطابق اس لاین کے رستہ میں ۲۰ ملی میٹر نشیب فراز رہیں گے۔ اور ۳۰۰ میٹر کے خم ہوں گے۔ اور اسکا طول ۷۵ کیلو میٹر ہوگا۔ اس لاین کے ہر کیلو میٹر پیچھے ۵۰۰ مکعب میٹر پشتہ ہوگا۔ ۴۰ مکعب فی میٹر پر عمارتیں بنانی پڑینگی۔ ۱۰۰۰ مکعب میٹر روڑا کنکری کے لئے درکار ہوں گے۔ پشتوں اور کنکری کا کام پانسو جوانوں کی دو پلٹنیں ۸ ماہ میں کرلیں گی۔ بمعہ عمارتوں کے اس لاین پر ۱۵۰۰۰ فرینک فی کیلو میٹر خرچ ہونگے

گویا کہ ساری لاین پر ۱۱۲۵۰۰۰ فرینک صرف ہوں گے۔ اسکے علاوہ مندرجہ ذیل مدوں پر یہ خرچ ہوگا:-

لاین کا خرچ ۱۱۲۵۰۰۰ فرینک۔ ایک سال کے عام اخراجات ۲۰۰۰۰۰ فرینک۔ دو پتھر کے پل اور تین تالاب ۱۲۰۰۰۰ فرینک جدہ کی گھاٹ کی وسعت کا خرچ ۱۲۵۰۰۰ فرینک +

ریلوے میٹریل (سامان) لوہا۔ لکڑی وغیرہ کا خرچ ۲۰۰۰۰ فرینک فی کیلو میٹر کے حساب سے ۱۵۰۰۰۰۰ فرینک + ۸ مشین کے چار انجن ۱۶۰۰۰۰ فرینک + ۵ آٹھ کے پچاس چھکڑے ۲۰۰۰۰۰ فرینک + پچاس گاڑیاں۔ فی ہزار فرینک ۲۴۰۰۰۰ فرینک +

میزان ۳۷۵۰۰۰۰ فرینک۔ (فرنک = ۱۰ ار)

ان تخمینہ جات کے مطابق فی کیلو میٹر ۵۰۰۰۰ فرینک خرچ ہونگے اور میں نے بہت سی سوچ بچار کے بعد اندازہ لگایا ہے کہ کرایہ وغیرہ سے ۸ فیصدی کے قریب سالانہ منافع ہو جائے گا +

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۶۲)

۱؎ یعنی فی کیلو میٹر ۲۰ ملی میٹر کی ڈھال ہوگی۔ میٹر = ۳۹ انچ۔ کیلو میٹر = ہزار میٹر یا تخمیناً ۵/۸ میل +

پُرانے اَوزان اور پیمانے

اوقیہ (وزن کرنے کا بانٹ) = چارسو ڈرام (درہم) = ٨٣٢٦/١٠٠٠٠ پونڈ

المد (سیال اشیا ناپنے کا پیمانہ) = ١٥١/١٠٠٠ اگیلن امپیریل

کیلہ (غلہ ناپنے کا پیمانہ) = ٩١٢/١٠٠٠ بوشل (بوشل = ٨١ پونڈ = یک من)

قنطر یا قنطال = ۴۴- اوقیہ = ١٢٥ پونڈ-

٣٩ ١١/٢٥- اوقیہ- = ایک ہنڈرڈ ویٹ (ہنڈرڈ ویٹ = ١ ٢/٥ من)

چقی = ٨٠- اوقیہ = ١١٥ ١٩/٥٠ پونڈ

کیلہ = ٢٠- اوقیہ = ١٩/٢٥ امپیریل کوارٹر (٨ بشل = ایک کوارٹر)

١١٦ کیلہ- = ١٠٠- امپیریل کوارٹر (۴ کوارٹر = ایک ہنڈرڈ ویٹ)

اندازہ- (کپڑے ناپنے کا پیمانہ)- = ٢٧- انچ

عرشین- (زمین ناپنے کا پیمانہ) = ٣٠ انچ

دونم (ایضاً) = ۴٠ مربع قدم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٦١) جیسا کہ میں نے اوپر کہا ہے- یکم جنوری ١٩٠٦ء تک بڑی لائن- ٩٠٥ کیلومیٹر تیار ہو جائیگی- چونکہ دمشق مداین صالح سے- ٩٠٥- مدینہ سے ١۴٠٠- اور مکہ سے ١٨٠٠ کیلومیٹر کے فاصلہ پر ہے- اِس فاصلہ کا خیال کرکے مندرجہ ذیل ریمارکس کئے جاسکتے ہیں- ریلوے کا کام جنوری ١٩٠١ء میں جب ہر ہیسز دمشق میں پہونچا شروع ہوا اور یکم جنوری ١٩٠٦ء تک- ٩٠٥ کیلومیٹر بڑی لائن اور ١٦٠ کیلومیٹر خفیف لائن- گویا کل ١٠٦٥ کیلومیٹر لائن تیار ہوئی- گویا کہ ایک سال میں- ٢١٥ کیلومیٹر لائن بالاوسط مکمل ہوئی- اور بمقابلہ دوسری ریلوں کے یہ سالانہ اوسط نہایت ہی تسلی بخش ہے- اِس لائن پر جس سرگرمی اور تندہی سے کام ہو رہا ہے- اوسکو دکھانے کے لئے میں ان ریلوں کی فہرست درج کرتا ہوں- جو میری زیر نگرانی دولت عثمانیہ میں جاری ہوئیں-

نام	طول	مدت تکمیل	سالانہ اوسط
اسمد انگورا ریلوے	۴٨٦ کیلومیٹر	۴ سال	١٢١ کیلومیٹر
سالونیکا مناستر	٢٢٠ "	٣ "	٧٣ "
سالونیکا ذاویغاچ	٥١٠ "	٣ "	١٧٠ "
اسکشہر افیون قرہ حصار	٢٥٢ "	٢½ "	١٠٠ "
" ریاق حلب	٣٣٢ "	٢½ "	١٣٣ "
	١٨٠٠	١٥	١٢٠

کیلہ غلہ ناپنے کا عام مروج پیمانہ ہے۔ اس سے چھوٹی پیمانی بجائی پیمانہ ہونے کے زیادہ تر بندہی ہوئی اوزان ہیں۔ ایک سو چالیس کیلہ بیت ۱۲۸/۱ ۱۲- انگریزی امپیریل کوارٹر یا بت ۲۶۶/۱۰۰۰ ۵ ۳ ہیکٹو لیٹر کے برابر ہوتے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۲) پہلی چار لائنیں جنوری ۱۸۸۹ء میں شروع ہوکر بارہ سال میں ختم ہوئیں۔ اور کام کی سالانہ اوسط ۱۴۴ کیلومیٹر رہی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حجاز ریلوے کی ۱۵۰ کیلومیٹر سالانہ اوسط کافی اور تسلی بخش ہے۔ اور یہ خیال کہ سالانہ ۲۰۰ کیلومیٹر لاین تیار کیجائے۔ ابتک جو نتائج حاصل ہوئے ہیں۔ اونکی برخلاف ہے۔ مختار بے کی رپورٹ کے مطابق حجاز لائین کے رستہ میں بڑی روکاوٹیں حایل نہیں۔ مگر جوں جوں لائین دمشق اور حیفہ سے دور ہوتی جائیگی تعمیر کے کام میں زیادہ مشکلات پیش آئیں گی۔ اور قلت آب سے سخت تکلیف ہوگی قدرتی چشمے ملجائیں تو خیر ورنہ چاہات تیار کرنے پڑیں گے۔ جیسا کہ معان کے شمال میں ہل گئے یکم جنوری ۱۹۰۶ء کو مندرجہ ذیل کام کرنا ابھی باقی تھا۔

حجاز لاین کے حصوں کے نام	طول	مدت تکمیل	تاریخ تکمیل
مداین صالح	۶۰۳ کیلومیٹر	۲ سال	یکم جنوری ۱۹۰۸ء
مدینہ	۸۰۰ ”	۵ سال	” ۱۹۱۱ء
مکہ	۱۲۰۰ ”	۸ سال	” ۱۹۱۴ء

دمشق تا معان وحیفہ تا درعہ لائینوں کی فی کیلومیٹر خرچ کا اندازہ لگانا سخت مشکل ہے۔ کیونکہ حیفہ شاخ کا رستہ ناہموار تھا۔ اور اوسط سے زیادہ خرچ کرنا پڑا تھا۔ اور کل لائین کے خرچ پر اوسط نکالنے سے ٹھیک نتیجہ نہیں نکلتا۔

حجاز ریلوے سے متعلق اسوقت حسب ذیل انجن اور گاڑیاں ہیں۔ تین دُھروں والے کراس قسم کے انجن۔ ۱۱ فی وزنی ۳۰ ٹن کا۔ چار دُھروں والے ۹- انجن۔ ہر ایک چالیس ٹن کا۔ ۴- بی قسم کے انجن ۲½ ٹن وزنی۔ دو دُھروں کے کئی چھکڑے ہیں جو ۱۵ ٹن بوجھ اوٹھا سکتے ہیں۔ ۱۵ تیسرے درجہ کی۔ ایک پہلے درجہ کی اور ایک نماز پڑھنے کی گاڑی ہے۔ جو بحری کارخانہ میں تیار ہوئی ہے کمیشن نے ۶- انجنوں کے لئے جنکی رفتار ۴۵ کیلومیٹر ہے اور تیرہ مال گاڑیوں کے انجنوں کے لئے فرمایش کی ہے۔ اگر انکو ملا لیا جاوے تو حجاز ریلوے سے متعلق ۴۳- انجن ہیں جنمیں ۹ ۳ نئی قسم کے ہیں اور ۴۶۰ چھکڑے ہیں۔

آجتک اس لاین پر فی کیلومیٹر ۵۰۰۰ فرنیک کی حساب سے خرچ ہوا ہے۔ مگر اسمیں سپاہیوں کا سرکاری مشاہرہ شامل نہیں ہے۔ ریلوے کمیشن سپاہیوں کو نصف راشن اور کبھی کبھی کپڑوں کے لئے کچھہ روپیہ دیدیتی ہے۔ اس کے علاوہ سپاہیوں اور افسروں کو فی مکعب میٹر کے پیچھے ۵ ۴ پارہ ۹/۱ دیئے گئے۔ نیز اونکو فی کیلومیٹر کے حساب سے بھی کچھہ انعام دیاگیا۔ (یہہ رقوم ریلوے کے اخراجات میں شامل کرلیگئی ہیں) اس مندرجہ بالا خرچ سے آیندہ خرچ کا بآسانی تمام اندازہ لگسکتا ہے۔ ۱۹۰۶ء کے آغاز پر ۱۱۰۰ کیلومیٹر لاین مکہ تک باقی رہجائے گی۔ اور اسپر ۵۰۰۰ فی کیلومیٹر کے حساب سے ۶۰ ملین فرنیک خرچ ہوں گے۔ فی سال ۱۵۰ کیلومیٹر لاین تیار کیجائے تو ۸ سالوں تک فی سال ۷½ ملین فرنیک خرچ ہونگے۔ پہلی پانچ سالوں

ـــــ پارہ = دو پیسہ و قرش ۴۰ پارہ

مارچ ۱۸۸۲ء سے ترکی پیمانے اور بٹے میٹرک سسٹم (یعنی فرانسیسی پیمانوں وغیرہ) کے مساوی کر دیئے گئے ہیں مگر اونکے نام وہی پُرانے رہنے سے بڑی دقّاندلی مچتی ہے۔ اور ابھی تک نئے قاعدہ کا بالعموم رواج بھی نہیں ہوا۔ اوقیہ کو کلوگرام کے برابر بنا گیا ہے۔ تمن کو دس کلوگرام کے برابر۔ قنطر = کیلوگرام۔ چقی = ...۱ کیلوگرام۔ شق = ٹویکا۔ (۰۱) لیٹر کیلہ = ہیکٹیار (۱۰۰ لیٹر یعنی ۳/۴ ۲ شبل انگریزی کے)۔ اولق = ایر کے۔ جریل = ہیکٹر (یعنے سو ٹیر کے جو انگریزی ۴۷/۱۰۰ ۲-ایکڑ کے برابر ہے)۔ عرشین = میٹر کے۔ نل = کیلومیٹر (۱۰۰۰ اسٹیر) کے۔ فرسنگ = ۱۰ کیلومیٹر کے۔ ۱۸۸۹ء میں اجناس خوردنی کے لئے میٹرک سسٹم کے اوزان و بٹے لازمی کر دیئے گئے اور ۱۸۹۲ء میں ہر ایک چیز کے وزن کے لئے اونکو لازمی کر دیا گیا لیکن اس حکم کی ابھی تعمیل نہیں کرائی گئی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۳) میں حجاز ریلوے فنڈ میں ½ ۱ ملین یا ۳۵۰۰۰۰ سالانہ رقم چندوں سے وصول ہوئی۔ مزید برآں عید الضحیٰ کی قربانی کی کھالوں اور حجاز ریلوے کے خاص اسٹام سے چار سالوں میں ۱۶۰۰۰۰ فرسنگ سالانہ ۴۰۰۰۰۰ فرینک وصول ہوئے یعنے ریلوے فنڈ کی سالانہ آمدنی ½ ۱ ملین فرینک ہوئی۔ گویا کہ سالانہ خرچ کے برابر آمدنی ہو رہی ہے۔ جن چھکڑوں کی اوپر تعداد بتائی گئی ہے۔ اون میں سے بعض کھلے اور بعض بند ہیں۔ چونکہ ۸ سالوں تک ریلوے سامان کی ہی بھرمار رہے گی۔ لہذا یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ۳۰ ٹن کے چھکڑے خریدے جائیں۔ ان چھکڑوں پر دوسرے چھکڑوں کی نسبت مقابلتاً زیادہ خرچ نہیں آئیگا۔ اور مرمت پر اتنا ہی صرف ہوگا۔ جو پندرہ ٹن وزنی چھکڑوں پر خرچ ہوتا ہے۔ یہ بالکل ٹھیک ہے کہ جو چھکڑے پہلے آئے۔ وہ بیروت۔ دمشق۔ حوران لاین کی چھکڑوں جیسے نہ تھے۔ مگر یہ نقص جلد معلوم ہو گیا اور نئے چھکڑوں کے لئے فرمایش کی گئی۔ اور نئے چھکڑے تیار ہو کر آ رہے اور پُرانوں کی جگہ لے رہے ہیں۔

دمشق:۔ اس کے متعلق اختلاف آرا کی خبر سنکر کہ آیا ہیڈ آفس بڑا کارخانہ اور شیڈ دمشق میں ہونے چاہئیں یا کہ درعہ اور حیفہ میں۔ میں اپنی رائے کو ظاہر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ اس بات کو زیر نظر رکھکر کہ اس لاین کے منیجر کو صوبہ کے افسروں اور بیروت دمشق ریلوے کے حکام اور سوداگروں سے ہمیشہ سابقہ پڑتا ہے۔ میں رائے دیتا ہوں کہ دفاتر اور شیڈ دمشق میں قایم ہونے چاہئیں (حجاز ریلوے بورڈ کی بھی یہی رائے ہے۔ حیفہ میں عارضی طور پر دفاتر قایم کئے گئے ہیں) کارخانہ اور شیڈ کے لئے ۸۰۰۰۰ مکعب میٹر کی ضرورت ہوگی۔ اور اونپر مع مشینوں کے ایک ملین (دس لاکھ) فرینک کے قریب صرف ہوں گے حیفہ کی آب ہوا اچھی نہیں۔ اور درعہ میں کاریگروں کو اشیائے خوردنی اور پارچات کے حسب منشا نہ ملنے سے سخت تکلیف ہوگی۔ ۸ یا ۱۰ چھوٹے چھوٹے شیڈ جیسے کہ اب بھی معان حیفہ اور درعہ میں ہیں۔ مدائن صالح۔ مدینہ اور مکہ میں بھی بننے چاہئیں۔

المختصر یہ کہ حجاز ریلوے نہایت عمدہ بنی ہے۔ اور سالانہ ۱۵۰ کیلومیٹر لاین کا تیار ہونا تسلی بخش اوسط ہے۔ ٹائی کمیشن نے ۱۵۰ کیلومیٹر لاین سال میں تیار کرنے کا ذمہ لیا ہے۔ اور حجاز ریلوے ۸ سالوں میں بہمہ وجوہ مکمل ہو کر منزل

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۵ پر)

سنہ ۱۹۰۶ء کے اڈیشن میں مسٹر کلٹی طرابلس الغرب کا جدا عنوان قایم کرکے اس ترکی صوبہ کے متعلق حسب ذیل معلومات ایزاد کرتا ہے :-

طرابلس معہ صوبہ بنغازی سولہویں صدی میں ترکی سلطنت میں شامل ہوا۔ اور گو سنہ ۱۷۱۴ء میں وہاں کے عرب باشندوں نے کسیقدر آزادی حاصل کرلی۔ مگر سنہ ۱۸۳۵ء میں ترکی حکومت نے مکرر اپنا دخل مضبوط کرکے اسے باضابطہ طور پر سلطنت عثمانیہ کا ایک صوبہ قرار دیدیا۔ اس سے اندازاً چالیس سال بعد بنغازی (سابقہ بارضہ) کو طرابلس کی گورنری سے نکالکر ایک جُدا گورنر کے ماتحت کردیا گیا۔ طرابلس میں سول اور فوجی دونوں صیغے والی یا گورنر جنرل کے سپرد ہیں۔ جو متصرفوں (کمشنروں)، قایمقاموں (ڈپٹی کمشنروں) اور مدیروں (تحصیلداروں) کے ذریعہ دیگر صوبجات کی مانند ملک کا انتظام کرتا ہے۔ مگر عرب شیوخ تاحال اپنے قبایل میں خاصہ اقتدار رکھتے ہیں۔ اور بربر قبایل سے اونہی کے مشایخ کے ذریعہ محاصل جمع کئے جاتے ہیں بنغازی ایک متصرف (کمشنر) کے ماتحت ہے۔ جو براہ راست بابعالی کے تابع ہے۔ تمام ذمہ داری کی عہدے ترکوں کے ہاتھ میں ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴) سلطان المعظم کے اون کارناموں میں شمار ہوگی۔ جو کبھی نہیں مٹنے والے ہونگے۔ یہ ریلوے جلالتمآب کے نام کو تاقیامت نیکی اور عزت سے یاد کرائیگی۔ اور اونکی ایک دیرپا یادگار رہجائے گی۔

شاہی فوجوں نے جو کام کیا ہے۔ وہ ازبس تسلی بخش ہے۔ اور اوسپر کسی پہلو سے کوئی اعتراض وارد نہیں ہوسکتا۔ اگر سپاہی ہمت نہ کرتے تو ایسے بڑے کام کا درجہ تکمیل کو پہونچنا ناممکن تہا۔ اس عالیشان ریلوے لائن کی تکمیل ہمارے شہنشاہ نامدار ہز امپیریل مجسٹی کے سر پر شہرت دوامی کا تاج رکھدیگی۔

مختار بے جو چہ سال تک میرے ساتھ کام کرتا رہا ہے۔ اور جسنے مکہ تک پیمایش کا کام ابھی ابھی مکمل کیا ہے۔ اوسنے نہ صرف فن انجینیرنگ میں مہارت تامہ رکھنے کا ثبوت دیا ہے۔ بلکہ اپنے آپکو ایک قابل اور کارگذار منیجر ثابت کردکھایا ہے۔ چند اور ترک انجینیر بھی میرے ہمراہ تھے۔ اور میں نہایت خوشی سے اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ ترکی سول سکول آف انجینیرز کے گریجوایٹوں میں ایسے نوجوان بھی ہیں۔ جو اسسٹنٹ انجینیر کے فرائض بخوش اسلوبی ادا کرسکتے ہیں۔ اور ڈویژنوں کے چیف انجینیر کا کام بھی کرسکتے ہیں۔ کچھ تجربہ حاصل کرلینے کے بعد وہ بہترین انجینیر بنجائیں گے۔ اس لائن پر سپاہیوں سے نہایت ہی قابل قدر مدد ملی ہے۔ ٹھیکیدار عمان اور معان تک تو مزدوروں سے کام لے سکتے تھے۔ مگر ان مقاموں کے بعد انکو مزدوروں کا ملنا ناممکن تہا۔ لائن پر اتنی سرعت سے کام ہونیکا سارا کریڈٹ سپاہیوں کو حاصل ہے۔ اونکو آزوقہ۔ وردی اور تنخواہ فوجی صیغہ ہی سے ملتی ہے۔ جس پہلو سے دیکھا جاوے۔ یہ ریلوے قابل تعریف ہے۔ عمارتوں کا کام تسلی بخش طور پر ہوا ہے۔ اور سارا مصالح عمدہ قسم کا لگایا گیا ہے۔ چونکہ لائن ہموار ملک میں سے گذرتی ہے ٹنل اور پل

(بقیہ صفحہ ۶۶)

طرابلس کی مغربی سرحد ملحقہ ٹونس کی تعیین سے شمال میں ساحل بحر روم سے لیکر جنوب میں مقام غدامس تک ۱۹۱۰ء میں فرانس اور ٹرکی کے مابین کمیشن کے ذریعہ سے ہوگئی۔ مگر جنوبی سرحد ابھی غیر معین ہے۔ فرانس کا دعوی ہے کہ تمام صحراء اعظم اوس کے دایرہ اقتدار میں ہے۔ مگر ٹرکی نے اسے کبھی تسلیم نہیں کیا۔ چنانچہ حال میں طرابلس سے چار مختلف ترکی مہمیں بھیجی گئیں۔ جنہوں نے صحراء اعظم کو عبور کرکے ایکطرف بجانب مشرقی شرقی سوڈان مقام کفرا پر اور دوسری طرف بجانب غربی سوڈان و مغربی افریقہ جھیل چاڈ کے ریاست پر ترکی علم جا نصب کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ فرانس نے اعتراض کیا ہے۔ لیکن پھر اسکے متعلق کچھ سننے میں نہیں آیا۔ جولائی ۱۹۱۰ء تراضم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۵) نسبتاً تھوڑی ہیں۔ تاہم عمان کے پرے عین الزرقا کی ڈھلوان پر ۲ میلی میٹر کی ڈھال رکھنی پڑی اور ۱۰۰ میٹر کے خم دینے پڑے۔ ۲ کیلومیٹر خلامشی ڈالکر پر کٹ گئے۔ ۲۰ میٹر بلند دس دس محرابوں والے تین پل بنائے گئے ہیں۔ کہ لائین کا لیول ٹھیک ہو۔ لائین کو اس حصہ پر تین گنا زیادہ روپیہ خرچ ہوا ہے۔ اور دوسرے حصوں کی نسبت وقت بھی زیادہ لگا ہے۔ جمعان کی دوسری طرف ۵۰ میٹر ڈھال رکھنے والا علاقہ ہے جسکو بطن الغول کہتے ہیں۔ یہاں ۲ ایلی میٹر کی ڈھال قایم کرلی اور ۱۰۰ میٹر کا چکر دینا پڑا۔ اور ۸ کیلومیٹر تک سطح ہموار کیگئی مٹی کا کام سپاہیوں نے کیا۔ اونہوں نے ۲۰ میں ۱۰۰۰ مکعب میٹر زمین بھی کھود دی۔ یہ اتنا کام ہے کہ عام انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ کام کی رفتار کا انحصار سپاہیوں۔ انجنیروں۔ کاریگروں اور مزدوروں کو خوراک اور پانی پہونچانے پر ہے۔ چونکہ یہ چیزیں اونٹوں کے ذریعہ پہونچانی مشکل ہیں۔ یہ کام ریل سے لیا جاتا ہے۔

ریلوے لائین چند وادیوں میں ہو کر گذرتی ہے۔ اور لیول کو ٹھیک رکھنے کے لئے ۳ سے ۶ میٹر تک لمبے پل بنائے گئے ہیں مگر چونکہ پلونکی بنیاد چٹانی زمین پر ہے۔ اس بات کا خطرہ نہیں کہ طغیانی میں اونکی بنیادوں کو پانی کوئی نقصانات پہونچائیگا۔ چنانچہ پل بغیر وقت کے تیار ہوگئے۔ اور اونکے لئے زیادہ جد وجہد نہیں کرنی پڑی۔

اسی رپورٹ کے متعلق یہ تازہ خبر مسرت تمام پڑھی جائے گی۔ کہ جلالتماب خلیفۃ المسلمین حامی حرمین الشریفین سلطان الغازی عبدالحمید خان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کا فرمان قضا توامان یکم محرم ۱۳۲۴ھ کو دن انجمن عالیہ تعمیر حجاز ریلوے کے نام بدیں مضمون صادر ہوا ہے کہ اس دن سے پورے ایک سال کے اندر جسطرح ممکن ہو ریلوے کی تکمیل مدینہ منورہ[1] تک کر دی جائے۔ یعنی ۱۳۲۴ھ میں جسقدر حصہ مدینہ منورہ تک پہونچنے میں باقی رہ گیا ہے۔ اور جسکی مسافت ۳۰۰ میل ہے کچھ ہی کیوں وہ ہر طرح مکمل ہو جائے۔ گویا جتنا کام تین سال سے زاید مدت میں ہوا ہے اب اتنا ہی ایک سال میں کیا جائے۔ انجمن کے کارکنوں نے اس فرمان کو منظور کر لیا ہے۔ اور نہایت سرگرمی سے تمام کام جاری کر دیئے۔ مدد بڑھا دی گئی۔

[1] وطن کا قیاس ہے کہ مصری اخبارات نے جو اس خبر کے ماخذ ہیں مداین صالح کو غلطی سے مدینہ سمجھ لیا ہے کیونکہ ایک سال میں ۴۰۰ کیلومیٹر جو ۴ سال کا کام ہے تیار ہونا محال ہے۔ ہاں ۲ سال کا کام ایک سال میں بجد وجہد مکمل ہو سکتا ہے۔

طرابلس - بنغازی - اور صوبہ فزان تینوں کا رقبہ چار لاکھ میل مربع ہے - فزان طرابلس کا جنوبی صوبہ ہے اور اسکی جنوبی سرحد آجکل کچھ خط سرطان پر قرار دیگئی ہے - آبادی ان تینوں کی ۸ لاکھ سے لے کر ۱۳ لاکھ تک قیاس کیگئی ہے - اس مردم شماری کا ۲/۵ حصہ بنغازی میں آباد ہے - باشندے عموماً بربر قوم کے ہیں مگر یہودی بھی بکثرت آباد ہیں - یورپین آبادی کار و تاجر جو زیادہ تر اطالین اور یونانی ہیں ۵ یا ۶ ہزار ہیں ترک عہدہ داروں کے سوائے اور کوئی ترک وہاں مقیم نہیں - عام زبان عربی ہے - لیکن سرکاری زبان ترکی ہے - اب سے کچھ عرصہ پہلے تک فرقہ سنوسیہ کا صدر مقام اس صوبہ کے قصبہ جرابوب میں تھا - دو چند سال ہوئے سنوسی شیخ وسط افریقہ کے علاقہ کفرا کو چلا گیا تھا جہاں سے وہ آجکل مغربی افریقہ کیطرف جانیکا قصد کر رہا ہے - بہر نوع غرض کہ سلطنت عثمانیہ کے اثر کو وہاں بھی پھیلاتے - جولائی ۱۹۰۸ء مؤلف ساحل پر حسب ذیل بڑے قصبے ہیں - طرابلس ۳۰ ہزار باشندے - بنغازی ۱۵ ہزار - درانہ اور خمیس - اندرون ملک میں غدس - مرزوق اور غط بڑے قصبے ہیں - اور عموماً کاروان یہاں ٹھیرتے ہیں -

طرابلس الغرب اب قسطنطنیہ سے ٹیلیگراف کی تار برقی سے ملا دیا گیا ہے - طرابلس الغرب میں اوسکا اسٹیشن

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۶) حیفہ ریلوے کی شاخ تیار ہو جانے سے سامان تعمیر جلدی جلد موقع پر پہونچ جانا آسان ہو گیا ہے - اور خدا کو منظور ہے تو یکم محرم سنہ ۱۳۲۶ھ کی تاریخ یہ روح پرور مژدہ سناویگی کہ زائرین دیار رسول کے واسطے بندرگاہ بیروت سے مدینہ منورہ تک ۲ دن میں ریلوے کے ذریعہ سفر کرنا معمولی بات ہوگئی ہے - اہل دل مسلمان اور فدایان اسلام اس موقعہ کو غنیمت تصور کریں - اور جیسے حامی دین حضرت سلطان المعظم بعجلت تمام اونکی حج و زیارت کے راستہ کو آسان بنا رہے ہیں - وہ بھی جلد سے جلد اس کار خیر میں مالی امداد پہونچانے سے دریغ نہ کریں - جلالت مآب نے یہ بھی حکم صادر کیا ہے کہ جدید معدنیات کے جو ٹھیکے دیئے گئے ہیں اونکی آمدنی مصارف حجاز ریلوے کے لئے خاص کی گئی ہیں - انپر جلد تر کام شروع ہونا چاہیئے - گذشتہ ماہ جنوری میں حجاز ریلوے فنڈ کو ۱۲۰۱۶۹ قرش کی امدادی رقمیں موصول ہوئیں (یعنی ۲۲۳۶۰ روپے تخمیناً) سلطان المعظم نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ حجاز ریلوے کے سامان جو بروئے آرڈر یوروپ میں بن رہے ہیں جلد بتاکید تیار کرائے جائیں - اور ضروری مقامات پر پہونچائے جائیں - یہ خبر بھی پچھلے دنوں شایع ہو چکی ہے کہ جدہ و مکہ کے درمیان بھی کام شروع ہونیوالا ہے - اور ایک جرمن انجنیر جدہ پہونچ گیا ہے - آسایش و سہولت حجاج اور مالی منفعت کے لحاظ سے یہ ٹکڑا ایسا ہے کہ جتنی جلدی تیار ہو مناسب ہے - مگر پولیٹیکل مشکلات و خطرات شاید اس لائین کو جلد اور اصل لائین سے پہلے تیار کرنے کی اجازت نہ دیں *

بندر روانہ پر بنایا گیا ہے۔ درمیانی سٹیشن بحیرہ روم میں جزیرہ رہوڈس میں ہی۔ اور تیسرا اسٹیشن ایشیاء کوچک کے ساحل پر ہے۔ جہاں سی قسطنطنیہ تک معمولی تار موجود ہے۔ اور روانہ سے خاص طرابلس الغرب تک اور طرابلس سے فزان و بنغازی تک معمولی تار کے سلسلے موجود ہیں۔ چار سال سی طرابلس الغرب کی باشندوں پر بھی فوجی خدمت اسلحہ سے لازمی کر دیگیئی ہے۔ کہ وہ باضابطہ فوج میں لئے جاتے۔ بلکہ قواعد سکھا کر گھروں کو واپس کر دیئے جاتے ہیں۔ اور والنٹیر سمجھے جاتے ہیں۔ اور اب وہاں کوئی بالغ مسلمان گھر نہیں جو فوجی قواعد سی بخوبی آگاہ نہ ہو۔ مرد تو مرد۔ ہزارہا عورتوں تک نے کمال ذوق و شوق سی مرہم پٹی اور تیمار داری کے فن میں کافی دستگاہ حاصل کر لی ہے۔ کہ بوقت ضرورت اپنے ملک کی حفاظت کرنے والی شوہروں بھائیوں اور بڑے بزرگونکی میدان جنگ میں خدمت ادا کر سکیں۔ اب خاص سلطانی فوجکی علاوہ حملہ آوروں کے مقابلہ کے لئی تقریباً ایک لاکھ جانباز خود ملک سی بہم پہونچ سکتے ہیں۔ اٹلی کا مدت سی طرابلس پر دانت ہی۔ اوسکی روک تھام کے لئی یہ انتظام ہو رہا ہے۔ تمام ساحل پر مضبوط قلعے اور توپخانے قایم ہو چکے ہیں۔ اسلحہ کا کافی ذخیرہ ہر وقت جمع رہتا ہے اور اونکی تیاری و مرمت کے کارخانے بھی جاری کر دیئے گئے ہیں۔ مولف) کونسل انتظام قرضہ کو جو پانچ مدیں تفویض ہو چکی ہیں۔ ان میں سے طرابلس الغرب میں بھی جو آمدنی ہوتی ہے۔ وہ کونسل ہی کو ملتی ہے۔ انکے علاوہ آمدنی کی بڑی مدیں یہ ہیں:۔ پرمٹ۔ عشر۔ اور شخصی خراج موسومہ داغی یا ویرکو۔ جو عموماً فی مرد ۴ روپے سالانہ لیا جاتا ہے مگر متمولین کو اس سی زیادہ دینا پڑتا ہے۔ (اس ٹیکس کو انکم ٹیکس یا جزیہ کے مشابہ سمجھنا چاہیئے۔ جزیہ بھی دراصل انکم ٹیکس ہی تھا۔ اسلامی عہد میں چونکہ مسلمان زکوٰت دیتے تھے۔ اسلئے جزیہ سی وہ مستثنیٰ کر دیئے گئے تھے ورنہ جزیہ درحقیقت ویسا مہیب لفظ اور ٹیکس نہیں جیسا کہ مخالفان اسلام نے اوسی قرار دے رکھا ہے۔ مولف) حکام سرکاری ضروریات کے لئی متمولوں اور ساہوکاروں سی عموماً جبری قرضے لیتے رہتے ہیں محاصل پرمٹ سے سالانہ تقریباً ۲۷ ہزار پونڈ آمدنی ہوتی ہے۔ دیگر مدونکی سہ سالہ آمدنی اور عام خرچ حسب ذیل مدوں سے معلوم ہو جائیگا۔

سال	آمدنی				خرچ		
	داغی یا ویرکو	عشر	متفرقات	میزان	سول	فوجی	میزان
	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ
سنہ ۱۹۰۰ع	۷۶۸۸۱	۲۰۴۸۹	۱۳۷۷۲	۱۱۰۹۴۲	۶۶۱۶۴	۱۰۸۴۲۰	۱۷۴۸۴۸۴
سنہ ۱۹۰۱ع	۸۱۲۱۴	۱۱۸۳۴	۱۸۷۶۵	۱۱۱۸۱۳	۵۰۴۵۷	۱۲۱۳۲۶	۱۷۱۷۸۳
سنہ ۱۹۰۲ع	۸۰۵۴۲۰	۴۰۳۵۰	۱۶۳۸۶	۱۴۲۰۵۹	۶۴۴۵۱	۱۰۵۹۷۳	۱۷۰۴۲۴

محاصل کے طریق فراہمی میں کئی نقص موجود ہیں۔ مگر کہا جاتا ہے کہ صوبہ کے مالی انتظام کی عنقریب کامل اصلاح ہونیوالی ہے۔ عشر برابر قایم رکھی جائیں گے۔ مگر داغی کی بجائے ٹیکس تر زمینی ٹیکس گھرداری اور انکم ٹیکس مقرر کئے جائیں گے۔ اور جو اشخاص داغی سے اب مستثنٰی رکھے گئے ہیں وہ جدید ٹیکسوں سے مستثنٰی نہ ہونگے۔

طرابلس میں تقریباً دس ہزار سلطانی فوج امور رہتی ہے۔ کچھ مدت ہوئی۔ صوبہ کے حصہ بمقام طرابلس کے قرب و جوار میں قول اوغلو کے نام سے ایک جماعت آباد تھی۔ جو کئی ہزار مردوں پر مشتمل تھی۔ ان لوگونکو فوجی خدمت کے عوض جو رفتہ رفتہ محض برائے نام رکھی۔ جاگیردارونکی طرح چند خاص مراعات حاصل تھیں۔ مگر اب یہ قاعدہ منسوخ ہوگیا ہے۔ اور یہ لوگ فوج سے کچھ تعلق نہیں رکھتے۔ یہ صوبہ ابھی تک لازمی فوجی سے آزاد ہے لیکن ملکی حفاظت کے لئے کچھ عرصہ سے یہ ایک سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ کہ بالغ مردونکو قواعد سکھا کر گھرونکو واپس بھیجدیا جاتا ہے۔ وہ جبراً نہیں طلب کئے جاتے۔ بلکہ ملکی و دینی حمیت کی تحریک کو کافی سمجھا گیا ہے۔ جسے زیادہ موثر بنانے کے لئے والنیٹروں کے لئے چند خاص رعائتیں بھی مقرر کردیگئی ہیں۔

طرابلس کی پیداوار صرف زراعت پر منحصر ہے۔ اور وہ بھی بہت ہی مختصر ہے۔ باشندونکی عام خوراک جو ہے لہذا جو کی بکثرت اور قدرے گندم کی کاشت ہوتی ہے۔ پھلوں میں یہاں خرما۔ زیتون۔ نارنگی اور لیموں ہوتے ہیں۔ اسپر تو گھاس برآمد کے لئے جمع کیجاتی ہے۔ مویشی اور بھیڑیں بھی پالی جاتی ہیں۔ مگر یہاں کی تجارت برآمد میں ہاتھی دانت۔ شتر مرغ کے پر۔ بکری کی کھال اور دیگر اجناس بھی شامل ہیں۔ جو سوڈان سے کاروان لاتے ہیں۔ سنہ ١٩٠٣ء میں بنغازی اور توانہ کے بنادر میں ٢٦٣٣٨٦ پونڈ کا تجارتی مال آیا جسمیں سے ایک تہائی برطانیہ سے آیا۔ اور ٤٩١٥٤٩ پونڈ کا باہر گیا جسمیں سے نصف مال برطانیہ کو گیا۔ سنہ ١٩٠٢ء میں جو تجارتی جہازات بنغازی میں آئے انکا وزن ٨٧٬٣٩٣ ٹن تھا۔ ١٥،٠٦٧ ٹن وزنی جہازات اطالین تھے۔ اور ١١٦٠٥ ٹن وزنی انگریزی۔ اندرون ملک میں باہمی رسل و رسائل اور خط و کتابت کاروانوں کے ذریعہ ہوتی ہے۔ کاروانی رستے صدیوں سے قایم ہیں۔ شہر طرابلس سے مالٹا تک بحری تار ہے۔ اور مرزوق (واقع فزان) اور غدامس (واقع ٹونس) تک بری تار۔ طرابلس میں انگریزی قونصل جنرل مسٹر جے سی الوارڈ ہے بنغازی میں قونصل رہتا ہے۔ جو اسوقت مسٹر سی ایس ہمپن ہے اور حمس میں وائس قونصل جو اسوقت مسٹر ٹی ٹیٹ ہے +

ریاست ہائے باجگذار

اول بلگیریا حکمران شہزادہ۔ فرڈینینڈ ڈیوک آف سکسنی۔ پرنس آگسٹس مرحوم ڈیوک آف سکسنی اور شہزادی کلیمنٹاین آف بوربون آرلینز دختر لوئیس فلپ مرحوم شاہ فرانس) کا سب

چھوٹا بیٹا ۲۶ فروری ۱۸۹۱ء کو پیدا ہوا۔ بلگیریا کی نیشنل اسمبلی (مجلس قومی) نے ۷ جولائی ۱۸۸۷ء کو اوسے باتفاق رائے بلگیریا کا شہزادہ منتخب کیا۔ اور اوسنے شہزادہ الیگزینڈر کے بعد جنہوں نے ۷ ستمبر ۱۸۸۶ء کو تخت چھوڑ دیا تھا۔ ۱۴۔ اگست ۱۸۸۷ء کو عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ پرنس فرڈینینڈ پاشا) کا انتخاب دول یورپ[1] باب عالی نے اب تک منظور نہیں کیا۔ ۱۳ جنوری ۱۸۸۶ء کو پرنس الیگزینڈر صوبہ شرقی رومیلیا کا بھی گورنر مقرر کیا گیا جسکی وجہ سے اسطرح بلگیریا کے ساتھ ملحق ہو گیا تاہم دول نے اس الحاق کو ہنوز تسلیم نہیں کیا۔ بتاریخ ۲۰۔ اپریل ۱۸۹۳ء فرڈینینڈ (پاشا) نے پارما کے ڈیوک رابرٹ کی ٹری لڑکی میری لوئیسا سے جو ۱۷ جنوری ۱۸۷۰ء کو پیدا ہوئی شادی کی۔ جو ۳۱ جنوری ۱۸۹۹ء کو مر گئی۔ فرڈینینڈ ابھی تک زندہ ہیں اولاد حسب ذیل ہے:۔ شہزادہ بوریس ۳۰ جنوری ۱۸۹۴ء کو متولد ہوا (۲) شہزادہ سیرل ۱۷ نومبر ۱۸۹۵ء کو پیدا ہوا (۳) یوڈوکسی ۱۷ جنوری ۱۸۹۸ء کو پیدا ہوا (۴) ندیدہ ۳۰ جنوری ۱۸۹۹ء کو پیدا ہوا۔

۱۸۷۹ء کی کانسٹی ٹیوشن (آئین) کے رو سے یہ قرار دیا گیا کہ "پرنس کو لازمی طور پر بالاستقلال ریاست میں رہائش پذیر ہونا پڑے گا" عدم موجودگی کی صورت میں وہ اپنا ایک قائم مقام (ریجنٹ) مقرر کریگا جسکے اختیارات اور فرائض کی تشریح ایک خاص قانون کے ذریعہ کیجاویگی۔ خطاب شہزادگی موروثی ہے۔ کانسٹی ٹیوشن کی ۱۸۸۳ء والی ترمیمات سے بشرط ضرورت ریجنسی (قائم مقامی نیابت) کے قیام۔ انتظام اور اوسکے اختیارات وغیرہ کی توضیح کیگئی۔ اور ۱۸۹۳ء میں گرینڈ سوبرانجی (مجلس قومی) نے مزید ترمیم کر کے حکمران شہزادہ اور اوس کے ولیعہد کے لئے "رایل ہائی نس" کا خطاب مقرر کیا گیا۔[2] شہزادہ بدستور رومن کیتھولک کا پابند ہے مگر اوسکا وارث ۱۴ فروری ۱۸۹۶ء کو آرتھوڈاکس گریک چرچ (ٹھیٹھ کلیسائی یونانی) میں داخل کیا گیا۔

آئین و حکومت } عہدنامہ برلن نے جسپر ۱۳ جولائی ۱۸۷۸ء کو دستخط ہوئے ریاست بلگیریا کو قائم کیا۔ بروئے دفعہ اول حکم دیا گیا کہ بلگیریا کو "زیر امپیریل سیادت سلطان المعظم کی ماتحت خود حکومت کرنیوالی باجگذار ریاست بنایا جاوے۔ اوسکی حکومت مسیحی ہوگی۔ اور اپنا قومی ملیشیا (ملکی فوج) رکھے گی"۔ دفعہ سوم کا حکم یہ ہے۔ بلگیریا کے شہزادہ کو ریاست کی آبادی آزادی کے ساتھ منتخب کریگی۔ اور باجازت دول باب عالی اوسکو منظور کریگا۔ یورپ کی دول عظام کے حکمران خاندانوں کا کوئی فرد بلگیریا کا شہزادہ منتخب نہیں ہوسکیگا۔ عہدہ شہزادگی کے خالی ہونے پر نیا شہزادہ اونہی شرایط اور اونہی قواعد کی پابندی کے ساتھ منتخب کیا جاویگا۔ ۳۱ جنوری ۱۸۸۶ء کو بلگیریا اور شرقی رومیلیا ایک ہی گورنمنٹ کی ماتحت کر دیئے گئے

[1] فروری ۱۸۹۶ء میں باب عالی اور دول عظام نے اس انتخاب کو منظور کر لیا۔ زیادہ تشریح کیلئے دیکھو فتوحات روم کا حاشیہ متعلق المضمون کی مؤلف [2] اسے باب عالی اور روس نے بھی اپریل ۱۸۹۶ء میں منظور کیا +

صوبہ مشرقی رومیلیا جو بلگیریا کے ساتھ ملحق ہونے کی تاریخ سے جنوبی بلگیریا بھی کہلاتا ہے۔ بروئے عہدنامہ برلن قایم کیا گیا تھا۔ اور اوس کو انتظامی خودمختاری عطا کر کے سلطان المعظم کے براہِ راست پولٹیکل (ملکی) اور جنگی اقتدار میں رہنے دیا گیا تھا۔

دفعہ ا کے الفاظ یہ ہیں "مشرقی رومیلیا کے گورنر جنرل کو بمنظوری دُوَل ۵ برسونکی میعاد کے لئے باب العالی نامزد کیا کرے گا"، ،استمبر ۱۸۸۵ء کو بغاوت ہو کر موجودہ حکومت موقوف کر دیگئی۔ گورنر کو معزول کر کے صوبہ سے نکال دیا گیا۔ اور صوبہ مشرقی رومیلیا کے بلگیریا کے ساتھ ملحق ہو جانیکا اعلان دیدیا گیا۔ اسپر ۱۸۸۵ء کے آخری مہینوں میں عہدنامہ برلن پر دستخط کرنے والی سلطنتوں کے قایممقاموں کی ایک کانفرنس قسطنطنیہ میں منعقد ہوئی۔ اور سلطان المعظم نے بروئے فرمانِ شاہی مورخہ ۶۔ اپریل ۱۸۸۶ء صوبہ کی حالت میں مندرجہ ذیل تغیروں کو منظور فرمایا:۔

(۱) مشرقی رومیلیا کی حکومت شہزادہ بلگیریا کی تحویل میں کر دی جاوے (۲) قرجالی اور ریچپ (رہوڈوپ) کے اضلاع جنمیں مسلمانونکی آبادی زیادہ ہے باب العالی کو واپس دیدیئے جاویں (۳) ہر دو صوبونکی بنیادی قانون کو مقامی ضرورتوں اور تقاضائے وقت کے مطابق ترمیم کرنے کی غرض سے پرتالنے کے لئے ایک کمیشن مقرر کیجاوے (۴) وہ کمیشن ساتھ ہی خزانہ عثمانیہ کے اغراض و مفاد پر بھی غور کرے یعنی کہ باب العالی کو ہر دو صوبوں سے کسقدر رقم بطور خراج اور کسقدر رقم قومی قرضہ کے حصۂ رسدی کی بابت وصول ہو (۵) عہدنامہ برلن کی باقی شرائط قایم رہیں۔

شرائط و احکام مندرجہ بالا کے مطابق ایک ترکی بلغاری کمیشن نے صوفیا میں اجلاس منعقد کر کے بنیادی قانون کی ترمیم اور خاصکر محاصل درآمد و برآمد اور خراج کے مسایل کا تصفیہ کرنا شروع کیا۔ مگر اس کمیشن کی کارروائی کا اون اتفاقات نے جن ۲۰۔۲۱ اگست ۱۸۸۶ء کی رات کو پرنس الیگزینڈر کو تخت سے معزول کر دیا۔ اچانک خاتمہ کر دیا۔

یہ صوبہ اوس وقت سے رسمی طور پر بلگیریا کا جزو اور صوفیا کی حکومت کا ماتحت ہے۔ فلپ پولی جو سابق دارالخلافہ مشرقی رومیلیا اب فقط ایک ضلع کا صدر مقام ہے۔ اور دونوں صوبونکا دارالریاست صوفیا ہی کو تسلیم کیا جاتا ہے۔

۱۸۷۹ء کی کانسٹی ٹیوشن اور ۱۸۹۳ء میں جو اوسکی ترمیم ہوئی اوس کے رو سے وضع قوانین کا اختیار ایک ہی چیمبر (بیت) کو جو بلگیریا کی نیشنل اسمبلی (مجلس قومی) کہلاتا ہے۔ تفویض کیگئی۔ تمام بالغ مردونکو اوس کے ممبروں کے انتخاب میں رائے دینے کا حق حاصل ہے۔ اور آبادی کی ہر بیس ہزار آدمیونکے پیچھے ایک ممبر منتخب ہوتا ہے۔ جو ممبر اوس شہر میں رہایش رکھتے ہوں جہاں اسمبلی اجلاس کرتی ہے اونکو بدوران اجلاس پندرہ فرینک (بارہ شلنگ) یومیہ کے حساب سے اور دوسرے ممبرونکو ۲۰ فرینک (۱۶ شلنگ) یومیہ

اور سفر خرچ ملتا ہے۔ اسمبلی کی میعاد پانچ برس ہی۔ مگر شہزادہ جسوقت چاہے اوسکو توڑ سکتا ہے اور اس صورت میں نیا انتخاب چار مہینوں کے اندر ہو جانا لازمی ہے۔ اسمبلی نے ایک دوسرا چیمبر (ربیت) قایم کرنے کی تجویز کو ۱۸۸۳ء میں منظور کیا۔

عاملانہ اختیار زیر فرمان شہزادہ مندرجہ ذیل آٹھ وزرا کی کونسل کو حاصل ہے۔

(۱) وزیر صیغہ خارجیہ و عبادت عامہ۔
(۲) وزیر صیغہ اندرونی۔
(۳) وزیر تعلیم عام۔
(۴) وزیر مال۔
(۵) وزیر معدلت عامہ۔
(۶) وزیر جنگ۔
(۷) وزیر تجارت و زراعت۔
(۸) وزیر تعمیرات عامہ۔

اسلامی اوقاف کی نگرانی و حفاظت اور حساب کتاب کی پڑتال عثمانیہ کمشنر کے متعلق ہی۔ جو بلغاریا کیطرف سے صوفیا میں رہتا ہے۔ اوسکی اصل پوزیشن ان رزیڈینٹوں کے مشابہ ہی۔ جو ہندستان کی دیسی ریاستوں میں سرکار برطانیہ کی طرف سے مامور رہتے ہیں۔ (از اڈیشن ۱۹۰۶ء)

رقبہ و آبادی

بلگیریا خاص کی ریاست کا رقبہ اندازاً ۲۴۳۶۰ انگریزی مربع میل اور جنوبی بلگیریا (یعنی مشرقی رومیلیا) کا ۱۳۵۰۰[1] مربع میل ہے۔ یکم جنوری ۱۸۹۳ء کو مردم شماری کیگئی اوسمیں کل ریاست کی آبادی ۳۳۰۹۸۱۶[2] متحقق ہوئی جنمیں سے ۹۹۲۳۸۶ مشرقی رومیلیا کی آبادی تھی۔ بلگیریا کی از سرنو ترتیب ہو کر اوسکو ۲۲[3] ضلعوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جنمیں سی چھ مشرقی رومیلیا کے ہیں۔ ۱۸۹۳ء کی کل آبادی میں سے ۲۵۰۴۳۳۶ کس بلغر۔ ۵۶۵۷۲۸ ترک۔ ۱۸۰۰۶ یونانی۔ ۵۴۷۱۵ جپسی۔ ۲۷۵۳۱ یہودی۔ ۳۶۲۰ جرمنی اور ۱۳۶۹ روسی تھی۔ دسمبر ۱۹۰۰ء کی مردم شماری کی قوم وار تفصیل یہ ہی: بلغر ۲۸۸۷۶۸۴۔ ترک ۵۳۰۲۷۵۔ رومانوی ۷۱۷۰۴۔ یونانی ۶۸۴۵۷۔ جپسی ۸۹۰۸۳۔ یہودی ۳۳۶۶۵۔ جرمن ۳۴۹۱۔ روسی ۱۰۲۰۔ دیگر اقوام ۵۸۹۱۴۔ مذہب وار تفصیل یہ تھی:۔

۳۶۰۵۹۰۵ کس آرتھوڈاکس گریک چرچ جو سرکاری مذہب ہے، ۶۴۳۲۴۲ مسلمان، ۲۲۶۱۷ رومن کیتھولک

---

[1] اڈیشن ۱۹۰۶ء میں ۱۳۷۰۰ مربع میل درج ہیں۔

[2] بروی مردم شماری دسمبر ۱۹۰۰ء ۳۷۴۴۲۸۲ کی آبادی پائی گئی جسمیں ۱۰۹۹۹۸۴ مشرقی رومیلیا کی ہے۔

[3] جدید ترتیب میں صرف ۱۲ ضلعے رکھے گئے ہیں جنمیں تین مشرقی رومیلیا کے ہیں۔

سنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کی مذہب وار تفصیل یہ ہے۔ گریک چرچ ۳۰۲۰۸۴۰۔ مسلمان ۶۴۳۲۵۲۔ یہودی ۳۳۳۷۱۔ کیتھولک ۲۸۴۰۰۔ آرمن کلیسا ۱۳۷۹۶۔ پراٹسٹنٹ ۴۵۲۴۔ مسلمان زیادہ تر شمالی اور مشرقی اضلاع میں آباد ہیں۔ انکی مردم شماری اسلئے نہیں بڑھتی۔ کہ ہر سال ہزارہا ریاست سے ترکی علاقوں کو ہجرت کرتے رہتے ہیں۔ ریاست کا موجودہ صدر مقام صوفیا ہے۔ اسکی آبادی ۴۷ ہزار ہے۔ موجودہ آبادی ۶۸ ہزار ہے۔ دوسرے بڑے بڑے شہر ہیں۔ فلپ پولی (روملیا کا صدر مقام) آبادی ۳۳۰۶۳۔ وارنا آبادی ۲۸۱۷۴۔ شوملا ۲۳۱۶۱۔ ریسچک ۲۸۱۲۱۔ سلیونو ۲۰۳۳۱۔ ستارا زاگورا ۱۶۰۳۹۔ تاتار بازارجیک ۱۵۶۵۹۔ سستووا ۱۲۴۸۲۔ پلیونا ۱۴۳۰۷۔ سلستریا ۱۱۴۱۴۔ ٹرنوو (بلگیریا کا قدیم صدر مقام) ۱۲۱۴۷۔ ودین ۱۴۷۷۱۔ بروئے مردم شماری سنہ ۱۹۰۳ء بڑے شہروں کی آبادی یہ ہے:۔ فلپ پولی ۴۵۸۴۹۔ رسچک ۳۲۶۶۱۔ وارنا ۳۷۸۴۳۔ شوملا ۲۲۹۲۸۔ سلیونو ۲۴۵۴۸۔ پلیونا ۱۸۷۰۹۔ نکاح و اموات و پیدایش کا پنجسالہ نقشہ حسب ذیل ہے:۔

سال	شادیان	پیدایش	مردہ پیدا ہونیوالے بچے	اموات	اضافہ پیدایش
سنہ ۱۸۹۸ء	۲۸۲۳۲	۱۴۱۰۶۴	۸۹۰	۸۲۷۲۵	۵۸۳۲۱
سنہ ۱۸۹۹ء	۳۲۰۲۷	۱۴۹۰۰۶	۸۳۴	۹۰۳۲۴	۵۸۶۸۲
سنہ ۱۹۰۰ء	۳۰۶۶۱	۱۵۷۷۹۴	۰	۸۳۶۶۷	۷۴۱۲۷
سنہ ۱۹۰۱ء	۳۲۸۱۳	۱۴۲۲۵۹	۰	۸۷۲۳۲	۵۲۰۲۷
سنہ ۱۹۰۲ء	۳۶۰۴۱	۱۴۹۵۴۲	۰	۹۱۰۹۳	۵۸۴۴۹

بلغاری آرتھوڈکس گریک چرچ کے تابع ہیں۔ مگر سنہ ۱۸۷۰ء میں انکی درخواست پر باب العالی نے انکو یونانی بطریق کی ماتحتی سے نکالکر اپنا ایک جداگانہ چرچ یا کلب قایم کرنے کی اجازت دیدی۔ اس کلیسا کا انتظام لشپوں کی ایک جماعت کے سپرد ہے۔ اور اوسکا اعلیٰ مقتدا "اگسارک" قسطنطنیہ میں رہتا ہے۔ "اگسارک" کو جماعت لشپائی منتخب کرتی ہے۔ مگر جبتک سلطان المعظم اس انتخاب کو پسند و منظور نہ فرمالیں وہ پختہ نہیں ہوتا۔ بلگیریا میں جسقدر پادری مقرر ہوتے ہیں انکو بمشورہ مجلس اگسارک ہی نامزد کرتا ہے۔ مگر ہر نامزدگی کے لئے بلغاری حکومت کی پسندیدگی لازمی ہے۔ بلغاری کلیسا اور دیگر عیسائی فرقوں کے پادریوں کو سرکاری خزانہ سے تنخواہ ملتی ہے جسکے علاوہ انکو شادی بیاہ اور موت پیدایش پر بھی نذرانے ملتے رہتے ہیں۔ (مسلمان علماء کے لئے حالانکہ مسلمان ⅓ کے قریب آباد ہیں اور ریاست ایک اسلامی سلطنت کے تابع ہے خزانہ سے کوئی گذارہ نہیں ملتا۔ مؤلف)

آبادی کا حصہ کثیر زراعت اور انکے ریوڑوں اور گلوں کی پیداوار پر گذر کرتا ہی۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں ۳۱۶۴۰ شادیاں ہوئیں ۱۴۱۳۳۰ پیدا ہوئے اور ۹۲۱۰۰ فوت ہوئے یعنی پیدائش بہ نسبت اموات ۴۹۲۳۰ زیادہ رہی +

تعلیم سنہ ۱۸۹۰ء میں بلگیریا میں ۴۱۴۳ ابتدائی مکاتب تھے جنمیں ۱۱۳۹۷۷ لڑکے اور ۴۲۲۰۷ لڑکیاں زیر تعلیم تھیں۔ سکول جانے کی عمر کے لڑکوں کی تعداد ۲۷۵۷۵۶ اور لڑکیوں کی ۲۶۱۹۲۸ ہی۔ تعلیم کے سررشتہ کو سرکاری خزانہ سے ۲۰ لاکھ لیو (لیوہ = فرانک = ۴/۵ شلنگ کے) کی امداد سالانہ ملتی ہی۔ تعلیم مفت ملتی ہی اور بظاہر چار برس کی میعاد کیلئے کل پر لازمی ہی۔ آبادی کا تقریباً ۸۰ فیصدی حصہ لکھہ یا پڑھ نہیں سکتا۔ صوفیا میں یونیورسٹی ہی۔ اور بڑے بڑے شہروں میں اعلی مدارس کے ساتھ ورزش گاہیں بھی ہیں جنمیں سے چار لڑکیوں کے لئے ہیں۔ کئی ادنی درجہ کے درمیانی مدارس بھی ہیں۔ صوفیا میں ایک پبلک لائبریری (کتب خانہ عام بھی ہے) جہاں کوئی فیس نہیں لیجاتی +

(از اڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) صوفیا میں ایک یونیورسٹی یا اعلی دار العلوم ہے جسمیں تاریخ و فلالوجی (علم السنہ) طبعیات و ریاضی۔ اور قانون۔ تین مضامین کی تعلیم ہوتی ہے۔ سال سنہ ۰۲-۱۹۰۱ء میں وہاں ۵۹۳ طلبا زیر تعلیم تھے اور ۴۲ پروفیسر اور لکچرار تھے۔ سال سنہ ۱۹۰۰-۱۸۹۹ء میں حسب ذیل مدارس تھے۔ دیگر مدارس کی مد میں ترکی۔ یونانی۔ یہودی۔ امریکن اور فرنچ مدارس شامل ہیں۔

قسم مدرسہ	تعداد مدارس	مدرس		شاگرد	
		مرد	عورتیں	لڑکے	لڑکیاں
اعلی مدارس	۱۶	۴۴۸	۱۳۱	۷۴۴۰	۵۱۱۹
ادنی مڈل سکول	۱۶۳	۳۶۳	۱۶۴	۱۲۰۴۶	۵۶۸۴
صنعتی و حرفتی	۳۸	۲۱۷	۳۶	۳۵۱۹	۱۰۷۲
دیگر مدارس	۹۶	۱۷۳	۴۱	۳۱۳۹	۸۱۱

سنہ ۱۸۹۹ء میں ۴۷۵۸ ابتدائی مکاتب تھے جنمیں ۸۰۰۸ استاد اور ۳۴۵۸۸۷ متعلم تھے۔ ۲۲۳۰۲۳ لڑکے اور ۱۲۲۸۶۴ لڑکیاں۔

سرکاری خزانہ سے تعلیم کا نصف خرچ دیا جاتا ہی یعنی ابتدائی مدارس کی کل خرچ کا ۲/۳ حصہ اور اعلی مدارس کے کل خرچ کا کچھہ حصہ باقی خرچ قصبات میں میونسپلٹیاں دیتی ہیں اور دیہات میں دیہی مجالس۔ تعلیم کے لئے کچھہ فیس نہیں لیجاتی۔ اور قانوناً والدین پر ہر بچہ کو ۸ سے ۱۲ سال کی عمر کے درمیان چار سال کے لئے تعلیم دلانا لازمی ہے۔ مگر ابھی اس قانون کی پوری تعمیل نہیں ہوتی۔ اور اعلی مدارس میں متمول والدین سے فی بچہ ۲۰ لوا- (۱۶ شلنگ) یا ۸ روپیہ سالانہ فیس بھی لیجاتی ہے۔ صوفیا۔ فلپ۔

یولی۔ رسچک اور دارنا میں عوام الناس کے فایدہ کے لئے کتب خانے بھی کھل چکے ہیں*

مالی حالت ۱۸۹۵ء کے بجٹ کے تخمینے یہ تھے:- آمدنی ۸۹۸۴۹۴۲۵ لیو خرچ ۸۹۸۳۰۹۶۹ لیو آمدنی کی بڑی مدات یہ تھیں۔ محاصل بالواسطہ (یعنے محصول آبکاری چنگی اسٹامپ وغیرہ یعنی ایسے محصول جنکا بوجھ رعایا پر براہ راست نہ پڑتا ہو) ۳۵۰۳۲۰۰۰ لیو۔ محاصل بلاواسطہ (مالگذاری اور اسی قسم کے دیگر ٹیکس یعنے محصول جنکا بوجھ رعایا پر براہ راست پڑتا ہو) ۳۵۴۷۱۰۰۰ لیو خرچ کی بڑی مدیں یہ تھیں محکمہ قرضہ قومی ۱۹۲۲۰۲۷۲ لیو محکمہ مال و خزانہ ۵۲۶۰۲۵۵ لیو۔ محکمہ وزیر اندرونی ۷۹۶۰۲۰۸، تعلیم عامہ ۴۲۹۸۴۳۹ صیغہ جنگ ۲۲۴۷۴۷۰۸ لیو۔ قرضہ قومی ایک کروڑ لیو ہے۔ اور اس کے علاوہ دیگر قرضہ یہ ہیں:-

چار کروڑ ساٹھ لاکھ لیو جو دارنا۔ رسچک ریلوے کے خرید کرنے کے لئے ۱۸۸۶ء میں لیا گیا۔ تین کروڑ لیو کا قرضہ جو ۱۸۸۹ء میں لیا گیا۔ اور چودہ کروڑ ۲۰ لاکھ لیو کا قرضہ جو ۱۸۹۲ء میں جاری کیا گیا۔ مگر اسمیں سے ابھی تک صرف سات کروڑ بیس لاکھ لیو حاصل ہوئے ہیں۔

سالانہ خراج اور ترکی قومی قرضہ کے اوس حصہ رسدی کے متعلق جو بلگیریا کو ادا کرنا چاہیے۔ عہدنامہ برلن میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ دستخط کنندہ سلطنتیں دونوں رقموں کی مقدار باہمی قرارداد سے معین کرینگی مگر اب تک کوئی رقم معین نہیں کیگئی*

بلگیریا کی پنجسالہ آمدنی و خرچ کا نقشہ حسب ذیل ہے۔ جو لیو امیں دکھایا گیا ہے۔ ۲۵ لیو یا فرنک مساوی ہیں ایک پونڈ یا ۱۵ روپیہ کے*

	۱۹۰۱	۱۹۰۲	۱۹۰۳	۱۹۰۴	۱۹۰۵
آمدنی	لیوا ۹۵۲۸۶۹۰۰	۹۵۹۵۵۴۰۰	۹۸۰۱۷۹۰۰	۱۰۶۱۹۳۴۰۰	۱۱۱۵۷۰۰۰۰
خرچ	۹۵۳۲۲۵۳۵	۹۸۸۹۸۳۲۷	۹۷۷۵۳۹۱۰	۱۰۶۱۴۹۴۰۰	۱۱۵۵۴۴۵۶

۱۹۰۵ء کی آمدنی کی بڑی مدیں یہ ہیں۔ محاصل بالواسطہ چار کروڑ لیوا۔ محاصل بلاواسطہ ۴ کروڑ ۸۰ لاکھ لیوا اور خرچ کی بڑی مدیں یہ ہیں:- قومی قرضہ کا سود وغیرہ ۳ کروڑ ۳۰ لاکھ جنگی صیغہ ۲ کروڑ ۶۵ لاکھ صیغہ داخلیہ ۷۳ لاکھ تعلیم ۱ کروڑ ۳ لاکھ ۶ ہزار صیغہ تعمیرات ۱ کروڑ ۳۰ لاکھ*

۱۹۰۴ء میں بلگیریا کے ذمہ ۲۹ کروڑ ۴۰ لاکھ لیوا قرض تھا جسکے علاوہ اوسے ہر سال مشرقی رومیلیا کی بابت ترکی کو ۲۹ لاکھ ۱۵ ہزار لیوا خراج ادا کرنا پڑتا ہے۔ اس سالانہ خراج کا اگر بحساب ۴ فیصدی سالانہ سود سرمایہ محسوب کیا جائے تو سوا سات کروڑ لیوا کی رقم قرض کی میزان میں بڑھ جاتی ہے۔ مندرجہ بالا قرضہ کی تفصیل یہ ہے

مشرقی رومیلیا کے قبضہ کی بابت (علاوہ سالانہ خراج مقررہ) بلگیریا کے ذمہ ترکی قومی قرضہ کا جو حصہ ڈالا گیا تھا۔ اوسکا بقایا ٢٩ لاکھ ١ ہزار ٢٠٩ لیوا۔ سنہ ١٨٨٨ء میں ٦ فیصدی سود پر قرض لیا ٣ کروڑ ٦٢ لاکھ ٢ ہزار لیوا۔ سنہ ١٨٨٩ء کا قرضہ اوسی سود پر ٢ کروڑ ٣٥ لاکھ ٦٥ ہزار۔ سنہ ١٨٩٢ء کا قرض اسی شرح پر۔ دس کروڑ ٦٧ لاکھ ٣٩ ہزار۔ سنہ ١٩٠٢ء کا قرضہ ٥ فیصدی سود پر دس کروڑ ٧٥ لاکھ ٥٥ ہزار۔ سرکاری کرنسی نوٹ ۔ ٨٩٣٣٦٨٠٣٠۔ خزانہ کی عارضی دستاویزات ٣٤١٢١١٩٣٤۔

حفاظت ملک بلگیریا کی شمالی سرحد پر دریائے ڈنیوب ہے۔ جو سوائے مشرق یعنی صوبہ ڈوبرڈ شا کی سرحد کے بلگیریا کو رومانیا سے جدا کرتا ہے۔ اس حصہ پر ویڈین۔ رسچک اور سلسٹریا تین مشہور جنگی قلعے ہیں وارنا کا قلعہ بحیرۂ اسود پر ہے۔ اور قلعہ شوملا بجانب غرب اندرون ملک میں۔ بلگیریا کے غرب و جنوب میں ترکی خاص واقع ہے۔

فوجی خدمت لازمی ہے۔ سنہ ١٨٨٥ء کی بغاوت فلپ پولی کے وقت سے مشرقی رومیلیا کی فوجیں بھی بلگیریا کی فوج میں شامل ہو گئی ہیں۔ اسوقت کل فوجی طاقت حسب ذیل ہے:۔

٢٤ رجمنٹیں فوج پیدل کی۔ ہر رجمنٹ تین بٹالینوں کی۔ دو بٹالین صف آرا۔ اور ایک بٹالین ڈیپو (ذخیرہ) کا کام دینے والی۔ ٤ رجمنٹیں فوج سواران کی بشمول شہزادہ کا ذاتی باڈی گارڈ سواروں کا۔ ٦ رجمنٹیں توپخانہ کی۔ ہر رجمنٹ میں چار میدانی باتریاں اور ہر باتری میں بوقت صلح چار توپیں۔ اور ایک سو بیس آدمی اور بوقت جنگ آٹھ توپیں۔ دو ڈیپو (گودام۔ ذخیرے) توپخانے کے اور ایک باتری قلعہ شکن توپوں کی۔ ایک رجمنٹ انجینیروں کی جسمیں تین بٹالینیں ہیں۔ اور ایک کمپنی قواعد سکھلانے والوں کی۔ بوقت صلح چھ رجمنٹیں توپخانہ میدانی کی ہر رجمنٹ میں ٦ باتریاں اور فی باتری چار توپیں اور ایک ڈویژن (دستہ) پہاڑی توپ خانہ کا چھ ریزرو رجمنٹیں یعنی بوقت صلح ١٤٤ میدانی توپوں کی ٣٦ باتریاں اور بارہ کوہی توپوں کے چھ ڈویژن۔ اور بوقت جنگ چھ رجمنٹیں چھ چھ باتریوں کی۔ فی باتری ٨ میدانی توپیں۔ جملہ ٢٨٨ میدانی توپیں اور چھ کوہی باتریاں چھ چھ توپوں کی یعنی جملہ ٣٦ کوہی توپیں۔ فوج تین ڈویژنوں پر منقسم ہے۔ ہر ایک ڈویژن میں دو بریگیڈ ہیں پیدل فوج "منلیچر ری پیٹنگ رائفل" سے مسلح ہے۔ بلگیریا کے پاس جہاز مندرجہ ذیل ہیں:۔

(١) شہزادہ کی تفریحی کشتی موسومہ الیگزینڈر اول وزنی ٨٠٠ ٹن (٢) دخانی جہاز موسومہ اسکین وزنی چار سو ٹن (٣) دخانی جہاز موسومہ کرم وزنی ٦٥٠ ٹن (٤) دخانی جہاز موسومہ کمیدن ولیکی وزنی چھ سو ٹن۔ انکے علاوہ سات بہت ہی چھوٹی چھوٹی دخانی کشتیاں ہیں اور دریائے ڈنیوب کی حفاظت کیلئے دو زرہ پوش اگنبوٹ ہیں۔

(ازاڈیشن سنہ ١٩٠٦ء) بلگیریا کی افواج یکم جنوری سنہ ١٩٠٤ء کے قانون کے رو سے از سر نو مرتب کیگئی ہیں اس کے رو سے تمام صحیح الجسم مرد جنکی عمر ٢٠ اور ٤٦ برس کے درمیان ہو بشمول ہر دو سنین فوج میں

شامل کرلئے گئے ہیں۔ اور دو اقسام پر منقسم کئے گئی ہیں۔ اوّل فوج نظام معہ ریزرو۔ دوم قومی ملیشیا جسکی صنف اول میں فوج سپیدل کیصورت میں ۲۰ تا ۴۴ سال کی عمر والے اور دیگر اقسام فوجکی صورت میں ۳۹ تا ۴۴ سال والے داخل ہیں۔ اور صنف دوم میں باقی دو سال گذارنے پڑتے ہیں۔ یعنی ۴۵ و ۴۶ سال عمر والے داخل ہیں۔ جنگ کیوقت صنف دوم کے سوا باقی تمام سپاہ سے ریاست کی حدود سے باہر بھی کام لیا جاسکتا ہے۔ فوج نظام کی میل میں دو سال اور باقی اقسام میں تین سال خدمت کرنی پڑتی ہے۔ ریزرو فوج کے سپاہی ہر سال تین ہفتوں کے لئے قواعد سیکھنے کیواسطے اور علاوہ بریں بشرط ضرورت مصنوعی جنگی قواعد کیواسطے بھی طلب کئے جاسکتے ہیں۔ اور دونوں جہات کے نن کمیشنڈ افسر ہر سال خاص تعلیم و تربیت کی غرض سے ایکماہ کے لئے بلائے جاسکتے ہیں۔ چند مستثنیات و شرائط کے ساتھ فوجی خدمت ہر مرد پر لازمی ہے۔ جو اشخاص کچھ بھی جسمی نقص رکھتے ہوں وہ دس سال کے لئے حسب حیثیت دس سے ہزار فرنک سالانہ کا خاص ٹیکس ادا کرنے سے بری الخدمت ہوسکتے ہیں معلمونکو صرف ایک سال فوجی خدمت ادا کرنی لازم ہے۔ اور جو اشخاص بعض معین سندات اور ڈپلومے حاصل کرلیں انکو بھی فقط ایک سال خدمت دینی پڑتی ہے جسکے بعد وہ فوجی امتحان پاس کرلینے پر افسروں کے ریزرو حصہ میں شامل ہوسکتے ہیں مسیحی مذہبی تعلیم پانیوالے طلبا جبتک کہ پادری کا عہدہ پاسکنے کی عمر تک پہونچیں۔ فوجی خدمت سے بری رہتے ہیں۔ جن خاندانوں کے اکثر افراد پیرانہ سال۔ کمزور یا نابالغ ہوں۔ اور معاش کے لئے دوسرونکی کمائی پر انکا دارومدار ہو۔ اونکے قومی الجثہ رشتہ دارونکو فوج نظام میں صرف ۹ ماہ خدمت دینی پڑتی ہے۔ اور وہ بھی صرف بحالت غیر مسلمان باشندے سالانہ ٹیکس ادا کرکے بری الخدمت سے بری ہوسکتے ہیں۔ فوج نظام اور ردیف و ملیشیا فوج کے مستقل دستوںمیں بحالت امن کل مرد باشندونکا ایک فیصدی رکھا جاتا ہے۔ رنگروٹ بھرتی کرنے کے قرعہ میں جنکو سب سے زیادہ نمبر ملیں وہ سالانہ ٹیکس ادا کرنے سے بری الخدمت ہوسکتے ہیں۔ جن باشندونکے ملکی و شہری حقوق سلب ہوچکے ہوں یعنی اشتہاری مجرم و مفرور ہوں۔ وہ فوجی خدمت سے بھی خارج سمجھے جاتے ہیں۔ جو لوگ بطوع و رغبت بطور والنٹیر بھرتی ہوں اون سے باجہ نوازی ملاحی یا کوئی اور غیر جنگی فوجی کام چار سال کے لئے لیا جاتا ہے۔

وزارت جنگ میں وزیر جنگ کے تابع یہ محکمے ہیں۔ جنرل اسٹاف۔ انتظامی صیغہ۔ فوجی عدالت۔ محکمہ مقدمات۔ کیولری انسپکشن۔ آرٹلری انسپکشن اور ملٹری کونسل۔ انمیں سے ہر صیغہ وزیر کے ماتحت اپنے جداگانہ فرائض و سررشتہ رکھتا ہے۔ وزیر قانوناً فوجی افسر ہوتا ہے۔ اور والی کی عدم موجودگی میں تمام افواج کا اعلیٰ کمانڈر و افسر وہی ہوتا ہے سنہ ۱۹۱۰ء میں فوج پر ۱۰۵۱۳۳۸ پونڈ خرچ ہوئے۔ ہر سال تقریباً ۴۰ ہزار افراد پر فوجی خدمت لازمی ہوتی ہے جنمیں سے اندازاً ۲۰ ہزار شخص بطور رنگروٹ لئے جاتے ہیں۔

بحالت امن بلغاریہ کی فوج شمار میں ۵۰ ہزار کے قریب ہوتی ہے بہ تفصیل ذیل :-

اول کیولری (سوار) (۱) باڈی گارڈ رجمنٹیں چار بموسومہ صوفیا۔ دوم۔ فلپ پولی و یمبولی۔ (۲) چھ ڈویژنل رسالے جنمیں سے ایک ایک پہلی چھ انفنٹری ڈویژنوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

دوم۔ آرٹلری۔ (توپخانہ) (۱) میدانی۔ نو رجمنٹیں۔ تین تین کے مجمع میں۔ فی رجمنٹ تین باتریاں ایک ایک رجمنٹ ہر انفنٹری ڈویژن کے ساتھ رہتی ہے۔ (۲) قلاعی۔ تین بلٹنیں (صوفیا۔ شوملا۔ اور ویدن میں) فی بلٹن تین کمپنیاں۔

سوم۔ انجینیر۔ (۱) نو بلٹن عام انجینیروں کی۔ ہر بلٹن میں دو کمپنیاں پاونیروں کی اور نصف کمپنی ٹکنیکل (کاریگروں) کی ہے۔ ہر انفنٹری ڈویژن کے ساتھ ایک ایک بلٹن رہتی ہے (۲) ایک ریلوے بلٹن دو کمپنیوں کی۔ (۳) ایک کمپنی پل بنانے والونکی۔

چہارم۔ انفنٹری (پیدل) کل نو ڈویژن۔ فی ڈویژن دو بریگیڈ۔ فی بریگیڈ دو رجمنٹیں۔ فی رجمنٹ دو بلٹنیں۔ ان ڈویژنوں کے صدر مقام حسب ذیل ہیں۔ صوفیہ فلپ پولی۔ یامبولی۔ شوملا۔ رسچک والزورا۔ ودین۔ ستارا زاگورا۔ پلیونا۔

پنجم۔ ٹرین (باربرداری کا انتظام) ہر ڈویژن کے ساتھ ایک ایک ٹرین کمپنی ہے۔ ہر کمپنی پیدل کے ساتھ کم از کم ایک گاڑی ہمیشہ پہونچانا ان ٹرین کمپنیوں کا فرض ہے۔

ششم۔ فوجی مدارس وغیرہ۔ ایک ملٹری کالج اعلی فوجی تعلیم کے لئے۔ ایک کیڈٹ سکول ادنی افسروں کے لئے ایک سکول نان کمیشنڈ افسروں کے لئے جو ریزرو فوج کی افسری کے لئے خواہاں ہوں۔ تین تعلیمی بلٹنیں نان کمیشنڈ افسروں کی اعلی عملی تعلیم و تربیت کے لئے۔ میگزین اسلحہ۔ ایک کارتوس بنانے کا محکمہ۔ ایک فوجی کارخانہ جو افسر جنرل اسٹاف کی اسامیوں کے متمنی ہوں۔ وہ تعلیم کی تکمیل عموماً سینٹ پیٹرزبرگ۔ پیرس اور ٹیورن کی فوجی یونیورسٹیوں میں جا کر کرتے ہیں۔ تقریباً ہر قسم کا جنگی سامان ممالک غیر سے خریدا جاتا ہے صوفیا کے متذکرہ بالا کارخانہ میں صرف چند ایک اشیا تیار ہوتی ہیں۔

اقسام اسلحہ۔ پیدل فوج مینی لیشر میگزین رائفل سے جو ۱۸۹۱ء و ۱۸۹۵ء کے نمونہ کی ہیں مسلح ہے۔ توپخانہ میدانی میں انہی سالوں کے نمونہ کی کروپ توپیں نو لنڈر ½۷ سنٹی میٹر قطر کی ہیں۔ کوہی توپخانہ میں ½۷ سنٹی میٹر قطر کی کروپ توپیں ہیں۔ وزنی توپخانہ میں کینیٹ ساخت کے ۱۲ سنٹی میٹر قطر کے غبارہ ہر بلٹنوں پر ۵ سنٹی میٹر کی کینیٹ اور کروپ و دیگر اقسام کی توپیں ہیں۔ سوار اور مینی لیشر کاربین سے اور انجینیر بلٹن [illegible] سے مسلح ہیں (میدانی توپخانہ میں ۱۹۰۰ء میں بزمانہ شورش مقدونیہ بلکہ اس سے کئی جلد چلنے والی باتریاں

ایزاد کیں۔ ٹرکی نے زیادہ تر اسی کے جواب میں تقریباً ۳۲ باتریاں اپنی توپوں کی اک زمانہ میں کرپ سے تیار کرائی تھیں۔ مؤلف)

بوقت جنگ بلگیریا کی فوجکی جمعیت تین لاکھ ۲۰ ہزار کی ہوسکتی ہے۔ جسمیں سے دو لاکھ ۸۸ ہزار آدمی انفنٹری کی ۳۶ رجمنٹوں میں ہونگی جو بڑہا کر ۷۲ رجمنٹیں (فی رجمنٹ چار پلٹن) ہوجائیں گی۔ مگر ان سب پلٹنوں کیلئے ابھی مطلوبہ تعداد افسروں کے بہم پہونچانے کا انتظام نہیں ہوسکا۔ باربرداری کے بیلوں کے چھکڑے رعایا سے لئے جائیں گے۔ اور ملک کا ہر ڈاکٹر، سرجن، سلوتری اور دواساز جنگ کے موقعہ پر فوجکی خدمت پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔ دیسی گھوڑے اچھے نہیں وہ کیولری کے لئے عموماً ہنگری سے اور توپخانہ کے لئے روس سے خریدے جاتے ہیں۔

فوجی ترتیب اوسی طرز پر ہے۔ رائفلی نشانہ بازی کی باحتیاط مشق کرائی جاتی ہے۔ فرنچ طرز کا بھی کہیں کہیں کچھہ اثر دکھائی دیجاتا ہے۔ مختلف سرحدی اہم ناکونپر عارضی اور بعض جگہہ مستقل مورچے اور قلعے بنائے جارہے ہیں۔ وارنا اور برغاس کو سمندر کیطرف سے محفوظ کرنے کے لئے بحری قلعے بھی بنانے کا قصد ہورہا ہے۔

بلگیریا کی بحری طاقت حسب ذیل ہے:- لام ہرنس کی نقرئی کشتی کروم وزنی ۸۰۰ ٹن (۲) اسٹیمر اِن اسکند اوّل وزنی ۸۰۰ ٹن (۳) دلیکی (۶۰۰ ٹن) (۴) آسن (چار سو ٹن) علاوہ بریں سات اور بہت چھوٹے چھوٹے سٹیمر ہیں اور کچھہ بن رہے ہیں (۵) ایک تار پیڈو اگنبوٹ موسومہ ندیدہ (۱۷۵ ٹن) جو فروری سنہ ۱۸۹۸ء میں تیار ہوا تھا۔ وارنا میں دو تار پیڈو کشتیاں اسوقت فرانس میں بن رہی ہیں۔ سنہ ۱۹۰۰ء میں بحری صیغہ پہلی مرتبہ قایم ہوا اور ایک امیر البحر مقرر کیا گیا۔

پیداوار اور صنعت و حرفت بڑی زراعتی پیداوار گندم ہے جو بمقدار کثیر باہر بھیجی جاتی ہے شراب، تمباکو اور ریشم بھی پیدا ہوتا ہے۔ اور عطر گلاب بکثرت تیار کیا جاتا ہے۔ سنہ ۱۸۹۲ء میں ۵۳۵۹۹۰۰ ایکڑ اراضی تردد ی ۷۷۰۶۰۰۰ ایکڑ چراگاہ ۲۳۷۱۲۰۰ ایکڑ انگورستان ۱۱۱۱۲۰ ایکڑ باغ وغیرہ اور ۳۲۹۱۱۰۰ ایکڑ جنگلات اور لکڑی کے ذخیرے تھے۔ کل مزروعہ رقبہ ۷۷۰۰۰ ۹ ایکڑ۔ غیر مزروعہ مگر قابل زراعت (ممکن) رقبہ ۱۳۶۵۱۳۰۰ ایکڑ اور ناقابل زراعت (غیر ممکن) ۱۰۹۹۱۵۰ ایکڑ ہے۔ مالکان اراضی کی تعداد تقریباً چار لاکھ ہے۔ اور غیر ممالک دیہقانی آبادی شمار میں تقریباً ۲۳۲۹۹۰۰ ہے۔ سنہ ۱۸۹۲ء میں بلگیریا میں ستر لاکھہ ساٹھ ہزار تین سو بھیڑیں۔ ۱۴ لاکھہ ۵۳ ہزار ۵ سو بکریاں اور چار لاکھ ۶۱ ہزار سور تھے۔

(از ڈیٹش سنہ ۱۹۰۶ء) زمین کی مالک اصولاً سرکار ہی مگر قابض اور اوس کے ورثا دوامی دخیل سمجھے جاتے ہیں۔ اور سرکار اون سے صرف عشر کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ اب تک معاملہ اراضی یعنی عشر زیادہ تر جنس میں ہی ادا کیا جاتا ہے۔ چراگاہ اور جنگلوں پر کچھ سرکاری معاملہ نہیں۔ وہ بطور شاملات دیہات کی دوامی قبضہ میں ہیں اور باشندوں کو چرائی اور لکڑی کاٹنے کا حق حاصل ہی۔ آبادی کا ۵/۶ حصہ زراعت پیشہ ہی بلگیریا کا کل رقبہ ۹۵۷۰۴۵۰ ہیکٹیر ہے۔ انمیں سے ۲۵۲۰۴۰۱ زیر کاشت ہے اور ۳۰۴۱۱۲۶ چراگاہ اور جنگل ہیں۔ اراضی عموماً چھوٹے چھوٹے کھیتوں میں منقسم ہے جو ایک سے چھ ایکڑ تک بالعموم ہیں۔ گندم۔ تمباکو اور انگور کی عام کاشت ہے۔ اور گلاب و عطر گلاب کی تو بلگیریا سب سے بڑی منڈی ہے۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ۶۷۳۶ کیلوگرام اور سنہ ۱۹۰۳ء میں ۶۲۱۰ کیلوگرام عطر ممالک غیر کو گیا۔ مگر وہ قابض نہ تھا بلکہ عموماً آمیزش کرکے بھیجا جاتا ہے۔ کپاس کی کاشت کو رائج کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ سنہ ۱۹۰۰ء میں ۷۰۱۵۳۸۵ بھیڑیں۔ ۱۴۰۵۱۹۰ بکریاں۔ ۴۵۷۷۲۰۲ شاخدار مویشی۔ ۵۰۲۷۶۳ خنزیر۔ ۴۹۴۵۵۷ گھوڑے ۷۰۹۸ اگدھے۔ اور ۸۸۸۹ خچر ملک میں تھے۔

معادن قانوناً سرکاری ملک سمجھی جاتی ہیں۔ پرنک کی معدن کوئلہ سے سالانہ سوا لاکھ ٹن کوئلہ نکلتا ہے۔ بلقانی ضلع ٹرونا میں بھی عمدہ کوئلہ پایا گیا ہے۔ دس لاکھ مکعب میٹر عمارتی پتھر ہر سال کانوں سے نکلتا ہے۔ لوہا۔ سونا۔ چاندی۔ سیسہ وغیرہ دھاتوں کی بھی کانیں موجود ہیں۔ برغاس کی معدن نمک سے سنہ ۱۸۹۶ء میں بارہ ہزار ٹن نمک حاصل ہوا۔ سوتی و اونی پارچات۔ رسن سازی۔ اور برتنوں کے بہت کارخانے ہیں۔ روغنی اینٹیں اور کھپریلیں بنانے دقت سازی کے کارخانوں کے علاوہ دباغت اور کشید شراب کے بھی کارخانے بکثرت ہیں +

ریاست کی بڑی معدنی پیداواریں لوہا اور کوئلہ ہیں۔ برغاس کی متصل نمکین جھیلوں سے سنہ ۱۸۹۱ء میں ۲۵ ہزار ٹن نمک حاصل ہوا۔ تقریباً بیس اونی کارخانے جاری ہیں +

تجارت تجارت کی بڑی جنس گندم ہے۔ دوسری اجناس جو باہر جاتی ہیں یہ ہیں۔ اون۔ چربی مکھن۔ پنیر۔ کھالیں۔ رسن اور لکڑی۔

درآمد زیادہ تر پارچات۔ لوہا اور کوئلہ کی ہے۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں کل ریاست میں ۹ کروڑ ۸ لاکھ ۷۶ ہزار ۹ سو لیو کا مال باہر سے آیا۔ اور نو کروڑ ۴۱ لاکھ ۶۳ ہزار ۵ سو ۴۳ لیو کا باہر گیا۔

مندرجہ ذیل جدول سے سنہ ۱۸۹۴ء میں مختلف ممالک سے جو تجارت ہوئی اوس کی مقدار معلوم ہو جاوے گی:۔

نام ملک	مالیت مال تجارتی جو وہاں سے آیا	مال جو وہاں گیا	نام ملک	مالیت مال تجارتی جو وہاں سے آیا	مال جو وہاں گیا
سلطنت متحدہ	لیو ۲۰۱۷۳۲۳۶	لیو ۱۲۳۰۲۷۹۵	بلجیم	لیو ۱۷۱۱۰۸۰	لیو ۳۲۵۲۲۰۹
آسٹریا	۳۵۱۰۵۷۸۵	۲۸۸۱۹۰۲	سوٹزرلینڈ	۱۰۰۰۸۷۸	۳۹۲۹۳
ٹرکی	۱۲۷۸۵۹۰۷	۲۶۷۹۴۸۵۱	سردیا	۱۱۹۷۰۱۴	۱۳۲۱۲۳
فرانس	۳۷۴۰۴۶۴	۸۷۲۴۰۴۵۳	صوبجات متحدہ امریکا	۲۰۰۳۰۳۵	۰
روس	۴۹۴۶۷۲۲	۴۲۹۲۳	یونان	۵۳۵۳۲۲	۱۶۵۶۸۲
جرمنی	۲۰۹۶۵۵۳	۱۱۹۵۱۹۶۰	دیگر ممالک	۲۱۲۹۵۶	۵۲۹۰۷۱۱
رومینیا	۱۸۲۸۲۹۶	۷۲۷۳۴۴	میزان	۹۹۲۲۹۱۹۳	۷۲۸۵۰۶۷۵
اٹلی	۲۶۹۴۶۴۵	۵۴۸۳۹۹	۰	۰	۰

سنہ ۱۸۹۴ء میں درآمد کی بڑی اجناس یہ تھیں:-

پارچات ۳۰۳۳۹۹۷۵ لیو کے۔ نوآبادی ہائے کی اجناس ۱۰۴۲۳۸۰۰ لیو کی۔ دہاتیں ۳۴۲۲۶۲۵ لیو کی۔ مشینری ۵۸ لاکھ ۳۱ ہزار آٹھ سو لیو کی۔ رنگا ہوا چمڑہ ۵۵۶۲۱۰۰۔ اسباب آرائشی و لکڑی کا ۵۲ لاکھ ۴۴ ہزار ایک سو لیو کا۔ اجناس برآمد میں سب سے زیادہ مالیت گندم کی تھی جو ۵۵۸۷۱۳۰۰ لیو کی انگلستان۔ جرمنی۔ فرانس۔ اور ٹرکی کو گئی۔ مویشی ۶۱۲۷۴۵۰ لیو کے گئے۔

انگلستان کی مجلس تجارت کے نقشوں کے رو سے سنہ ۱۸۹۴ء میں ۱۲۶۱۰۲ پونڈ کا مال بلگیریا سے برطانیہ کلان میں آیا۔ اور ۲۱۵۷۲۱ پونڈ کا برطانیہ کلان سے وہاں گیا۔ برطانیہ کلان میں درآمد زیادہ ان اشیا کی ہوئی مکی ۱۰۵۰۰۵ پونڈ کی اور جو ۱۱۸۶۵ پونڈ کے۔ اور وہاں سے بلگیریا کو نسبتاً زیادہ تر چیزیں گئیں سوتی پارچات ۹۲۳۱۶ پونڈ کے۔ لوہا۔ تانبا اور ٹین ۲۶۶۸۸ پونڈ کی +

ملک کی تجارت زیادہ تر یونانیوں۔ آسٹریوں۔ رومانیوں اور مختلف ممالک کے یہودیوں کے ہاتھ میں ہے۔ محصول درآمد عموماً ۸ فیصدی مالیت پر لیا جاتا ہے۔ مگر کئی اشیاء مستثنیٰ ہیں جیسے اونی پارچات پر ۱۲ سے ۱۸ فیصدی تک محصول درآمد ہے۔ قند پر ۲۰ فیصدی ہے اور مزید برآں چند دیگر اشیا کی طرح اس پر محصول آبکاری بھی ہے۔ انجن۔ زرعی کلیں اور کتابیں محصول سے بری ہیں۔

سنہ ۱۹۰۲ء میں سات کروڑ لیوا مالیت کا مال آیا اور دس کروڑ ۳۶ لاکھ لیوا مالیت کا گیا۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں ۸ کروڑ ۳۰ لاکھ لیوا کا آیا۔ اور دس کروڑ ۸۰ لاکھ کا گیا۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں آسٹریا ہنگری سے ۲ کروڑ ۲۸ لاکھ کا۔ برطانیہ

ڈیڑھ کروڑ کا۔ ٹرکی سے سوا کروڑ کا۔ جرمنی سے ایک کروڑ نو لاکھ کا۔ اور فرانس سے ۴۳ لاکھ لیوا کا مال آیا۔ اور بلگیریا سے ان ممالک کو علی الترتیب۔ ۹۷ لاکھ دو کروڑ۔ دو کروڑ ۱۳ لاکھ۔ ۹۳ لاکھ اور ۷۵ لاکھ لیوا کا مال گیا بلجیم سے ۲۱ لاکھ کا آیا۔ اور دو کروڑ ۶۰ لاکھ کا گیا۔ روس سے ۳۹ لاکھ کا آیا۔ اور اٹھائی لاکھ کا گیا۔ بلگیریا سے انگلستان کی مقدار کثیر (مالیتی ۷ کروڑ ۴۳ لاکھ لیوا) سالانہ انگلستان۔ بلجیم۔ ٹرکی۔ جرمنی آسٹریا اور فرانس کو جاتی ہے۔

جہازات جہازرانی { بندرگاہ وارنا میں ۱۸۹۴ء میں ۴۸۲ جہاز وزنی ۴۴۴۸۸۴۳ ٹن (جنمیں سے ۹۱ جہاز وزنی ۹۴۸۹۰۱۱ ٹن انگریزی تھے) داخل ہوئے اور اسیقدر وہاں سے روانہ ہوئے۔ بندرگاہ برغاس میں ۵۹۰ جہاز وزنی ۴۲۵۱۵۹ ٹن (جنمیں سے ۶۳ جہاز وزنی ۱۷۵۹۸۵ ٹن انگریزی تھے) داخل ہوئے۔

بلگیریا اور مشرقی رومیلیا میں ۱۸۹۵ء میں ۵۲۰ میل ریلوی جاری تھی جنمیں سے ۳۱۲ میل بلگیریا خاص میں تھے۔ ریلوی لائنیں اس طرح سے تیار کیگئی ہیں کہ صوفیا کو ایک طرف تو قسطنطنیہ سے ملا دیا گیا ہے۔ اور دوسری طرف بلگیریڈ اور یوروپ کے عام سلسلہ ریلوی سے۔ ۱۸۹۲ء میں دونوں صوبوں میں سرکاری سلسلہ تاربرقی کا طول ۲۹۵۳ میل اور تارگھر ۱۴۷ تھے جہاں سے ۱۰۵۶۶۱۰ پیغام روانہ کئے گئے۔ ۱۸۹۳ء میں ۱۳۳ ڈاکخانے تھے جنہوں نے ۷۳ ۱۵۲۱۹۷ خطوط اور اخبارات وغیرہ روانہ اور تقسیم کئے۔ محکمہ تار و ڈاکخانہ سے ۱۸۹۳ء میں ۹۷۹۵ پونڈ آمدنی اور ۳۱۰۴۳۱۰ پونڈ خرچ ہوا۔

بلگیریا کے بڑی بنادر وارنا و برغاس ہیں۔ کل بنادر میں ۱۹۰۳ء میں ۳۱۰۴۰ جہاز وزنی ۵۴ لاکھ ۲۷ ہزار ٹن آئے اور ۲۹۰۴۰ وزنی ۳۳ لاکھ ۶۷ ہزار ٹن گئے۔ ۱۹۰۳ء میں ریاست میں ۱۰۲۰ میل لمبی ریلیں تھی جسمیں سے آٹھ سو میل سرکاری ملکیت تھی۔ ۱۹۰۲ء میں سلسلہ تار ۳۲۷۰ میل لمبا تھا جس پر ۸۴۵ میل لمبے تار تھے۔ ۲۳۵ تارگھر تھے۔ اور تقریباً ۱۲ لاکھ پیغام بھیجے گئے۔ اسی سال ۱۱ سلسلے ٹیلیفون کے تھے جنکی لمبائی ۷۰ میل تھی اور ۲۰۳۵ ڈاکخانہ تھے جنکی معرفت ۲ کروڑ ۸۱ لاکھ خطوط و اخبار وغیرہ تقسیم ہوئے صیغہ تار و ڈاک سے اس سال ۳۱ لاکھ ۴۳ ہزار لیوا آمدنی ہوئی اور ۳۲ لاکھ ۱۰ ہزار لیوا خرچ ہوئے۔

سکے اور ساکھ { بلگیریا میں ایک نیشنل بنک ہے جسکا صدر مقام صوفیا میں ہے اور فلپ پولی رسچک اور وارنا میں اوسکی شاخیں ہیں۔ اوسکا سرمایہ چار لاکھ پونڈ ہے جو سرکاری خزانہ سے بہم پہونچایا گیا ہے۔ تیس ہزار پونڈ اوسکا ریزرو فنڈ ہے اور ۱۶ ہزار پونڈ کی مالیت کے اوس کے نوٹ چلتے ہیں۔

عثمانیہ بنک کی ایک شاخ فلپ پولی میں ہے اور ہر ایک ضلع میں گورنمنٹ کے زیر اہتمام ایک ایک زراعتی بنک ہے۔ عام سکے یہ مروج ہیں۔ سفید۔ تانبا اور پیتل کے سکے جنکی جواہر نکل سنٹیم (ڈرافرکا دسواں حصہ) کے برابر ہے

چاندی کے سکے یہ ہیں ½-۱-۲-اور ۵ لیوا- لیوا ایک فرانک کے برابر ہے۔ نیشنل بنک کے نوٹ مساوی قیمت پر چلتے ہیں

صوفیا میں انگریزی ایجنٹ اور قونصل جنرل مسٹر الیف- ای ایچ ایلیٹ ہے- اور اسکی علاوہ صوفیا فلپ پولی- ربچک اور وارنا میں نائب قونصل بھی ہیں ❖

نیشنل بنک کا سرمایہ دہی چار لاکھ پونڈ یا ایک کروڑ لیوا ہے- ریزرو فنڈ سرمایہ کی ½ ہے- بنک اکروڑ ۳۰ لاکھ لیوا کی مالیت کے اپنے نوٹ جاری کرسکتا ہے۔ جنکی کفالت میں اوسی ۷۵ لاکھ لیوا ہمیشہ کرنسی فنڈ میں نقد جمع رکھنے پڑتے ہیں عثمانیہ بنک نے اب بلگیریا سے اپنا کل کاروبار اٹھا لیا ہے۔ کُل ریاست میں ۸۵ زرعی بنک ہیں جنکا مجموعی سرمایہ تین کروڑ ۷ لاکھ فرنک ہے- وہ ضرورت پر نیشنل بنک سے روپیہ قرض لے سکتے ہیں-

صوفیا میں اسوقت برٹش قونصل جنرل و ایجنٹ مسٹر جی بکنین سی بی ہیں- جنکے علاوہ صوفیا فلپ پولی ربچک اور وارنا میں انگریزی وائس قونصل بھی ہیں اور برغاس میں قونصل ایجنٹ ❖

دوسری باجگذار ریاست

پہلے سموس دوسری باجگذار ریاست تھی- وہ اب یورپین ترکی میں تیسری باجگذار ریاست ہوگئی ہے- دوسری ریاست دربنولاتھ ۱۸۹۸ء میں جزیرہ کریٹ کی قایم ہوگئی ہے- اس واقعہ کے متعلق کتاب محاربات تسلی میں مفصل ذکر ہے- کریٹ کے متعلق سنہ ۱۹۰۶ء کے اڈیشن میں مسٹر کلٹی یہ تحریر کرتے ہیں:-

جزیرہ کریٹ سنہ ۱۲۱۱ء سے سنہ ۱۶۶۹ء تک ریاست وینس کے تابع رہا- آخرالذکر سال میں ترکوں نے اوسے فتح کیا- اوسوقت سے کہ باستثنا عرصہ دس سال از سنہ ۱۸۳۰ء تا سنہ ۱۸۴۰ء جبکہ مصری وائسرائے اوسکا حکمران رہا- یہ جزیرہ ترکی ولایت محسوب ہوتا رہا- جزیرہ کے عیسائی باشندوں کی تقریباً ستر سالہ بغاوت کے بعد سنہ ۱۸۹۸ء میں انگلستان- روس- فرانس- اور اٹلی نے بالجبر جزیرہ کو ایک مستقل ریاست بنوا دیا- جو اگرچہ باب العالی کے زیرفرمان رکھی گئی- لیکن خراج کچھہ نہ مقرر کیا گیا- اور ۲۶ نومبر سنہ ۱۸۹۸ء کو جزیرہ کی حکومت بحیثیت ہائی کمشنر شاہ یونان کے فرزند دوم پرنس جارج کو تین سال کے لیے دیگئی- دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء میں پہلی میعاد ختم ہونے پر پھر اوسکی تجدید کیگئی- جارج نے جو ۲۴ جون سنہ ۱۸۶۹ء کو پیدا ہوا تھا- ۲۱ دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء کو کمشنری کا چارج لیا- اوسکو دو لاکھہ طلائی درہم سالانہ مشاہرہ ملتا ہے-

شاہزادہ ایک قومی مجلس کو ذریعہ حکومت کرتا ہے- مجلس کے منتخب ممبروں کی تعداد ۲۸- اپریل سنہ ۱۸۹۹ء کو فی پانچہزار باشندوں کے پیچھے ایک ممبر کے لحاظ سے ۶۴ مقرر کیگئی ہے- دس ممبر پرنس نامزد کرتا ہے میعاد ممبری دو سال ہے- اور مجلس دو سال میں ایک دفعہ اجلاس کرتی ہے- ہر ممبر کو بدوران اجلاس دس

درہم یومیہ معاوضہ ملتا ہے۔ انتظامی صیغہ بالکل پرنس کے ہاتھ میں ہے۔ جو اس کام میں تین وزراء سے مدد لیتا ہے۔ جزیرہ کے خارجی تعلقات ہر چہار دُوَل متذکرہ بالا کے ہاتھ میں ہیں۔ اور اونکے معتمدین موجودہ رومہ (پایہ تخت اٹلی) کے ذریعہ طے ہوتے ہیں۔ جنکی فوجی دستے اب تک جزیرہ میں موجود ہیں۔

(اہالی جزیرہ پرنس جارج کی سخت گیری سے سخت نالاں ہیں۔ اور مسلمانوں پر بدستور سخت جور و ظلم ہو رہا ہے اور وہ لگاتار ترکی علاقوں کو ہجرت کئے چلے جا رہے ہیں۔ جزیرہ کو یونان سے ملحق کرنے کی بہر بار کوشش ہو چکی ہے۔ لیکن یورپ نے ابھی اسے خدا معلوم کس مصلحت سے منظور نہیں کیا۔ مؤلف)

جزیرہ ۱۶۰ میل لمبا ہے۔ عرض ۶ سے ۳۵ میل تک ہے۔ کل رقبہ ۳۳۲۶ مربع میل ہے۔ جو پانچ اضلاع۔ ۲۳ تحصیلوں اور ۷۱ پرگنوں میں منقسم ہے۔ بروی مردم شماری ۱ جون ۱۹۰۰ء آبادی ۳۰۳۵۴۳ ہے جنمیں ۲۶۹۳۱۹ یونانی عیسائی ۳۳۴۹۶ مسلمان۔ اور ۲۸۷ یہودی ہیں۔ ۱۸۸۱ء و ۱۹۰۰ء کے درمیان آبادی میں ۲۲۸۹۰ کا اضافہ ہوا۔ عیسائی ۶۲۲۵۶ بڑھے۔ اور اسلامی آبادی میں ۳۹۹۵۵ کی کمی ہوئی۔ سنہ ۱۹۰۰ء کی مندرجہ بالا مردم شماری میں ۶۰۹۶ اجنبی شامل نہیں۔ جنمیں ۳۵۹۳ یونانی رعایا تھے۔ اور ۱۰۷ ترکی رعایا۔ تمام باشندوں کی زبان یونانی ہے۔ خانیہ صدر مقام کی آبادی ۲۴۵۳۷ ہے کنیڈیا کی ۲۲۰۷۴۔ اور قصبہ ریتی مو کی ۹۳۱۱۔ جزیرہ میں تین ہزار یونانی گرجے۔ تین کیتھولک گرجے۔ ۴۳ یونانی راہب خانے۔ تین راہبات کدے۔ اور ۵۰ جامع مسجدیں۔ عیسائی بشپ اور مسلمان قاضی و مفتی پرنس کی منظوری سے مقرر ہوتے ہیں۔ مسیحی کلیسیا کا انتظام ایک مذہبی مجلس کے سپرد ہے۔ (اسلامی مساجد کے متعلق کوئی سرکاری محکمہ نہیں۔ ہاں بابعالی نے انکی اور اسلامی اوقاف کی نگرانی کے لئے اپنا ایک معتمد کریٹ میں مامور کر رکھا ہے۔ مؤلف)

تعلیم بظاہر لازمی ہے۔ والدین کو ۶ و ۹ سال کے درمیان کے تمام بچوں کو تعلیم دلانا واجب ہے سنہ ۱۹۰۱ء میں ۹۰۳ (۷۶۲ مسیحی۔ ۱۴۱ اسلامی) قومی مدارس تھے۔ جنمیں ۱۴۹۱ (۵۳ مسلمان باقی عیسائی) معلم اور ۲۹۱۵۳ (۳۲۴۳ مسلمان باقی عیسائی) متعلم تھے۔ اعلیٰ مدارس یہ ہیں:۔ ۱۲ یونانی مڈل سکول۔ ۳ زنانہ مدارس۔ دو ورزش سکول۔ ایک مذہبی مدرسہ۔ ایک نارمل سکول۔ دو اعلیٰ علمی مدرسے۔ جن سب میں ۲۴۶۹ (۷۰ لڑکیاں) متعلم تھے اور ۲۳۷ مدرس۔

یونان کے اصول پر ایک عدالت عالیہ۔ ایک عدالت اپیل۔ پانچ ابتدائی عدالتیں۔ ۲۶ آنریری عدالتیں اور تین فوجداری عدالتیں ہیں۔ ۳۱ دسمبر ۱۸۹۹ء کو جیل میں ۴۶۱ قیدی تھے۔ پولیس میں ۱۰۸۵ شخص ہیں۔ قومی ملیشیا میں ہر کریٹی پر داخل ہونا واجب ہے۔

سال ۱۹۰۴-۵ء کی آمدنی ۴۷۲۶۳۱۰ درہم (درہم = فرانک) اور خرچ ۴۸۲۵۵۳۴ درہم اندازہ کیا گیا ہے۔ آمدنی بلاواسطہ محاصل اور دیگر ٹیکسوں سے حاصل ہوتی ہے۔ خرچ کی بڑی مدیں یہ ہیں صیغۂ ملی ۱۱ لاکھ درہم صیغۂ داخلیہ و پولیس ۱۲ لاکھ، تعلیم و عدالت و کلیسیا ۱۱ لاکھ درہم۔ ہر چہار دول نے کریٹی حکومت کو چالیس لاکھ درہم قرض دینے کا وعدہ کیا تھا۔ انگلستان۔ اٹلی اور فرانس نے اب تک اپنے اپنے حصہ کے دس لاکھ درہم ادا کئے ہیں۔ روس نے صرف ۳۵۲۵۰۰ درہم تاحال دئے ہیں۔ اور یہی ۳۳ لاکھ ۵۲ ہزار درہم کی رقم اب تک کریٹ کا قومی قرضہ ہے۔

کریٹ کو نیم آزاد ہو جانے پر اپنے رقبہ و آبادی کے لحاظ سے سلطنت عثمانیہ کا قومی قرضہ بحصہ رسدی اپنے ذمہ لینا چاہیے تھا۔ دول یورپ باغلب جو اس موقعہ پر بھی ٹرکی کے حق میں انصاف کرنا شاید روا نہ رکھتی۔ مگر ترکی قرضہ کی مجلس منتظمہ تاریخ آزادی تک جزیرہ کریٹ سے بھی دیگر ترکی ولایت کی طرح پانچ مدات مفوضہ کی آمدنی لیتی رہی تھی۔ اور اس مجلس منتظمہ کو جو یورپین قرضخواہوں کی نائب ہے یہ رہتا تھا تا آسان نہ تھا بنا بریں اگست ۱۹۰۴ء میں ہر چہار دول نے یہ فیصلہ کیا کہ کریٹ کی حکومت اس مجلس کو ۱۵ لاکھ درہم یکمشت ادا کر دیئے اور بیس سال کے لئے محکمہ نمک اور اوس کے محصول کو مجلس کی تحویل میں دیدیئے۔ اور ان دونوں کے عوض مجلس اون حقوق و واجبات سے دست بردار ہو جائے جو اوسے پانچ مدات مفوضہ کی آمدنی لینے کے متعلق کریٹ میں حاصل تھے۔

کریٹ کی بڑی پیداوار روغن زیتون ہی۔ جو زیادہ تر صابن بنانے کے کام آتی ہے۔ شراب۔ نارنگیاں۔ مٹر۔ اخروٹ اور ریشم کی بھی بہت پیداوار ہے۔ بھیڑ بکری بکثرت ہیں۔ قالین اور پردے بھی بنتے ہیں۔ تجارت زیادہ تر یونان اور ٹرکی کے ساتھ ہے۔ ۱۹۰۲ء میں پانچ لاکھ پونڈ کا مال آیا۔ اور تین لاکھ پونڈ کا گیا۔ ۱۹۰۳ء میں ۵ لاکھ ۸۰ ہزار کا مال آیا اور چار لاکھ ۴۰ ہزار پونڈ کا گیا۔ اسی سال نو ہزار پونڈ مالیت کا روغن زیتون برطانیہ گیا۔ اس سال ۵۰۸۰ جہاز وزنی پونے تین لاکھ ٹن بندر کنیڈیا میں داخل ہوئے جنمیں سے نصف آسٹرین تھے۔ اور باقی زیادہ تر یونانی و ترکی ۔

ڈاکخانہ کا محکمہ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء میں قایم ہوا۔ اور اس سال بماہ ستمبر دیگر ممالک کے ساتھ پوسٹل تعلقات قایم ہو گئے۔ آسٹروی۔ فرنچ۔ اور اطالین ڈاکخانوں کے علاوہ ۲۵ ڈاکخانے کریٹ میں ہیں۔ ٹیلیفون کا سلسلہ اور ریلوے کی تعمیر شروع ہونیوالی ہے۔

سنہ ۱۹۰۰ء میں ایک کروڑ درہم کے سرمایہ سے کریٹی بنک قایم ہوا۔ تیس سال کے لئے اوسے نوٹ جاری کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ اس عرصہ میں حکومت یا اور بنک نوٹ جاری نہیں کر سکیں گے۔ کریٹی سکے یونانی سکوں

کی ہو بہو نقل ہیں۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء سے نومبر سنہ ۱۹۰۱ء تک ۲۶ لاکھ فرنک مالیت کے کریٹی سکے مضروب ہوئے
اجنبی ممالک کے سکوں کے چلن کی ممانعت ہے۔ یورپین طلائی سکوں۔ انگریزی شلنگ اور ترکی نقرئی مجیدیہ کے
خانیا میں انگریزی قونصل جنرل رہتا ہے۔ جو اسوقت مسٹر ای ڈبلیو ہوورڈ ہے۔ علاوہ بریں خانیا
کنیڈیا اور ریتی معہ وایس قونصل رہتے ہیں +

تیسری باجگذار ریاست

جزیرہ سموس کی یہ جزیرہ ایشیائے کوچک کے ساحل کے قریب ہے۔ ۱۱ دسمبر سنہ ۱۸۳۲ء کو اسے روس۔ فرانس اور برطانیہ کلاں کی زیر ضمانت ٹرکی کے ماتحت ایک ریاست بنایا گیا۔ اسکا رقبہ
۱۸۰ مربع میل اور آبادی (سنہ ۱۸۹۶ء کی مردم شماری کے مطابق) ۴۸۶۶۶ ہے۔ انکے علاوہ اِس جزیرہ کے
۱۳۵۰۰ باشندے ایشیائے کوچک کے ساحل پر آباد ہیں۔ اجنبیوں کا شمار ۶۱۴ ہے۔ جنمیں سے ۵۶۵ یونانی ہیں
سنہ ۱۸۹۳ء میں یہاں ۲۲۶ شادیاں ہوئیں۔ ۱۵۷۷ پیدا ہوئے اور ۲۴۸ آدمی مرے۔
سوائے ۳۶ آدمیوں کے کُل باشندوں کا مذہب گریک آرتھوڈاکس ہے۔
سنہ ۹۵-۱۸۹۴ء کی آمدنی کا اندازہ ۳۰۲۹۹۰۲ پیاستر اور خرچ کا بھی اسیقدر لگایا گیا۔ اِس ریاست کے ذمہ کوئی قومی قرضہ نہیں۔
سنہ ۱۸۹۴ء میں یہاں سے ۲۶۳۴۵۹۱۰ پیاستر کا مال گیا۔ اور ۱۵۹۷۰۵۹۳ پیاستر کا آیا۔ بڑی اجناس برآمد یہ تھیں۔ شراب ۳۲۵۳۶۷ ۱۸ پیاستر کی۔ انگور ۹۶۵۹۱۸۷ پیاستر کے۔ کھالیں یعنی کچا چمڑا ۱۳۱۲۵۱۴ پیاستر کا تیل ۱۴۳۲۰۸۰ پیاستر کا۔ درآمد کی بڑی اجناس یہ تھیں۔ اِسپرٹ (روح شراب) ۳۰۹۳۱۴۷ پیاستر کی مکئی ۲۶۳۳۳۰۲ پیاستر کی۔ زربفت ۱۵۷۷۴۵۶ پیاستر کی۔
سنہ ۱۸۹۴ء میں ۳۲۳۴ جہاز۔ ۵۷۵۹۰۲ ٹن کے بندرگاہ میں داخل اور وہاں سے روانہ ہوئے۔ ان میں سے ۳۱۸ جہاز ۳۰۷۹۲ ٹن کے انگریزی تھے۔ اہالیان جزیرہ ۲۴۳ جہازوں کے مالک ہیں جن کا وزن ۱۳۸۷ ٹن ہے۔
سنہ ۱۸۹۴ء میں ۱۲۴۲۶ خطوط اور ۲۳۹۳۷ مطبوعہ کاغذ ڈاک خانہ سے گذرے پیغاماتِ تار کی تعداد ۲۷۴۹ تھی +
(دانزاڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) بروئے مردم شماری سنہ ۱۹۰۲ء آبادی ۹۳۴۲۴ ہے۔ جنکے علاوہ ۱۵ ہزار یہاں کے باشندے ایشیائے کوچک کے ساحل پر رہتے ہیں۔ ۱۱۹۷ اجنبی آباد ہیں جنمیں ۱۰۸۰ یونانی ہیں۔ سنہ ۱۹۰۲ء

میں ۶۱۲ شادیاں ہوئیں - ۲۸،۱ پیدایش اور ۱۳،۱ موتیں +

سنہ ۱۹۰۲ء کی آمدنی ۳۲ لاکھ ۵۵ ہزار قرش اور خرچ ۳۲ لاکھ ۱۰ ہزار اندازہ کیا گیا - قرض ۲۵ لاکھ ۲۹ ہزار قرش ہے - جزیرہ میں طوطیا - نقرہ آمیز سیسہ - تانبا جست اور سنگ مرمر کی کانیں موجود ہیں - مگر کان کنی کا کام نہ ہونے کے برابر ہے - سنہ ۱۹۰۳ء میں ۱۹۳۷۵۰ پونڈ کا مال باہر سے آیا - اور ۸۷۳۸۰ پونڈ کا گیا - اس سال ۱۶۱۸ اسٹیمر اور ۳۷۳۴ بادبانی جہاز جو زیادہ تر ترکی - یونانی اور آسٹرین تھے - جزیرہ میں آئے اور ۶۰۵ ۲۴ خطوط اور ۱۱۲۴۳ برقی پیام تقسیم ہوئے +

سفرائے و قونصلیں

۱ - ٹرکی کے برطانیہ کلاں میں { سفیر قسطاقی آفندی انتھوپولوس (عیسائی) سنہ ۱۸۹۶ مر گیا - سنہ ۱۹۰۶ء میں سٹیفانی مسوریق پاشا
مشیر سفارت - نامل بے - سنہ ۱۸۹۶ عبد الحمید بک - سنہ ۱۹۰۶

سکرٹری اول - رفعت بے - سنہ ۱۸۹۶ء فخرالدین بک رومیلی بک اوغلو - سنہ ۱۹۰۶ء

دوم سکرٹری - توفیق بک -

بحری اٹاشی - کمانڈر غالب بے - محمود بک -

امام سفارت خانہ - - محمد رضا آفندی -

قونصل جنرل لنڈن - فرید اللہ آفندی - امین آفندی خبیج اللہ

قونصل جنرل مورلیل - - کامل بک -

مقامات مندرجہ ذیل میں ترکی قونصل جنرل مامور ہیں - لورپول بمبئی کیپ آف گڈ ہوپ - مالٹا -

مندرجہ ذیل مقامات میں قونصل یا نائب قونصل متعین ہیں - برمنگھم ڈبلن - جرسی - نیوکیسل آن ٹائین - کولمبو (واقع سیلون) جبرالٹر - سینٹ لوئیس - (واقعہ جزیرہ ماریشس) پائنٹ ڈی گیل - کارڈف - گلاسگو - نارٹل پول - ہل - لیتھ - مانچسٹر - سوتھمپٹن - سنڈلینڈ - سوین سی - کراچی و مدراس +

۲ - برطانیہ کلاں کے ٹرکی میں { سفیر رائٹ آنریبل سر فلپ - ایچ ڈبلیو کری جی - سی - بی جو سنہ ۱۸۸۹ء سے محکمہ خارجیہ کا مستقل نائب وزیر تھا - جنوری سنہ ۱۸۹۴ء میں سفیر ٹرکی مقرر ہوا[۱] (مر گیا سنہ ۱۹۰۶ء میں) موجودہ سفیر سر لفلس اوکانر -

مشیر و سکرٹری - آنریبل ایم - ایچ ہربرٹ سنہ ۱۸۹۶ء (یہ اٹلی کو تبدیل ہو گیا ہے - مؤلف) الیف ڈبلیو سٹرانگ - سنہ ۱۹۰۶ء

جنگی اٹاشی - کرنیل ایچ سی چرم سائیڈ سی بی - سی ایم جی - لفٹننٹ کرنیل مانسل -

[۱] سنہ ۱۸۹۶ء میں اٹلی کو تبدیل ہو گیا تھا - وہیں لارڈ بنا - اس سال مر گیا +

جج برائے مقدمات انگریزی رعایا۔ اسوقت خالی ہے۔ (سنہ ۱۹۰۶ء)

نائب جج۔ جی پی بگٹ۔ "

تجارتی سکرٹری (برائے ایشیائی ٹرکی) ایڈورڈ فشر جیبر لنڈلا۔

تجارتی اٹاچی اور قونصل۔ ڈبلیو ایچ رنچ سی ایم جی۔ (سنہ ۱۸۹۷ء میں فوت ہوگیا ہے۔ مؤلف) ای ویکلی سنہ ۱۹۰۶ء

قونصل بمقام قسطنطنیہ۔ ایچ۔ سی۔ ای۔ آیریس۔ سنہ ۱۹۰۶ء

مندرجہ ذیل مقامات میں انگریزی قونصل جنرل مامور ہیں۔ بغداد۔ بیروت۔ بوسنا۔ سرای۔ سالونیکا۔ سمرنا۔ ٹریپولی ان مقامات میں قونصل یا نائب قونصل متعین ہیں۔ بنغازی۔ (واقعہ ٹریپولی) اڈیدیا نوپل۔ بصرہ۔ دمشق (جزیرہ) کریٹ۔ جدہ۔ یروشلیم۔ ارض روم۔ یموس۔ طرابزون۔ بروصہ۔ ڈارڈینلز۔ گیلی۔ پولی۔ سقوطرائے۔ ادانا۔ انطاکیہ۔ کینڈیا (واقعہ جزیرہ کریٹ) وان۔ رہوڈس۔ سکالانوآوا۔ خرپوت۔ سیواس مناسطر۔ دیاربکر۔ طلس۔ یافہ۔ سمرنا۔ قونیہ۔ اسکب۔ وانہ۔ مؤلف)

سلطنت عثمانیہ کے متعلقہ تالیفات سرکاری وغیر سرکاری مختلف زبانوں میں:۔

(الف)۔ اردو۔ (۱) تاریخ خاندان عثمانیہ طبع دوم سنہ ۱۹۰۶ء (۲) بست سالہ عہد حکومت سلطان عبدالحمید خان طبع چہارم سنہ ۱۹۰۰ء (۳) مفروضہ مظالم آرمینیا طبع سوم سنہ ۱۹۰۵ء (۴) واقعات روم طبع دوم سنہ ۱۹۰۵ء (۵) محاربات پلیونا طبع سوم سنہ ۱۹۰۵ء (۶) محاربات تھسلی طبع دوم سنہ ۱۹۰۵ء (۷) ترکوں کی موجودہ ترقیات طبع دوم سنہ ۱۹۰۶ء (۸) حالات استنبول و قسطنطنیہ طبع اول سنہ ۱۸۹۸ء (۹) کتاب ہذا طبع دوم۔ (۱۰) روزنامچہ ترک سنہ ۱۹۰۶ء (۱۱) مصر و انگلستان سنہ ۱۹۰۶ء (۱۲) عراق و عرب سنہ ۱۹۰۶ء (۱۳) نجد و عرب سنہ ۱۹۰۶ء۔ یہ سب کتابیں دفتر وطن لاہور سے ملین گی۔

(ب) سرکاری۔ ترکی و یورپین زبانوں میں (۱) سالنامہ سلطنت عثمانیہ کا سرکاری سالانہ المنک۔ ترکی میں (۲) رپورٹ محکمہ حفظان صحت (ہیلتھ آفس) ہر سال ترکی میں علیحدہ طبع ہوتی ہے (۳) کونسل عثمانیہ کی قرض کی رپورٹ۔ ہر سال طبع ہوتی ہے۔ ترکی و فرانسیسی میں (۴) کپتان کالول کی کتاب عثمانیہ فوج پر جو انگریزی محکمہ خبر رسانی میں تیار ہوئی۔ سنہ ۱۸۹۲ء میں بزبان انگریزی چھپی (۵) جرمن حکومت کی سالانہ رپورٹ قسطنطنیہ کی تجارت پر مطبوعہ برلن (۶) عثمانیہ قرضہ پر سالانہ رپورٹ مطبوعہ لنڈن (۷) انگریزی قونصلوں کی سالانہ رپورٹیں جو سلطنت عثمانیہ میں مامور ہیں۔ اور بطور بلیو بک سرکار کیطرف سے ہر سال شایع ہوتی ہیں (۸) عثمانیہ قانون اراضی مؤلفہ اونگلی۔ انگریزی۔ مطبوعہ لنڈن سنہ ۱۸۹۲ء (۹) انگریزی حکومت کی سالانہ رپورٹ برطانیہ و دیگر ممالک کی باہمی تجارت پر۔ (۱۰) سرکار انگریزی کی خط و کتابت جو ارمنی اضلاع کی اصلاحات کے

متعلق مطبوعہ لنڈن سنہ ۱۸۹۹ء (۱۲) سرکار انگریزی کی خط وکتابت مسئلہ مقدونیہ کے متعلق لنڈن سنہ ۱۹۰۳ء بلیو بک ٹرکی نمبر ۱۔

غیر سرکاری۔ (۱) آرمینین کوایسچن مؤلفہ اڈیٹر وطن۔ انگریزی (۲) برٹش چیمبر آف کامرس کی سالانہ رپورٹ (۳) سفر مقدونیہ کی کہانی مؤلفہ اباٹ۔ انگریزی مطبوعہ لنڈن سنہ ۱۹۰۳ء (۴) کتاب قسطنطنیہ اطالین سے انگریزی میں ترجمہ مؤلفہ امیسیز مطبوعہ نیویارک سنہ ۱۸۹۶ء (۵) بیٹل فیلڈز آف تھسلی مؤلفہ سر اشمیلڈ بارٹلٹ لنڈن سنہ ۱۸۹۷ء (۶) جنگ بلقان و مشرقی مسئلہ مؤلفہ بیکر۔ فرنچ۔ پیرس سنہ ۱۸۹۹ء (۷) مقدونیہ اور سلطانی پالیسی۔ فرنچ۔ مؤلفہ بیرارڈ پیرس سنہ ۱۸۹۷ء (۸) ترکی فوج کے ہمراہ تھسلی میں انگریزی مؤلفہ بگھم۔ لنڈن سنہ ۱۸۹۷ء (۹) قسطنطنیہ۔ شہر سلاطین۔ انگریزی مؤلفہ کلیمنٹ لنڈن سنہ ۱۸۹۵ء (۱۰) گائیڈ ٹو قسطنطنیہ طبع دوم۔ انگریزی۔ مؤلفہ کانفوبولو۔ لنڈن سنہ ۱۸۹۹ء (۱۱) ہسٹری آف آٹومن ٹرکس انگریزی۔ مؤلفہ سر ایڈورڈ کریسی طبع دوم لنڈن سنہ ۱۸۸۲ء (۱۲) دی ٹرک اینڈ ہز لاسٹ پراونسز مؤلفہ کرٹس۔ انگریزی۔ لنڈن سنہ ۱۹۰۳ء (۱۳) سلطان اینڈ ہز سبجکٹس دو جلدیں۔ مؤلفہ ڈاوی لنڈن سنہ ۱۸۹۷ء (۱۴) عبد الحمید ان ٹائم مؤلفہ جے ڈوری پیرس سنہ ۱۹۰۱ء (۱۵) کونسٹنٹی نوپل اینڈ اٹس پرابلمز۔ مؤلفہ ڈوائٹ لنڈن سنہ ۱۹۰۱ء (۱۶) ڈائری آف قسطنطنیہ۔ لیڈی ربلیٹ۔ لنڈن سنہ ۱۸۹۳ء (۱۷) آٹومن پاور ان یورپ مؤلفہ فریمین لنڈن سنہ ۱۸۷۷ء (۱۸) دلن آف ٹرکی مؤلفہ لوس گارنٹ لنڈن سنہ ۱۸۹۰ء (۱۹) کونسٹنٹی نوپل مؤلفہ گراسونیر لنڈن سنہ ۱۸۹۵ء (۲۰) حدیقۃ الشوامع مساجد ومدارس وغیرہ کے حالات مؤلفہ حافظ حسین آفندی مطبوعہ قسطنطنیہ سنہ ۱۸۶۶ء (۲۱) ڈائری آف اے ٹرک۔ مؤلفہ خالد خلیل لنڈن سنہ ۱۹۰۳ء (۲۲) تاریخ عثمانیہ جرمن مین مؤلفہ ہیمر چار جلد طبع دوم پسٹ سنہ ۱۸۳۶ء (۲۳) معاہدات ٹرکی وبرطانیہ مؤلفہ سر ہرسلٹ انگریزی (۲۴) یوروپین کنسرٹ اینڈ ایسٹرن کوایسچن (مجموعہ معاہدات) انگریزی۔ مؤلفہ ہالنڈ آکسفورڈ سنہ ۱۸۸۵ء (۲۵) کونسٹنٹی نوپل مؤلفہ ہٹن۔ لنڈن سنہ ۱۹۰۰ء (۲۶) جرنل ڈی چیمبر ڈی کامرس کانسٹنٹی نوپل فرنچ ہفتہ وار (۲۷) انویزن آف کریمیا مؤلفہ کنگ لیک۔ لنڈن سنہ ۱۸۷۵ء (۲۸) عبد الحمید سلطان لاٹرنی۔ فرنچ۔ مؤلفہ مقارد۔ پیرس سنہ ۱۹۰۱ء (۲۹) دی سلطان اینڈ دی پاورز۔ انگریزی پادری مالکم میکال۔ لنڈن سنہ ۱۸۹۶ء (۳۰) مجلہ یعنی دیوانی قانون سلطنت۔ ترکی مطبوعہ نکوسیا سنہ ۱۸۹۵ء (۳۱) لائف آف مدحت پاشا انگریزی مؤلفہ علی حیدر مدحت لنڈن سنہ ۱۹۰۳ء (۳۲) لیٹرز فرام کونسٹنٹی نوپل۔ مؤلفہ مسز میکس مولر لنڈن سنہ ۱۸۹۷ء (۳۳) ٹریویژن ان تھیر الیسٹ مؤلفہ ملز لنڈن سنہ ۱۸۹۸ء (۳۴) برٹش پالیسی ان نیئر ایسٹ۔ سرالڈ پنٹس لنڈن سنہ ۱۸۹۷ء (۳۵) ہائی لینڈز آف ایشیاٹک ٹرکی۔ لارڈ پرسی۔ لنڈن سنہ ۱۹۰۱ء (۳۶) دی پیپل آف ٹرکی

مولفہ لین پول لنڈن ۱۸۷۸ء (۳۷) ٹرکی مولفہ لین پول لنڈن ۱۸۸۹ء (۳۸) دی فال اینڈ دی سرکشن آف ٹرکی مولفہ سالمون۔ لنڈن ۱۸۹۶ء (۳۹) دو دی کنکرنگ ٹرک مولفہ سٹیونز۔ لنڈن ۱۸۹۷ء (۴۰) برٹش کونسلر جورسڈکشن ان دی ایسٹ مولفہ ٹارنگ۔ لنڈن ۱۸۸۸ء (۴۱) دی بلقان کویسچن۔ از ولاری۔ لنڈن ۱۹۰۵ء (۴۲) سہ کرز گائیڈ ٹو فلسطین اینڈ سریا۔ لنڈن ۱۸۹۴ء (۴۳) یروشلیم از بال۔ لنڈن ۱۹۰۱ء (۴۴) سدرن عربیبیا۔ از تھیوڈور بنیٹ لنڈن ۱۹۰۰ء۔ (۴۵) رائیڈ تھرو ویسٹرن ایشیا۔ از بگہم۔ لنڈن ۱۸۹۷ء (۴۶) جرنی ان کردستان۔ از بشپ لنڈن ۱۸۹۱ء (۴۷) ٹرکی اینڈ آرمینین اٹروسٹیز از بلس۔ لنڈن ۱۸۹۶ء (۴۸) ٹوران بلسٹائن اینڈ سریا از برٹن لنڈن ۱۸۹۳ء (۴۹) ٹرانس کاکیشیا اینڈ ارارات۔ از جیمز برائس لنڈن ۱۸۹۶ء (۵۰) بلیسٹائن از کوک لنڈن ۱۹۰۱ء (۵۱) ان ایکسپلورڈ سریا۔ از برٹن لنڈن ۱۸۷۲ء (۵۲) ٹریولز ان ایشیا مائنر۔ از ڈیوس لنڈن ۱۸۳۹ء (۵۳) جرنی تھرو یمن از ہیرس لنڈن ۱۸۹۳ء (۵۴) گائیڈ ٹو پلسٹائن اینڈ سریا۔ از میکملن لنڈن ۱۹۰۵ء (۵۵) سنائی اینڈ پلسٹائن از سٹانلی لنڈن ۱۸۵۶ء (۵۶) عربیبیا۔ کریڈل آف اسلام از زویمر اڈنبرا ۱۹۰۰ء (۵۷) دار الاسلام۔ انگریزی (۵۸) مصر فاتح ترکی صوبجات۔ ہر درز سائکیس۔ لنڈن ۱۹۰۱ء (۵۹) ٹو بیپرز ان بلسٹائن اینڈ سریا از ٹھامس لنڈن ۱۸۹۹ء (۶۰) ہینڈ بک فار ٹریولرز ان ایشیا مائنر۔ ٹرانس کاکیشیا۔ پرشیا اسٹرا۔ از سرولسن لنڈن ۱۸۹۵ء (۶۱) شیخ محمد بن ...... الحقایقی کی نفیس کتاب سنوسی فرقہ و حالات ٹریپولی پر۔ مطبوعہ پیرس ۱۹۰۳ء (۶۲) ٹرپولی از نخلستان کفرا بر جرمن اہلعف کی کتاب مطبوعہ لپزک ۱۸۸۱ء (۶۳) لائف ان ٹرپولی از ہیٹا پلین مطبوعہ لورپول ۱۸۹۴ء +

چوتھی باجگذار ریاست

مصر[1] **حکمران** خدیو عباس حلمی پاشا۔ پسر محمد توفیق پاشا مرحوم۔ ۱۴ جولائی ۱۸۷۴ء کو پیدا ہوا۔ ۷ جنوری ۱۸۹۲ء کو اپنے باپ کی وفات پر تخت نشین ہوا۔ پرنسس اقبال خانم سے شادی کی۔

[1] انگریزی قبضہ مصر کو وہاں کی عام رعایا جس نگاہ سے دیکھتی ہے وہ مضمون مندرجہ ذیل سے معلوم ہو جائیگا۔
انگریزی قبضہ مصر کے مسئلہ پر ہم کئی دفعہ بالتفصیل بحث کرکے یہ ظاہر کر چکے ہیں کہ معاملات خارجیہ میں انگلستان کو جو مشکلات حادث ہو رہی ہیں یا جن کے پیش آنیکا قوی احتمال ہے ان کے زیادہ حصہ کا باعث یہی قبضہ مصر ہی ہے کہ اس ناجائز غصب نے سخت برافروختہ کر رکھا ہے۔ اور روس۔ فرانس و جرمنی وغیرہ کو بھی جنہیں انگلستان کے

باقی اگلے صفحہ پر

جس کے بطن سے ۱۲ فروری ۱۸۹۵ء کو شہزادی امینہ خانم متولد ہوئی - خدیو کا ایک چھوٹا بھائی محمد علی ہے جو ۲۸ - اکتوبر ۱۸۷۵ء کو پیدا ہوا - اور دو بہنیں ہیں - خدیجہ خانم ۲ مئی ۱۸۷۹ء کو پیدا ہوئیں اور نعمت خانم ۶ نومبر ۱۸۸۱ء کو -

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۰) مقبوضات میں ہر روز وسعت پیدا ہوتے جانا ہرگز مرغوب نہیں انگلستان کے برخلاف جب چاہیں خطرناک اتفاق کرنیکا موقعہ اور بہانہ دیدیا ہوا ہے -

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ انگلستان بھی اس معاملہ سے دول یورپ کی توجہ کو ہٹائے رکھنے کے لئے کچھ کم تدبر وحسن لیاقت ظاہر نہیں کر رہا - ٹرکی میں آئے دن جھگڑے پیدا کرتے رہنے کا بڑا مدعا یہی ہے جس میں عالی کامیابی میں سلطنت عثمانیہ کی عیسائی رعایا کی بعض نمکحرام جماعتیں اوسکو کافی مدد دیتی رہتی ہیں - مگر تجربے کی ماں کبتک خیر منائیگی اگر انگریزوں نے مصر کو نہ چھوڑا تو آخر ایکدن یہ خوفناک واقعہ پیش آرہیگا - اس امر کو چند مرتبہ شرح وبسط کیساتھ بتایا جاچکا ہے کہ اعلیحضرت باوجود طاقت وقابلیت رکھنے کے انگریزوں کو کیوں نہیں مصر سے جبراً نکالدیتے - اوسکا اعادہ نامناسب ہے اور جو لوگ آجکل کے تعلقات بین الاقوام اور ملکی تدبیروں اور چالونکو سمجھتے ہیں - وہ بخوبی جانتے ہیں کہ دول یورپ کا لیک بیک متفق ہو کر انگریزونکو مصر سے نکالنے کے لئے کمربستہ ہوجانا امر غیر اغلب ہے - اس مواد کے پکنے کے لئے کچھ عرصہ چاہیئے جس کے لئے کل سامان بتدریج مہیا ہو رہے ہیں - جبتک مواد پختہ ہو ہم اس بحث کو ترک کرکے معاملہ کے دوسرے رُخ کو جسپر اب تک کچھ تحریر نہیں ہوا لیتے ہیں -

یوروپین اقوام کو بالعموم اور انگریزی اقوام کو بالخصوص جہاں خداوند کریم نے اور قابلیتیں اور اوصاف عطا کر رکھے ہیں - اونکے ساتھ ایک خاص وصف بھی دے رکھا ہے کہ وہ اپنے افعال کو جو از سرتاپا خودغرضی اور ذاتی منفعت پر مبنی ہوں - کمال جسارت سے خالص بخیر خواہانہ ظاہر کرتے اور ظاہر کرنے میں اصرار کرنیکی قابلیت رکھتے ہیں - انگلو انڈین پالسی کو جاننے والے اس جماعت کے افراد سے شاید ہندوستان کی کمبخت آب وہوا نے اس وصف کو کسیقدر زائل کر دیا ہے کہ اونمیں سے اکثر یہ کہنے سے دریغ نہیں کرتے کہ ہمنے ہندوستان کو بزور شمشیر فتح کیا ہے اور بزور شمشیر اسپر حکمران اور قابض رہیں گے - انگلستان کے رہنے والوں سے پوچھو تو سو میں سے نوے لاریب یہ جواب دیں گے کہ ہم محض ہندیوں کے فایدہ اور اونکو تہذیب وآدمیت سکھانے کیلئے ہندوستان پر قابض ہیں - ہندوستانی آج خود حکومت کرنے کے قابل ہو جائیں تو ہم ابھی ہندوستان سے چلے آتے ہیں - ہماری کوئی ذاتی غرض اس قبضہ سے وابستہ نہیں ہے - کوئی ان بزرگواروں سے جو یا تو خود بڑے سادہ لوح ہیں یا مخاطبین کو بیوقوف سمجھتے ہیں - پوچھے کہ جبکہ کوئی قوم اس قابل ہو جاتی تو وہ

له جون ۱۸۹۶ء میں خدیو کے ہاں ایک اور لڑکی متولد ہوئی ہے جسکا نام (۲) عطیۃ اللہ خانم ہے (۳) فتحیہ خانم ۲۷ نومبر ۱۸۹۹ء (۴) پرنس محمد عبدالمنعم (ولیعہد) ۲۰ فروری ۱۸۹۹ء (۵) شہزادی لطیفہ خانم ۹ ستمبر ۱۹۰۰ء (۶) پرنس عبدالقادر ۴ فروری ۱۹۰۲ء -

مصر کا موجودہ حکمران محمد علی کے خاندان کا ساتواں فرمانروا ہے۔ محمد علی سنہ ۱۸۰۶ء میں مصر کا گورنر مقرر کیا گیا اور سنہ ۱۸۱۱ء میں اوسنے جنگی قوت سے اپنے تئیں ملک کا مطلق العنان حاکم بنا لیا۔ سلطان محمود ثانی کے زمانہ میں اوس کی یہ روش رہی کہ کبھی سلطان کا تابع فرمانبردار رہا۔ اور کبھی باغی ہو گیا۔ حتّٰی کہ

(بقیہ صفحہ ۹۱) دوسری قوم کو اپنے پر حکومت کب کرنے دیتی ہے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ ہندوستان کی قدرتی وضع اور ہندوستانیوں کی فطرت ہی کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ ایسا نامراد وقت جسمیں ہندوستان انگریزی پرامن حکومت کے فیض و برکت سے محروم ہو کبھی نہیں آئیگا۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ مصر پر بھی بظاہر یہی کہا جاتا ہے کہ ہم فقط مصر اور مصریوں کے مفاد کے لئے قابض ہیں۔ دلونکا بھید جاننے والا خدا ہے۔ انسان صرف ظاہر پر حکم لگا سکتا ہے۔ ممکن ہے انگریزوں کی اس قبضہ سے نیت کچھ اور ہو۔ مگر ہم صرف اونکی زبانی اظہار کو معرض بحث میں لانے کے مجاز نہیں۔ اور اوسکی نسبت یہ فیصلہ کرنا ہے کہ وہ کہاں تک درست ہے یا غلط۔ انگریز اپنے دعوے کی تائید میں اور اونکے مخالفین فرانس و جرمنی اوسکی تکذیب میں طبیعت سے ثبوت پیش کرتے ہیں۔ یہ دونو فریق اہل الغرض ہیں۔

ہمارے خیال میں خود مصریوں کی شہادت سے بڑھکر کوئی دوسری شہادت اسبارہ میں معتبر نہیں ہو سکتی۔ ہم اوسکو ذیل میں درج کئے دیتے ہیں۔ ناظرین اوسکو پڑھکر خود فیصلہ کر لیں گے۔ کہ انگریز اپنے دعوے میں کہانتک سچے ہیں۔ برلن کا اخبار ڈی پوسٹ مورخہ ۱۴ و ۱۶۔ اکتوبر ایک مصری شاہد کا بیان بعد ضروری تمہید کے حسب ذیل لکھتا ہے:۔

"مصطفی کامل مصری برلن میں وارد ہوا ہے۔ یہ نام ہمارے اخبار کے ناظرین سے پوشیدہ نہیں ہم اوس کے پولٹیکل رسایل رسالونکا جو اوسنے اپنے وطن مصر سے شایع کئے ہیں پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ آج (۱۴۔ اکتوبر) ہمارا نامہ نگار اوس سے ملنے گیا اور عرصہ تک اوس سے گفتگو کرتا رہا۔ اس گفتگو میں جو باتیں اوسنے بلاد نیل کے استقبال کے متعلق ظاہر کیں اون سے پایا جاتا ہے کہ اس شخص کو اپنے وطن سے صادق محبت ہے۔ اسلئے ہم مکالمہ مذکور کا کچھ حصہ کسی آیندہ پرچہ میں شایع کریں گے"

وہ حصہ بعنوان مصر و انگلینڈ ۱۶۔ اکتوبر کے پرچہ میں حسب ذیل درج ہے:۔

"یہ پوشیدہ نہیں ہے کہ مسئلہ مصر کا تصفیہ جرمنی کے لئے نہایت ضروری اور فایدہ بخش ہے۔ کیونکہ افریقہ میں ہماری نوآبادیاں قایم اور مشرق میں ہماری تجارت کے وسیع ہو جانے سے نہر سویز کا معاملہ ہمارے لئے مہتم بالشان ہو گیا ہے اور ہمارے لئے یہ نہایت ضروری ہو گیا ہے کہ یہ تری کا راستہ آزاد رہے۔ مگر اسمیں کوئی شک نہیں کہ انگلستان ایکدن وادی نیل کے مالک ہونیکی سعی کریگا۔ جسکی مراد دوسرے لفظوں میں نہر سویز کی ملکیت ہوگی۔ اسی سبب سے امت مصریہ قبضہ انگریزی کے مسئلہ میں مصروف ہو کر اپنے نفس سے یہ سوال کر رہی ہے کیا تو اس قبضہ پر راضی ہے اور اوسکو مدت مدید تک ذلت و خواری کے ساتھ برداشت کریگا یا اوسکی غلامی کے رشتہ سے آزاد ہوتا ہے؟

یہ طبعی امر تھا کہ وہ تمام لوگ جو اپنے وطن کی موجودہ حالت کو دیکھکر گراہ رہے تھے۔ دول یورپ کو اپنی امداد کیلئے

(باقی آئندہ صفحہ)

آخر کار کھلم کھلا بغاوت کردی جسکا خاتمہ ۱۸۴۱ء میں سلطان عبدالمجید کے زمانہ میں اسطرح سے ہوا کہ سلطان نے دول یورپ کی پانچ دول عظام کی زیر ضمانت ۱۳ فروری ۱۸۴۱ء کو شہنشاہی خط ہمایوں صادر فرماکر محمد علی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۲) اور اون سے اپنے وطن کی آزادی کی کوشش کرانے کے لئے کہڑے ہوگئے۔ محب وطن مصریوں نے تخلیہ مصر کے متعلق رسالے اور لیکچر شایع کرکے اقطاع یورپ میں اپنے خیالات اور تردّدات کو مشتہر کردیا۔ دو مہینے ہوئے ہیں کہ ہمنے اسی مسئلے کے متعلق دو بے نظیر رسالوں کا ذکر کیا تہا کہ یہ مشہور مصری نوجوان مصطفےٰ کامل کے قلم سے نکلے ہیں۔ جسنے اپنی زندگی اور عمر کا حصۂ گرانمایہ اپنے وطن کی خلاصی اور اپنے ملک کے آزاد کرانے پر وقف کردیا۔

"وہ اپنے کام کی تکمیل کے لئے یورپ میں سفر کررہا ہے۔ چنانچہ برلن میں بہی یہاں کے ارباب قلم اور مدبرین کو مصر کی حالت موجودہ سے واقف کرکے انگریزوں کو مصر سے خارج کرنے کی ضرورت کا یقین دلانے کے لئے آیا ہے۔ اور وہ دیگر دار الخلافوں اور شہروں میں بہی ایسا کرچکا ہے"۔

"ہمکو یقین ہے کہ ہمارے ناظرین آزادی مصر کے مسئلے کے متعلق اس محب وطن مصری کی رائے معلوم کرکے بہت استفادہ حاصل کرینگے۔ یہ مسئلہ ایسا ہے کہ وادی نیل اسمیں سے عنقریب حیات تازہ کی جدید فاخرہ پوشاک پہنکر برآمد ہوگی اور کل جہان کی توجہ عنقریب اوسپر مبذول ہوگی۔

"آج ہم مصطفےٰ کامل اور اپنے نامہ نگار کا مکالمہ درج کرتے ہیں۔ وہ لکہتا ہے کہ ہم لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پختگی سے بیٹھا ہوا ہے کہ حامیان آزادی مصلحین مذاہب اور ایسے اغراض کبیرہ کے حصول میں سعی کرنے والے جیسی کہ مصریوں کی غرض ہے بزرگان کہن سال ہوتے ہیں۔ بنا برین جب میں نے مصطفےٰ کامل مصری کو جو غیروں کے رشتہ غلامی سے اپنے ملک کو آزاد کرانے کے لئے یورپ میں سیاحت کررہا ہے نو عمر جوان پایا تو حیرت زدہ رہگیا۔ لیکن اوس کے پاس چند لحظے ٹہیرنے سے ہی مجکو یہ بہول گیا کہ میں ایک جوان کے پاس بیٹہا ہوا ہوں بلکہ یہ سمجہنے لگ گیا کہ میں ایک معمر پیر مرد سے گفتگو کررہا ہوں جسکو تجارب دنیا اور عمر دراز نے آزمودہ کار بنادیا ہوا ہے۔ کیونکہ اوس کی ایک ایک رگ میں حب وطن کوٹ کوٹ کر بہری ہوئی ہے۔ عجیب و غریب استقلال اوسکی بات سے ٹپکتا ہے۔ اور اوسکی آنکہوں کی چمک بتادیتی ہے کہ وہ اپنے ارادہ پر راسخ القدم ہے۔ میں نے اوس سے پہلا سوال یہ کیا کہ کس پولٹیکل جماعت نے تجہے برلن آنے پر مامور کیا ہے؟ اوس نے جواب دیا۔ میری ملک کے فرائض اور میری نفس نے۔ کیونکہ جب میں نے اپنے ملک کی دردناک حالت کو دیکہا اور میرے نفس نے مجکو ہوشیار کیا کہ میرے آباؤ اجداد کے وطن بالوفہ کو مجہپر حقوق ہیں تو اپنے دوستوں کی صلاح و مشورہ کے بعد میں نے یورپ کو آنا ضروری سمجہا۔ مجہے یہ کام اختیار کئے تقریبًا دو برس ہوگئے ہیں۔ میں انگریزوں کے قبضہ کے برخلاف جو صریح و قطعی حا... اور بالتصراحت و علانیہ حلفی اقراروں کے باوجود ہمارے ملک پر قابض ہیں۔ فریاد کرنے میں مصروف ہوں۔ اور جہاں کہیں میں گیا ہوں عدل شعاروں نے میری تائید کی ہے اور خدا کا شکر ہے کہ ایسے لوگوں کی یورپ میں کمی نہیں ہے"

(باقی اگلے صفحہ پر)

مصر کا مستقل والی تسلیم کرلیا۔ اور مصر کی حکومت اوس کی خاندان کو ہمیشہ کے لئے عطا کرکے وراثت تخت کے لئے وہی قانون اور قواعد مقرر کئے جو تخت قسطنطنیہ کے واسطے مقرر ہیں۔ اسمعیل پاشا مرحوم سے پہلے حکمران

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۳) میری فریاد خواہ ابتر ہو۔ یا دیر بعد اسکا اثر میرے مرنیکے بعد ہو میں جبتک زندہ ہون اپنے وطن کے حقوق اداء کرتا رہونگا۔ اور ہر ایک قوم کے آزادی پسند صاحب ضمیر کے پاس مصر کو آزادی دلانے کے واسطے فریاد کئے جاؤنگا۔ دوسرا سوال۔ کیا انگریزوں پر مصریوں کو اعتبار نہیں رہگیا۔ اور تمکو نا امیدی ہوگئی ہے کہ وہ ایفائے وعدہ نہیں کریں گے؟

جواب۔ بیشک مصریوں کو انگریزوں پر اعتبار نہیں رہگیا اور ہم سب کو یقین ہوگیا ہے کہ انگریز ہرگز خود کسیدن بھی اپنے وعدونکو پورا نہیں کریں گے۔ اوائل قبضہ میں مصریونکو انگریزوں پر بڑا اعتبار تھا۔ ہمکو یہ گمان تک نہیں ہوسکتا تھا کہ انگریزوں جیسی مہذب اور بزرگ قوم کے لوگ کبھی نقض وعدہ کریں گے اور اپنی عزت اور دیگر اقوام کی عزت کو بھی چٹ کرجائیں گے۔ اور اونکی عزتوں کو مایہ تجارت بنائیں گے۔ یہ لوگ جو مصر میں امن قایم کرنے اور مدت قلیل کے بعد واپس چلے جانے کے لئے داخل ہوئے تھے اب اپنے تئیں نیل کے محافظ پکارتے ہیں۔

"انگریزوں کے ہماری نسبت جو کچھ برے ارادے ہیں وہ صاف ظاہر ہیں۔ حتی کہ لبرل لوگ بھی جو (؟) کہتے ہیں کہ وہ تخلیہ کے عمد میں خبیث نیت رکھتے ہیں۔ مسٹر گلیڈسٹون نے پچھلے برس مجھے لکھا تھا کہ کئی برس ہوئے تخلیہ مصر کا وقت پہونچگیا تھا یعنی کہ اسوقت انگریزوں کو مصر کا خالی کردینا واجب تھا۔ اور اب بھی ہے۔ ایسا تسلی بخش جواب پاکر میں نے مسٹر مذکور کو دوبارہ لکھا کہ آپ مسئلہ مصر پر تقریر کرکے گورنمنٹ کو ایفاء وعدہ کی تحریک کیجئے۔ اور گورنمنٹ ٹرکی کو فقط ایسے عہدوں کے ایفا پر جو اوس کی بعد اوسکی رعایا کے درمیان ہیں مجبور کرنے کی نصیحت کرنے سے پہلے خود اوس کو ایفائے معاہدات کی نصیحت کیجاتی۔ مجھکو امید تھی کہ مسٹر موصوف میری درخواست کو قبول کریں گے۔ مگر وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ میں اس وقت ایک عام حیثیت کا شخص ہوں۔ مجھکو مسئلہ مصر میں دخل دینا مناسب نہیں۔ مسئلہ آرمینیا میں دخل دینے کے لئے۔ اور وہ بھی بلاضرورت۔ یہ سب عذر غائب ہوگئے۔ پس جب ان لوگوں کا یہ حال ہے جو تخلیہ مصر کی ضرورت کے قایل ہیں تو دوسرے انگریزوں کی نیت خود بخود معلوم ہوسکتی ہے"۔

تیسرا سوال۔ کیا خدیو بھی انگریزوں کی نسبت ایسا ہی خیال رکھتے ہیں جیسا کہ اونکی قوم؟

جواب۔ بیشک خدیو حب وطن میں کسی مصری سے کم نہیں۔ وہ جب سے مسندنشین ہوئے ہیں اونکے خیالات ظاہر کررہے ہیں کہ وہ اس قبضہ سے سخت ناراض ہیں۔ اور اوسی دن سے محب وطن جماعت کو تقویت و طاقت دن بدن زیادہ پہونچ رہی ہے جو لوگ اونکے اخلاق و صفات سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ اونکی خاموشی ضعف یا ترک حقوق کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ یہ کہ وہ صابر ہیں اور فرصت و موقعہ کے مترقب ہیں۔ اونکو اپنے خاندان کی تاریخ بخوبی یاد ہے اور انکو معلوم ہے

ولی ہی کہلاتے تھے۔ مگر شاہی فرمان مورخہ ۲۷ مئی سنہ ۱۸۶۶ء کے روسے ولی کی جگہ خدیو المصر کا خطاب عطا کیا گیا۔ اور اوسی فرمان کے روسے مصر کا خراج تین لاکھ ساٹھ ہزار پونڈ سالانہ کی جگہ ۷ لاکھ ۲۰ ہزار پونڈ ہوگیا تخت مصر کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۵) کہ اس عیسوی صدی کے شروع میں جب انگریزوں نے اونکے جد امجد محمد علی پاشا سے مصر لینا چاہا تہا تو اونہوں نے اونکو مار کر باہر نکالدیا تھا۔ عباس پاشا بھی اپنی عزت کے حصول کے لئے بیتاب رہا ہے اور وہ اپنے حقوق کی محافظت کے مقابلہ میں جبکہ محافظت حقوق محبت ہمت اور شرف خاندانی سے بھی مرتبط ہے جان کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتے۔

چوتھا سوال۔ کیا انگریزوں سے مصریونکو جو نفرت ہے وہ سب یورپین لوگوں کی طرف سے بھی ہے جو مصر میں مقیم ہیں؟

جواب۔ نہیں! محمد علی پاشا کے وقت سے مصری اور یورپین لوگوں میں کمال اتحاد اور موافقت رہی ہے اور قبضہ انگریزی کے بعد تو ہم دونوں کی اغراض انگریزوں کے برخلاف اور زیادہ متحد ہوگئی ہیں۔ ہاں اگر یورپ نے ہماری دادرسی نہ کی اور مسئلہ مصر کا تصفیہ مدت مدید تک نہ کیا گیا تو ہم لوگ خیال کرنے لگ جائیں گے کہ کل یورپ اس قبضہ سے راضی ہے اور وہ کل مسلمانوں سے مذہبی بغض رکھتا ہے۔ اسوقت البتہ مصری یورپین لوگوں سے بھی متنفر ہو جائیں گے۔"

برلن سے روانہ ہوکر ۱۹۔ اکتوبر کو مصطفےٰ کامل وائینا پہونچے۔ اور اکثر کبار دولت اور معزز اخبارات کے رپورٹروں سے ملاقات کی۔ بارن شلونکی دارالامرا کے پریسیڈنٹ اور شہنشاہ آسٹریا کے مشیر خاص نے اون سے خاص طور پر ملاقات کی وائینا کا سربرآوردہ اخبار نیوفیر تاجیلا۔ مورخہ ۲۲۔ اکتوبر اپنے محرر اور مصطفیٰ کامل کا حسب ذیل مکالمہ درج کرتا ہے۔

(۱) کیا مصریون کو قبضہ انگریزی سے رنج پہنچ رہا ہے؟

جواب۔ ہاں۔ دو وجہ سے۔ ایک تو یہ کہ انگریزی قبضہ سے باعتبار قوم ہماری عزت زایل ہوگئی ہے۔ دوم اس لئے کہ قبضہ سے ہمکو ظاہری اور معنوی نقصان پہنچ رہے ہیں۔ انگلستان نے یورپ سے تخلیہ مصر کا وعدہ کیا اور وزرائے انگلستان نے اپنی تقریروں میں کئی دفعہ اسکا اقرار کیا۔ پس یورپ کو لازم ہے کہ دولت علیہ عثمانیہ سے احترام معاہدات کی درخواست کرنے سے پہلے انگلستان سے ایسا سوال کرے۔

مصریونکو چونکہ صدمہ پہونچا تھا اون کو انگریزی ماتحتی سے نکلنے کا حق حاصل ہوگیا۔ اس غرض کی حصول کے دو طریق تھے طریق بغاوت و طریق امن۔ پہلے طریق کو ہمنے اپنی جبلی امن پسندی اور یورپین مصالح کی حفاظت کے لئے پسند نہ کیا۔ اور دوسری سبیل اختیار کرکے یورپ کے کانوں تک اپنی فریاد پہونچانی شروع کی۔ انگلستان کے لئے مناسب تھا کہ وہ اپنے وعدوں اور عہود کا ایفاء اور تخلیہ مصر سے اپنی نہانی محبت اور عدالت کا ثبوت دیتا نہ کہ ارمنیوں سے اظہار محبت اور سادونکی حالپر شفقت ظاہر کرنے سے۔ ہم ہر طرح سے دیکھ رہے ہیں کہ مصر کو انگریزوں سے سخت نقصان پہونچا ہے۔

۲۔ سوال۔ کیا انگریز اپنے قبضہ سے مصر میں امن کو قایم نہیں رکھ رہے؟

جواب۔ ہرگز نہیں۔ امن تو مصر میں عربی پاشا کی قید سے تہوڑے دنوں کے بعد ہی قایم ہوگیا تہا۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

وراثت ترکی قانون کی بجائے کہ خاندان کا سب سے بڑا رکن وارث ہو نسلاً بعد نسلاً کر دیگئی۔

سلطان عبدالعزیز نے ۸ جون ۱۸۷۳ء کو فرمان صادر فرماکر خدیو اسمٰعیل اوّل کو دول اجنبیہ سے تجارتی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۵) اور کیا یہ انگریزوں کے لئے شرم کی بات نہ ہوگی۔ اگر وہ کہیں کہ ہم مصر میں چودہ برس تک قابض رہنے کے باوجود بھی امن قایم نہیں کر سکے۔

۳۔ سوال۔ تو پھر کیا انگریز اسوقت خدیو کی حکومت کی تقویت کے لئے مصر پر قابض ہیں؟

جواب۔ ہرگز نہیں مصر کے امرا میں سے رعایا میں کوئی امیر عباس پاشا جیسا محبوب نہیں ہوا۔ بلکہ انگریز ہی وہ لوگ ہیں جو آج اوسکی حکومت کی برخلاف مصر میں عمل کر رہے ہیں وہ کوئی شاہی اختیار نہیں برت سکتا۔ کل اختیار وزراء کو حاصل ہے جو انگریزوں کے مامور کردہ ہوتے ہیں۔

قصہ مختصر خدیو انگریزوں کے خلاف منشاء کوئی کام نہیں کر سکتا۔ بلکہ اوسکی اسقدر بیعزتی کرائی جاتی ہے کہ مصر میں چند اخبار انگریزوں نے جاری کر رکھے ہیں جنکو رشوتیں دیکر خدیو کو برا بھلا لکھوایا جاتا ہے۔ تاکہ اوس کا احترام رعایا کی نگاہ میں کم ہو۔

۴۔ سوال۔ تو پھر کیا انگریز مصریوں کی تعلیم و تربیت کے لئے قابض ہیں۔ تاکہ وہ اپنے ملک کا کاروبار چلانے کے قابل ہو جاویں۔

جواب۔ ہرگز نہیں۔ اونکے کل اعمال اسکے برعکس ثابت کرتے ہیں وہ تو مدرسوں کو طالب علموں کے لئے بند کرتے جاتے ہیں۔ طبی مدرسہ اس امر کی بین مثال ہے۔ قبضہ سے پہلے اوسکے متعلمین کی تعداد دوسو سے زائد تھی۔ آج ۹ سے زیادہ نہیں وہ طالب علموں کے اخلاق فاسد کر رہے ہیں۔ اونکو ایسے انگریزی اخبار پڑھنے کے لئے دیئے جاتے ہیں جنمیں امیر اور وطن المصری پر طعن و تشنیع ہو۔ اور تاریخکی ایسی کتابیں پڑھوائی جاتی ہیں جنمیں رسول کریم کو سب و شتم اور اسلامی عقیدہ و نیپر ہنسی اڑائی گئی ہو۔ الغرض وہ لڑکونکی اس طرح سے تربیت کر رہے ہیں کہ قومیت اور وطنیت کا نشان نہ رہجائے۔ اور وہ انگریزوں کے غلام اور خادم بنجاویں۔ وزارتوں اور انتظامی خدمات کے اعلیٰ عہدوں پر انگریز مامور کر کے وطنیوں کو دور ہٹا دیا گیا ہے۔ اجنبیوں اور ممالک غیر سے آتے ہوئے لوگونکو سرکاری عہدونپر مقرر کیا جاتا ہے۔ اور کبھی کبھی کسی خاین اور نا قابل وطنی کو بھی مامور کر دیا جاتا ہے تاکہ دنیا پر ثابت کیا جاوے کہ مصر اس قابل نہیں کہ خود حکومت کر سکے۔

۵۔ سوال۔ تو پھر کیا انگریز فلاحین (مزارعین) کی بہتری اور رفاہ کے لئے مصر پر قابض ہیں؟

جواب۔ حاشا و کلا۔ انگریز معاہدونکو بھی تو ایسا حقیر نہیں سمجھتے جیسا کہ مصریونکو۔ میں تمکو اسکی مثال میں ایک واقعہ سناتا ہوں۔ ایک ن تارگھر کا چپڑاسی ایک انجنیر کے پاس تار لیکر گیا۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

معاہدے کرنے اور فوجیں قایم رکھنے کے حقوق بھی جو اوسوقت تک مصر کے حکمرانوں کو نہیں دیئے گئے تھے عطا کر دیئے۔ ۱۸۷۹ء میں سلطان المکرم عبدالحمید نے فرانس اور انگلستان کے زور دینے پر اسمٰعیل کو معزول کر دیا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ٩٦ - اور جب تار حوالہ کر دی تو رسید پر دستخط کر دینے کے لئے کہا۔ انجنیر نے دستخط کرنیسے انکار کیا چپراسی نے فرض منصبی سے لاچار ہوکر مکرر عرض کیا۔ اس کے جواب میں انگریز بہادر نے بندوق اوٹھا کر غریب مصری پر جھونکدی جو خون میں لت پت ہوکر بیہوش زمین پر گر پڑا۔ انگریز افسروں نے اس انجنیر کو یہ سزا دی کہ اوسے ہندوستان میں تبدیل کر دیا۔ محکمہ (عدالت) مخصوص کی کاروائیاں جسمیں مصریوں اور انگریز سپاہیوں بحریوں کی تنازعات فیصل ہوتے ہیں۔ اس سے بھی عجیب تر ہیں۔ وہ پھانسی تک کا حکم بلا قانون صادر کر دیتا ہے۔ اور تعمیل حکم کی روز اُسکے جانے کا حکم دیتا ہے جو فوراً کر دی جاتی ہے۔

مالی حالت کے لحاظ سے سن لو۔ انگریز اپنے ذات بھائیوں کو بیش قرار شاہرے دینے کی لئے بیقرار تھے اونھوں نے تنخواہوں کی تعداد بڑھا دی حتیٰ کہ انتظامی محکمہ کا خرچ ستر لاکھ پونڈ ہو گیا۔ حالانکہ معاہدہ لنڈن کے رو سے ۵ لاکھ پونڈ خرچ کی حد مقرر کیگئی تھی فلاحین کا قرضہ قبضہ انگریزی سے پہلے ستر لاکھ پونڈ کے قریب تھا۔ اب کروڑ ۲۰ لاکھ پونڈ کے قریب ہے۔

سوال۔ تو پھر کیا انگریز یورپ کی مصلحت و بہتری کی لئے مصر پر قابض ہیں؟

جواب۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ قبضہ مصر سے انگریزوں کی پہلی غرض یہ ہے کہ یوروپین اقتدار کو توڑ دیا جاوے اس لئے نہیں کہ مصر زمانہ آیندہ میں کامل آزاد ہو۔ بلکہ کل قوت کو اپنے ہاتھ میں لینے کے لئے کیا تم نہیں دیکھ رہے کہ مختلط محاکم (عدالتوں) کی موقوفی کے لئے جو مصر میں یورپ کے مفاد کے لئے سب سے بڑی ضمانتیں ہیں کیسا زور لگا رہے ہیں اور کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جنگی قانون اور پرمٹ گھروں میں انگریزی تجارتی اسباب کی لئے علیحدہ وزن اور معیار رکھے ہوئے ہیں اور انگریزی تجارت کو خاص رعایتیں ملی ہوئی ہیں؟

قصہ مختصر یورپ پر واجب ہے کہ انگریزوں کو بہت جلد ہمارے وطن سے نکلجانے پر آمادہ کرے۔ والسلام"

وائینا ایک دوسرا اخبار الاکسترا بلاط مصطفٰے کامل کی نسبت یہ کلمات لکھتا ہے:۔

"تمہارے شہر وائینا میں چند دنوں سے ایک مہمان عزیز صاحب شہرت و عزت مشہور مصری لیکچرار (مصطفٰے کامل) وارد ہے۔ وہ غیور نوجوان ہے۔ اور دو برس سے اونسے اپنے ملک کو انگریزی تصرف سے آزاد کرانیکا واجب السعی کام اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ اس نوجوان کی عمر ۲۳ برس سے زیادہ نہیں۔ مگر اوس کے وطن کی مصیبتوں نے اوسکو خبردار اور آزمودہ کار بنا رکھا ہے۔ وہ مصر سے نکلکر یوروپ کے اون تمام شہروں میں پھر رہا ہے جنکے باشندے اونکو وادی نیل کی حقیقت حال سے آگاہی دے سکتا ہے۔ یوروپ کے تمام نامور فضلاء و علماء اور مدبرین و زعماء سے اوسکی خط و کتابت یا ملاقات ہے۔ اس سال کے شروع میں یہ جوہر دکمال لیری سے یورپ سے وطن مالوفہ کو واپس گیا تھا۔ جہاں اوسکی ہموطنوں نے اوس کا

باقی اگلے صفحہ

مصر کے خدیووں کی فہرست یہ ہے :-

نام	تولد	وفات	میعاد حکومت
۱- محمد علی بانئے خاندان	سنہ ۱۷۶۹ء	سنہ ۱۸۴۹ء	سنہ ۱۸۱۱ء لغایت سنہ ۱۸۴۸ء
۲- ابراہیم ولد محمد علی	سنہ ۱۷۸۹ء	سنہ ۱۸۴۸ء	جون لغایت نومبر سنہ ۱۸۴۸ء
۳- عباس نبیرہ محمد علی	سنہ ۱۸۱۳ء	سنہ ۱۸۵۴ء	سنہ ۱۸۴۸ء لغایت سنہ ۱۸۵۴ء
۴- سعید بن محمد علی	سنہ ۱۸۲۲ء	سنہ ۱۸۶۳ء	سنہ ۱۸۵۴ء لغایت سنہ ۱۸۶۳ء
۵- اسمعیل بن ابراہیم	سنہ ۱۸۳۰ء	سنہ ۱۸۹۵ء	سنہ ۱۸۶۳ء لغایت سنہ ۱۸۷۹ء
۶- محمد توفیق بن اسمعیل	سنہ ۱۸۵۲ء	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۷۹ء لغایت سنہ ۱۸۹۲ء
۷- عباس حلمی	سنہ ۱۸۷۴ء	زندہ	سنہ ۱۸۹۲ء

موجودہ خدیو کو ذاتی ونج کے خرچ کے لئے ایک لاکھ پونڈ سالانہ ملتا ہے +

(بقیہ حاشیہ) کمال تزک و احتشام سے استقبال کیا - اونہوں اپنے ابنائے وطن کو بھی ایک لیکچر دیا - جو بڑی گرمجوشی کے ساتھ سنا گیا - انگریزوں نے اس جسارت کا بدلہ بڑی کمینہ طرز میں لیا کہ اوسکے بھائی کو جو فوج میں عہدہ دار تھا موقوف کر دیا مگر خدیو نے جو رعیت میں اپنے عدل و انصاف سے بہت محبوب ہے - اوسکو پھر بحال کر دیا - اس انگریزی انتقام نے مصطفےٰ کامل کو مصریوں کی نگاہوں میں اَور عزیز کر دیا"

بعد ازاں مصر سے رخصت ہوکر مصطفےٰ کامل بوڈاپسٹ ہوتا ہوا آستانہ علیہ ارد ہوا - جہاں حضرات ترکوں نے اوسکی کمال تپاک سے آؤبھگت کی - بڑے بڑے عہدہ داروں نے ملاقات کی - اور آخرکار بارگاہ حضرت خلافت پناہی میں شرف اندوز ملازمت ہوا - اعلیحضرت امیرالمومنین نے کمال لطف و مہربانی سے اس نیک نہاد مصری نوجوان کو قبضہ شمشیر مرصع بالماس معہ طرہ شریفہ مرصع بزمرد و جواہر عنایت کیا - جو ایک طلائی مرصع کارصندوقچی میں بند تھا - یہ خاص الطاف عطا و تحفہ و امتیاز سے کہیں حصہ زیادہ موجب عزت و شوکت ہے - آستانہ علیہ سے روانہ ہوکر مصطفےٰ کامل ۱۶ نومبر کو اسکندریہ اور ۱۷ نومبر کو المؤید کا مقدمہ سننے کے لئے القاہرہ پہونچگیا - اس مقدمہ نے جو گورنمنٹ یعنی انگریزی عمال کیطرف سے اخبار مذکور پر دائر کیا گیا تھا نہ صرف انگریزونکی طرف سے اور زیادہ نفرت مصریوں کے دل میں پیدا کر دی ہے - بلکہ اس سے انگریزی حکام کے طریق عمل کی بھی کچھہ کیفیت منکشف ہو جاتی ہے - مختصر حالات اور مقدمہ قایم کئے جانے کے اسباب یہ ہیں :-

لارڈ کرومر صاحب انگریزی ایجنٹ کے حالات کسی گزشتہ پرچہ میں بتفصیل درج ہو چکے ہیں - اونکو مصر میں مقتدر اقتدار حاصل ہے کہ درحقیقت حکومت وہی کر رہے ہیں وزرا بھی محض برائے نام ہیں اصل میں تمام وزارتیں بھی انگریزی سکرٹریوں یا افسروں کے زیر اہتمام ہیں - مصری فوجی قبضہ ہی سے برافروختہ ہو رہے تھے - کہ اس اندرونی

آئین و حکومت مصر کا انتظام خدیو کے زیر فرمان وزراء کرتے ہیں۔ ۱۸۷۹ء سے ۱۸۸۳ء تک انگلستان اور فرانس کیطرف سے دو کنٹرولر جنرل مقرر رہے۔ جنکو معاملات ملک کے انصرام میں بہت اختیارات حاصل تھے (خدیو کی ڈگری مورخہ ۱۰ نومبر ۱۸۷۹ء جس کے

(بقیہ حاشیہ) دخل و تصرف نے اونکو اور زیادہ بھڑکا دیا۔ نوجوان محبان وطن کی ایک جماعت قایم ہوگئی۔ او چند اخبار مصر کی آزادی کو طلب کرنیکے لئے جاری ہوگئے۔ جنہیں سے کئی کسی نہ کسی طرح بند ہوگئے۔ مگر زمانہ کی رفتار کے مطابق ویسے ہی اور بھی پیدا ہوتے رہے۔ المؤید بھی انہی آزاد اخباروں میں سے ہے اور اوسکو جاری ہوئے اب انیس برس شروع ہوا ہے۔ لارڈ کرومر اور انگریزی حکام پر الزام لگایا جاتا ہے کہ چند دشمن ملک اور غدار اخباروں (مقطم وغیرہ) کو رشوت دیکر اونہوں نے اپنا طرفدار بنا رکھا ہے۔ اور جو اخبار آزاد روش ہیں اونکو درپے آزار رہتے ہیں۔

چنانچہ المؤید بھی جس نے مہذبانہ پیرایہ میں مگر صریح طور پر قبضہ انگریزی کی مخالفت شروع کردی تھی۔ اونکی آنکھوں میں کھٹکنے لگا۔ جسکی بدولت اوسپر یہ مقدمہ قایم کیا گیا۔ الزام یہ لگائے گئے کہ ۲۶ جولائی ۱۸۹۶ء کو سردار کچنر کیطرف سے وزیر جنگ کو ایک تار موصول ہوئی تھی وہ باوجود مخفی ہونے کے ۲۹ جولائی کے المؤید میں شایع ہوگئی۔ اسیطرح انہی دنوں میں اخبار مقطم کو ایک تار موصول ہوئی تھی جسے المؤید نے بھی اسیوقت بجنسہ چھاپ دیا۔ یہ دونوں تاریں شیخ علی یوسف ایڈیٹر المؤید نے تار گھر کے ملازم توفیق آفندی کی بدولت کے ذریعہ حاصل کی ہیں۔ توفیق آفندی تار کا افشا کرنے اور شیخ علی یوسف شریک جرم مذکور ہونیکا ملزم بنایا گیا۔ پہلے اس الزام کی پولیس نے تحقیقات کرکے لکھدیا تھا کہ المؤید کے ایڈیٹر کے برخلاف کوئی ثبوت نہیں مگر پھر خود بخود دہی دونوں ملزموں پر مقدمہ دایر کردیا۔ ۲۰ نومبر کو قاہرہ کے محلہ عابدین کی عدالت فوجداری میں پیش ہوا۔ محمود بک خیرت علی قاضی یا جج تھے۔ سرکار کیطرف سے علی بک توفیق پیرکار اور ملزموں کی طرف سے ابراہیم بک حلبادی اور سید احمد الحسینی بیرسٹر تھے۔

المؤید کل قلمرو میں نہایت معتبر اور ہردلعزیز پرچہ ہے۔ اسکے مقدمہ کا دور دور تک شہرہ پہونچگیا تھا۔ اور صوبجات بعیدہ سے بھی سینکڑوں آدمی مقدمہ سننے کے لئے قاہرہ پہونچگئے تھے۔ مقدمہ تین دن پیش رہا۔ شہادت استغاثہ کے بعد دونوں بیرسٹروں نے یکے بعد دیگرے نہایت فصیح و بلیغ تقریریں کرکے ارجاع مقدمہ کے اسباب اور انگریزی عمال کی خصومت کی قرار واقعی قلعی کھولی۔ عدالت نے ۲۹ نومبر کو حکم سنا دیا۔ توفیق آفندی سرکاری تار کے افشا کے جرم میں تین ماہ قید کا سزایاب ہوا۔ اور سرکاری خرچہ کا چوتھا حصہ اوسپر جرمانہ کیا گیا۔ ساتھ ہی پانچ برس کے لئے ممنوع الملازمت کردیا گیا۔ اخبار مقطم کی تار کے افشا کے جرم سے اوسکو بری کیا گیا۔ شیخ علی یوسف دونوں جرموں سے بری کئے گئے۔

عدالت نے جسوقت یہ حکم سنایا چاروں طرف سے خوشی کے نعرے بلند ہوگئے۔ اور شیخ صاحب کے دوست اونکو ہاتہوں ہاتہوں اٹھا کر کمرہ عدالت سے گاڑی تک لے گئے۔ شیخ علی یوسف کی عمر ۳۰ برس کی ہے۔ اور مصر کے منصب جرجہ کی باشندے ہیں

(باقی اگلے صفحہ پر)

روسا اونکی تقرری کی اجازت دیگئی۔ کتاب بسلسلہ عہد حکومت کی کسی حاشیہ میں درج ہے) ۱۸۸۲ء کی موسم بہار میں عربی پاشا وزیر جنگ کے بغاوت کر دینے پر انگلستان نے مداخلت کی اور بغاوت کو فرو کر کے خدیو کا اقتدار

توفیق آفندی قبطی عیسائی قاہرہ کا باشندہ اور عمر میں ۲۲ سال کا ہے۔ توفیق آفندی نے حکم سزا اور گورنمنٹ نے حکم برئیت شیخ علی یوسف کی ناراضگی سے عدالت اپیل میں مرافعہ کیا ہے۔ اس مقدمہ نے انگریزوں کیطرف سے مصریوں کو ایسا بدظن کر دیا ہے کہ تمام محب ملک اخبارات میں انکی ناجائز کاروائیوں کی صاف صاف پردہ دری کی جا رہی ہے۔ چنانچہ ایک عربی اخبار نے اپنے مضمون کا عنوان ہی یہ رکھا۔

واذا قیل لھم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون اور اسپر اکتفا نہ کر کے انگریز محتلین (قابضین) کے حق میں یہ آیت تحریر کرتا ہے۔ الا انھم ھم المفسدون ولاکن لا یشعرون ۔

ناظرین کو سطور مندرجہ بالا سے مصریوں کا عندیہ بخوبی واضح طور پر معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہماری طرف سے کسی امدادی کی ضرورت نہیں البتہ یہ سوال کرنے سے باز نہیں رہ سکتے کہ ایسی سخت اندرونی و بیرونی مخالفت کے مقابلہ میں انگریزی گورنمنٹ کا قبضہ مصر پر مضبوط رہا کیا اسکے حق میں مضر تو نہیں ہو گا؟

۱۹۰۶ء کے شروع میں انگلستان نے ٹرکی سے جھگڑا کیا۔ کہ مقام عقبہ کے قریب اوس نے مقام طابہ پر جو سینا میں ہے کیوں قبضہ کر لیا ہے۔ رفتہ رفتہ معاملہ بہت طول کھینچ گیا۔ مگر آخر بصلح و صفائی طے ہو گیا۔ اس سے چند ماہ بعد جون ۱۹۰۶ء میں چند انگریز فوجی افسروں کا طنطا کے قریب دہقانوں سے دنگا ہوا۔ ایک انگریز مر گیا چند زخمی ہوئے دہقانیوں میں سے بھی ایک ہلاک اور چند زخمی ہوئے۔ آخر الذکر کی تو کچھ فریاد نہ سنی گئی۔ مگر انگریزوں کے قصاص میں چار کو پھانسی اور ۱۷ کو حبس دوام یا قید سخت یا بید کی فوراً سزا دی گئی جسکو خود انگلستان کے انصاف پسندوں نے بھی وحشیانہ انتقام قرار دیا ان سے گلو خلاصی کرانے کو انگریزی وزیر خارجہ نے پارلیمنٹ میں کہا کہ مصر میں انگریزوں اور یوروپینوں کے برخلاف سخت مذہبی جوش پھیل رہا ہے۔ یہ فساد بھی اوسیکا ایک نتیجہ تھا۔ اگر انگریزی فوج نے جلد تدارک نہ کیا تو نتیجہ اچھا نہ ہو گا۔ کیونکہ یہ جوش صرف مصر ہی میں نہیں بلکہ کل شمالی افریقہ میں پھیل رہا ہے۔ ان دونوں واقعات و معاملات کی اصلیت اور واضح کیفیت اخبار وطن لاہور کے مندرجہ ذیل مضامین سے معلوم ہو جائے گی:-

تنازعہ عقبہ شروع تو اس بنا پر ہوا کہ ترکی فوج اوسکے متصلہ قصبہ طابہ پر کیوں قابض ہوتی۔ مگر اس ہفتہ کے ایک تار سے واضح ہوتا ہے کہ جس طرح سیاسی لحاظ سے یہ معاملہ اصل فریقین یعنے تابع و متبوع تک محدود نہیں ہے انگلستان دخل دہی کا خود کو نہ صرف مجاز بلکہ حقدار سمجھ رہا ہے۔ اوسیطرح علاقہ تنازعہ کی حدود میں بھی دن بدن اضافہ ہوتا گیا ہے بحیرہ روم کی جانب ترکی و مصری حد بندر العریش کے قریب سے شروع ہوتی ہے۔ بعض نقطہ آغاز کو ترکی بندر غزا اور مصری بندر العریش کے مابین بتاتے ہیں۔ اور بعض اوسکا محل وقوع بندر العریش کے مابین بتاتے ہیں۔ (باقی آگے)

پہر قایم کرا دیا۔ اس مداخلت میں فرانس نے انگلستان کا ساتھ ندیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ (انگریزوں نے) ۱۸ جنوری ۱۸۸۳ء کو خدیوسے ایک حکم جاری کرا کر انگلستان اور فرانس کے مشترکہ اقتدار کا خاتمہ کرا دیا۔ اور اسکی جگہہ خدیو نے

اور بعض اوسکا محل وقوع بندر العریش کے متصل قرار دیتے ہیں۔ اس سرحد کا دوسرا سرا موجودہ قابضان مصر کے موجودہ بیان کے مطابق عین ترکی بندر عقبہ کے مغربی مضافات پر ختم ہوتا ہے جسکی رو سے کل جزیرہ نما سینا مصر کی طرف چلا جاتا ہے مگر خود مصر ہی کے اسلامی اخبارات کے بیان کے مطابق یہ سرحد نہر سویز کے مشرقی سرے پر بندر سویز کے محاذ ختم ہو جاتا ہے جسکی رو سے جزیرہ نما سینا کا بڑا حصہ ترکی قلمرو میں محسوب ہوتا ہے۔ حد کی اصل موقعہ کے متعلق مزید بحث آگے چلکر کیجائے گی۔ پہلے اوس معاملہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جس نے اس تنازعہ کو بقول رائیٹر زیادہ سنگین بلکہ توحش خیز بنا دیا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ترکی فوج نے سرحد کی شمالی سرے یعنی العریش کے متصل جو روشنی کے مینار ساحل کے قریب تھے اونکو ہٹا دیا ہے۔ مخبر یہ نہیں بتاتا کہ کیوں ایسا کیا گیا۔ اور یہ مینار اب تک کس کے اہتمام میں تھے۔ تاہم اس خبر سے کم از کم یہ ضرور مترشح ہو رہا ہے کہ ترکی حکومت اس سرحد کے جنوبی حصہ کیطرف یعنی بجانب عقبہ وطابہ ہی فوجی مستعدی نہیں دکہا رہی۔ بلکہ شمالی حصہ کیطرف بہی۔ جو خاص سرزمین مصر اور نہر سویز سے نسبتاً بہت قریب ہے کچہہ نہ کچہہ مزید فوج جمع کر دیگئی ہے۔ اور یہی دو طرفہ مستعدی کشیدگی کے بڑہانے کا باعث ہوئی ہے۔ گو ٹائمز اصلیت کو چہپا کر صرف روشنی کے میناروں کے مفروضہ انہدام کو ایک لمبی چوڑی وعظ اور زہر آلود دہمکیوں کی بنا قرار دیتا ہے۔ وہ لکھتا ہے "سلطان نے بلاوجہ موجب جو صورت قایم کر رکہی ہے۔ وہ اِن دنوں نازک تر ہو گئی ہے ہمیں خبر پہونچی ہے کہ ترکوں نے العریش کی سرحد پر جو روشنی کے مینار تھے۔ وہ ہٹا دیے ہیں۔ ان حالات میں یہ ناممکن ہے کہ ہم اس قسم کے واقعات سے جو براہ راست اس بدامنی کو فروغ دینے والے ہیں چشم پوشی کر سکیں جسے مصر میں بعض سازشی جنمیں بعض اعلی وجاہت رکہنے والے بھی ہیں از راہ بیوقوفی پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں"۔

ٹائمز کی نسبت یہ مسلم ہے کہ ترکوں اور سلطنت عثمانیہ کے متعلق اوسکی رائے تو درکنار۔ اوسکے بیان کردہ واقعات بھی بالعموم صداقت اور راستی سے معرا ہوتے ہیں۔ وہ یاد اوس کے نامہ نگار برائے ٹرکی کی نسبت بالکل ایسے ہی کی خبریں گھڑنے کے مرتکب ہو چکے ہیں۔ ممکن بلکہ غالب ہے کہ یہ خبر بھی اسی قسم کی ہو۔ اور محض انگریزی قوم میں جوش پیدا کرنے اور سلطان کے برخلاف ایک نیا طومار لکہنے کے لئے کوئی بہانہ ہاتھ میں لانیکے واسطے وضع کی گئی ہو لیکن جیسا کہ اوپر لکہا جا چکا ہے اسمیں شک نہیں کہ ترک ضرور اسطرف بھی کچہہ نہ کچہہ مستعدی دکہا رہے ہونگے۔ یہ ممکن نہیں کہ وہ ایک ایسے موقع کی استحکام کے لئے تو ہزارہا فوج بے آب و گیاہ اور لق و دق ریگستان میں جمع کر دیں۔ جو مصر سے سینکڑوں میل پرے ہے اور نسبتاً بہت قریب کے علاقہ کی حفاظت و محفوظیت کے لئے کچہہ اہتمام نہ کریں۔ لیکن جبتک وہ اپنی حد کے اندر رہکر

انگلستان کی سفارش پر ایک انگریز کو مالی مشیر مقرر کیا جسکی متفق الرائے ہونیکے بغیر مالی معاملات کی متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہوسکتا۔ اس مالی مشیر کو کونسل وزرا میں شامل ہونیکا استحقاق حاصل ہے۔ مگر وہ عاملانہ اختیار

یہ انتظام کریں کسیکو معترض ہونیکا کوئی حق حاصل نہیں ہوسکتا تھا۔ خواہ کوئی دوراندیشی اس امر کی کیسی ہی متقاضی کیوں نہ ہو۔ کہ اونکو اس اہتمام میں کامیاب ہونی دیا جائے۔ پس ممکن ہے کہ کسی ایسی ہی دوراندیشی نے یہ غلط تدبیر سوجہائی ہو۔ کہ روشنی کے میناروں کے اصل یا فرضی واقعہ کو چہیڑ خانی کا بہانہ بنالیا جائے۔ اگر مدعا نہ ہوتا تو ٹائمز کی تحریر کے دوش بدوش ہی یہ خبر سننے میں نہ آتی کہ انگریزی وزرا فی جزیرہ نماسینا کے مسئلہ پر باہم جمع ہوکر غور کیا ہے۔ اور بعد صلاح و مشورہ یہ فیصلہ کیا ہے کہ انگریزی جنگی جہاز متروا روشنی کے میناروں کے معاملہ کی تفتیش کے لئے العریش بہیجا جائے۔ اور کہ گورنمنٹ برطانیہ اس امر کا عزم بالجزم کرچکی ہے کہ مصری سرزمین پر سے ترکی افواج کے ہٹائے جانے پر وہ پورا پورا اصرار کریگی۔ جس عزم کو مدنظر رکھکر عام رائے صورت حال کو بہت اہم اور نازک تصور کررہی ہے۔

ایک انگریزی جنگی جہاز خلیج عقبہ میں طابہ کی نگرانی کے لئے پہلے سے ہی موجود تہا۔ اب ایک اور اس سرحد کی عین دوسری سرے پر جاتا ہے۔ ادہر خاص مصر میں انگریزی فوجکی جمعیت بسرعت بڑہائی جارہی ہے۔ پچہلے سال سے وہاں صرف ساڑہے تین ہزار فوج موجود تھی۔ جو کلہم پیدل تھی۔ سوار اور توپخانہ نہ رکھے گئے تھے۔ پہلے ۸ سو مزید فوج بہیجنے کا فیصلہ ہوا۔ اور حال میں ایکہزار اور بہیجدینے کا جسمیں توپخانہ اور فوج سواران بھی ہوگی۔ اس دوہرے اضافہ سے انگریزی فوج مصر میں پانچہزار ہوجاویگی۔ ہر ایک کو معلوم تہا کہ اس اضافہ کی وجہ تنازعہ عقبہ ہے۔ مگر گورنمنٹ اب تک امر محض کنایتاً ظاہر کرتی رہی صراحت کو خلاف مصلحت سمجھتی رہی۔ لیکن اب معاملہ کچھہ ایسا پیچیدہ ہوگیا ہے۔ کہ اس خفیف سی پردہ داری کی بھی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ اور وزیر خارجیہ انگلستان نے صاف صاف اعتراف کیا ہے۔ کہ مصر میں بیچینی بڑہ رہی ہے جسکا ایک بڑا باعث وہ کارروائی ہے۔ جو باب عالی سرحد مصر پر کررہا ہے۔ اس بیان میں بہی یہ امر صاف نہیں کیا گیا کہ بیچینی کی نوعیت کیا ہے۔ آیا مصری ٹرکی کے برخلاف ناراض ہورہے ہیں یا اسمعاملہ میں انگلستان جو کچھہ حصہ لیرہا ہے اسپر چین بجبیں ہورہے ہیں۔ مگر وزیر ممدوح کی یہ خاموشی اصلیت کو نہیں چھپا سکتی۔ گزشتہ ہفتہ کا یہ تار کہ مصر کے اسلامی اخبار ٹرکی کو حق بجانب سمجھتے ہیں۔ اصل کیفیت کو ظاہر کررہا ہے۔ اور سر ایڈورڈ گرے کا اغماض الخیال کو تقویت پہونچا رہا ہے۔

خلاصہ کلام اسمعاملہ کی تمام اصلیت سردست یہ معلوم ہوتی ہے کہ ٹرک نہ صرف طابہ کو خالص ترکی علاقہ بتلاتے ہیں۔ بلکہ کل جزیرہ نماسینا کو۔ اور چاہتے ہیں کہ اس علاقہ پر آئندہ قرار واقعی اپنا عمل دخل رکہیں ساحل بحر روم کیطرف بہی وہ سالقہ لاپروائی کی تلافی کررہے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ اس نواح کو بہی فوجی لحاظ سے خاصہ مستحکم بنالیں

رکہنے والا عہدہ دار نہیں ہے۔ (خدیو نے ۱۹۰۴ء میں ایک فرمان صیغہ مال کے متعلق نافذ کیا جو ۸ اپریل ۱۹۰۴ء کے معاہدہ میں فرانس اور انگلستان نے تسلیم کیا گیا اور بطور ضمیمہ اوس کے ساتہہ لگایا گیا ہے۔ اس کے روسے صیغہ مال کو کئی موجودہ پابندیوں سے سبکدوش کیا گیا ہے۔ اور جب وہ پورا پورا نافذ ہوگیا تو پہر کوئی ترمیم ۱۸۸۵ء کے معاہدہ لنڈن پر دستخط کنندہ دول کی بلا اجازت نہیں ہوسکے گی۔)

مصری حکومت بشمول خود یا انگریزی حکومت کی ایما سے اپنی سرحد کے متصل اپنی شہنشاہی طاقت کے جدید اہتمام کو اطمینان کی نگاہ سے نہیں دیکہتی۔ اور کل جزیرہ نما سینا کو اپنا حق بتاتی ہے اور اس حق کو محفوظ رکہنے کے لئے جسکی جنگی لحاظ سے اہمیت حجاز ریلوے نے ظاہر کردی ہے وہ طابہ ایسے چہوٹے سے خطہ پر بہی ترکوں کے قابض ہو جانے پر معترض ہورہی ہے کیونکہ اُسے خطرہ ہے کہ ایک جزو کی متعلق خواہ وہ کیسی ہی قلیل کیوں نہ ہو۔ اُس کے خاموش رہنے سے یہ نتیجہ نکال لیا جائے کہ وہ کل سے دستبردار ہوگئی ہے۔ لیکن مصر کے مسلمان باشندے اس معاملہ میں مصری حکومت سے اتفاق نہیں رکہتے۔ اور خود خدیو بہی ابہی کوئی قطعی فیصلہ نہیں کرسکے۔ ورنہ غازی مختار پاشا اب تک انکے ساتھ سلسلہ گفتگو جاری نہ رکہتے۔ ٹائمز نے بعض اعلیٰ وجاہت رکہنے والے اشخاص کی طرف جو اشارہ کیا ہے ممکن ہے۔ وہ خود خدیو کے بہی متعلق ہو۔ تیسرا فریق اس معاملہ میں انگلستان ہے۔ جو بظاہر تو خود ساختہ حامی کی حیثیت سے مصری حقوق کی حفاظت کا مدعی ہے۔ اور محض اسی ادعا کی وجہ سے ہر طرح کے اعتراضات کا آماجگاہ بن رہا ہے۔ کیونکہ ترک تو بجائے خود رہے۔ خود مصری بہی جنکی حمایت کا وہ دعویدار ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ انگلستان شرعاً قانوناً اور اخلاقاً کسی ایسے معاملہ میں جو ترکی اور مصر کے درمیان متنازعہ فیہ ہو۔ ہرگز ہمارے محافظ بننے کا ادعا نہیں کرسکتا۔ ترکی اور مصر مذہباً و اصولاً ایک ہی شے ہیں۔ مصر کا کسی غیر سے کوئی جہگڑا ہو تو ہم خود اُس سے بخوشی بلکہ باصرار امداد کی درخواست کریں۔ جب مدعی و مدعا علیہ عملاً ایک ہی شخص ہوں تو گواہ کیسے اور حامی کیسے۔

لیکن دوسری طرف دنیا سازی اور سیاسی مصلحت انگلستان کو اپنی اصل پوزیشن کی صاف وضاحت سے مانع ہے۔ وہ خود اور کل دنیا جانتی ہے کہ انگلستان سب سے اول اپنی اغراض کی بہتری اور ہندوستان و انگلستان کے راستہ کو اپنے قابو میں رکہنے کے لئے مصر پر قابض ہے۔ اور جبتک اوسکا بس چلیگا قابض رہے گا۔ اور ہر ایسے امر کا حتی الامکان انسداد و تدارک کریگا۔ جو اس قبضہ میں مخل ہوسکتا ہے۔ یا ہونیوالا ہو۔ مگر دنیاداری اوسے کبہی زبان سے اوسکا اقبال نہ کرنے دیگی۔ زبانی وہ یہی کہیگا کہ میں مصر کی بہتری کے لئے وہاں متصرف ہوں۔ اور اوسیکی حفاظت و صیانت اور اوسکی حقوق کی نگہداشت کی لئے اب ترکی سے بہی جہگڑ رہا ہوں۔ یہ ایسا بدیہی تصنع اور مدعی سست گواہ چست کا نقشہ ایسا صاف ہے کہ معاملہ پر اس پہلو سے کچہہ بحث کرنا محض تضیع اوقات ہے۔ خواہ منطقی دلایل لاکہہ پیش کیجائیں اور ہزارہا مثالیں سابقہ تنازعات مصر و روم میں اغیار کی مداخلت کی پیش کیجائیں۔ دنیا میں ایک بہی منصف مزاج قایل نہیں ہوسکتا

مصری وزارت میں اس وقت چھ وزیر ہیں۔ جنکو بہ تفصیل ذیل محکمے سپرد ہیں۔

۱۔ پریسیڈنٹ کونسل وزراء جو وزیر صیغہ اندرونی بھی ہوتا ہے۔

۲۔ وزیر محکمہ مال۔

۳۔ وزیر محدلت عامہ۔

۴۔ وزیر صیغہ جنگ۔

۵۔ وزیر محکمہ جات تعمیرات و تعلیم عامہ

۶۔ وزیر صیغہ خارجیہ۔

کہ انگلستان اس بنا پر مداخلت وحمایت کی کوئی جائز بنا اور وجہ رکھتا ہے۔ اسلئے اس سے قطع نظر کرکے وطن اُس پہلو کو لیتا ہے۔ جو اصل بنا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ انگلستان اپنے دیگر مقبوضات کی حفاظت کیلئے مصر پر قابض ہے اور رہنا چاہتا ہے۔ اور یہی خواہش کبھی کویت کبھی عدن اور کبھی عقبہ وعریش کے بہانہ سے اُسے ٹرکی کے مقابل سیاسی بساط پر سرگرم ترک وتازہ بنائے رہتی ہے۔

ٹرکی اب تک ہر موقعہ پر مدافعت کے پہلو پر رہی ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ کویت یا عدن کے اندرونی علاقہ پر کبھی بھی اور کسی بھی صورت میں انگلستان کو ٹرکی سے مرجح حق حاصل رہا ہے۔ وہاں کے معاملات میں اوسکی مداخلت بلا شبہ ترکی حقوق میں دست اندازی کرنے کی مرادف تھی۔ حتی کہ طابہ کے معاملہ میں بھی اگر ترکوں کے بیان کو مان لیا جائے تو مدافعت کے ہی پہلو پر ہیں۔ مداخلت وتعرض مصر وانگلستان ہی کیطرف سے ہوا ہے۔ اور اگر انگلستان کا بیان صحیح سمجھا جائے تو بھی ٹرکی کی پیشدستی چنداں اہم متصور نہیں ہوسکتی۔ طابہ عقبہ سے جو علم طور پر ترکی قصبہ ہے۔ صرف آٹھ دس میل ہے۔ اور اس مقام اور نہر سویز کے درمیان کئی سو میل لنبا لق ودق چٹیل میدان حائل ہے۔ اور بنابریں طابہ کا قبضہ جنگی لحاظ سے مصر پر فوجکشی کرنے میں ٹرکی کو عقبہ سے بہتر ہرگز کچھہ کام نہیں دے سکتا۔ اوس سے کوئی بڑی سے بڑی بھی غرض حاصل ہوسکتی ہے تو فقط یہ کہ عقبہ کی حفاظت کے لئے ایک اوٹ پوسٹ (بیرونی چوکی) کا کام دے یعنی بجائے اس کے کہ حملہ آور دشمن کی مزاحمت عین عقبہ کی دیواروں کے قریب کیجائے۔ سات آٹھہ میل پہلے سے اوسکی مقاومت کا سلسلہ شروع کردیا جائے۔ یعنے اسصورت میں بھی ٹرکی دراصل مدافعت ہی کے پہلو پر ہوگی۔ خواہ طابہ پر اوسکا قبضہ ہی ہو۔ کیونکہ یہ قبضہ مصر پر فوجکشی کرنے میں کچھہ بھی مدد نہیں دے سکتا۔ اور اسی سے یہ نتیجہ نکال لینا غلط نہیں ہوگا۔ کہ آج سے بیس سال بعد ٹرکی کا خواہ کیا ارادہ ہو۔ مگر سردست وہ مصر پر حملہ آور ہونیکی ہرگز نیت نہیں رکھتی۔ پس اس اندیشہ کی بنا پر ٹرکی سے بگاڑنا کبھی قرین دانشمندی نہیں ہوسکتا۔

اگر کوئی معترض کہے کہ انگلستان کی اسوقت کی خاموشی ٹرکی کو کسی آیندہ وقت میں مصر پر حملہ کرنے کی تیاریاں

یکم مئی ۱۸۸۳ء کو خدیو نے ایک بنیادی قانون نافذ کر کے اپنے ملک کی حکومت کو آئینی طرز پر چلانے کے لئے چند انتخابی مجالس قایم کیں۔ اور ہر بالغ مرد کو رائے دینے کا حق عطا کیا گیا۔ مجالس حسب ذیل ہیں :-

---

کو مکمل کر لینے کے قابل بنا دے گی۔ اور اگر سینا پر اونکا حق مان لیا گیا تو وہ عقبہ سے سویز تک ریل تیار کر لینے سے مصر کو خوب طرح اپنی زد میں لے لیں گے۔ اس لئے بمصداق "گربہ کشتن روز اول باید" انگلستان سرچشمہ ہی کو کیوں بند نہ کر دے تو اسکا جواب یہ ہوگا کہ ہم مان لیتے ہیں کہ انگلستان ترکونکو سینا سے بیدخل کرنے میں کامیاب ہو جائیگا۔ لیکن عقبہ سے لیکر العریش تک سینا کے محاذ کے علاقہ پر تو وہ بھی ٹرکی کی حکومت مانتا ہے اور اس لئے ایکطرف عقبہ سے اور دوسری طرف قدس سے العریش تک ریل بنانے میں بغیر بلا وجہ اعلان جنگ کر دینے کے اور کسی طرح مزاحم نہیں ہو سکتا۔ اور اگر العریش تک ریل پنجائی تو وہ ترکوں کو مصر پر حملہ آور ہونے میں ویسی ہی مدد دیگی جیسی کہ عقبہ سویز ریلوے۔ پس طابہ کے معاملہ میں فقط اس دور اندیشی سے ترکوں کے ساتھ بگاڑ کرنا محض بے فایدہ ہو جائے گا۔ ہاں اگر عقبہ عریش ریلوے کی تیاری کو بھی روکنے کا عزم بالجزم ہو خواہ مخاصمانہ جنگ کرنا پڑے۔ پھر موجودہ نزاع کو بیشک جسقدر پیچیدہ چاہے بنا لے۔ لیکن اس صورت میں یہ بحث اُٹھے گی کہ کیا قبضہ مصر ایسا ضروری ہے کہ ٹرکی سے جنگ کر کے بھی اسے قایم رکھنے کی کوشش کیجائے تو بجا ہوگا۔

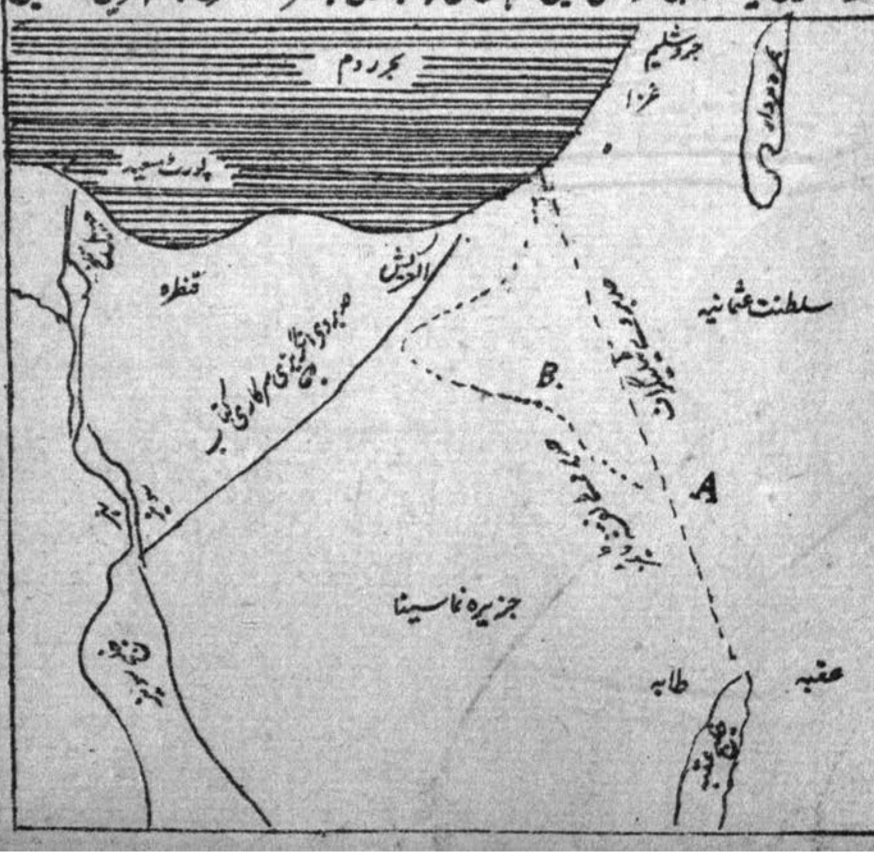
وطن کی رائے میں یہ قبضہ ہرگز ایسا ضروری نہیں۔ انگلستان ہندوستان پر ڈیڑھ سو سال سے قابض ہے۔ اور مصر پر صرف ۱۸۸۲ء سے۔ اگر انگلستان سوا سو سال تک بلا قبضہ مصر ہندوستان پر نہ صرف قابض رہ سکا۔ بلکہ ہر روز اپنے مقبوضات کو بڑہاتے رہنے کے قابل رہا۔ حالانکہ اُسے آپکی نسبت دریائی سفر میں بڑا چکر کاٹ کر طے کرنا پڑتا تھا تو اوس زمانہ میں ہرگز یہ دعوی صحیح نہیں ہوگا کہ انگریزی قبضہ ہندوستان قبضہ مصر پر منحصر ہے۔ علاوہ برین جنگ کرنے میں ٹرکی خود یقیناً سالہا سال تک ہرگز پیشدستی نہیں کرے گی۔ لیکن اگر اوسے جنگ پر مجبور کیا جائے تو قطع نظر اُس عام بیدلی اور آزردگی کے جو طبعاً تاج برطانیہ کی بالواسطہ اور براہ راست دس کروڑ مسلمان رعایا کے دلوں میں پیدا ہوگی۔ کوئی شخص دعوی سے نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس جنگ میں انگلستان ضرور ہی غالب رہے گا۔ بلکہ ظن غالب اس کے برعکس ہے۔ ٹرکی کو بھی بیشک سخت سخت نقصان طرح طرح کے اُٹھانے پڑیں گے۔ اور انگریزی بیڑہ جہازات ضرور اکثر سواحل کو برباد کریگا۔ لیکن چونکہ ٹرکی کچھہ بھی بحری تجارت نہیں رکھتی۔ انگلستان کی بحری قوت ٹرکی کو کوئی ایسا گزند نہیں پہونچا سکے گی جو اوسکی قومی زندگی کے حق میں مہلک ہو سکے اور اس کے مقابل ترک مصر پر اتنی فوج لا سکیں گے۔ جسکی مزاحمت کے لئے انگلستان شاید ہی کافی فوج بہم پہونچا سکے۔ محاربہ ٹرنسوال میں انگلستان نے بیشک تین چار لاکھ آدمی جمع کر لئے تھے۔ جو مصر سے نسبتاً بہت زیادہ فاصلہ پر تہا لیکن وہاں انگلستان کے لئے میدان کہلا پڑا تہا۔ کوئی اور طاقت مزاحم نہ تھی۔ مصر کے معاملہ میں ضرور اور طاقتیں

لیجسلیٹیو کونسل (مجلس واضعان قانون) جنرل اسمبلی (مجلس عام) اور پراونشل بورڈز (صوبہ وار مجلسین)

بھی مداخلت کرینگی۔ اور اگر انگلستان نے ٹرکی کو مغلوب بھی کرلیا تو باقی سلطنتیں ہرگز اجازت ندینگی کہ انگلستان قابض کی بجائے مصر کا مالک و فاتح بھی بنجائے۔ اسمعاملہ میں انگلستان کی پالیسی کی غلطی واضح کرنے کیلئے اتنی دلایل پیش کیجا سکتی ہیں کہ کئی صفحات بھی ان کے ذکر کیلئے مکتفی نہیں ہوسکتے۔ لیکن سردست وطن کچھہ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں دیکھتا۔ اور اس دعا پر ختم کرتا ہے کہ خدا کرے کہ موجودہ لبرل گورنمنٹ کا طریق عمل ایسا نہو جیسا کہ سنہ ۱۸۸۲ء میں لبرل حکومت کا رہا تھا۔ اور لبرل ترکی معاملات میں بھی اسم بامسمیٰ ثابت ہوں۔ نہ کہ مخرب امن و امان عالم۔ رہا حد کا معاملہ اوس کے متعلق سردست اوس خط کے ترجمہ پر اکتفا کیا جاتا ہے جو اڈیٹر وطن نے سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور کو لکھا تھا۔ اور اوس کے پرچہ مورخہ ۲۸۔ اپریل میں شایع ہوچکا ہے۔

(ترجمہ خط) ٹرکی اور مصر کی سرحدی لاین۔ جناب بندہ۔ لنڈن میں جو بڑی بڑی اخبارات شایع ہوتے ہیں انمیں سے بہت سے اخبارات کچھہ عرصہ سے ٹرکی اور مصر کے مابین متنازعہ فیہ مقامات کے بالکل غلط اور مغالطہ میں ڈالنے والے نقشے شایع کررہے ہیں۔ جس سے عجب نہیں کہ اصلی واقعات کے سمجھنے میں عوام کو غلط فہمی پیدا ہو۔ مثال کے طور پر وہ نقشہ پیش کیا جاسکتا ہے۔ جو لنڈن کے ڈیلی ٹیلیگراف مورخہ ۲۴ مارچ میں شایع ہوا ہے۔ اس نقشہ میں ایک سیدھی سرحدی لاین دکھائی گئی ہے جو ٹرکی بندر غزا اور مصری بندر العریش کے درمیان

باقی آئندہ صفحہ



یجسلیٹو کونسل وضع قانون کے معاملات میں صلاح دہندہ مجلس ہے۔ تمام قوانین عامہ پارلیمان امتحان

بحیرہ روم کے ایک مقام سے نہر سویز کے متوازی مگر بحر مذکور سے کئی سو میل کے فاصلہ پر خاص شہر عقبہ کے مغربی حدود کے نزدیک لاکر ختم کی گئی ہے۔

انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا کے ضمیمہ جات کے ہمراہ سنہ ۱۹۰۳ء میں جو نقشہ جات کی ایک جلد شایع ہوئی اس کے دیکھنے سے فوراً معلوم ہو جائیگا کہ ٹیلیگراف مصری اغراض کی حق میں بڑی فیاضی سے کام لے رہا ہے۔ ٹائمز نصف بالائی سرحدی حصہ کو ایک سیدھی لائن میں نہیں دکھاتا بلکہ ایک مثلث کی شکل میں جو مصر کیجانب بڑہی ہوئی ہے اور جسکی ہر ایک جانب قریباً سو میل لمبی ہے ظاہر کرتا ہے۔ ٹائمز کے نقشہ کا اسلئے حوالہ دیا گیا ہے کیونکہ وہ ٹیلیگراف کی غلطی کو ایک حد تک واضح کرتا ہے۔ ایک حد تک اسلئے کہ اس نقشہ کی رو سے بھی جو کسی قدر ٹرکی کے مفید ہے جزیرہ نماے سینا کا بہت بڑا حصہ مصر کی حدود میں دکھایا گیا ہے۔ حالانکہ مصر کے تمام اسلامی اخبار اسے بلا اشتراک بالعالی کا ملک ثابت کر رہے ہیں۔

ڈپلومیٹک اور قونصلر رپورٹوں کے سلسلہ نمبر ۳۶۵ میں ٹرکی کی سرخی کے تحت اور قسطنطنیہ کی تجارت بابت سنہ ۱۹۰۰-۱۸۹۹ء کی رپورٹ میں جو جولائی سنہ ۱۹۰۱ء میں پارلیمنٹ کے دونوں حصوں کے روبرو فارن آفس نے پیش کی۔ کئی ایک نقشے بھی شامل تھے۔ جنمیں سے ایک میں حجاز ریلوے کا رستہ دکھلاتے ہوئے عثمانی مقبوضات اور باجگذار ریاست کی سرحد ایک ایسی سیدھی لائن سے دکھائی گئی ہے۔ جو کہ بحیرہ روم کے ایک مقام سے شروع ہو کر سویز کی طرف بڑہتی چلی گئی ہے۔ اور جزیرہ نماے سینا کا بہت سا حصہ ترکی علاقہ میں چھوڑ کر سویز کے پاس جاکر ختم ہو گئی ہے۔

اسمیں کلام نہیں کہ سلطان المعظم نے عباس ثانی کو نیابت خدیویت کا جائز حقدار قرار دینے کے متعلق جو فرمان جاری کیا اس کی رو سے اسی جزیرہ نماے سینا کے ایک حصے میں چند ذاتی حقوق بھی عطا کئے تھے لیکن ان حقوق سے ثابت نہیں ہوتا کہ خدیو یا اسکی حکومت کو جزیرہ نما کے متعلق جو کہ ہمیشہ سے ترکی عملداری میں شامل سمجھا جاتا رہا ہے۔ کوئی علانیہ حقوق بھی سونپ دیئے گئے تھے۔ اور یہ تسلیم ہو چکا ہے کہ طابہ میں مصری حکومت نے جو قرنطینہ کا کیمپ قایم کیا ہے اسکے متعلق اس نے پہلے سلطان المعظم سے باقاعدہ اجازت حاصل کر لی تھی۔

ٹرکی و مصری سرحد کا معاملہ نازک تر ہوتا جاتا ہے۔ اس ہفتہ سب سے پہلے یہ تار خبر آئی کہ مصر میں انگلستان کی دخلاندہی پر جوش بڑہتا جاتا ہے۔ اسلامی اخبارات سے مطعون کر رہے ہیں۔ اور مساجد میں اس مضمون کے خطبے پڑھے جارہے ہیں کہ انگریزی حکومت کو مصر و ٹرکی کے معاملہ میں دخلاندہی کا حق حاصل نہیں۔ اسکے ساتھ ہی یہ خبر ملی کہ خدیو مصر یکم مئی کو یورپ کی سیاحت کیلئے روانہ ہو گئے ہیں۔ تار میں یہ نہیں بتایا گیا کہ خدیو اس دفعہ معمول سے کچھ

کے لئے پہلے اوس کے روبرو پیش ہوتی ہیں - مگر گورنمنٹ اوسکی صلاح ماننے پر مجبور نہیں - اوسمیں تین

ہفتے پہلے کیوں گئے - اور کیا قسطنطنیہ کے رستہ گئے ہیں - یا سیدھے کسی اور یورپین ملک کو - اِس روانگی سے دو ہی نتیجے نکل سکتے تھے - ایک یہ کہ خدیو اِس معاملہ کو چنداں اہم نہیں تصور کرتے - دوم یہ کہ اونکو بھی انگلستان سے اتفاق رائے نہیں - مگر ایک طرف تو نہ اسکی کھلم کھلا مخالفت کو قرین مصلحت سمجھتے ہیں - اور نہ اپنی اسلامی رعایا کے جوش کو دبانے پر رضامند ہیں - اور بنابریں دونوں طرف سے الگ تھلگ رہنے کیخاطر سیر کو چلے گئے ہیں - دوسرے دن یہ خبر آئی کہ وزیر خارجہ نے پارلیمنٹ میں بیان کیا ہے کہ ترک تا فیصلہ کمیشن مقام متنازعہ طابہ کو خالی کرنے سے منکر ہیں - البتہ باب عالی نے انگریزی سفیر کو یہ اطلاع دی ہے کہ ایک کمیشن العریش کو بھیجدی جائے گی - اور اگر اوس نے معلوم کیا کہ حدبندی کے نشان واقعی منہدم کردیئے گئے ہیں - تو وہ اونکو از سر نو تعمیر کردے گی - تیسرے دن صرف یہ خبر آئی کہ سلطان المعظم نے قیصر جرمن کے تین چھوٹے لڑکوں کو مرصع عثمانیہ تمغے اور قیصر کی شاہزادی کو تمغہ شفقت ارسال کیا ہے - چوتھے دن بمبئی کے ایک تار نے نہ صرف بلحاظ طوالت پہلے دن کی خاموشی کی کسر نکالدی - بلکہ کُل دنیا کو چونکا دیا - اوسکا ملخص حسب ذیل ہے :- بقول سٹینڈرڈ جرمن سفیر مقیم لنڈن نے انگریزی حکومت کو یقین دلایا ہے کہ مصری سرحد کے معاملہ میں انگلستان سے تنازعہ ہوجانے کیصورت میں سلطان جرمنی سے مدد ملنے کی ہرگز امید نہیں رکھ سکتے - اگر یہ خبر درست ہے تو گو اسلامی دنیا کو قیصر کی احسان فراموشی اور خود غرضی پر سخت حیرت ہوگی - لیکن اِس سے اوسے رنج نہیں پہنچ سکتا - کیونکہ کوئی بھی مسلمان پسند نہیں کرتا کہ ٹرکی اپنے کسی استحقاق کے منوانے میں کسی غیر کی مدد کی متوقع ہو - لیکن بعد کی خبریں واقعی سخت افسوسناک اور تشویش بخش ہیں - اور یہ سوال پیدا کرتی ہیں کہ کیا ٹرکی اور انگلستان دونوں ملکوں میں کوئی بھی ایسا مآل اندیش اور انصاف پسند مدبر نہیں رہا - جو صلح و صفائی سے اِس خرخشہ کو طے کرلیتا - خبر مذکور یہ ہے - "انگلستان نے کل (۳ مئی کو) ٹرکی کو ایک مُراسلہ بھیجدیا ہے - جو آخری پیغام کا حکم رکھتا ہے اور اوسمیں باضابطہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ ترکی افواج مصری سرزمین سے ہٹالی جائیں - اِس الٹی میٹم میں دس دن کی میعاد دیگئی ہے - دریں اثنا انگریزی امرائے بحر بیرسفورڈ - لمبٹن اور ترجمین ایکسہی وقت اپنے اپنے بیڑے لیکر مالٹا پہونچگئے - جہاں سے آج رات چار کروزروں اور چند تارپیڈو شکن جہازوں کا ایک بیڑہ یونانی بندرگاہ پائریس کو روانہ ہوجائیگا - اِس بندر سے بآسانی کسی ترکی بنادر اور جزائر پر حملہ ہوسکتا ہے - وطن) قاہرہ سے جو تار آئے ہیں وہ اِس خبر کی تصدیق کرتے ہیں کہ ترکوں نے العریش کے قریب حدبندی کے مینار ہٹادیئے ہیں - نیز یہ تار مظہر ہیں کہ اِس نواح میں ترکی فوج کا ایک دستہ مصری زمین پر قابض ہے - اور اوسکا اندازہ دھمکی آمیز پایا جاتا ہے" - اس سے بعد کی تار خبریں آگے درج ہیں -

(باقی اگلے صفحہ پر)

ہیں۔ جنمیں سے پندرہ قاہرہ میں رہتے ہیں۔ انمیں سے ہر ایک کو نوے پونڈ سالانہ گاڑی کے خرچ کے لئے

ٹرکی اور انگلستان کی باہمی کشیدگی ایسا ناپسندیدہ امر ہے کہ جو اخبار گورنمنٹ اور مسلمان دونوں کے خیر خواہ نہیں۔ مگر ابھی بالکل ضمیر فروش نہیں بنے وہ بھی اسپر افسوس اور حیرت ظاہر کئے بغیر نہیں رہسکے۔ اور صاف لکھرہے ہیں کہ گورنمنٹ انگلشیہ کو خلافت اسلامیہ کے برخلاف خاصکر ایسے معاملہ میں جو خلافت ہی کے ایک تابع ملک سے تعلق رکھتا ہو۔ کوئی ایسی کارروائی نہ کرنی چاہیئے۔ جو اوسکی دس کروڑ مسلمان رعایا کی آزردگی خاطر کا موجب ہوسکے۔ وطن اس معاملہ میں اپنی رائے مفصل پہلے لکھہ چکا ہے۔ کہ مصر کے متعلق ٹرکی سے بگاڑ کرنے میں انگلستان کو کوئی مزید فایدہ نہیں ہوسکتا۔ ہاں کچھہ نقصان پہونچ جائے تو بعید نہیں ہمعصر سول کی رائے ہے کہ نوبت بجدال نہیں پہونچیگی۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ مگر جو وجوہات اوس نے لکھی ہیں۔ وہ چنداں قوی نہیں۔ اوسکا خیال ہے کہ سلطان مصر سے کھلم کھلا اس لئے بگاڑ نہیں کریں گے کہ کہیں اوسے برائے نام ماتحتی سے نکلنے اور خراج بند کردینے کا بھی بہانہ نہ ملجائے۔ کیونکہ اگر مصر ایسا کرے تو سلطان بجبر اوسی بدستور تابع و خراجگذار نہیں رکھہ سکیں گے۔ خشکی اور سمندر دونوں طرفسے مصر ٹرکی کی زد سے باہر ہے مگر وطن کو اس سے اتفاق نہیں۔ مصر پر سلطان خشکی کی طرفسے اسقدر فوج بھیج سکتے ہیں۔ کہ اوسکی مزاحمت کرنا مصر و انگلستان کے لئے ہرگز آسان نہیں ہوگا۔ اور یہ مسلم امر ہے کہ سلطان اس معاملہ کو صرف اوسیصورت میں طول دیں گے۔ جبکہ وہ آخری تدارک کا بھی دل میں فیصلہ و عزم کرچکے ہوں گے۔ العریش نہر سویز سے چنداں دور نہیں۔ اور اگر حملہ کی نیت کرلیگئی تو کوئی بحری طاقت بری فوج کو نہر سویز عبور کرنے سے نہیں روک سکیگی۔ سلطان بالطبع جنگ کو پسند نہیں کرتے۔ چہ جائیکہ اپنی ملک کی کسیوقت کے رفیق اور دس کروڑ مسلمانوں کے دنیوی بادشاہ سے مشغول پیکار ہونا پسند کریں۔ لیکن بعض حالات اور صورتوں میں مجبوری و ضرورت طبعی میلان پر غالب آجاتی ہے۔ ٹایمز تک اسے مانتا ہے کہ سلطان اپنے ایشیائی مقبوضات بالخصوص سرزمین عرب کی صیانت و محفوظیت کے بارہ میں از حد کوشاں ہیں۔ اور اس نواح میں اپنے حقوق کی نگہداشت کو جان سے بھی عزیز تر سمجھتے ہیں۔ ایسی صورت میں مدبران انگلستان پر کیا یہ واجب نہیں کہ وہ علاقہ سینا کے معاملہ میں سوچ سمجھکر پیشدستی کریں۔ اور حلیم کے غضب سے باحذر رہیں۔ انگلستان کے لئے یہ وقت خاصکر کمال احتیاط کا ہے۔ گو بظاہر جیسی طمانیت بخش حالت اسوقت ہے پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ روس زخمی ہوچکا ہے اور اندرونی فسادات نے اوسے اور ادھہ موا کردیا ہے۔ جاپان انگلستان کا رفیق و معاون ہے۔ فرانس یار غار بن رہا ہے۔ اور امریکہ دوست شفیق۔ اٹلی بھی ممنون ہے اور ہسپانیہ کا بادشاہ عنقریب خاندان شاہی کا داماد ہوا چاہتا ہے۔

بقیہ اگلے صفحہ پر

لہ انمیں سے ۱۴ کو سرکار نامزد کرتی ہے۔ باقی رعایا منتخب کرتی ہے۔ وہ ہر ماہ ایکدفعہ اجلاس کرتی ہے۔ وہ خود کوئی قانون تجویز نہیں کرسکتی۔ یہ حق صرف سرکار کو حاصل ہے۔ سالانہ بجٹ میں اوسمیں پیش ہوتا ہے مگر وہ کچھہ دست اندازی نہیں کرسکتی۔

ملتے ہیں۔ باقیماندہ پندرہ ممبروں کو جو مفصلات کے شہروں اور صوبوں کے منیب ہوتی ہیں۔ تاہرین ہائیش رکھنے کے خرچ کی بابت دو سو پچاس پونڈ سالانہ اور مہینے میں ایک دفعہ قاہرہ کو آنے جانیکا سفرخرچ ملتا ہے۔

اور انگریزی بحری طاقت کا سکہ کل دنیا پر بیٹھا ہوا ہے۔ مگر مقابل میں کئی حالات تشویش افزا بھی ہیں۔ آئرلینڈ اپنی شکست کو انگلستان ہی کیطرف منسوب کر رہا ہے اور بپھرے ہوئے زخمی شیر کیطرح موقعہ کی تاک میں ہے۔ اور تازہ قرضہ نے جبکا ایک حصہ انگلستان نے بھی بہم پہونچایا۔ اوسکو تیار ہونیکی بہت کچھہ قابل کر دیا ہے۔ جرمنی بھی مراکو کے معاملہ میں ایک حد تک ناکام رہنے سے پیچ و تاب کہا رہا ہے۔ اور یہ دونوں اگر کچھہ اور شرارت نہ کریں۔ تو کم از کم ٹرکی کو شہ تو ضرور دیں گے۔ روس شاید قرضہ کی عارضی مشکوری اور فرانس کیخاطر کچھہ دنوں ریاکاری کی چال چلے۔ مگر آخر کہل کھیلیگا۔ خارجی اندیشوں کے ماسوا اندرونی خرخشے بھی کچھ کم غور طلب نہیں۔ ہندوستان سب سے بڑا انگریزی مقبوضہ ہے۔ اور یہاں کی آبادی کا ایک ممتاز حصہ جو کچھہ ارادے ظاہر کر رہا ہے۔ وہ گورنمنٹ سے مخفی نہیں۔ ٹرکی سے بگاڑ ہو جانے پر دس کروڑ مسلمان بھی بالطبع آزردہ خاطر ہوں گے۔ اور خواہ وہ موںہہ سے کچھہ نہ بولیں۔ انکے دلونکو ضرور چوٹ لگیگی۔ افغانستان کا بدگمان ہو جانا بھی قرین قیاس ہے۔ اور ایران بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہیگا۔ خاص مصر میں بگاڑ کا پیش خیمہ ہی دیکھکر جو حالت پیدا ہو گئی ہے۔ ظاہر ہے۔ ان تمام حالات کے موجود ہوتے جو وزراء سلطنت عثمانیہ سے نزاع بڑہانے کے مرتکب ہوں گے۔ وہ درحقیقت ملک کے نادان دوست سمجھے جائیں گے۔ اور انکی غلط پالیسی یقیناً تکالیف کا موجب ثابت ہوگی۔ واللہ یفصل الحق وہو خیر الحاکمین ٭

ٹائمز پھر لکھتا ہے کہ یمن میں ترکونکی حالت سخت نازک ہو رہی ہے۔ ابھی چہہ لاکہہ عرب برسر پیکار ہیں۔ اور فیضی پاشا اونکو زیر کرنے سے عاجز آگئے ہیں۔ کیونکہ ایک تو یہ باغی عرب جم کر بہ جمعیت کثیر کسی جگہ مقابلہ نہیں کرتے۔ بلکہ جس طرح بوئیر انجام جنگ کے قریب کرتے رہے تھے جا بجا دستوں میں منتشر ہو کر چہاپہ مارنے پر اکتفا کرتے ہیں دوم سڑکوں کی عدم موجودگی کے باعث ترکی فوجکو یہی نہیں کہ رسد وغیرہ باقاعدہ نہیں پہونچتی۔ بلکہ اوس کے اکثر دستے راہ بہولکر بیابانوں میں بہٹکتے پھرتے ہیں۔ اور اس طرح بن آئی موت مر رہے ہیں۔ وجہ بغاوت وہ یہ بتاتا ہے کہ حسین حلمی پاشا سابق گورنر (حال انسپکٹر ولایات مقدونیہ) نے مقامی شیوخ کے اختیارات سلب کر کے مفصلات کی چھوٹے چھوٹے عہدونپر بھی ترک اہلکار مامور کر دیئے تھے۔ ممکن ہے وجہ بغاوت یہی امر ہوا ہو۔ مگر اوسکا یہ بیان ہرگز قرین قیاس نہیں ہو سکتا کہ ترکوں کیحالت پھر نازک ہو گئی ہے۔ اور کہ یکبارگی ۶ لاکھ نبرد آزما پھر میدان میں اتر آئے ہیں۔ اسقدر تو یمن میں کل بالغ مرد بھی نہیں ہیں۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اگر کوئی خطرہ یا ضرورت نہیر تو ترکی حکومت اب پھر کیوں کمکی افواج و سامان جنگ یمن کو بھیج رہی ہے۔ تو وطن اسکا یہ جواب دیگا کہ اسکا باعث تنازع طابہ ہے نہ کہ کوئی مقامی بغاوت۔ وطن کا قیاس ہے کہ ترکی حکومت چونکہ طابہ کو چھوڑنیکا ارادہ نہیں رکھتی

دوسری دونوں مجالس کے اختیارات بھی محدود قسم کے ہیں۔ مگر کوئی نیا بلاواسطہ ذاتی یا ارضی ٹکیس جنرل اسمبلی[1] کی منظوری کے بغیر عاید نہیں کیا جاسکتا۔ یہ مجلس ہر دو سال میں ایک دفعہ طلب کیجاتی ہے۔ جب یہ مجلس

وہ اپنے تمام بعیدی مقبوضات میں جنپر کوئی اور سلطنت حملہ کرسکتی ہے۔ فوجی جمعیت بڑھا رہی ہے۔ تاکہ اگر کبھی سمندر کا رستہ مخدوش ہوجائے۔ تو یہ مقبوضات کافی عرصہ تک اپنی حفاظت کرسکیں۔ اور یمن میں تو غالباً اسقدر فوج جمع کردیگئی ہوگی۔ جو نہ صرف مدافعت بلکہ مقابل کا جواب دیسکنے کے لئے بھی کافی ہوسکے۔ کیونکہ یہ مسلمہ امر ہے کہ اگر سلطان المعظم طابہ کے معاملہ میں مُصر رہے۔ اور انگلستان بھی ضد پر قایم رہا۔ تو پھر معاملہ ضرور طول کھینچیگا۔ اور قبضہ و تخلیہ مصر کا مسئلہ بھی پوری شدت کے ساتھ عملی طور پر شروع ہوجائے گا۔ انگلستان جو ایک بیابانی محدود سے خطہ پر ترکی قبضہ گوارا نہیں کرسکا۔ مصر کو کب خود بخود چھوڑدینا پسند کریگا۔ اس کشمکش کا لازمی نتیجہ جنگ ہوگا۔ اور جنگ ہوجانے کی صورت میں ممکن نہیں بلکہ اغلب ہے کہ ایک طرف تو انگلستان یمن پر بھی سمندر اور عدن کے رستہ فوجکشی کردے۔ اور دوسری طرف ترک بھی عدن کی طرف پیشقدمی کردیں۔

ان صورتوں کا احتمال صرف نوبت بہ جنگ پہونچ جانے کیحالت میں ہوگا۔ مگر جنگ تک نوبت پہونچ جانا چنداں اغلب نہیں۔ نہ فقط دونوں سلطنتوں بلکہ دُنیا کا بھی بھلا اسی میں ہے کہ امن قایم رہے۔ اور یہ اسیطرح ممکن ہے کہ جس فریق کی دلیل کمزور ہو۔ وہ خود ہی پیچھے ہٹ جائے۔ یا اس معاملہ کو ہیگ کی مجلس ثالثان کے حوالہ کردیں۔ جو قایم ہی اسی غرض کے لئے ہوئی ہے۔ کہ سلطنتوں کے باہم متنازعات کا آئینی طریق سے فیصلہ کردیا کرے۔ چنانچہ اس کے متعلق پارلیمنٹ میں سوال بھی ہوچکا ہے۔ کہ کیا گورنمنٹ معاملہ کو طول دینے اور خود کسی کارروائی کی مرتکب ہونیکی بجائے اِسے مناسب نہیں سمجھیگی۔ کہ معاملہ متنازعہ کو ثالثوں کے فیصلہ پر چھوڑدے۔ گورنمنٹ کی طرف سے اِس سوال کا جواب صاف اور واضح نہ ملا۔ مخفی مصلحتوں کا جو کچھ اقتضا رہو۔ وطن اوسے پہلے بتا چکا ہے۔ آثار سر دست اچھے نہیں۔ انگلستان کے اخبارات حسب معمول ٹرکی کے برخلاف دل آزار اور جوش دلانے والے مضمون شایع کررہے ہیں۔ جو دودھاری تلوار کا حکم رکھتے ہیں۔ ایکطرف وہ سلطنت عثمانیہ کی تذلیل و تحقیر میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنے سے خواہ مخواہ ترکوں کو اشتعال دلا رہے ہیں۔ اور دوسری جانب غلط استحقاقات پیش کرکے انگریزی پبلک کو گورنمنٹ کے مطالبات کے حق بجانب ہونیکا یقین دلانے سے صورت حال کو زیادہ پیچیدہ بنا رہے ہیں۔ اور خود گورنمنٹ کی تیزی کا یہ حال ہے کہ کہیں مصر کو کمکی افواج

[1] جنرل اسمبلی میں ممبران کونسل کے علاوہ ۶ وزیر اور ۴۶ دیگر ممبر ہوتے ہیں۔ جنکو رعایا منتخب کرتی ہے۔ اعلیٰ ترین آئینی مجلس۔ مجلس وزراء بصدارت خدیو ہے۔ ۱۸۸۳ء سے ایک عثمانیہ ہائی کمشنر بھی مصر میں رہتا ہے۔ شروع سے اب تک یہ منصب غازی احمد مختار پاشا کے ہاتھ میں رہا ہے۔

منعقد ہوتا ہے اس کے ممبروں کو آٹھ دن کا الاؤنس - ایک پونڈ یومیہ کے حساب سے اور ریل کا خرچ ملتا ہے -

جا رہی ہیں - تو سمندر پر بھی بحری نمایش یا دھمکی کی تیاریاں زور و شور سے ہو رہی ہیں - اور خط و کتابت میں ایسی درشتی اختیار کیجاتی ہے کہ الٹی میٹم تک بھیجدیا لیکن وطن ابھی تک معاملہ کے تصفیہ و صفائی نپٹ جانے کیطرف سے مایوس نہیں ہوا - فریقین کی قسمت اگر نیک ہو - اور ہر دو کے اعداد کا نصیبہ غیر معمولی طور پر بیدار نہیں ہو رہا ہے - تو اس غلط چال اور سینہ زوری کی پالیسی پر اصرار نہ کیا جائیگا - اور جبر و تحکم کی بجائے باتوں ہی سے اس عقدہ کو سلجھا لیا جائیگا - اور دل گواہی دے رہا ہے کہ خدا نے چاہا - تو دونوں سلطنتوں کے اقبال و عروج میں جو مسلمانوں کو یکساں عزیز ہیں - حوادث زمانہ ابھی عرصہ مدید تک کوئی رخنہ نہیں ڈال سکیگا -

اس معاملہ کے متعلق ۵ مئی کا تار ہے کہ روسی اور فرانسیسی سفرا بھی سلطان المعظم کو یہ مشورہ دے رہے ہیں کہ انگلستان کا کہا مان لیں - اس مشورہ کو انگریزی اخبارات بہت اہم سمجھ رہے ہیں - انکی رائے ہے کہ وہ انگلستان کی بحری دھمکی سے بدرجہا زیادہ موثر ثابت ہوگا - انگریزی کروزر منروا العریش سے یونانی بندر پارس کو گیا ہے - کریٹ سے کچھ انگریزی فوج اسکندریہ پہونچگئی ہے - اور مالٹا سے عنقریب آنے والی ہے - ۶ کو صرف یہ خبر آئی کہ چار مصافی جہاز بھی پاٹرس گئے ہیں +

تنازعہ سرحد مصر - ۷ مئی کو سرگرے وزیر خارجہ نے پارلیمنٹ میں ترکی نامہ و پیام کے متعلق مفصل تذکرہ کیا جسکا خلاصہ یہ ہے - مختار پاشا نے خدیو سے ملکر مطالبہ کیا - کہ مصر و ترکی کے مابین حد اصلاح قایم کیجائے کہ وہ مقام الرافع سے (جو غالباً العریش کے قریب واقع ہے - وطن) شروع ہو کر سویز کو جائے - اور وہاں سے عقبہ پر جا کر ختم ہو - خدیو نے جواب میں کہا کہ حد ترکی وزیر اعظم کے تار مورخہ ۸ اپریل سنہ ۱۸۹۲ء کی بنا پر قایم کیجائے یعنے وہ رافع سے شروع ہو کر سیدھی عقبہ کی طرف جائے - اور عقبہ سے تین میل بجانب غرب ختم ہو - ترکی نے اسکا جواب دیا کہ یہ تار جزیرہ نما سینا کی صرف مغربی حد کے متعلق تھا - اور بحیثیت فریق غالب و مالک اعلی تار کے وضاحت طلب حصہ کی تعبیر کرنیکا حق صرف ترکی ہی کو حاصل ہے - نہ کہ مصر کو - انگریزی حکومت نے ۱۳ اپریل کو بابعالی کو مراسلہ بھیجکر خدیو کی تائید کی - اور دس دن میں جواب طلب کی استدعا کی - اسکے بعد وزیر خارجہ نے اضافہ کیا - کہ ترکی مراسلات بنام خدیو کا انداز بیان - اور ترکی مطالبات کی نوعیت اس قسم کی تھی کہ اس معاملہ کو زیادہ دیر تک ملتوی رکھنا ہمارے لئے ناممکن ہو گیا - ترکوں کے جدید مطالبات کو اگر تسلیم کر لیا جائے تو اس سے نہر سویز کی محفوظیت اور مصر و خاندان خدیویہ کی آزادی و حقوق واقعی خطرہ کیحالت میں ہو جائیں - ترکی کو جو الٹی میٹم دیا گیا ہے - اوسمیں صاف لکھدیا گیا ہے کہ میعاد کے اندر تصفیہ نہ ہونے پر جنگی کارروائی کی جائے گی - (۹ مئی) تین انگریزی کروزروں کو فوراً روانگی کا حکم پہونچا ہے - وہ غالباً ترکی سمندر لیوانٹ کو جائیں گے - جہاز منروا یونانی بندر پاٹرس سے اسکندریہ کو گیا ہے -

باقی اگلے صفحہ پر

مصر خاص بڑے بڑے شہروں کی پانچ چھ گورنریوں اور چودہ مدیریہ یعنی صوبوں میں جو پھر آگے قسمتوں میں منقسم ہیں منقسم ہے۔

تمام انگریزی اخبار وزیر خارجیہ کی پالیسی دربارہ جزیرہ نما سینا کے مداح ہیں۔ (۹ مئی) غزا سے خبر آئی ہے کہ ٹرکی نے شامی مصری سرحد پر ایک لاکھا ایکڑ زمین دبا لی ہے۔ مصری فوج محافظ سواحل کا ایک زبردست دستہ معہ پانچ توپوں کے نہر سویز کے مشرق کو (ترکی حد کیطرف) گیا ہے۔ دو انگریزی جنگی جہاز پائریس پہونچگئے ہیں باقی کل پہونچ جائیں گے (۱۰ مئی) جنگی جہاز منروا پورٹ سعید میں ہے۔ اور ایڈمرل المبٹن جو اوسپر سوار تھا۔ قاہرہ گیا ہے۔ (۱۱ مئی) دو انگریزی جنگی جہاز مقام فورام کے قریب لنگرزن ہیں۔ سر گرے نے آج پارلیمنٹ میں یہ مزید بیان کیا کہ ترکی مطالبات نے اور کئی ایسے سوال کھڑے کر دیئے جنکے سامنے طابہ کا سوال بالکل بے حقیقت ہو گیا۔ اور کہ انگریزی گورنمنٹ کسی ایسے سوال کا تصفیہ جسکا اثر نہر سویز کی محفوظیت پر ہوتا ہو۔ ہرگز ثالثی پر نہیں چھوڑ سکتی۔ بہترین طریقہ حد بندی کی تعیین کا یہی ہوتا ہے کہ مشترکہ کمیشن مقرر کر دیا جائے۔ اور گورنمنٹ برطانیہ اسصورت کو پیش کر چکی ہے۔

۱۴ مئی کو ترکی و انگلستان میں سمجھوتہ ہو جانے کی خبر کل اسلامی دنیا نے یقیناً کمال مسرت و ابتہاج سے سنی ہو گی جبکہ ہر متنفس بلاشبہ سخت فکر و تردد میں مبتلا دیکھا جاتا تھا۔ اس سے ایک دن پہلے ہی اگرچہ صلح و صفائی کی امید قوی ہو گئی تھی۔ مگر ساتھ ہی یہ خبر تذبذب کو بڑھانے والی بھی اوسیدن آئی کہ انگریزی نائب قونصل مقیم قسطنطنیہ اس غرض سے انگریزی بیڑہ مقیم پائرس کو گیا ہے۔ کہ اگر کسی ترکی بندر پر قبضہ کرنے کی ضرورت پیش آئے تو اس معاملہ میں انگریزی امیر البحر کو مناسب صلاح و مشورہ دے۔ اس خبر کا پہلا جز غالب ہے کہ صحیح ہو۔ مگر یہ کہ کسی ترکی بندر پر قبضہ کر لینے کی نیت کی جا چکی تھی۔ وطن اسکو ادنی فضول تعلی و شیخی سے منسوب کرتا ہے جیسا اوسکے خیال میں انگریزی وزرا اور اخبارات نے عمداً اور بمصلحت اس معاملہ میں اپنا شعار بنائے رکھا۔ اسی دن مسلمانان کلکتہ نے انگریزی الٹی میٹم کے متعلق جلسہ کر کے گورنمنٹ عالیہ سے حتی الوسع جنگ سے محترز رہنے کی استدعا کی۔ لاہور وغیرہ اکثر مقامات میں محض اسلئے جلسے نہ ہوئے کہ ایک تو وہاں کے سرکردہ اصحاب کو یقین تھا کہ اسمعاملہ میں آخر صلح صفائی ہو جائیگی۔ بات طول نہیں پکڑے گی۔ دوسرے جلد ہی مصالحت ہو جانے کی خبر پہونچگئی۔ البتہ یہ امر قابل افسوس ہے کہ جسطرح علیگڈہ کے بعض افراد ملت نے اس معاملہ کے متعلق واجب و جائز حد کے اندر رہکر اعتدال کے ساتھ قومی خلوص کے اظہار میں سبقدستی کرنے سے دیرپا نیکنامی و عزت حاصل کی۔ ویسے ہی وہیں کے چند اور افراد نے اس کارروائی سے اپنے آپکو بری الذمہ اور علیحدہ ظاہر کرنے کی کوشش سے محض فضول و بیجا احتیاط کا پہلو اختیار کیا جو کسیطرح پسندیدہ اور قابل فخر نہیں سمجھا جا سکتا۔

فضول غوغا۔ ناظرین کو یہ تو معلوم ہے کہ بظاہر مصر و ٹرکی اور در اصل انگلستان و بابعالی میں موجودہ تنازعہ

گورنریاں یہ ہیں:-

۱- نہر سویز بمعہ قصبات بندر سعید-[1] سویز و اسمعیلیہ- ۲ قاہرہ- ۳- اسکندریہ- ۴ رستا (اب اسکی بجائے نہر سویز و جزیرہ نما سینا گورنری قرار دیا گیا ہے) ۵ دمیاط- ۶- العریش (جو پہلے بھی موجود تھی- انکے علاوہ اب ایک ساتویں گورنری طرابلس الغرب کی سرحد کے قریب بندر مرسی مطروح میں قایم کی گئی ہے- اور اس بندر میں جہازونکی آسایش و حفاظت کا بھی معقول انتظام کیا گیا ہے)

پہلے عقبہ کے متصلہ مقام طابہ پر ترکی فوج کے قابض ہو جانے سے شروع ہؤا- اور اوسنے زیادہ خطرناک صورت گزشتہ چند دنوں میں اوس کارروائی کیوجہ سے اختیار کرلی- جو العریش کے متصلہ علاقہ کے متعلق ترکی فوج کی طرف منسوب کی جارہی ہے- رائیٹر اب تک جو خبریں دیتا رہا ہے- اون سے ہر شخص یہی قیاس کرنے پر مجبور ہوتا تھا- کہ ٹرکی ناجایز پیشدستی کر رہی ہے- اور خواہ مخواہ چھیڑ خانی کرنے سے مصر اور اوس کے قابضین کو اشتعال دلانا چاہتی ہے- مگر اس ہفتہ کی ولایتی ڈاک میں مصر سے جو اخبارات یکم مئی تک کی تاریخ کے موصول ہوئے ہیں وہ کم از کم العریش کے متعلق اس قیاس و مفہوم کی کامل تکذیب کر رہے ہیں- رائیٹر اور انگریزی اخبارات نے باصرار یہ بیان کیا- کہ ترکی فوج نے سرحدی مینار گرا دیئے ہیں- ایک لاکھ ایکڑ مصری رقبہ پر قبضہ کرلیا ہے- اور اس نواح میں ترکی فوج کا انداز دہمکی آمیز نظر آرہا ہے- اور کہ جب ترکی حکومت سے دریافت کیا گیا- تو اوس نے جواب دیا کہ کمیشن موقعہ پر بھیجی جائے گی- اور اگر شکایت درست پائی گئی تو سرحدی مینار پھر کھڑے کردیئے جائیں گے-

مصری اخبارات کے بیان کے مطابق اسمعاملہ کی نوعیت ہی اَور معلوم ہوتی ہے- قاہرہ میں خبر پہونچی- کہ ترکی فوج نے العریش کے متصل ایک سرحدی مینار سرخ رنگ کا جسپر خدیو کا نام کندہ تھا- گرا دیا ہے- یہہ خبر سنکر خدیو کو جو طابہ کے معاملہ میں اپنے وزراء اور لارڈ کرومر کی متواتر انگیخت کے باوصف اپنے آقائے نعمت اور متبوع اعظم سے منحرف یا دوبدو ہونے پر مائل نہ کئے جا سکے تھے- طبعاً رنج پہونچا- اور آپنے غازی مختار پاشا کو بلاکر کہا کہ آپ تو بابعالی کو میرا اور مصر کا مخلص بھی طلب بتاتے تھے- اور کہتے تھے- کہ طابہ پر ترکی قبضہ کے یہ معنی نہیں کہ جلالتماب سلطان المعظم میرے حقوق میں کوئی دست اندازی کرنا چاہتے ہیں- بلکہ محض خلافت و سلطنت اسلامیہ کے اغراض کی بہبود کے لئے جسکا نہ صرف خلافتماب بلکہ مجھ اور ہر مسلمان کو یکساں خیال رکھنا لازمی ہے- اس مقام پر قبضہ کیا گیا ہے- اب فرمائیے کہ اس کارروائی کا کیا مطلب ہے- اور کیا میرے نام کے مینار کو گرا دینا میری ذاتی توہین نہیں ہے؟ مختار پاشا کو بھی خدیو کی یہ شکایت معقول معلوم ہوتی- اور آنہوں فوراً بذریعہ تار ترکی وزیر اعظم سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے- اور العریش کی طرف جہاں سرحد کی باقاعدہ تعین ہوچکی ہے- کیوں

[1] شہر سویز اس گورنری سے خارج کرکے جدا گورنری بجائے رستا بنایا گیا ہے +

مدیریہ ہیں:-
(شیبی مصر) ا کلیوبیہ - ۲ منوفیہ - ۳ غربیہ - ۴ شرقیہ - ۵ وقا ہلیہ - ۶ بحیرہ - (بالائی مصر) ا غزہ - ۲ منیاہ - ۳ بنی سیوف - ۴ فیوم - ۵ اسیوط - ۶ جرجہ - ۷ قینا - ۸ - الحدود - (موجودہ نام اسوان) -

دست اندازی کی گئی ہے؟ اسکے وزیر اعظم نے فوراً یہ جوابدیا کہ سلطان المعظم نے ہرگز کوئی حکم اس مضمون کا صادر نہیں کیا - نہ ترکی فوج نے اِس طرف پیشقدمی کی ہے - اور نہ وہ سرحدی مینار گرادینے کی کارروائی کی مرتکب ہوسکتی ہے - بابعالی کو خود بھی اس خبر سے دلی رنج ہوا ہے - اور اسکا قیاس ہو کہ یہ مینار ضرور کسی شریر نے کسی غیر کے اشارہ پر گرایا ہے تاکہ سلطان المعظم اور خدیو میں شکر رنجی پیدا ہو - بات بڑھ جائے - اور دُنیا یہ سمجھنے لگے کہ ترک زیادتی کر رہے ہیں یعنی بیت المقدس کے گورنر کو تاکیدی حکم بھیجدیا ہے کہ علی الفور موقعہ پر پہونچکر تحقیقات کرے - اور اگر مینارہ گرادیا گیا ہوا ہو تو اوسے پھر نصب کر دینے کے ساتھ ہی تحقیقات کرے کہ یہہ کس خبیث کی حرکت ہے اور کس کے اشارے پر اوس نے ایسا کیا ہے -

یہہ جواب سُنکر خدیو کامل طور پر مطمئن ہوگئے - اور ان کے دل میں اپنے شہنشاہ کی طرف سے کچہہ کدورت نہ رہی مگر خدا معلوم انگریزی وزراء اِس وقت کس خاص مصلحت کو مدنظر رکھے ہوئے ہیں - کہ طابہ کے ساتھ اس معاملہ کو بھی وہ بدستور اہم بتاتے رہے - اور اس جواب کو قطعاً نظر انداز کر کے انگریزی اخبار مئی کے پہلے ہفتہ میں بھی باصرار تمام العریش کے متعلق ترکی فوجکی مفروضہ پیشقدمیونکی داستان کا اعادہ در اعادہ کرتے رہے - حالانکہ اس سے بڑھکر تسلی بخش کوئی جواب ہو ہی نہیں سکتا تھا - اوسمیں صراحت بیان کیا گیا ہے کہ ترکی حکومت ہرگز کسیطرح کی چھیڑخانی کا ارادہ نہیں رکھتی -

اِسی تنازعہ کے متعلق انگریزی اخبارات نے دوسرا شگوفہ یہ اڑا رہا ہے کہ مصر میں عام جوش پھیل رہا ہے - علما وطلباء علانیہ انگریزوں کی مخالفت پر باشندوں کو اُکسا رہے ہیں - کئی بڑے بڑے آدمی بھی خفیہ چالیں - اور تدبیریں کر رہے ہیں - اور کہ اِس عام جوش کے منجر بفساد ہو جانیکا قوی احتمال ہے - اگریہہ امر درست ہوتا تو اسبارہ میں سب سے بڑا مجرم مصطفٰے کامل پاشا - ایڈیٹر اللواء ہوتا جسے ٹائمز بھی سرگروہ محرکین قرار دیتا ہے - مگر اللواء کی تحریروں میں ایک بھی لفظ ایسا نہیں دیکھا جاتا - جو جوش بڑہانیوالا ہو - یا جسمیں ابنائے ملک کو فتنہ و فساد کی تحریک بالکنایہ یا علانیہ کیگئی ہو - بلکہ اِس کے برعکس وہ اپنے ہموطنوں کو بار بار یہی نصیحت کرتا دیکھا جاتا ہے کہ وہ اس معاملہ کو ہرگز چنداں اہم نہ سمجھیں - قانونی تنازعہ ہے - اور قانونی و آئینی ذرایع سے ہی پٹ جائے گا - مصری اگر ترقی کر سکتے ہیں - تو محض علم کے ہتھیار سے - معمولی اسلحہ سے کام لینا صریح دیوانگی و حماقت ہے اسکا نام جوش پھیلانا ہے - تو دنیا میں کوئی شخص قیام امن کا مؤید نظر نہ آئے گا - مصطفٰی کامل بیشک ذلیل و جت

انکے علاوہ بحیرہ قلزم کے جنوب مغربی ساحل وسوالکم کی گورنری اور قیصر کی گورنری جو نیز بحیرہ قلزم میں ہے اور العریش کی گورنری جو شام کی سرحد پر ہے اور جزیرہ نما سینا کی گورنری نہر سویز کے

سے مصری یعنی انگریزی حکومت کے مطالبات کی تردید کرتا رہا ہے۔ لیکن وہ بھی نہایت نرم پیرایہ میں اور کمال معقولیت کے ساتھ۔ کانگرسی اور سودیشی شورا جو کچھہ یہاں ہندوستان میں پُرجوشی دکھا رہے ہیں کسی مصری اخبار یا مقرر کی تحریر و تقریر میں اوسکا عشر عشیر بھی نہیں پایا جاتا۔ سودیشی و بائیکاٹ و تقسیم بنگال وغیرہ وغیرہ کے معاملات تو درکنار ۔ جن کے متعلق تو کچھہ لکھتے یا بولتے وقت اونکے حامی بلا مبالغہ پُوری پُوری دیوانہ نچاتے ہیں خود اس تنازعہ طابہ کے متعلق بھی جیسی کہ درشتی و سختی سے یہاں کے کانگرسی اور ہندو اخبارات انگریزی گورنمنٹ کے طریق عمل کے مخالف لکھہ رہے ہیں۔ مصر کے اسلامی اخبارات میں تو اسکا بھی نام و نشان نہیں پایا جاتا۔ وہ اگر کچھہ لکھتے ہیں تو اپنی حکومت اور لارڈ کرومر کو خواہ مخواہ ٹرکی سے بگاڑ کرنے سے بمتانت روکنے کے لئے۔ اونکی پیش کردہ چند دلائل حسب ذیل ہیں:۔ مصر مع متعلقات اب تک قانوناً سلطنت عثمانیہ کا جز متصور ہوتا ہے۔ بنا بریں اگر اصل مالک حقدار کسی دور افتادہ وغیر آباد حقیر سے قطع کو بعض ضروریات کی وجہ سے براہ راست اپنے تصرف میں کرے۔ تو کوئی وجہ شکایت کی نہیں ہو سکتی۔ مگر طابہ کے معاملہ میں تو یہ بھی متیقن نہیں کہ وہ ضرور ہی مصری مقبوضات کی حدود میں شامل ہو۔ محمد علی کو جب ولایت مصر کی مستقل حکومت ملی تو فرمان سلطانی میں العریش و سویز کو حد فاصل قرار دیا گیا تھا۔ حتی کہ خود مصری حکومت نے اسی سال ہوئے جب اپنی قلمرو کا باضابطہ پہلا سرکاری نقشہ تیار کرایا۔ تو یہی خط حد بندی کا دکھایا گیا تھا۔ رہا انگریزی حکومت کا یہ اعتراض کہ ہر خدیو کو تخت نشینی کیوقت بارگاہ سلطانی سے جو سند حکومت ملتی رہی ہے۔ اوسمیں اوسکی حکومت مصر و علاقجات ملحقہ۔ پر تسلیم کی جاتی رہی ہے۔ اور جزیرہ نما سینا بھی۔ "انہی علاقجات ملحقہ" میں شامل ہے۔ یہ اعتراض البدیہت غلط ہے۔ علاقہ جات ملحقہ سے مراد نوبہ۔ سوڈان دار فر د کور دوفان وغیرہ ہیں۔ کیونکہ خاص مصر کے علاوہ جب کبھی کوئی نیا علاقہ اوس کے ساتھ شامل ہوتا۔ تو اوس کے متعلق بصراحت نام و مقام علاقہ فرمان شاہی صادر ہوتا رہا ہے۔ اگر جزیرہ نما سینا بھی انہیں شامل ہوتا۔ تو اوسکی حوالگی کے متعلق بھی کوئی ایسا فرمان صادر ہوا ہوتا۔ حالانکہ اب تک کوئی فرمان اسمضمون کا شایع نہیں ہوا جسمیں نام کی صراحت کرکے جزیرہ نما سینا و مصری حکومت یا خدیو کے حوالہ کیا گیا ہو۔ یہ جزیرہ نما بطور ودلیعت و امانت مصر کی تحویل میں رہا ہے۔ نہ کہ بطور استحقاق مالکانہ۔ کل اصلیت یہ ہے کہ جب محمد علی نے حجاز کو باغیان نجد سے فتح کیا۔ تو اوس نے مصر سے لے کر ریاض تک جا بجا مصری فوج کی چھاونیاں ڈالدیں۔ من بعد جب وہ باغی ہوا۔ اور کشت و خون کے بعد مصر پر اسکی موروثی حکومت تسلیم کی گئی۔ تو خاص حجاز سے اوس کی فوجیں اٹھوا دی گئیں۔ لیکن مصری حجاج کی

گورنر جنرل کے ماتحت ہیں۔ گورنروں اور مدیروں کو بڑے وسیع اختیارات حاصل ہیں۔ گورنر ان شہر کے محافظ کہلاتے ہیں +

حفاظت کے لئے جو جزیرہ نما سینا کے رستہ آیا کرتے تھے۔ مصر کو خاکنائے سوئیز سے لیکر عقبہ پہنچے آگے تک جا بجا محافظ فوج رکھنے کی اجازت دیگئی۔ چنانچہ خود عقبہ میں بھی مصری فوج مدتوں مقیم رہی۔ مگر ۱۸۹۲ء میں جب ترکی حکومت نے عقبہ اور صوبہ حجاز کے چند دیگر شمالی مقامات کو واپس لینا چاہا۔ تو مصری حکومت نے مطلق چون و چرا انکی اور اپنی فوج وہاں سے ہٹالی۔ مصری حاجی اب سمندر کے رستہ جاتے ہیں۔ اِسلئے انکی حفاظت کی حجت بھی باقی نہیں رہی۔ گو وہ حجت بذاتہا کیسی ہی نحیف اور بے بنیاد کیوں نہ ہوتی۔ جس استحقاق سے ٹرکی نے عقبہ کو اپنی تحویل میں لے لیا اوسی استحقاق سے وہ طابہ پر بھی متصرف ہوئی ہے۔ مصری اخبارات کی چوتھی دلیل یہ ہے کہ کیا یہ اندھیر نہیں کہ مصر کے اہم مقبوضات و بنادر مصوع۔ زیلع۔ ہرار وغیرہ تو اصل مالک اور شہنشاہ (یعنی سلطان المعظم) کی بلا اجازت اٹلی وغیرہ وغیرہ ممالک کو بطوع و رغبت دیدیئے جائیں۔ اور اصل مقدار اگر ایک گمنام سے مقام پر قبضہ کرلے تو آسمان کو سر پر اٹھا لیا جائے۔ اور غاصب اور دراندازہ قرار دیا جائے۔

اسیطرح انہوں نے اور بھی کئی دلیلیں پیش کیں۔ جنکی معقولیت کا اسی سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ دوسرے حقدار کہ سلطان کے بعد اگر کسی کا مصر اوماوس کے ملحقات سے کچھ واسطہ ہوسکتا ہے تو محض اوسی کا یعنی خدیو نے اِس تنازعہ میں دخل دینا ہی چھوڑ دیا۔ ۲۵ را پریل کو غازی مختار پاشا نے بابعالی کا آخری فیصلہ اوسے جاکر سنایا۔ اور چونکہ وہ اِس فیصلہ پر انصافاً کسی طرح کا اعتراض نہ کرسکتا تھا۔ مگر دوسری طرف اپنے ملک کو قابضوں کی خلاف منشاء اوسے تسلیم بھی نہیں کرسکتا تھا۔ اوسنے عافیت اسی میں دیکھی۔ کہ لارڈ کرومر کو وہ جواب پہونچا دیا۔ اور کہدیا کہ تم جانو تمہارا کام۔ میں اِسمیں اور دخل نہیں دینا چاہتا۔ اور اس ناگوار کج بحثی سے کامل طور پر کنارہ کش رہنے کیخاطر ملک کو ہی چھوڑے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ اس تاریخ سے ایک ہفتہ کے اندر یورپ کو روانہ ہوگئے۔

ترکی آخری فیصلہ کی معقولیت اور روز ندار ی کا دوسرا ثبوت اوسی پڑھتے ہی انگلستان کی اشتعال میں آجانے سے مل رہا ہے۔ یہ درست ہے کہ دول یورپ کیا فرداً فرداً اور کیا بحیثیت مجموعی سلطنت عثمانیہ کے مقابلہ جھٹ چھوٹے ہتھیاروں پر اُتر آنے کی مدتسے عادی ہو رہی ہیں۔ انگلستان تو ایک عظیم الشان طاقت ہے۔ بلجیم اور یونان ایسی بے حقیقت طاقتوں اور بلگیریا و سرویا کی ہی تاحال یا سابق باجگذار ریاستوں کی شوخیاں کسیے معلوم نہیں۔ لیکن اسکے ساتھ ہی یہ بھی مسلمہ قانون فطرت ہے۔ کہ جتنا کسیکا درجہ بڑا ہو۔ اتنا ہی اوسکا ظرف و حوصلہ بھی بڑا ہوتا ہے۔ اور جبتک کوئی شخص صداقت و حق کے پہلو پر ہو تو وہ فوراً نہیں جھنجلا اٹھتا۔ اور جبتک صلح و آشتی سے معاملہ کو طے کرنے کی تمام تدابیر صرف نہ کرلے۔ تلوار کیطرف رُخ نہیں کرتا۔ پس انگلستان کا یہ جواب سنتے ہی الٹی میٹم بھیجدینا صاف ظاہر کر رہا ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

رقبہ و آبادی ملکی ۱۸۸۳ء سے پہلے خدیو کی حکومت خط استوا تک تھی۔ مگر مہدی سوڈانی کی بغاوت کے باعث عملی طور پر تمام سوڈانی صوبے[1] چھوڑ دیئے گئے۔ گو برائے نام وہ ابھی تک

کہ وہ قانوناً اپنے دعویٰ کو سچا ثابت کر سکنے کی اُمید نہ رکھتا تھا۔ یہ صرف وطن ہی کا قیاس نہیں۔ پاؤنیر بھی ۱۱ مئی کے پرچہ میں دبی زبان سے تسلیم کرتا ہے کہ "ممکن ہو کہ بروئے کاغذات و دلائل ٹرکی اپنے آپکو حق بجانب ثابت کر دکھائے"۔ مگر اوسکی رائے میں ٹرکی کے کسی قانونی و دستاویزی استحقاق کی انگلستان اپنے مفاد و اغراض کی نگہداشت کے مقابل پروا نہیں کر سکتا۔ یعنی جسکی لاٹھی اوسی کی بھینس کے اصول کو سب سے بڑا حق بتاتا ہے۔ اور انگریزی گورنمنٹ کا طریق عمل بتا رہا ہے۔ کہ وہ اسمعاملہ میں اسی اصول کی پابندی کر رہی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جہاں ایسی صورت ہو۔ وہاں دلیل و حجت کل بیکار ہو جاتے ہیں۔ صاف بات یہ ہو کہ انگلستان مصر و نہر سویز کو چھوڑنا نہیں چاہتا اور وہ یہ کبھی گوارا نہیں کر سکتا۔ کہ کوئی اور سلطنت نہر سویز کے قریب دخیل ہو سکے لیکن اس پہلے سے بھی انگلستان کی موجودہ کارروائی کبھی حق بجانب نہیں ہو سکتی۔ وطن ۱۸ مئی کے پرچہ میں ثابت کر چکا ہے کہ طابہ کا ترکی قبضہ کسی نہج سے نہر سویز کیخاطر یا ہندوستان کی حفاظت کے خیال سے مصر کے قبضہ پر مُصر رہنا صحیح منطق نہیں۔ جب انگلستان مصر پر قابض نہ تھا۔ اسوقت ہندوستان کسی زائد خطرہ میں نہ تہا۔ اس سے یہاں انگریزی مقبوضات کی وسعت میں کسی طرح کا فرق پڑا۔

اس تحریر کے وقت تک ابھی اطلاع نہیں پہونچی۔ کہ بابعالی نے انگریزی الٹی میٹم کا کیا جوابدیا ہے۔ اسوقت تک جو تار آئے ہیں۔ وہ تاریخوار پہلے درج ہو چکے ہیں۔ آخری خبر جو تا حال پہونچی ہے۔ یہ ہو۔ "کل ۱۳ مئی کو توفیق پاشا ترکی وزیر خارجیہ سر نکلس انگریزی سفیر مقیم قسطنطنیہ سے ملاقات کرنے آیا۔ اور چند بالمقابل تجاویز پیش کیں۔ مگر انگریزی سفیر نے انکو رد کر دیا۔ اور کہا کہ انگریزی حکومت کے تمام مطالبات بجز فہا تسلیم کئے جائیں۔ اور پھر یہ بھی یاد دلایا کہ الٹی میٹم کی میعاد قریب الختم ہے۔ اڈمرل لمسبٹن تین جنگی جہازوں کے ساتھ احکام کے انتظار میں پورٹ سعید میں لنگرزن ہے۔ الٹی میٹم کی میعاد اتوار کی آدھی رات کو ختم ہو جائے گی۔ اور تب تک فیصلہ نہ ہوا تو انگریزی بیڑہ فوراً عملی کارروائی شروع کر دیگا"۔

باقی اگلے صفحہ پر۔

---

[1] یہ صوبے اب پہر کامل طور پر فتح کر لئے گئے ہیں جو ۱۸۹۸ء میں مکمل ہوئی مفصل حالات کتاب محاربات تہلی میں درج ہیں۔ مگر بدستور سابق یہ علاقے اب واحد مصر کی ملکیت نہیں رکھے گئے۔ بلکہ انگلستان نے بدیں دعویٰ کہ اسکی تسخیر میں اوسنے بہی مدد کی۔ اسکی حکومت پر اپنا دعویٰ بہی پیش کیا۔ اور مصر و انگلستان میں یہ فیصلہ ہوا کہ سوڈان پر دونوں ملکونکی مشترکہ حکومت رہے گی۔ فرانس نے اسے مان لیا ہو۔ مگر سلطان المعظم اصل حقدار و مالک نے اسے تسلیم نہیں کیا۔ باقی حالات صفحات آیندہ سے معلوم ہو جائیں گے۔ مترجم۔

مصری سمجھی جاتے ہیں۔ اور مصر کی جنوبی سرحد عارضی طور پر وادی حلفہ کو مقرر کیا گیا جو قاہرہ سے آٹھ سو میل کے فاصلہ پر بجانب جنوب دریائے نیل پر آباد ہے۔

جو کچھہ ابھی پردہ غیب میں ہی۔ اوس سی قطع نظر مندرجہ بالا حالات ہی یہ ظاہر کرنے کو کافی ہیں کہ انگریزی حکومت اس معاملہ میں کیسی ناممدوح اور بلاضرورت تیزی سے کام لے رہی ہے۔ ناممدوح اس لئے کہ وہ بخوبی جانتی ہے کہ سلطان المعظّم سے دنیا کی کل مسلمانونکو روحانی تعلق ہے۔ اور ان کی آزردگی خاطر کے علاوہ خود انگلستان کی ملکی اغراض کی بھی بہتری اسی میں ہی کہ ٹرکی اوس سے ناخوش نہ ہونے پائے۔ گورنمنٹ کی اس غلطی نے مسلمانوں کے اعداء کو اونہیں اپنی قرب میں لانیکا بھی خوب موقعہ دیدیا۔ جسکا ادنی ثبوت یہ ہے کہ کانگریسی و سودیشی اخبارات نے بھی اسموقعہ کو غنیمت سمجھکر مسلمانوں کو خوش کرنے اور اپنے ساتھہ ملانے کے لئے ٹرکی کی حمایت میں خود اسلامی اخبارات سے بڑہ کر جوش دکھایا۔ بلاضرورت اسلئے کہ العریش کے معاملہ میں ترکی وزیر اعظم کا تار بتارہا ہی کہ ٹرکی جنگ کا ہرگز منشا نہیں رکھتی۔ نہ معاملہ کو بیجا طول دینا اوسکا مدعا ہے طابہ کے معاملہ میں اگر وہ اڑی ہے تو اس نیت سے نہیں کہ اپنے باجگذار صوبہ مصر کے کسی مسلمہ حق کو غصب کرے بلکہ محض اصولی بحث کی خاطر۔ اور اس معاملہ میں بابعالی کا حق بجانب ہونا خدیو کے طریق عمل سی ظاہر ہو چکا ہے جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ انگلستان جس خاص مصلحت کی وجہ سی یہ زور و شور دکھا رہا ہے اوسکا معلوم کرسکنا آسان نہیں۔ ممکن ہی اُسے اپنی رعایا کے ایک حصّہ کو جو شوریدہ سری میں بڑہتا جاتا ہے یہ دکھانا مقصود ہو کہ گورنمنٹ برطانیہ جب ایک اول درجہ کی سلطنت کو خاطر میں نہیں لاتی تو انکی حرکات مذبوحی کا اوسپر کیا اثر پڑسکتا ہے۔ اور اسی ضمن میں جرمنی وغیرہ رقیب دُول پر یہ ظاہر کردیا گیا ہو کہ انگلستان اسوقت اکیلا نہیں۔ خواہ وہ حق پر ہو یا زیادتی کر رہا ہو۔ یورپ کی اور کئی بڑی طاقتیں بہر حال اسکی رفاقت پر تیار ہیں۔ اور اس اثر کو زیادہ وقیع بنانے کے لئے اس معمولی سے معاملہ کو عمداً نہایت اہم پیرایہ میں دکھانے کی کوشش کیگئی ہی کیونکہ یہ بچہ بھی سمجھہ سکتا ہے کہ اگر الٹی میٹم دیا جائے اور جنگ یا صلح کا دارومدار دس دن کی میعاد پر رہگیا ہو۔ تو اس کے کیا معنی کہ سفارتی تعلقات دونوں ملکوں میں بدستور موجود ہوں۔ ایک طرف ہر ملک کا سفیر دوسرے میں برابر موجود ہو۔ اور دوسری طرف انگریزی بیڑہ گولہ باری پر بالکل تیار کھڑا ہو۔ یہ امر صاف بتا رہا ہے کہ انگریزی اخبارات اور وزارت جنگ لگے نہ پہنچکری۔ اس معاملہ سی مفت میں برطانوی سطوت و شوکت کا سکہ کل دنیا میں بٹھانیکا کام لے رہے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ لڑائی ہنگامہ تو ہونیکا نہیں۔ اور نہ سلطان جنگ کی کوئی نیت رکھتے ہیں۔ نہ طابہ ایسی بے حقیقت مقام کے لئے وہ خواہ کیسے حق بجانب کیوں نہ ہوں۔ بحالات موجودہ آتش حرب کو مشتعل کرنے سے ملک کی اندرونی ترقی اور اوس کے استحکام کی متعدد تدابیر

مصر نے بصلاح انگلستان اپریل ۱۸۹۶ء میں مہدی کے جانشین خلیفہ عبداللہ التعائشی پر فوجکشی کی۔ اس مہم میں بیان کیا جاتا ہے کہ تمام صوبہ ڈنگولہ پھر فتح کرکے علاقہ مصر میں شامل کرلیا گیا ہے۔

دنجادیز کو معرض التوا میں ڈالنا پسند کرسکتے ہیں۔ معاملہ آخر باتوں ہی سے سُلجھے گا۔ مگر آؤ اس معاملہ سے لگو ہاتھ کوئی نہ کوئی اخلاقی فایدہ اُٹھالو۔ اور بحث مباحثہ میں لمبی چوڑی تعلیوں کے ظاہر کرتے رہنے سے یہ فائدہ اوٹھاؤ کہ جب وہ ایک سُو ہو تو دُنیا سمجھ لے کہ برطانیہ نے بہت بڑی سیاسی کامیابی حاصل کی ہے۔

یہ سطور لکھی جاچکی تھیں کہ نتیجہ وہی نکلا جسکی توقع کی گئی تھی۔ ۱۲ مئی کو تار دیا گیا کہ تنازعہ کی بصلح وصفائی نپٹ جانے کی اُمید قوی ہو گئی ہے اور ۱۴ کو ۱۳ کا یہ تار ملا کہ بابعالی نے شرطیہ طور پر انگلستان کے مطالبات مان لئے ہیں۔ اور کہ اب جنگ کا اندیشہ بالکل نہیں رہا۔ وللہ الحمد علیٰ ذالک۔ اسی خبر کا ایک جزو یہ ہے کہ قاہرہ سے خبر آئی ہے کہ بابعالی نے طابہ وغیرہ متنازعہ مقامات کا قبضہ (غالباً تا تصفیہ کمیشن) چھوڑنا منظور کرلیا ہے۔ سو پنجابی اب تو بڑا شرمندہ ہو رہا ہوگا۔ ہمارے سودیشی و کانگرسی دوست اُنکا زبانی دعویٰ خواہ کچھ ہو۔ دراصل مسلمانوں کو جیسی کچھ نگاہ سے دیکھتے ہیں وہ انکی علی الرغم انکی بات بات سے مترشح ہوتی رہتی ہے۔ کسی معاملہ میں مسلمانوں کے خفیف ہونیکا شائبہ تک پایا جائے۔ تو وہ اپنی خوشی کو دبا نہیں سکتے۔ اور بے تحاشا بغلیں بجانا شروع کردیتے ہیں۔ اس کے برعکس اونکو فایدہ پہونچنے کا بعید ترین امکان نظر آجائے۔ تو فوراً جوش تعصب و حسد دیوانہ و مجنون بنا دیتا ہے۔ امر دوم کی تازہ شہادت تقسیم بنگال موجود ہے۔ جسنے پشاور سے لیکر راس کماری تک اور رنگون سے لے کر بمبئی تک سب مہربانان اسلام کو سودائی بنا رکھا ہے۔ یہ تو ایک محیط عام نظیر ہے۔ رہی مقامی متفرق شہادتیں۔ صوبہ یا ضلع کو چھوڑ دو۔ کسی ایک تحصیل کو لیلو۔ اسی میں وہ اس افراط سے ملیں گی۔ کہ اونکا حصر کرنا آسان نہ ہوگا۔ امر اول کی مثال اوس تحریر سے مل رہی ہے۔ جو سرگرم ترین سودیشی و آریہ جماعت پنجاب کے جدید انگریزی آرگن پنجابی کے مرہٹہ فاضل اڈیٹر نے ٹرکی و انگلستان کے تنازعہ کے متعلق ۱۶ مئی کے پرچہ میں شایع کرکے مسلمانوں کی تذلیل و تحقیر میں بزعم خود کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔ وہ لکھتا ہے "مسلمان سرکار کے بڑے خوشامدی بنے پھرتے ہیں۔ اونکو اِس پر بڑا ناز ہے۔ اور یہ سمجھ چکے ہیں۔ کہ اپنے تعلق کی بناء پر سرکار سے جو چاہیں منوالیں۔ چنانچہ آبزرور اور وطن وغیرہ سرکار کے خوشامدی مسلمان پرچوں نے بڑی منت و زاری کے ساتھ سرکار سے التجائیں کیں۔ کہ خدارا ٹرکی کے ساتھ درشتی کی پالیسی کو روا نہ رکھا جائے۔ اور وہ مسلمانوں کے فیلنگز کا از راہِ مہربانی و ذرہ نوازی ضرور خیال رکھے۔ لیکن گورنمنٹ نے خس برابر پروا نہ کی۔ اور اپنی کارروائی کو اوسی زور و شور کے ساتھ جاری رکھا۔ حتیٰ کہ کل تار خبر آگئی کہ سلطان نے عاجز آکر کُل مطالبات مان لئے۔ اور آبزرور۔ وطن وغیرہ کی تمام ہائے پکار

اور اب عارضی طور پر وادی حلفہ کی بجائے مقامات الدبہ اور دوراوی کو جو دریای نیل پر شہر ڈنگولہ سے تخمیناً دو سو میل بجانب جنوب ہیں جنوبی سرحد مقرر کیا گیا ہے یعنی جنوب کیطرف سرحد تقریباً پانچسو

محض فضول بیجا اس ثابت ہوئی ہے۔ جو لوگ اپنا نام تو سیدہ اکرسٹہ کو سفید کو سیاہ اور رات کو دن کہنے سے نہ جھجکتے ہوں وہ یاوہ گوئی اور زہر اُگلنے کے لئے کوئی خفیف سی وجہ ملجانے پر بھلا کب خاموش رہ سکتے ہیں تاہم وطن کو پنجابی کی حالت پر رحم آتا ہے۔ اپنی تذلیل و ندامت کا جیسا سامان اوس نے اس تحریر میں بہم پہنچایا ہے دنیا اوسکی شاید ہی کسی تحریر میں ملے۔ آخری نتیجہ اور بعد کی خبریں صاف بتا رہی ہیں کہ انگریزی گورنمنٹ نے اپنی مسلمان رعایا کی خاطر باوجود اس امر کے کہ کل انگریزی اخبارات اور ملک کی تمام مختلف فرقے اس معاملہ میں جبر و تحکم کی پالیسی کے مؤید تھے۔ کسی ایسی کارروائی کا مرتکب ہونا تو درکنار۔ ایسی کوئی تجویز تک پیش کرنا پسند نہیں کیا۔ جو خلیفۃ المسلمین کو ناگوار خاطر ہو۔ اور وہ اوسے مسترد کر دینے پر مجبور ہوں۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اگر سلطان نے کسی مطالبہ کو نامنظور کیا۔ تو آن قایم رکھنے کو ضرور نوبت بجنگ پہونچانی پڑے گی۔ اور سلطان سے جنگ کرنا اپنی مسلمان رعایا کو یقیناً آزردہ خاطر بنانا ہے۔ اسلئے بہتر یہی ہے کہ پہلے ہی ایسی شرائط پیش کی جائیں۔ جنکی منظوری میں کوئی شک نہ ہو۔ اور ایسا ہی ہوا۔ آخری تار صاف بتا چکا ہے کہ سلطان المعظم نے اس معاملہ میں انگلستان سے براہ راست نامہ و پیام اور تصفیہ کرنا منظور نہ کیا۔ اور انگلستان نے بھی انکے اعتراض کی معقولیت کو تسلیم کرکے مان لیا۔ کہ سرحد کی تعیین صرف ترکی و مصری کمشنروں کی کمیشن پر چھوڑ دی جائے۔ چنانچہ مصری کمشنر نامزد بھی ہو چکے ہیں۔ وہ دو ہیں۔ ایک جنرل فتحی پاشا۔ اور دوسرے کپتان اوون (ملازم مصری حکومت) اب ایماندار پنجابی بشرطیکہ اوسمیں سچ بولنے کی جرأت باقی ہو۔ خود ہی بتائے کہ کیا اس سے بڑھکر بھی کسی کی کوئی پاسخاطر ہو سکتی ہے؟ پنجابی۔ پائونیر وغیرہ اخبارات کی دھمکی آمیز اور جوش دلانیوالی تحریروں کا تو بڑی خوشی سے حوالہ دیتا ہے۔ مگر پائونیر کی اوس تحریر کا نام بھی نہیں لیتا۔ جسمیں اوس نے رونا رویا ہے کہ انگریزی گورنمنٹ نے بڑی بزدلی دکھائی ہے۔ اور پھر لبرل حکومت پر چوٹ کی ہے۔ کہ یہ فریق سلطنت کے اغراض کی نگہداشت میں ہمیشہ ہی نامرد ثابت ہوتا رہا ہے۔ لیکن وطن کی رائے میں پائونیر کو ایسا کہنا اور ایسا خود رفتہ ہو جانا واجب نہ تھا۔ اوسے مذہبی تعصب نے یہ سمجھنے کی فرصت نہیں دی کہ انگریزی حکومت نے کسی بزدلی کیوجہ سے نہیں۔ بلکہ دانشمندی اور مصلحت ملکی کے اقتضاء کو اپنا رہبر بناکر یہ تصفیہ منظور کیا ہے۔ جسکا ادنیٰ فایدہ یہ نکلا ہے کہ دس کروڑ مسلمان تاج برطانیہ کے پہلے سے زیادہ ہوا خواہ اور جان نثار ہو گئے ہیں۔ پنجابی اسی پرچہ میں علی گڈھ کالج کے چند متعلقین کی کارروائی کا بھی ذکر کرکے آنریبل وطن وغیرہ کو شرمندہ کرنے کی سعی لاحاصل کرتا ہے۔ مگر بھلا مانس یہ نہیں دیکھتا۔ (باقی آگے صفحہ پر)

میل اوپر بڑھ گئی ہے - یہہ مہم سرو ست اسی صوبہ کی فتح پر ختم کردی گئی ہے - زائد فوجیں اور سردار میجر جنرل کچنر پاشا سپہ سالار افواج مصر (جو انگریز ہے) بمبجہ شات ستمبر میں قاہرہ کو واپس گیا ہے - مگر انگریزوں کا اگلے برس خرطوم پر چڑھائی کرنیکا منشا رہے - مترجم)

کہ ان چند اشخاص کے دعوی لیڈری دنیابت کو خود کئی باخبر اینگلو انڈین اخبارات بھی قبول نہیں کرتے - مارننگ پوسٹ دہلی بصراحت اون کے اس دعوی کی تکذیب کرتا ہی - اور لکھتا ہے کہ بیشک ہندوستان کے مسلمانوں کا حصۂ کثیر اپنے مذہبی مقتدا و خلیفہ سی خاص تعلق خاطر رکھتا ہی - اور اوسے کبھی یہ امر گوارا نہیں ہو سکتا کہ مسلمانوں کے دینی اور دنیوی بادشاہ میں باہم جنگ ہو - سر سید کو اکثر مسلمان عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں - اوسی ہر لحاظ سے جو وجاہت حاصل تھی - وہ بھی کسی شرح کی محتاج نہیں - مگر بھوپے ہمعصر پنجابی یا پاونیر کو کیا یہ معلوم نہیں کہ سلطان المعظم کی ذات کے متعلق مسلمان نے اپنی قوم کے اس جلیل القدر شخص کی رائے کی بھی خس برابر پروانہ کی تھی - ۹۵-۱۸۹۶ء کے خرخشۂ آرمینیا کی ضمن میں جب سر سید نے سلطان کے منصب خلافت پر کچھہ اعتراض کیا - تو کل مسلمانوں نے باستثنای چند ضمیر فروشوں کے فی الفور اوسکی تردید کی - اور سر سید بلا مبالغہ اپنے دل میں اس حرکت پر ایسے نادم ہوئے کہ مدت العمر میں کبھی ویسے خفیف نہ ہوئے تھے - شیخ عبد اللہ - آی احمد یا عزیز الدین ایسے اشخاص اگر اس معاملہ میں باقی مسلمانوں سے علیحدہ رہنا چاہیں - تو ہزار دفعہ رہیں - قوم پر اون کے افعال و اقوال کا نہ کچھہ اثر پڑ سکتا ہے - نہ قوم کو اونکی علیحدگی کا احساس ہو سکتا ہے - ان لوگوں نے پاونیر کو اطلاع دی تھی - کہ علیگڈھ کے مسلمانوں کیطرف سے جو تار گیا ہے - وہ عام مسلمانونکی آواز نہ تھی - بلکہ چند افراد کی - اور کہ سربرآوردہ مسلمانوں کو اس سی کچھہ واسطہ نہ تھا - وہ ٹرکی و انگلستان کے معاملہ میں کسی استدعا سی گورنمنٹ کو پریشان خاطر کرنا پسند نہیں کرتے - آفرین ہی اس حمیت و غیرت پر - مگر ان حضرات کو معلوم ہو چکا ہوگا - کہ جو تار علیگڈھ سے وایسرائے کو گیا تہا - وہ نہ صرف چھ کروڑ مسلمانان ہند - بلکہ تقریباً تمام سمجھدار ساکنین ہندوستان کا عندیہ ظاہر کر رہا تھا - سید فضل الحسن حسرت نے سچ لکھا ہے کہ ہمارے لئے شرم کا مقام ہی کہ ہم مسلمانوں میں ایسے آدمی بھی موجود ہیں *

معاملہ مصر و ٹرکی - پچھلے ہفتہ کی مضمون بعنوان فضول غوغا - کو بعض دوستوں نے بنظر امعان نہیں پڑھا - ورنہ وہ یہ نہ کہتے - کہ ٹرکی دب گئی ہی - انگلستان نے اوسکی کچھہ حقیقت نہ سمجھی - سلطان نے آخر یہی کرنا تھا اور اوسے پڑھکر ایک بچہ بھی سمجھہ سکتا ہے کہ ٹرکی ہرگز معاملہ کو طول دینے یا خواہ مخواہ کی چھیڑ نکالنے کا کوئی ارادہ نہ رکھتی تھی - مگر اس تار سے ہفتوں بعد تک انگریزی اخبارات اسی معاملہ طرش کے متعلق بلا کسی ادنی

بقیہ بصفحہ

اس وقت مصر خاص وادی حلفہ سے لیکر جو عرض البلد شمالی کے ۲۱ درجہ ۴۰ دقیقہ پر واقع ہے۔ بحیرۂ روم تک ہے۔ اور اوس کا رقبہ معہ صحرائے لبیان کے نخلستانوں۔ دریائے نیل اور بحیرہ قلزم کی درمیانی

سی وجہ یا بناء کے جو کچھہ ہولناک خبریں اور افواہیں شایع کرتے رہے ہیں۔ وہ ناظرین سے مخفی نہیں۔ یہی ایک امر انکو وطن کی رائے سے اس امر میں متفق بنانے کے لئے کافی ہونا چاہیئے تھا۔ کہ انگریزی اخبارات محض اپنی تعلی ونمود اور ٹرکی کو اپنی جولانئ قلم سے دنیا کی نظروں میں حقیر و ذلیل دکھانے کے لئے یہ جوش وخروش دکھا رہے ہیں۔ اور من گھڑت قصے تراش کر انپر لنبے چوڑے حاشیئے دے رہے ہیں۔ اسیطرح اگر وہ گزشتہ چند سالوں کے واقعات پر نظر ڈالتے تو ان خبروں سے کہ انگریزی بیڑہ کے چند جہازات یونانی بندرگاہ پارس میں پہنچ گئے ہیں۔ گہبرانے کی کوئی وجہ نہ پاتے۔ مفروضہ مظالم آرمینیا کے دنوں میں کل یورپ کے بیڑے مہینوں ڈارڈینلز کے دہانہ پر کھڑے رہے۔ اور ابھی پچھلے سال کی بات ہے کہ مقدونیہ کی مجوزہ نگرانی کو منظور کرالینے کے لئے یورپین متی لین میں جا پہونچا تھا۔ ان دونوں دہمکیوں سے سارا یورپ سلطان کو مطیع نہ بنا سکا۔ تو اکیلی انگلستان کی دہمکی کیا کرسکتی تھی۔ مگر یہاں تو دہمکی تک بہی نوبت نہ پہونچی تھی۔ انگریزی حکومت اور وزیر خارجیہ بھی کچھہ گرمجوشی اپنی تقریروں میں ضرور دکھاتے رہے۔ لیکن اونمیں اور اخباروں کی تحریروں کے انداز میں صاف زمین و آسمان کا فرق دکھائی دیرہا تھا۔ علاوہ بریں اس قدر قلیل سرکاری گرمجوشی کا بھی مدعا ٹرکی کو مرعوب کرنا نہ تہا۔ بلکہ کسی اور مصلحت کو پورا کرنا جسکی نوعیت قیاساً پچھلے صفحہ بیان ہوچکی ہے۔ اگر انگلستان ایسا ہی زور عمل پر ہوتا جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے تو سب سے آخری خبر یہ نہ ہوتی۔ جو آئی ہے۔ اور جسکا مدعا یہ ہے کہ سلطان نے برطانیہ سے براہ راست تصفیہ کرنا منظور نہیں کیا۔ اور کہ انگلستان نے بھی سلطان المعظم کی رائے کو معقول سمجھکر یہ مان لیا ہے کہ مصری و ترکی کمیشن ہی سرحد کا فیصلہ کرے۔ باقی رہا یہ امر کہ کم از کم ٹرکی جنگ کا ہرگز منشا نہ رکھتی تھی اور پہلے دن سے وہ اس امر کو پیش کر رہی تھی۔ جسپر آخر کار فیصلہ ہوا۔ اسکی ایک اور زبردست شہادت دولتلو غازی مختار پاشا کی اوس گفتگو سے مل رہی ہے۔ جو آپنے ۳۰ اپریل کو مزعومہ الٹی میٹم دیئے جانے کی تاریخ سے چار دن پہلے اللوا[1] کے ایڈیٹر سے کی۔ خدانخواستہ اگر یہ گفتگو الٹی میٹم کی خبر مشہور ہونیکے بعد ہوتی۔ تو بعض حاسدوں کو یہ کہنے کی گنجایش رہتی کہ اب شیر انگلستان کی بہبک سے ڈر کر پہلو بدلا گیا ہے۔ مگر نہیں وہ اسی تاریخکو کیگئی جبکہ اس امر کا شان وگمان بھی نہ تہا۔ اور اس لئے اوس ہموطن کے اس قیاس کی زبردست تائید ہو رہی کہ ٹرکی ہرگز مایل بہ جنگ نہ تھی۔ نہ وہ اس معاملہ کو ایسا اہم سمجھ رہی تہی۔ جیسا اہم کہ انگریزی اخبارات اسے ظاہر کر رہے تھے۔ آپکے الفاظ حسب ذیل ہیں:۔ یہ غلط ہے کہ طور سینا۔ کے معاملہ میں میں اپنی رائے سے کام لے رہا ہوں یعنی

[1] یہ اللوا ۸ مئی میں شایع ہوئی اسلئے اوسی دن بذریعہ تار تمام یورپ میں مشتہر ہوگئی +

علاقہ اور العریش واقع شام کے چار لاکھ مربع میل ہے۔ مگر مزروعہ اور بندوبست شدہ رقبہ یعنی وادی نیل اور ڈلٹا صرف ۱۲۹۷۶ مربع میل ہیں۔ نہروں۔ سڑکوں۔ اور نخلستانوں کو نیچے ۰۰ مربع میل زمین ہے اور

صرف اپنے آقا سلطان اور اونکی حکومت عالیہ کے خیالات وارشادات کو پہونچانیکا واسطہ ہوں۔ اور چونکہ بابعالی اس مسئلہ میں اپنے صریح حق کے سوا۔ اور کسی امر کا مطالبہ نہیں کرتا۔ لہٰذا مجھے اُمید ہے کہ موجودہ اختلاف مشکلات وعوائق کا سبب نہ بنیگا۔ اور یہی وجہ ہے کہ حالانکہ افواج قاہرہ عثمانیہ کی تین جیوش جنکی جنگی جمعیت آٹھ لاکھ نبرد آزماؤں تک پہونچتی ہے۔ مصر کے قرب وجوار میں موجود ہیں۔ لیکن عثمانیہ حکومت نے فوجی قوت سے کام لینے کا مطلقاً کبھی خیال تک نہیں کیا۔ کیونکہ وہ جانتی ہے کہ انصاف وحق اوسکی طرف ہی۔ پس جو لوگ اس مسئلہ کے متعلق خواہ مخواہ جوش دکھا رہے اور دوسروں میں جوش پیدا کر رہے ہیں اور پبلک کو اندیشناک بنا رہے اور اپنی بے علمی وجہالت یا عمداً کسی خاص غرض سے معمولی معمولی سی باتوں کو نہایت اہم اور خطرناک قرار دے رہے ہیں وہ اصلیت وحقیقت پر پردہ ڈال رہے ہیں۔ اور نہ صرف مصر وٹرکی بلکہ انگلستان کی فلاح وبہبود اور امن عالم کی تخریب کے درپے ہیں۔ میری یہ پختہ رائے ہے کہ مختلف متنازعہ مقامات کی حقیت کی صراحت کرنے اگر کمیشن کی تعیین کی ضرورت محسوس ہو تو ٹرکی انعقاد کمیشن کی تجویز کو بصد خوشی قبول کرے گی۔ کیونکہ اوسکے مقاصد بالکل آشتی آمیز ہیں اور وہ اضطراب یا حرب عام کا موجب بننے کی قطعاً کوئی نیت نہیں رکھتی۔ پس اگر مصری میری نصیحت سنیں تو میں اونکو یہ کہونگا۔ کہ وہ اوس سب وشتم کی مطلق پرواہ نہ کریں۔ جو بعض اشخاص اونکے سلطان اور اونکی سلطنت پر انہیں آشفتہ کرنے کے لئے کر رہے ہیں۔ اور کہ وہ ان مغالطوں اور کذب وافترا کو بالکل حقیر سمجھیں جو اونکی نسبت عمداً شایع کئے جا رہے ہیں۔ کیونکہ مصر اور مصریونکی بہتری قیام امن اور اسی میں ہے کہ اس ملک عزیز میں بسنے والی قومیں بلا تمیز جنس ودین باہم محبت وپیار سے رہیں۔ میں مصریونکو یقین دلاتا ہوں کہ تمام عثمانی اوس محبت وتعلق کی پوری پوری قدر کرتے ہیں۔ جو مصریونکو اپنی سلطنت عظمیٰ اور اپنے سلطان سے ہے۔ لیکن اس محبت کا بڑا تقاضا یہی ہے کہ مصری مصر کی خوشحالی وسعادت اور اوس کے امن کا پورا پورا خیال رکھیں۔ تمت کلامہ۔ ان زرین الفاظ کو پڑھکر کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ ٹرکی پہلے تو بڑے لنبے چوڑے دعوے کرتی تھی۔ اور اوس پر اڑ رہی تھی۔ اور پھر یکبارگی دب گئی وہ تو خود تقرر کمیشن کی تجویز کی حامی تھی۔ انگریزی اخبارات اور ایک قلیل حد تک انگریزی وزرا نے بات کا بتنگڑ بعض دیگر مصلحتوں کو لحاظ سے بنایا تھا۔ جو ٹرکی چاہتی تھی وہی ہوا۔ انگلستان کی غرض اسی ایک انچ بھی اپنی اصل پوزیشن سے نہ ہٹا سکی۔ جس سیاسی ناکامی کے طیش میں ٹریبیون کو یاد ونیر ٹائمز۔ وٹریبین ایسے اخبارات ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکے۔ ان بیچاروں کی مفتریات واکاذیب بارہ نمازی مختار پاشا کا بطلان بھی سطور بالا سے ہو رہا ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

لہ شام۔ عرب۔ اور طرابلس الغرب کی ترکی افواج وجنگی قوت سے مراد ہے۔ دکن

۲۸۵۰ مربع میل زمین دریائی نیل - دلدلوں اور جھیلوں کے نیچے ہے - اور باقیماندہ صحراء و ریگستان ہے - مصر دو بڑے حصوں میں تقسیم ہے مصر البحری یا نشیبی مصر اور مصر الصعید یا بالائی مصر -

وہ غازی کو ایک نہایت مدبر اور نامور اور امن عالم کا سخت خطرناک دشمن بتاتے تھے - مگر جنگ و خونریزی کے شیدائی کے خیالات دنیا اس گفتگو سے معلوم کر چکی ہے - ہاں اسمیں شک نہیں ہے کہ اگر فریق ثانی خواہ مخواہ جنگ کو در پیش ہوتا تو ترک ناتیار نہ پائے جاتے - اونہوں نے از راہ دور اندیشی اس پہلو کے لئے تیار رہنے کا بھی تدارک کر رکھا تھا - چنانچہ معمولی افواج کے علاوہ کئی قلعہ شکن گراں وزن توپیں بھی مناسب علاقہ پر پہونچائی جا چکی تھیں - لیکن خدا کا شکر ہے کہ یہاں تک نوبت پہونچنے ہی نہ پائی - ترکی دعوی کی صداقت کا یہ ادنی ثبوت ہے کہ خود کئی انگریزی اخبارات نے چپقلش کے عین بحرانی زمانہ میں یہ تسلیم کیا ہے کہ خدیو حال کی مسند نشینی کی اجازت جس فرمان سلطانی کے روسے عطا ہوئی تھی - اوسمیں چند دیگر مقامات کے علاوہ طابہ کا بھی مصری حد سے باہر ہونا بصراحت واضح کر دیا گیا تھا -

معاملہ ترکی و مصر - اس ہفتہ ۱۹ مئی کی تاریخ تک کے مصری اخبارات جو ہندوستان میں موصول ہوئے ہیں ان سے معاملہ مندرجہ عنوان کے متعلق کئی ایسے حالات منکشف ہو گئے ہیں جو پہلے بالکل پردہ خفا میں تھے - اور مدیر ان وطن کے قیاسات و آراء کی کامل تصدیق بھی ہو گئی ہے - اور بجائے اس عام مشہور خیال کے کہ سلطان دب گئے اصلیت یہ نکلتی ہے کہ بابعالی بوجہ اتم غالب رہا - اصل بنائے اختلاف یہ تھی - کہ مصری حکومت بزاتہٖ خود یا بتحریک انگلستان جزیرہ نما سینا کے مختلف مقامات میں فوجی مورچے اور قلعے بنانا چاہتی تھی - اور خاص طابہ میں بھی ویسا ہی کرنے کا ارادہ رکھتی تھی - جس امر کو سلطنت عثمانیہ کبھی گوارا نہ کر سکتی تھی - تین ماہ ہوئے وطن نے اسمعاملہ کا مفصل ذکر کر کے لکھا تھا کہ بابعالی یورپین و روسی سرحدات کے استحکام سے فارغ ہو کر اب اپنی ایشیائی و افریقی سرحدات کے استحکام اور فوجی تدارک میں پوری سرگرمی کے ساتھ ساعی ہے - اوسنے ایکطرف مصر و طرابلس الغرب کی مشترکہ سرحد پر مستحکم فوجی چھاونیاں ڈالدی ہیں مصر بھی وہاں ایسا کرنے کی خفیہ تیاریاں کر رہا تھا - مگر بابعالی کی بروقت ہوشیاری سے مصر مونہہ تکتا رہگیا - اور دوسری طرف جزیرہ نما سینا میں بھی مصری نگ و دو کی مزاحمت کی گئی ہے - اور اوس کے انسداد کے لئے طابہ پر ترکی فوج بھیجدی گئی - یہ صورت جنوری میں پیش آئی - اور اس سے یہ سوال پیدا ہو گیا کہ آیا مصر کو نہر سویز سے ورے جزیرہ نما سینا میں قلعبندی کرنیکا اختیار حاصل ہے یا نہیں - بابعالی نے اس دلیل سے اسکا دعوی رد کیا کہ سینا مصر کے اوس علاقہ میں شامل نہیں - جو اوسے دوام کے لئے باجگذار صوبہ کی حیثیت میں دیا گیا ہے - بلکہ ایک خالص ترکی رقبہ ہے - جو محض انتظامیہ طور پر مصر کی تحویل میں رکھا گیا ہے - مصر نے اسے تسلیم نہ کیا - بات بڑھ گئی اور شاخ در شاخ نکلتی چلی آئی - حتی کہ تنگ آ کر بابعالی نے یہ کہدیا کہ قلعے بنا سکنا تو در کنار - جزیرہ نما سینا پر مصر کو کچھ حق ہی نہیں - انگلستان اس بحث کو درمیان میں شروع ہی سے بالواسطہ طور پر شریک رہا تھا - یہ جواب ملنے پر مصر الگ ہو گیا - (باقی بر صفحہ ۱۲۸ ہے) -

مندرجہ ذیل جدول سے بندوبست شدہ ارضی کا رقبہ اور مئی سنہ ۱۸۸۲ء کی مردم شماری کے نتائج معلوم ہوجاویں گے۔ (جن کے ساتھ جون سنہ ۱۸۹۷ء کی مردم شماری کے بھی اعداد شمار دیئے جاتے ہیں)

صوبہ		رقبہ مربع میلوں میں	مصری		اجنبی	میزان	گنجانی کی اوسط فی مربع میل
			مقیم	خانہ بدوش			
۱۔ (مصر البحری) گورنریاں							
(۱) قاہرہ	سنہ ۱۸۸۲ء	۶	۳۵۲۴۱۶	۷۷۲	۲۱۶۵۰	۳۷۴۸۳۸	۶۲۴۷۳
	سنہ ۱۸۹۷ء		۵۳۳۳۳۶	۱۳۴۵	۳۵۳۸۱	۵۷۰۰۶۲	۹۵۰۱۰
(۲) اسکندریہ	سنہ ۱۸۸۲ء	۷۰	۱۸۱۲۰۰	۵۰۳	۴۹۶۹۳	۲۳۱۳۹۶	۳۳۰۵
	سنہ ۱۸۹۷ء		۲۶۸۶۶۹	۴۹۰۸۴	۴۲۱۱۳	۳۱۹۷۶۶	۴۵۶۸
(۳) دمیاط	سنہ ۱۸۸۲ء	۴½	۴۳۵۰۱	۱	۱۱۴	۴۳۶۱۶	۹۶۹۳
	سنہ ۱۸۹۷ء		۴۳۵۱۲	۰	۲۳۹	۴۳۷۵۱	۹۷۲۲
(۴)۔ روستا		۲۴½	۱۹۲۶۷	-	۱۱۱	۱۹۳۷۸	۷۹۰
(مدیریہ)							
(۱) بحیرہ	سنہ ۱۸۸۲ء	۹۳۲	۳۶۴۰۵۰	۳۳۱۰۲	۱۷۰۴	۳۹۸۸۵۶	۴۲۶
	سنہ ۱۸۹۷ء		۵۳۵۰۲۱	۹۴۹۵۳	۱۲۵۱	۶۳۱۲۲۵	۶۷۷
(۲) شرقیہ	سنہ ۱۸۸۲ء	۹۰۵	۴۳۵۳۸۰	۲۷۴۷۱	۱۸۰۴	۴۶۴۶۵۵	۵۱۳
	سنہ ۱۸۹۷ء		۶۶۱۲۵۸	۸۵۰۱۵	۲۵۶۲	۷۴۹۱۳۰	۸۲۸
(۳) دقاہلیہ	سنہ ۱۸۸۲ء	۹۳۱	۵۷۸۱۴۴	۶۲۱۳	۱۶۷۶	۵۸۶۰۳۳	۶۲۹
	سنہ ۱۸۹۷ء		۷۱۹۶۷۶	۱۴۶۲۴	۲۴۱۸	۷۳۶۷۰۸	۷۹۱
(۴) غربیہ	سنہ ۱۸۸۲ء	۲۳۴۰	۹۰۸۰۴۱	۱۸۹۰۰	۲۵۴۷	۹۲۹۴۸۸	۳۹۷
	سنہ ۱۸۹۷ء		۱۲۴۶۷۵۳	۴۷۴۶۳	۳۴۴۱	۱۲۹۷۶۵۶	۵۵۴
(۵) قلیوبیہ	سنہ ۱۸۸۲ء	۳۵۲	۲۵۴۱۹۸	۱۶۵۹۶	۵۹۷	۲۷۱۳۹۱	۷۷۱
	سنہ ۱۸۹۷ء		۳۳۵۴۷۰	۳۵۴۰۲	۵۹۳	۳۷۱۴۶۵	۱۰۵۵
(۶) منوفیہ	سنہ ۱۸۸۲ء	۶۳۹	۶۴۲۶۰۹	۲۵۱۲	۸۹۲	۶۴۶۰۱۳	۱۰۱۰
	سنہ ۱۸۹۷ء		۸۴۶۵۱۲	۱۶۶۶۶	۱۰۲۸	۸۶۴۲۰۶	۱۳۵۲
میزان مصر البحری		۶۲۰۴	۳۷۷۸۸۰۶	۱۰۶۰۷۰	۸۰۷۸۸	۳۹۵۶۶۴	۶۳۹
۲۔ خاکنائے سویز							
گورنریاں (۱) بندر سعید	سنہ ۱۸۸۲ء	۰	۱۴۰۶۰	۲۲۶	۷۰۱۰	۲۱۲۹۶	۳۰۹۲
	سنہ ۱۸۹۷ء		۳۶۷۲۹	-	۱۳۴۵۰	۵۰۱۷۹	
(۲) سویز	سنہ ۱۸۸۲ء	۱۰½	۹۹۷۷	۸	۱۱۹۰	۱۱۱۷۵	
	سنہ ۱۸۹۷ء		۱۵۴۳۹	۶۷۵۶	۲۷۷۴	۲۴۹۷۰	
میزان خاکنائے		۱۰½	۲۴۰۳۷	۲۳۴	۸۲۰۰	۳۲۴۷۱	۳۰۹۲

صوبہ	رقبہ مربع میلوں میں	مصری: مقیم	مصری: خانہ بدوش	اجنبی	میزان	گنجانی کی اوسط فی مربع میل
۳۔ مصری علاقہ واقع ایشیا (گورنری)						
(۱) العریش ۱۸۸۲ء	۱/۵	۳۶۲۹	۱۲۹۱	۳	۳۹۲۳	۱۹۶۱۵
۱۸۹۷ء		۴۰۸۰	۱۲۹۱۰	۱	۱۶۹۹۱	۸۴۹۵۵
۴۔ مصر الصعید (گورنری)						
(۱) قصیر	۱/۴	۲۱۹۰	۲۴۰	-	۲۴۳۰	۱۷۰۱۰
مدیریہ (۱) اسیوط ۱۸۸۲ء	۸۴۰	۵۴۹۷۷۶	۱۱۹۰۶	۴۵۵	۵۶۲۱۳۷	۷۱۲
۱۸۹۷ء			۳۰۰۴۸	۴۳۹	۷۸۲۷۲۰	۹۳۲
(۲) بنی سویف ۱۸۸۲ء	۵۰۱	۱۹۳۳۰۵	۲۶۱۱۹	۱۴۹	۲۱۹۵۷۳	۴۳۸
۱۸۹۰ء		۲۸۲۵۱۳	۳۱۶۴۵	۲۹۶	۳۱۴۴۵۴	۶۲۷
(۳) فیوم ۱۸۸۲ء	۴۹۳	۲۰۰۹۶۷	۲۷۳۲۸	۴۱۴	۲۲۸۷۰۹	۴۶۴
۱۸۹۷ء		۳۱۲۷۵۷	۵۷۹۴۷	۳۰۲	۳۷۱۰۰۶	۷۵۲
(۴) غرہ ۱۸۸۲ء	۳۷۰	۲۷۴۴۰۶	۸۴۸۳	۱۹۴	۲۸۳۰۸۳	۷۶۵
۱۸۹۷ء		۳۶۸۴۷۲	۳۲۷۳۶	۴۲۶	۴۰۱۶۳۴	۱۰۸۵
(۵) مینا ۱۸۸۲ء	۷۷۲	۲۹۴۶۵۵	۱۹۸۲۴	۳۳۹	۳۱۴۸۱۸	۴۰۷
۱۸۹۷ء		۵۱۱۷۴۶	۳۶۲۱۷	۶۶۹	۵۴۸۶۴۲	۴۱۱
(۶) جرجہ ۱۸۸۲ء	۶۳۱	۵۱۵۹۷۲	۵۳۱۱	۱۳۰	۵۲۱۴۱۳	۸۲۶
۱۸۹۷ء		۶۷۷۱۵۱	۱۰۶۴۹	۲۱۱	۶۸۸۰۱۱	۱۰۹۰
(۷) قینا ۱۸۸۲ء	۵۴۴	۳۸۳۸۱۹	۲۳۸۷۷	۱۶۲	۴۰۶۸۵۸	۹۵۸
۱۸۹۷ء		۶۷۹۵۱۷	۳۱۳۲۵	۶۱۵	۷۱۱۴۵۷	۱۳۰۸
(۸) اسوان[لے] ۱۸۸۲ء	۳۳۲	۲۲۱۸۱۳	۱۶۰۹۶	۵۲	۲۳۷۹۶۱	۷۱۷
۱۸۹۷ء		۲۱۶۶۹۲	۲۳۲۸۸	۴۳۲	۲۴۰۳۸۲	-
میزان مصر الصعید	۴۸۸۳½	۲۶۳۰۱۹۰۳	۱۳۸۱۸۴	۱۸۹۵	۲۷۷۶۹۸۲	۶۱۹
۵۔ نخلستان	نامعلوم	۳۸۲۲۵	نامعلوم	نامعلوم	نامعلوم	نامعلوم
میزان آبادی کل						
معمورہ رقبہ مزروعہ ۱۸۸۲ء	۱۰۶۹۸	۶۴۸۰۶۰۰	۲۴۵۷۷۹	۹۰۸۸۶	۶۸۱۷۲۶۵	۶۳۸
۱۸۹۷ء	-	۹۰۴۷۹۰۵	۱۰۵۷۳۹۷۴	۱۱۲۵۷۴	۹۷۳۴۴۰۵	

لے سرحدیہ ایک نیا صوبہ علاحدہ قایم کیا گیا ہے اور صوبہ اسوان اوسمیں شامل کر دیا گیا ہے۔ ۱۸۶۹ء سے اس صوبہ کا وجود نہیں رہا ہے۔ مترجم

کل آبادی میں سے ۵۶۶۹۱۴۰۳ مرد - اور ۵۶۷۶۱۴۱۳ عورتیں ہیں۔ ۱۹۰۷ء کی مردم شماری کی تفصیل یہ ہے:- مرد ۴۹۴۷۸۵۰ - عورتیں ۴۷۸۶۵۵۵ - اِس مردم شماری میں نخلستان واحۃ السیواح کی آبادی شامل نہیں جہاں ۷ ہزار مرد مصری باشندے ہی مستقل طور پر آباد ہیں۔ علاوہ خانہ بدوشوں کے۔ اگر مندرجہ بالا اعداد کو انتظامی حلقوں میں ترتیب دیجادے تو نتیجہ حسب ذیل ہوگا:-

قسم انتظامی حلقہ و تعداد	مصری		اجنبی	میزان
	مقیم	خانہ بدوش		
گورنریاں - (۸)	۶۲۵۲۴۰	۳۰۴۱	۷۹۷۷۱	۷۰۸۰۵۲
مدیریات (۱۴)	۵۸۱۷۱۳۵	۲۴۲۷۳۸	۱۱۱۱۵	۶۰۷۰۹۸۸
نخلستان	۳۸۲۲۵	-	-	۳۸۲۲۵
میزان	۶۴۸۰۶۰۰	۲۴۵۷۷۹	۹۰۸۸۶	۶۸۱۷۲۶۵

خاندانوں کا شمار ۱۱۷۸۵۶۴ - اور گھروں کا ۱۰۸۴۳۸۴ ہے۔ بلحاظ قومیت اجنبیوں کی تفصیل یہ ہے:- یونانی ۳۰۱۷۳ - اطالین ۱۸۶۶۵ - فرانسیسی ۱۵۷۱۶ - آسٹرین ۸۰۲۲ - انگریز ۶۱۱۸ - جرمن ۹۴۸ - دیگر اجنبی اقوام ۱۱۶۴ - میزان ۹۰۸۸۶ -

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۵ سے آگے) اور انگلستان نے براہ راست نامہ وپیام شروع کردیا جسکا آغاز گزشتہ ماہ الٹی میٹم میعادی دس یوم سے ہوا۔ انگریزی حکومت بھی بیشک پہلے ہی دن سے یہ کہتی رہی تھی۔ کہ حد بندی کا فیصلہ کمیشن کے ذریعہ کرایا جائیگا مگر یہی آخر میں جاکر فیصلہ ہوا ہے۔ مگر انگریزی اخبارات اور حکومت نے اصل بنائے اختلاف کو کبھی پبلک میں ظاہر نہیں کیا۔ اور نہ اب یہ بتایا کہ سلطان نے اتنا عرصہ انکار کرتے رہکر اب کمیشن کیوں مان لی۔ اور کہ جب خدیو بااختیار مستند عہدہ دار مفروضہ الٹی میٹم سے پانچ دن پہلے تک کمیشن کے تقرر ہی کو اصل ذریعہ فیصلہ مانتا رہا۔ تو سلطان کیوں کمیشن کے تقرر سے منکر رہے۔ یہ معمہ تنازعہ کے اصل عنصر کو پبلک سے مخفی رکھنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ سلطان کہتے تھے کہ جبتک مصر والے اس امر کو نہ مان لے کہ اوسے جزیرہ نما سینا میں قلعہ بندیاں تیار کرنیکا کوئی حق نہیں تب تک ہم طابہ کا قبضہ چھوڑ سکتے ہیں۔ اور نہ کمیشن کا تقرر منظور کرسکتے ہیں۔ کیونکہ اس امر کو تعیین حد سے کچھ واسطہ نہیں۔ ترکی و مصری حد خواہ رافح سے بخط مستقیم عقبہ تک ہو۔ اور کل جزیرہ نما سینا معہ طابہ انتظامی طور پر مصری حد میں داخل سمجھا جائے۔ وہ اسپر بہرحال بطور امین ہی قابض ہوگا۔ نہ کہ بحیثیت باجگذار و ادنیٰ مالک کے۔ اور امین کو ہرگز بجز انتظامی معاملات کے اور کسی طرح کا اور خاصکر فوجی تدارک کرنے کا وہاں اختیار نہیں ہو سکتا۔ سینا میں خدیو کی وہی حیثیت ہے جو جزیرہ تہاسوس متصل ساحل یورپین ٹرکی میں ہے جہاں اوسے فوجی انتظام کرنے سے روک دیا گیا تھا۔ انگلستان و مصر اس شرط کو نہیں مانتے تھے -

باقی آئندہ صفحہ پر

انمیں سے تقریباً ۹۰ فیصدی مصر البحری میں رہتے ہیں۔ (یہ اعداد پرانے ہیں۔ اب اجنبیوں کی آبادی بہت بڑہ گئی ہے۔ لیکن جدید مردم شماری نہ ہونیکی وجہ سے یہی درج کئے گئے ہیں)

اور یہ کہتے تھے کہ کمیشن مقرر کر دو۔ اور اوس کے جانے سے پہلے ترکی فوج طابہ خالی کر دے۔ اگر کمیشن کے فیصلہ کے رو سے وہ ترکی حد میں آئے تو ترکی فوج پھر قابض ہو جائے۔ ورنہ مصر وہاں اور جزیرہ نما کے اور جس مقام میں چاہے۔ قلعے بنا ئیگا۔ اور فوج رکہیگا۔ اس بیجا و ناحق اصرار کا بابعالی نے وہ جواب دیا جو اوپر درج ہے۔ وہ در اصل برگس بگیر تا بہ تپ رضی شود کا مصداق تہا۔ کیونکہ جیسا کہ غازی مختار کے مکالمہ سے واضح ہو چکا ہے۔ ٹرکی باوجود کافی استطاعت مصر کے موجودہ حقوق میں ہرگز کچھہ تعرض نہیں کرنا چاہتی۔ نہ وہاں کی موجودہ حالت میں کچھہ خلل ڈالنے کا ارادہ رکہتی تھی۔ وہ صرف یہ چاہتی تھی کہ اس علاقہ میں جو حجاز و شام کی کلید ہے۔ وہی حالت قایم رہے جو مدت سے چلی آتی ہے۔ اور کوئی غیر طاقت حجاز ریلوے اور عقبہ کی عین سر پر ایسا انتظام نہ کر سکے۔ جو کسی وقت ان کے حق میں مُہلک اور مضر ثابت ہو سکے۔ یعنی وہ بالکل مدافعت اور خود حفاظتی کے پہلو پر تھی۔ اور جیسا کہ وطن بارہا لکھہ چکا ہے۔ یہ انگریزی اخبارات کی محض بکواس تھی۔ کہ طابہ کے ترکی قبضہ سے نہر سویز اور مصر کی سلامتی مخدوش ہو گئی ہے۔ اور کہ ٹرکی کی نیت بد ہے۔ طابہ عقبہ سے جسے ہر ایک ترکی مقبوضہ مانتا ہے۔ اور اوس پر کسی کو کچھہ بحث نہیں۔ صرف چھہ سات میل آگے ہے۔ اور نہر سویز تک ڈیڑہ سو میل طویل لق و دق سنگلاخ حائل ہے۔ ڈیڑہ سو میل میں سے سات میل کم ہو جانے سے کیا بن سکتا تھا۔

اب سُنئے۔ الٹی میٹم کا کیا حشر ہوا۔ جسکی نسبت خوب لنبے چوڑے شگوفے چھوڑے جاتے رہے کہ انگلستان نے یوں ٹرکی کو دہمکایا ہے۔ اور یہ ڈانٹ بتائی ہے۔ اور کہ دسویں دن کے گذرتے ہی تمام ترکی سواحل حتّٰی کہ خاص قسطنطنیہ پر بہی انگریزی بیڑہ کی گولہ باری شروع ہو جائے گی۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام باتیں محض ان روں کی من گہڑت ہیں۔ جسکا ادنی ثبوت یہ ہے کہ اب تک دُنیا میں کسی فرد کو بجز دونوں حکومتوں کے یہ معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ انگریزی مراسلہ کا مضمون کیا تھا۔ یا معلوم ہوا ہے تو کسی انگریزی اخبار نے اوسے شایع کرنا پسند نہیں کیا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اگر اسکا انداز تحکم و تعلّی کو لئے ہوتا تو یہ بیبلے ہانس فوراً سے پہلے اوسے اپنے کالموں میں درج کر دیتے۔ مگر چونکہ اوسمیں کمال ادب ملحوظ رکہا گیا تھا۔ اگر کسیکو اسکا مضمون معلوم بہی ہو گیا تو اوس نے چھپانا نہ چاہا۔ یہ وطن کا ذاتی قیاس بلا دلیل نہیں۔ ٹائمز مورخہ ۱۱ مئی تسلیم کرتا ہے کہ انگریزی حکومت نے جو مراسلہ (جسے پبلک میں الٹی میٹم کے نام سے موسوم کیا گیا ہے) بہیجا ہے۔ اوسمیں اپنے مدعا و ارادہ کو بوضاحت ظاہر کرنے کے ساتھ ہی اس امر کا خاص خیال رکہا گیا کہ بابعالی کو نہایت انسانیت اور ادب کے ساتھ باعتدال تمام مخاطب کیا جائے۔ جس الٹی میٹم کی اہمیت اس حد پر ہوتی۔ اوس کا جو انجام ہوا۔ وہ اس تار سے معلوم ہو جائے گا۔ جو

ملک کی آبادی کی رفتار و مقدار مندرجہ ذیل اعداد سے معلوم ہوجاوے گی :-

۱۸۰۰ء	(فرانسیسیوں کا اندازہ)	بیس لاکھ	۱۸۷۲ء	(ڈی گینی صاحب)	۵۲۰۳۴۰۵
۱۸۴۶ء	(بروئے مردم شماری)	۴۴۶۳۳۴۴	۱۸۷۵ء	(ڈاکٹر روسی بے)	۵۲۵۱۷۵۷
۱۸۵۵ء	(اندازہ توفیق پاشا)	۴۴۰۲۰۱۳	۱۸۸۲ء	(مردم شماری)	۶۸۰۶۳۸۱
۱۸۶۵ء	(اندازہ توفیق پاشا)	۴۸۴۱۶۷۷	۱۸۹۷ء	(بروئے مردم شماری)	۹۷ لاکھ ۳۴ ہزار

۱۳ مئی کو باب عالی نے اپنے کمشنر مقیم مصر غازی مختار پاشا کو بمقام اسکندریہ بھیجا۔ ترجمہ "تار سلطانی" "چونکہ طابہ پر ترکی فوج کے قبضہ سے اس کے سوا اور کچھہ مقصود نہ تہا۔ کہ جزیرہ نما طور سینا کو سابق حالت میں رکھا جائے یعنے وہاں کسی اور کو جنگی تعمیرات اور قلعے تیار نہ کرنے دیئے جائیں۔ اور جناب اس امر کی نسبت اطمینان بخش اور قابل وثوق عہد و اقرار ہوگیا ہے۔ لہذا باب عالی نے حکم بھیجدیا ہے۔ کہ عثمانی لشکر طابہ سے اپنے اصل موقعہ کو آجائے۔ اور کہ وہ جہاز دیانہ پر سوار ہو کر وہاں سے آجائے۔ طور سینا کی سابق حالت کو بدستور قایم رکہنے کی فیصلہ کن و کامل ضمانت نامے کے متعلق باہم گفتگو جاری ہے"

اس تار سے جسے انگریزی اخبارات نے باحتیاط تمام مخفی رکہا ہے۔ کل بہانڈا پھوٹ گیا ہے۔ اور کل دنیا اب خود ہی بآسانی فیصلہ کرسکتی ہے۔ کہ سلطان دبے۔ یا سر ایڈورڈ گرے۔ ترکی نے پہلے دن جو شرط پیش کی تہی آخر وقت تک اوسپر قایم رہی۔ اور انگلستان و مصر گو باوجود اس تمام جوش و خروش اور سرگرمی کے جو انگریزی اخبارات انکی طرف منسوب کرتے رہے۔ آخر اوسے ماننا پڑا۔ اور جب اوسے مان لیا تو پھر جھگڑا ہی کچھہ نہ رہا کمیشن اب خواہ طابہ کو ترکی حد میں قرار دے یا مصر میں۔ ٹرکی کو اسکی کچھہ پروا نہیں ہوسکتی۔ جو اسکا اصل مقصود تہا۔ وہ حاصل ہوگیا۔ مصر اور اوس کے قابضین نے مان لیا ہے کہ نہر سویز سے لیکر تا تجوار عقبہ طور سینا میں وہ کوئی جنگی تعمیر نہیں بنا سکتے نہ چہاونی ڈال سکتے ہیں۔ اگر اپنی اصل و احد شرط کو منوالینے کا نام ہی دب جانا ہے تو ہم بھی مان لیتے ہیں کہ سلطان دب گئے ہاں۔ یہی نہیں کہ سلطان المعظم اپنی شرط منوا کر رہے۔ آپ کو اس معاملہ میں اور بہی کئی لحاظ سے نہایت اہم سیاسی کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ آپنے پہلے دن ہی کہدیا کہ مصر ہمارا صوبہ اور باجگذار ہے۔ انگلستان اوس کی اور ہمارے معاملہ میں دخیل نہیں ہوسکتا۔ نہ براہ راست ٹرکی برطانیہ سے اس معاملہ میں باضابطہ گفتگو کرے گی یہ عزم آخر وقت تک قایم رہا۔ حتی کہ آخری سلطانی فیصلہ کی اطلاع باضابطہ طور پر اگر کسیکو بھیجی گئی تو صرف مصری حکومت کو۔ اور وہ بہی براہراست نہیں۔ اپنے کمشنر کی معرفت۔ انگریزی سفیر اور حکومت کو بیشک اطلاع دیگئی۔ لیکن محض غیر رسمی طریق پر۔ اوسے فریق معاملہ کی حیثیت میں کبھی مخاطب نہ بنایا گیا۔ اور کمیشن کے ممبروں کی نسبت بہی صریح فیصلہ کردیا۔ کہ وہ محض ترکی و مصری حکومتوں کے ملازم ہوں گے۔ انگلستان کا کوئی نائب شریک نہیں ہوسکتا۔

باقی اگلے صفحہ پر

۱۸۴۶ء اور ۱۸۸۲ء کی سرکاری مردم شماری کے باہمی مقابلہ کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ ترقی آبادی کی سالانہ اوسط ۱½ فیصدی ہے۔ اور ۱۸۸۲ء و ۱۸۹۷ء کے مقابلہ سے ۲¾ فیصدی سالانہ بیشی نکلتی ہے۔ مصر کے بڑی بڑی شہر یہ ہیں۔ اونکی آبادی ۱۸۸۲ء کی مردم شماری کے مطابق دیجاتی ہے۔

کیا مغلوب فریق کا انداز یہی ہوا کرتا ہے جو آغاز سے انجام تک اس معاملہ میں ٹرکی کا رہا؟ اگر نہیں تو پنجابی وغیرہ تنگ خیال معاصرین و افراد کو ٹرکی پر یہ اتہام لگانے سے نادم ہونا چاہیئے۔

اسی ضمن میں ایک اور واقعہ کا ذکر کر دینا نامناسب ہوگا۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ انگریزی کروزر منروا سرحدی مناروں کے انہدام کی رپورٹ کی تصدیق کے لئے رافع بھیجا گیا تھا۔ جو العریش سے ۴۴ میل شمال میں ہے۔ اور سرحد اس سے شروع ہوتی ہے۔ وہ ۳۰ر اپریل کو وہاں ترکی فوجی فرودگاہ کے سامنے ساحل سے چند میل پرے لنگر زن ہوا۔ کیونکہ پانی کم ہونے کیوجہ سے اندر آگے نہ جا سکتا تھا۔ اس جہاز پر ایک انگریز افسر کرنل منٹل اور ایک مصری عہدہ دار نعوم بک بھیجے گئے تھے۔ یہ دونوں کچھ انگریزی بحری سپاہی ساتھ لیکر کشتیوں پر سوار ہوئے۔ مگر جب ساحل کے قریب پہونچے۔ تو ترکی سنتری نے چیلنج کیا۔ اور سپاہیوں کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ ادہر کشتیاں بھی کنارہ تک نہ جا سکتی تھیں۔ سپاہی کشتیاں لیکر جہاز کو واپس ہو گئے۔ اور کرنل دیگ لنگوٹ باندھکر تیرتے ہوئے کنارہ پہونچے۔ جہاز کو آتا دیکھکر ترکی کمانڈر اپنے اعلی افسر مقیم یروشلیم سے استصواب کرنے کے لئے تار گھر چلا گیا تھا۔ جو چند میل کے فاصلہ پر تہا۔ اوس کے آنے تک دونوں افسر کنارہ پر رکے رہے۔ جب وہ آیا تو اوس نے کرنیل کو کہا کہ آپکی حکومت ہمارے اور ہمارے باجگذار صوبہ کے معاملہ میں دخل دینے کے مجاز نہیں۔ آپ یہاں ٹہیر نہیں سکتے۔ پھر وہ لاچار پھر جہاز کو پلٹ گئے۔ نعوم بک کے ساتھ ترک افسر بڑی خاطر و مدارات سے پیش آئے۔ اور اونکی استدعا پر اوسے ایک اونٹ بھی بہم پہونچا دیا۔ جسپر سوار ہوکر وہ العریش کو چلا گیا۔ منروا ۱ مئی کی شام کو رافع کے مقابل سے روانہ ہوا۔ اگر ترک کمانڈر کرنیل منٹل کو واپس کر دینے میں حق بجانب نہ ہوتا تو کیا انگریزی حکومت خاموش رہتی؟ اور کہ اگر بالعجالی ویسا ہی سمجھا ہوا ہوتا۔ جیسا کہ اوسے فرض کر لیا گیا ہے تو کیا ایک عظیم انگریزی جنگی جہاز کی موجودگی میں ایک چھوٹا سا ترکی دستہ انگریزی سپاہیوں اور ایک کرنیل کو یوں بے حجت ٹہیری واپس لوٹا دینے کی کبھی جرات کرتا؟

الغرض اصل بات وہی ہے۔ جو وطن ۱۸ مئی کے پرچہ میں لکھ چکا ہے۔ کہ نہ انگلستان لڑائی کا خواہشمند تہا۔ نہ سلطان۔ اخبارات کو تو مشغلہ بیکاری چاہتے تھے۔ چار دن کی گرم بازاری کے لئے اس معاملہ کو اپنی فضول شور و غوغا سے پہاڑ بنا دیا۔ ورنہ اگر معتمد و ذمہ وار وزرا بھی ویسے ہی تنگ ظرف اور مشتعل مزاج ہوں جیسے کہ اکثر انگریزی اخبارات کے مضامین نگار ثابت ہوئے ہیں تو دنیا میں کبھی ایک لحظہ کیلئے بھی جنگ و جدال کا

قاہرہ (۳٦۸۱۰۸) - اسکندریہ (۲۰۸۷۵۵) - دمیاط (۳۴۰۴٦) طنطا (۳۳۷۲۵) منصورہ (۳٦۷۸۴)
زجازیج (٦۴٦۹۰) - رشید (۱٦٦۷۱) بندر سعید (۱٦۵٦۰) سویز (۱۳۱۰۹) +

سلسلہ ختم ہونے میں نہ آئے - اگر کسی معاملہ میں ترک خواہ مخواہ انگلستان کی حق تلفی کریں - تو بیشک تاج برطانیہ کی مسلمان رعایا کو اون سے کوئی ہمدردی نہیں ہوسکتی - لیکن جس حالت میں کہ سلطان حق پر ہوں تو یہہ کبھی ممکن نہیں کہ تاج انگلشیہ کا کوئی سمجھدار وزیر خادم الحرمین سے خواہ مخواہ جنگ چھیڑ دینے سے اپنی تعیر کی وفادار رعایا کے ایک اتنے بڑے حصہ کو جو تعداد میں قیصر کی ہم کیش وہم مذہب عیسائی رعایا سے بھی دو چند ہو کبھی آزردہ خاطر کرنیکا موجب بننا پسند کرے -

انگلستان اور ٹرکی میں عام ہفوات کے علی الرغم اور جرمنی کے روز افزون رسوخ کے باوصف اب تک باہم ایسا دوستانہ ربط وضبط ہے کہ طابہ سے ٹرکی فوج کو عقبہ پہونچانے کا کام ایک انگریزی جنگی جہاز کو ہی سپرد ہوتا ہے - اور اس امر کا کامل انگریزی اخبارات کو بھی اعتراف ہے کہ اور کوئی یوروپین سفیر سر نکلس اوکانر انگریزی ایلچی کے برابر سلطان المعظم کا منظور نظر نہیں - اخبارات کی تعلی کو الگ رکھکر دیکھا جائے تو دنیا میں کوئی شخص اس سے انکار نہیں کرسکتا - کہ انگلستان ٹرکی کے خلاف مرضی ایک ہفتہ کے لئے بھی مصر پر قابض نہیں رہ سکتا - لیکن چونکہ سلطان ساتھ ہی یہ بھی جانتے ہیں کہ مصر سے انگریزوں کا قبضہ اُٹھ جانے کا یہ نتیجہ نہ ہوگا - کہ وہ پھر ٹرکی کو واپس ملجائے - بلکہ یہ کہ ایک کی بجائے پھر کل یوروپ کا اوس پر تسلط جم جائے گا - اس لئے وہ سمجھتے ہیں کہ انگلستان ایسی رفیق طاقت کو ہی قابض رہنے دینا دوسری صورت سے بدرجہا بہتر ہے - اور یہاں معنوی قرار داد کا ہی پرتو ہے کہ آجتک تقریباً صد سالہ مداخلت اور چوبیس سالہ براہ راست قبضہ کے باوصف انگلستان کی حکومت نے کبھی کنایتاً بھی یہ ظاہر نہیں ہونے دیا کہ وہ مصر کو ٹرکی سے بالکل بے تعلق کرنا چاہتی ہے - چنانچہ اس ہفتہ بھی پارلیمنٹ میں سوال ہوا - تو وزیر خارجیہ سر گرے نے جواب دیا کہ انگریزی گورنمنٹ مصر و ٹرکی کے باہمی تعلقات کے مسئلہ کو معرض بحث میں لانے کے لئے ہرگز تیار نہیں - اس ہفتہ کا یہی ایک تار ہے جو مصر و ٹرکی و انگلستان کے معاملہ کے متعلق آیا ہے - تنازعہ طابہ و العریش کے متعلق ہفتہ عشرہ سے ایک لفظ بھی تار خبروں میں نہیں ملتا - جو نہ صرف اس امر کا بدیہی ثبوت ہے بلکہ اس امر کا بھی کہ فیصلہ کی نوعیت ایسی ہے - جسپر انگریزی اخبارات کسیطرح کوئی شیخی نہیں جتا سکتے - کاش - اس معاملہ سے انکو کافی سبق مل جائے - اور وہ گورنمنٹ انگلشیہ کی اصل پالیسی کو سمجھ جائیں اور اوسے ذہن نشین رکھنے پر قادر رہیں - اور اسے تعصب مذہبی کی لمتوج میں مبتلا ہوکر کبھی نہ بہولیں - کہ حکومت برطانیہ اور سلطنت عثمانیہ کے اغراض بالکل مشابہ و یکساں اور دونوں کی بہتری باہمی ارتباط و اتحاد ہی میں ہے +

(باقی ۱۳۴ صفحہ پر ہے)

(از اڈیشن سنہ ۱۹۰۷ء) اجنبی باشندگان تعدادی ۱۱۲۵۲۶ کی جنسوار تفصیل یہ ہے:- یونانی ۳۸۱۷۵- اطالین ۲۴۴۶۷- انگریز ۱۹۵۵۷- فرنچ ۱۴۱۵۵- آسٹردی ۷۱۱۷- روسی ۳۱۹۳- جرمن ۱۲۷۷- ایرانی ۱۳۰۱- دیگر اقوام ۳۲۸۴-

یکم جون ۱۹۰۷ء کو دس سال سے اوپر عمر کے باشندوں کی بلحاظ پیشہ یہ تفصیل تھی:-

نام پیشہ	مصری			اجنبی		
	مرد	عورت	میزان	مرد	عورت	میزان
زراعت	۱۶۶۹۲۵۸	-	۱۶۶۹۲۵۸	۳۸۵	-	۳۸۵
صنائع و مختلف تجارتی پیشے	۵۳۲۳۲۲	۲۱۴۹۶	۵۵۳۸۱۸	۲۵۴۹۴	۲۳۷۱	۲۷۸۶۵
مزدور / کلرک و منشی	۸۴۰۹۶ / ۴۱۵۷۷	۴۸۰۱	۱۳۰۴۷۴	۱۱۷۲ / ۶۰۳۱	۱۴۸	۷۳۵۱
آزاد پیشے	۴۰۷۲	۲۵۵۳	۶۶۲۵	۱۹۵۹	۱۸۹	۲۱۴۸
عام تعلیم[1] و مذہبی پیشہ	۱۵۶۶۲۳	۲۲۱۸	۱۵۸۸۴۱	۴۳۶۱	۲۰۴۹	۶۴۱۰
جنگی خدمت	۲۹۲۰۱	-	۲۹۲۰۱	۶۸۵۰	-	۶۸۵۰
ملازمان رنج	۱۱۱۶۶۵	۳۲۶۶۳	۱۴۴۳۲۸	۱۷۱۲	۲۶۸۳	۴۳۹۵
میزان دس سال سے اوپر کے باشندوں کی جو کسی کام کرتے ہیں	۲۶۲۸۸۱۴	۶۳۷۳۱	۲۶۹۲۵۴۵	۴۷۹۶۴	۷۴۴۰	۵۵۴۰۴
اور جو کسی معین پیشہ میں نہیں نکلے	۱۴۲۰۸۹	۳۰۸۸۶۷۳	۳۲۳۰۷۶۲	۵۳۰۹	۳۰۲۲۹	۳۵۵۳۸
میزان دس سال سے اوپر والوں کی	۲۷۷۰۹۰۳	۳۱۵۲۴۰۴	۵۹۲۳۳۰۷	۵۳۲۷۳	۳۷۶۶۹	۹۰۹۴۲
کم از دس سال	۱۶۱۲۶۹۸	۱۵۸۵۸۲۶	۳۱۹۸۵۲۴	۱۰۹۷۶	۱۰۶۵۶	۲۱۶۳۲
میزان اعظم	۴۳۸۳۶۰۱	۴۷۳۸۲۳۰	۹۱۲۱۸۳۱	۶۴۲۴۹	۴۸۳۲۵	۱۱۲۵۷۴

[1] مذہبی پیشہ وروں میں ۱۷۱۲ مسیحی پادری اور یہودی قسیس اور ۱۳۴۳۸ حفاظ قرآن شامل ہیں اور ۴۱۴۰۴ طلبا دس سال سے اوپر کے زیر تعلیم ہیں۔ اور ۴۹۳۴ مدرس ہیں۔ جنمیں ائمہ مساجد بھی شامل ہیں۔ جنگی پیشہ میں مصر کی دیسی فوج۔ انگریزی فوج۔ پولیس اور ممالک غیر کے جنگی جہازات مقیم بنادر مصر کے ملازم شامل ہیں۔ جدول بالا کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ زراعت میں تقریباً ۶۳ فیصدی مصری اور ا فیصدی سے بھی کم اجنبی مشغول ہیں۔ مختلف صنائع میں مصری سوا ۲۰ فیصدی اور اجنبی تقریباً ۴۸ فیصدی ہیں۔ آزاد پیشوں میں اجنبی آبادی کا ۴ فیصدی مشغول ہے۔ بڑے شہروں کی آبادی یہ ہے۔ قاہرہ ۵۷۰۰۶۲- اسکندریہ ۳۱۹۷۶۶- طنطا ۵۷۲۸۹- پورٹ سعید ۴۲۰۹۵- اسیوط ۴۲۰۷۸- زقازیق ۳۵۷۱۵- منصورہ ۳۶۱۳۱- دمیاط ۳۱۵۱۵- فیوم ۳۳۰۶۹- فنا ۲۷۴۷۸-

مذہب اور تعلیم مصر میں غالب مذہب اسلام ہے۔ اعلیٰ ترین مذہبی اور جوڈیشل (عدالتی) عہدہ دار شیخ الاسلام[1] اور قاضی القضات ہیں۔ اول الذکر کو علماء کبار سے منتخب کرکے خدیو مقرر کرتا ہے۔ اور آخر الذکر کو سلطان المعظم اسلامبول کے عالموں سے پسند کرکے نامزد کرتے ہیں سب سے بڑا دار العلوم جامع ازہر اور اوسکی یونیورسٹی ہے۔ اس جامع کو تعمیر اور یونیورسٹی کو قایم ہوئے تقریباً ایک ہزار برس ہو گئے ہیں۔ مگر جو علوم پڑہائے جاتے اور جس طریقہ سے اونکو پڑہایا جاتا ہے وہ اب تک وہی ہیں جو پہلے دن تھے۔ (مارچ ۱۸۹۷ء میں علوم جدیدہ کو بھی نصاب میں داخل کر دیا گیا ہے۔ مترجم)

(صفحہ ۱۳۲ سے آگے) جزیرہ نما سینا کی آجتک باقاعدہ پیمایش نہیں ہوئی۔ نہ اس کے جغرافیکل حالات مصدقہ طور پر معلوم ہوئے ہیں۔ شکل میں یہ بالکل ہندوستان کے مشابہ ہے۔ جسے قدرت نے ایشیا اور مصر کے درمیان جزیرہ نما کی صورت میں نصب کر رکھا ہے۔ مگر آب و ہوا کے لحاظ سے اوسے ہندوستان جنت نشان سے کچھ نسبت نہیں جو ہر طرح کی فضا اور ہر قسم کی زمین کا مجموعہ ہے۔ اس لحاظ سے اوسے سنگلاخ راجپوتانہ کا نمونہ سمجھنا چاہیئے۔ جابجا خشک گہاٹیاں موجود ہیں۔ اور کوسوں تک آبادی یا پانی کا نشان نہیں۔ شرقاً خلیج عقبہ سے لیکر غرباً نہر سویز تک اور جنوباً طور سے لیکر شمالاً بحر مردار تک یہی حالت ہے۔ اجنبی تو اجنبی بدو بھی اوسمیں سفر کرنے کی بہت کم جرأت کر سکتے ہیں۔ صرف چند راستے ہیں۔ جنپر کچھ آمد و رفت رہتی ہے۔ اونکا صرف ایک خط جبل موسی ایسا ہے۔ جہاں ایک راہب خانہ ہو نیکی وجہ اکثر سیاح جاتے رہتے ہیں۔ وہ طور سینا دہر واقعہ ہے۔ جبل موسی سے عقبہ کو یا عقبہ سے سویز کو جو راستہ گیا ہے۔ اونپر آمد و رفت شاذ و نادر ہوتی ہے۔ حتی کہ بدو بھی ترکی حدود کے قریب پھٹکنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ چاہ طابہ عقبہ سے براہ سمندر چار میل اور براہ خشکی سات میل جنوب میں واقع ہے۔ اس سے چالیس میل جنوب میں ایک مصری فوجی چوکی مقام نوبیہ میں ہے۔ جہاں کچھ باسی بزدق مامور ہیں۔ نوبیہ سے عقبہ تک ۲۸ میل کی مسافت میں صرف طابہ ہی ایک ایسا مقام ہے جہاں پانی دستیاب ہو سکتا ہے۔ پس اگر عقبہ اور طابہ دونوں پر ترکی فوج قابض ہو تو جنوب کیطرف سے حملہ کرنے والی کوئی فوج پیاس سے ہی مر جائے۔ طابہ سے پانچ میل جنوب میں ساحل کے قریب ایک چھوٹا سا جزیرہ بنام فرعون واقع ہے۔ وہاں ایک ترکی قلعہ کے کھنڈر اب تک موجود ہیں۔ جو غالباً سولہویں صدی میں تعمیر ہوا تھا۔ عقبہ یا نخل کے قلعوں کا سا مضبوط یا وسیع نہیں۔ مگر اس کے آثار بتا رہے ہیں کہ کبھی پانی کے ذخیرہ کے لئے اوسمیں بڑے بڑے حوض موجود تھے۔ تنازعہ کے دوران میں مصر نے ایک کمپنی فوج اس جزیرہ میں بھیجدی۔ اور انگریزی جہاز دیانہ اور مصری جہاز نور البحر بھی وہاں موجود رہے۔ یہ جزیرہ فوجی لحاظ سے بالکل نکما ہے۔ ایک تو وہاں پانی نہیں۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

[1] یہ نام غلط ہے۔ شیخ الاسلام صرف استنبول میں ہے۔ مصری اعلیٰ ترین مذہبی عہدہ دار مفتی کہلاتا ہے۔ مترجم

مصر میں دیسی عیسائی بھی بہت ہیں جو مشرقی کلیساؤں کے پابند ہیں۔ اِن عیسائیوں میں قبطی لوگ جو پُرانے مصریونکی اولاد وامد تعداد میں تقریباً آٹھ لاکھ ہیں۔ شمار میں بھی زیادہ ہیں اور با اقتدار بھی ہیں۔ وہ جیکو بائیٹ (یعقوبی) آرتھوڈاکس کلیسیا کے تابع ہیں۔ جنکو اونھون نے پہلی صدی عیسوی میں اختیار کیا۔ اس کلیسیا کا صدر اسکندریہ کا بطریق ہے جو سینٹ مارک (حواری مرقس) کا جانشین متصور ہوتا ہے مصر میں تین میٹروپالیٹن (بڑا بشپ) اور بارہ بشپ۔ حبش میں ایک میٹروپالیٹن اور دو بشپ اس کلیسیا کے ہیں۔ خرطوم میں بھی اسکا ایک بشپ رہتا تھا۔ انکے علاوہ آرچ پریسٹ (بڑے پادری)، ڈیکن۔ اور راہب

دوسرے طابہ کی پہاڑیوں سے اوسپر بآسانی زد پڑتی ہے۔ تیسرے خود جزیرہ کی پہاڑیاں سمندر کیطرف بالکل کھڑی ہیں جسکی وجہ سے سمندر کیطرف سے اسمیں داخل ہونا آسان نہیں۔ طابہ اور عقبہ کا درمیانی ساحل بڑا خطرناک ہے۔ اکثر جگہہ مخفی دلدلیں ہیں۔ اور سال میں کئی مہینہ اوسکا بڑا حصّہ پانی میں رہتا ہے۔ خاص عقبہ ایک نخلستان میں واقع ہے جسکا منظر سنگلاخ سینا کے پرصعوبت سفر کے بعد بہت خوشنما دکھائی دیتا ہے۔ گاؤں میں چند بدو آباد ہیں۔ جن کے مکان جھونپڑیوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ دُکان بازار کچھ نہیں۔ مگر قلعہ عقبہ جو سمندر کے رُخ پر نہایت مضبوط ہے۔ اوسکی دیواریں جو مٹی کی ہیں نہایت دبیز اور پچاس فٹ بلند ہیں۔ اسے سولھویں صدی میں ترکوں نے حاجیوں کی حفاظت کے لئے فلسطین۔ العریش اور مکہ کی سڑکوں کے مقام تقاطع بنایا تھا۔ قلعہ آجکل ٹریفک گیلری کا کام دیرہا ہے اور سڑک کے اجنبی کو اُسمیں داخل نہیں ہونے دیتے۔ یہ مقام پانی کے لحاظ سے خاص رحمت ایزدی کا مورد ہے۔ سمندر سے چند فیٹ ورے چھہ انچہ زمین ہٹاؤ تو میٹھے پانی کی خاصی مقدار ملجاتی ہے۔ یہ بات دُنیا کے کسی اور حصّہ میں نہیں دیکھی گئی۔ سمندر کے کنارہ میل بھر کی لمبائی میں یہی حالت ہے۔ چنانچہ وہاں باشندے اپنے اور مویشی کے لئے روزانہ سیکڑوں ایسے سوراخ کرکے پانی حاصل کرتے ہیں۔ پچھلے سال سے عقبہ میں ترکی فوج کی تعداد بہت بڑھادی گئی ہے۔ بدویوں کا بیان ہے کہ یمن سے جو فوج واپس آئی تھی وہ یہیں روک لی گئی تھی۔ شام کو نہیں بھیجی گئی تھی۔ حجاز ریلوے کا سیکشن معان وہاں سے ۸۰ میل شمال مشرق میں ہے۔ وہاں سے عقبہ تک تار کا سلسلہ قایم ہوچکا ہے۔ پہلے ریلوے لاین بھی وہیں سے لانے کی تجویز تھی۔ مگر بعد میں یہ فیصلہ ہوا کہ مدورہ سے جو معان سے اسّی میل بجانب جنوب ہے۔ عقبہ کو شاخ نکالی جائے۔ جو اب بسرعت تمام بن رہی ہے۔ عقبہ سے براستہ تیہ (دشت) جو سڑک سویز کو گئی ہے۔ وہ اب تک خاصی عمدہ حالت میں ہے۔ لیکن آغاز کے قریب ایک ۲ ہزار فٹ بلند درہ عبور کرنا پڑتا ہے۔ جسکی چڑھائی میں چار گھنٹے صرف ہوجاتے ہیں اور جن اونٹوں پر زیادہ بوجھ لدا ہو۔ وہ بآسانی نہیں چڑھ سکتے۔ اس درہ کے آگے شہر سویز سے ۹۰ میل درے تک پھر تمام راستہ بالکل ہموار ہے۔ اور زمین ایسی سخت ہے کہ گویا کنکر کوٹ دیئے گئے ہیں۔ ریت کا کہیں نام نہیں۔ موٹر کار بھی چاہو تو اس سڑک پر بلا تکلف چلا سکتے ہو۔ صرف دو چار جگہ راستہ بگڑا ہوا ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

بھی ہیں۔ پادری کے لئے لازمی ہے کہ وہ منصب پادری گری حاصل کرنے سے پہلے متاہل ہو۔ مگر راہبین اور اعلیٰ عہدہ داروں کے لئے تجرد لازمی ہے۔

جہاں دیوی العریش (لوما) کا خشک پاٹ نخل کے قریب سڑک کو نقاطع کرتا ہے۔ عقبہ سے نخل تک جو سینا کے وسط میں واقع ہے اور اسکا صدر مقام ہے۔ سڑک جس میدان میں سے ہو کر گذرتی ہے۔ وہ چھ میل عریض ہے۔ اور اوس کے دونوں طرف بہت پہاڑیوں کی متوازی قطاریں موجود ہیں۔ نخل سے آگے یہ زیادہ کشادہ ہوتا گیا ہے۔ بڑا کاروانی رستہ نخل سے مغرب میں اسطرح گذرا ہے کہ کوئی کنواں قریب نہیں۔ صرف ایک کنواں بیر ثمیر چند گھنٹوں کی مسافت پر واقع ہے۔ مگر چونکہ پگڈنڈی اوسکی طرف کی گئی ہے عدم استعمال سے بہت کچھ مٹ گئی ہے۔ اور دوسرے اس کنوئیں کے متصل کوئی درخت یا نشان امتیاز نہیں۔ اور بنا بریں کو وس تک پہونچنا آسان نہیں تاہم اس کی عمارت مضبوط ہے۔ گو پانی بڑے قافلہ کی ضرورت کو بشکل مکتفی نہ ہو سکے۔

نخل سینا کا صدر مقام عقبہ سے دو دن کی مسافت پر ہے۔ یہاں بڑے حوض اور تالاب موجود ہیں۔ جنمیں پہلے زمانہ میں پانی باحتیاط جمع کیا جاتا تھا۔ جو ہزارہا حجاج کے کام آیا کرتا تھا۔ یہاں ایک مضبوط قلعہ ہے۔ جسمیں ایک مصری افسر اور ایک کمپنی بانتی بندوق کی رہتی ہے۔ جو سڑک کے متروک الاستعمال ہو جانے کے باعث ایکطرح باقی دنیا سے بالکل بے تعلقی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ نخل کے اردگرد موسم سرما میں جو اور مکی کی کچھ کاشت ہوتی ہے مگر زمین کے بنجر کیوجہ سے پیداوار بہت کم ہوتی ہے۔ جو ان معدودے چند بانتی بردق اور ان کے کنبوں کو مکتفی ہوتی ہے سویز کے قوی علاقہ تک سڑک بد تو رہموار و پختہ سرزمین سے گذرتی ہے۔ سویز سے بیس میل ورے سے ریگستان شروع ہو جاتا ہے۔ عقبہ سے سویز اڑھائی تین دن کی مسافت ہے۔ مگر موٹر کار عقبہ سے آغاز ریگستان تک ۱۵ گھنٹے میں پہونچ سکتی ہے۔

مصری حکومت نے اگر ٹرکی کو عقبہ سے سویز تک ریل نہ بنانے دی۔ تو یہ پختہ امر ہے کہ وہ عقبہ سے غزا تک جو بحیرہ روم پر واقع ہے۔ ضرور ریلوے شاخ تیار کر لیں گے۔ غزا اجتماع فوج کے لئے بھی نہایت مناسب موقعہ ہے۔ وہاں سے نہر سویز کا شمالی حصہ معمولی کارروائی رفتار سے پانچ دن کا رستہ ہے۔ نپولین نے جب مصر کیطرف سے شام پر چڑھائی کی تھی تو وہ اتنے ہی دنوں میں غزا کے سامنے پہونچا تھا۔ اس رستہ میں اگر کوئی مشکل حائل ہے تو یہ کہ نہ کافی پانی موجود ہے۔ اور نہ ایندھن۔ اور یہ دونوں چیزیں ایسی ہیں کہ ایک طرف ان کے بغیر تو ایک دن بھی نہیں گذارہ ہو سکتا۔ اور دوسری طرف انکا اٹھا کر ساتھ لیجانا خاصکر جبکہ بیس تیس ہزار آدمیوں اور اسیقدر مویشی کے لئے درکار ہوں آسان کام نہیں۔

خدیو وسط مئی تک مصر ہی میں تھے۔ رائیٹر کا یہ تار غلط تھا کہ وہ یکم مئی کو یورپ چلے گئے۔ وہ اسی تاریخ قاہرہ سے بیشک روانہ ہوئے۔ مگر اسکندریہ چلے گئے۔ جہاں سے غالباً آجکل یورپ کو روانہ ہوئے ہونگے (باقی اگلے صفحہ پر

۳۲۹ء میں قبطیوں نے حبش کو عیسائی بنایا اور مسیحی مذہب کو خط استوا تک پھیلا دیا حبش کی کلیسیا کے میٹروپالیٹن اور بشپ مصر کے قبطی مذہب لوگوں سے منتخب ہوتے ہیں۔ اور جبتک میٹروپالیٹن مسیح شکری شاہ حبش کی رسم تاجپوشی ادا نہیں ہوسکتی۔ اور اوس صورت میں بھی اسکندریہ کے بطریق سے اجازت حاصل کرنی لازمی ہے۔ قبطی ڈایا کلیٹین (شہیدکلی) قلندر کو استعمال کرتے ہیں جو گرینگورین (یعنے مروجہ عیسوی قلندر) سے ۲۸۴ برس مختلف ہے۔

اور شاید پہلے استنبول ہی جائیں۔ مقصفیہ تنازعہ طابہ تک لارڈ کرومر اور غازی مختار پاشا دو آپسے اکثر جُدا جُدا آتے اور دیر تک تخلیہ میں گفتگو کرتے رہے۔ تنازعہ کے بحرانی زمانہ میں مصری حکومت (یعنے قابضان مصر) بھی بجائے خود بہت کچھ فوجی تیاریاں کرتے رہے۔ مشرقی علاقہ متصلہ نہر سویز کے گورنر کو حکم بھیجا گیا کہ ہر نمبردار سے ۲۰-۳۰ اونٹ جمع کرائے۔ فی اونٹ چار روپئے یومیہ کرایہ ملیگا۔ وبا کی بدولت مویشی مصر میں کم رہگئے ہیں۔ اور ہر فصل کا موسم۔ لوگ رضامند نہ ہوئے۔ اسپر کئی تحصیلداروں کو خوب سمجھی۔ اونہوں نے مشہور کیا کہ اونٹ حجاز ریلوے کی تکمیل کے لئے مطلوب ہیں جنکا سامان انپر بار کرکے بھیجا جائے گا۔ یہ سنکر اکثر نے بخوشی تمام اونٹ پیش کردئیے۔ مگر جب عوام کو اصل کیفیت معلوم ہوئی کہ یہ تیاریاں تو اون کے خلیفہ کے برخلاف ہو رہی ہیں۔ تو صاف انکار کرنے لگے۔ اور کہتے کہ ہزار ہا روپیہ یومیہ دو تب بھی ہم اونٹ نہ دیں گے۔ الغرض اسوقت سے اب جتنے اونٹ بلے سخت ظالمانہ جبر و تشدد سے جسکی مصری اخبارات میں سخت دوہائی مچ رہی ہے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ بات جلد طے ہوگئی ہ

طور سینا اور مسٹر بلنٹ مسٹر الفرڈ بلنٹ کی معلومات مصر کے متعلق تمام انگلستان میں نہایت وسیع اور صحیح مانیجاتی ہیں۔ اونہوں نے یہ دیکھکر کہ طور سینا کا تصفیہ طول کھینچتا جاتا ہے۔ اور ٹرکی و انگلستان میں کش مکش بڑہتی جاتی ہے۔ سر اڈورڈ گرے وزیر خارجیہ انگلستان کو طور سینا کے متعلق ایک خط لکھا۔ اور جو کچھ لکھا مصالح وقت کو مدنظر رکھکر خوب لکھا۔ ناظرین وطن کی آگاہی کے لیئے ہم اوسکا ترجمہ درج ذیل کرتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی اتنا اور بھی بتائے دیتے ہیں کہ مسٹر الفرڈ بلنٹ اون انگریزوں یا یوروپینوں میں سے نہیں ہیں۔ جنکو ترکوں سے کچھ بھی ہمدردی رہی ہو۔ اور جو عموماً خود ہی کبھی دو ترکوں کی محبت کا دم بھرتے ہوں۔ مسٹر بلنٹ خط میں لکھتا ہے۔

"جناب من۔ آپنے دس دن کی مہلت دیکر جو مطالبات ٹرکی سے طابہ وغیرہ کے تخلیہ کے متعلق کئے ہیں یہہ نہایت گراں اور نابرداشتنی ہیں یہاں تک کہ مَیں اس نواح کی اپنی جزئی وکلی واقفیت کی بناء پر دخل در معقول رائے ظاہر کرنے پر مجبور ہوگیا ہوں۔ کہ بغیر پوچھے کہدوں کہ آپکے مطالبات بالکل بے محل اور مسئلہ زیر بحث کی حقیقت نہ سمجھنے کا بدترین نتیجہ ہے۔ بیشک مَیں اون پوشیدہ اسباب سے واقف نہیں ہوں۔ جنہوں نے اسپر راڈیر دریڈ کی حکومت کو ٹرکی سے پرخاش پر آمادہ کردیا ہے۔ اگر واقعی کچھ ایسے اسباب ہوں تو مَیں جو کچھ کہنے والا ہوں وہ مجمل ہے

باقی آئندہ صفحہ

(انڈاڈیشن ۱۹۰۶ء) ۱۹۰۶ء کی مردم شماری کی رو سے مسلمان ۹۷۸۷۷۵ تھے۔ عیسائی ۳۱۶۲۴

(بدیں تفصیل قبطی ۶۰۸۴۴۶۔ گریک چرچ ۵۳۴۷۹۔ کیتھولک ۵۶۳۴۳۔ پراٹسٹنٹ ۱۱۸۹۴)

یہودی ۲۵۲۰۰۔ دیگر مذاہب ۲۶۸۔ یعنی مسلمان ۹۲ر۲۳ فیصدی ہیں۔ عیسائی ۷ر۵۰۔

یہودی ۰ر۲۶ اور دیگر ۰ر۰۱ فیصدی ۔

اور قابل اعتبار نہیں۔ لیکن بصورت دیگر میری گزارش کو پس گوش ڈالدینا کیطرح جائز نہیں ہو سکتا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ لبرل پارٹی کے اخبارات نے اس نزاع کو صلیبی جنگ بنا دیا ہے۔ لیکن میں ابھی یقین نہیں کرتا کہ وزارت خارجیہ نے بھی اس نزاع کو ایسی ہی نگاہ سے دیکھکر مسئلہ زیر بحث میں موجودہ رویہ اختیار کیا ہے۔ بلکہ ابھی مجھ پر روشن ہے کہ ہمارے وزراء دانشمند اسی بات میں خوش ہیں کہ ایسی باتوں سے بچتے رہیں جن کا نتیجہ برا ہو۔ اور قضیۂ طورسینا بجائے فائدہ دینے کے انگلستان کو اور نقصان پہونچا جائے۔ اسی بھروسہ پر میں جرأت کرتا ہوں کہ کہوں۔ غالباً انگلستان نے یہ دیکھکر کہ یورپ سلطان المعظم سے ناخوش ہے۔ اور ٹرکی کی مخالفت میں ضرور انگلستان کا ساتھ دیگا۔ اور ناچار سلطان المعظم کو مطالبات انگلستان تسلیم کرنے پڑیں گے۔ یہ سخت مطالبات پیش کئے ہیں۔ لیکن یہ معاملہ سابقہ معاملات سے بالکل خلاف ہے۔ اس لئے کہ آرمینیا و کریٹ وغیرہ کے واقعات میں اس لئے یورپ کو کامیابی ہوگئی۔ کہ معاملہ عیسائیوں کے حقوق کا تھا۔ اور ٹرکی مانتی تھی کہ وہاں مسیحی دنیا کو اخلاقی طور پر مداخلت کا حق حاصل تھا۔ گو قانونی طور پر نہ ہو۔ لیکن طورسینا میں تو عیسائیوں پر ترک ظلم و ستم نہیں کر رہے ہیں۔ سینا کا معاملہ تو بالکل اندرونی اور محض اسلامی ہے۔ اور سلطان پورے دعوی کے ساتھ وہاں اخلاقی و دینی اقتدار رکھتے ہیں۔ کیونکہ جس جگہ پر ٹرکی کی فوج پڑی ہوئی ہے۔ وہ حاجیوں کے رستہ سے بالکل ملحق و متصل ہے۔ اور تمام مسلمانوں کی رائے میں اس رستہ کی حفاظت و حراست سلطان کے ذمہ ہے۔ اور سلطان کا فرض ہے کہ اپنے اس فرض کو ادا کریں۔ اگر خدانخواستہ یہ نزاع بڑھی۔ اور ٹرکی و انگلستان میں جنگ کی نوبت پہونچی۔ تو سلطان کو یقین ہے اور انگلستان کو ہمارا کہنا یاد رکھنا چاہئے۔ کہ اگر تمام اسلامی دنیا نہیں تو اوسکا بہت سا حصہ ضرور سلطان کی اعانت کرے گا۔ اور یہ محال ہے کہ سلطان عیسائی دھمکیوں میں آکر بغیر جنگ کئے اپنے واجب حقوق سے دستبردار ہو جائیں۔ اور میں اپنی ذاتی واقفیت اور یقینی وسایل کے علم کی بناء پر کہہ سکتا ہوں کہ انگلستان کیطرف سے قضیہ کی بنیاد کی صورتیں اوس سے کہیں زیادہ ضعیف ہیں جتنی کہ قوی سمجھی جاتی ہیں۔ جناب عالی اور وزارت خارجیہ انگلستان میں جو تازہ تازہ مراسلت ہوئی ہے۔ اگرچہ وہ ابھی تک مشتہر نہ ہونیکی وجہ سے مجھے معلوم نہیں ہے۔ لیکن سابقہ دستاویزات و مراسلات اور جناب کی تازہ تقریر کے دیکھنے اور سننے کے بعد میں یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ ۱۸۹۲ء سے لارڈ کرومر بہادر نے جو طریق عمل اختیار کیا ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

۱۸۹۷ء میں مقیم آبادی میں سے جو سات سال سے عمر میں زیادہ تھی۔ صرف ۵ء۸ فیصدی لکھ پڑھ سکتے تھے۔ نشیبی مصر میں ۲ء۰ ۷ فیصدی اور بالائی مصر میں ۷ء۴ فیصدی۔ مگر اجنبی باشندوں میں سے جو اس عمر سے زیادہ تھے اون میں ۴۷ فیصدی لکھ پڑھ سکتے تھے

وہ دوہری غلطی پر مبنی ہے۔ ایک طرف جغرافی غلطی ہے۔ اور دوسری طرف تحریر کے سمجھنے کی کیونکہ باب عالی اور لارڈ کرومر کے اختلاف کی اصل یہ تھی۔ کہ لارڈ سمجھتے تھے کہ جزیرہ نمائے سینا، کا تمام مثلثی قطعہ اور راس جون کا شمالی حصہ جو سویز اور حدود شام کے مابین واقع ہے۔ مصر کا حصہ ہے۔ اسلئے اوسکی قدیم حدود قایم کرنا چاہتے تھے۔ لیکن جب تاریخی معاہدوں پر غور کیا جاتا ہے۔ تو ماننا پڑتا ہے کہ یہ لارڈ موصوف کی غلطی تھی۔ اسی لئے انگلستان نے اوسوقت اس معاملہ کو اٹھا رکھا تھا۔ اور اسوقت بنائے نزاع یہ ہے کہ علاقہ متنازعہ والیان مصر کے زیر اہتمام تھا۔ اور انکو اس علاقہ پر محمد علی کے زمانہ سے شاہانہ حقوق حاصل تھے۔ لیکن یہ دعوی قابضان مصر کا جسکا ثبوت حقائق اور مصر کی سیاسی حالت سے ہرگز ہونا ممکن نہیں۔ کیونکہ اسمٰعیل پاشا اور توفیق پاشا کے عہد میں مجھے خود اس علاقہ کو دیکھا ہے۔ اور دیر تک وہاں رہنے کا اتفاق ہوا ہے۔ عربی بدو قبایل آسمیں بستے تھے۔ اور یہاں کوئی باقاعدہ انتظام مصری حکومت کی طرف سے نہ تھا۔ صرف طابہ میں بیس سپاہی رہا کرتے تھے۔ جنکا کام صرف یہی تھا کہ بدوؤں کو آیندہ روندہ کے لوٹنے سے روکتے رہیں۔ اور مسافروں کی حفاظت رکھیں۔ باشندگان طور سینا سے نہ مصری حکومت خراج وصول کرتی تھی۔ نہ فوجی انتخاب میں وہاں کے باشندے لئے جاتے تھے۔ نہ مصر کیطرف سے وہاں حاکم مقرر ہوتے تھے۔ جو رعایا کے مقدمات چکایا کریں۔ غرضیکہ صحیح صحیح یہ ہے کہ جزیرہ نما سینا، میں خدیو کیطرف سے کوئی انتظام اور باقاعدہ حکومت نہ تھی۔ ہاں دیر جبل میں جو چند رہبان اور اس دیر کے پاس بھی جو چند یونانی وغیرہ رہتے تھے۔ وہ ضرور مصر کی ایک تحصیل کے متعلق تھے۔ باقی تمام جزیرہ نما کے بدو اس کنارہ سے اوس کنارہ تک آپ ہی اپنے اوپر حکومت کرتے تھے۔ جیسا کہ عرب میں عربی قبایل کی حالت تھی۔ اور ہے۔ اور جبتک کہ وہ راہ حج میں آکر حاجی نہیں ہوتے تھے۔ یا مسافروں کو نہیں لوٹتے تھے۔ حکومت اونکی حال سے مطلق تعرض نہیں کرتی تھی۔ مجھے خوب یاد ہے کہ اسوقت مصر کی فوج یا پولیس کچھ بھی سوائے طابہ کے طور سینا، کی کسی نقطہ پر موجود نہ تھی۔ میں نے خلیج عقبہ کی مغربی کنارہ سے طابہ عقبہ تک۔ جن کے درمیان تقریباً ۷ میل کا فاصلہ ہے کئی مرتبہ سفر کیا۔ اثنائے راہ میں سوائے بدو عربوں کے جو مچھلی کے شکار پر گذران کرتے تھے۔ اور کوئی آدمی نہیں پایا اور میں حلفیہ کہتا ہوں کہ جزیرہ فرعون اور نیز طابہ میں اوسوقت ایک آدمی نہیں بستا تھا۔ وادی عربہ پر جو راس خلیج پر واقع ہے۔ البتہ بدوؤں کے خیمے لگے ہوئے تھے۔ اور خلیج کا مشرقی کنارہ بالکل خالی تھا حتی کہ اونٹوں کے چرواہوں سے بھی۔ پھر اب اگر کوئی کہے یہ علاقہ ادارہ مصر کے تحت میں تہا۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

۱۸۹۸ء میں کل دس ہزار مدارس - ۱۷ ہزار مدرس اور ۲ لاکھ ۲۸ ہزار متعلم تھے - سرکاری مدارس حسب ذیل تھے :- ابتدائی ادنیٰ مکتب ۸۷ - اعلیٰ ابتدائی مکتب ۳۵ - ٹڈل سکول ۴ - زنانہ سکول ۲ اعلیٰ مدارس دس بہ تفصیل ذیل :- قانونی مدرسہ - طبی مدرسہ معہ وابان دوا سازی - انجنیرنگ سکول ۲ ٹریننگ سکول - زرعی مدرسہ - دو صنعتی مدارس - ایک ٹریننگ کالج استانیوں کے لئے - فوجی مدرسہ -

علاوہ بریں امدادی و اتفاقی سکول یہ تھے - اعلیٰ پرائمری مکتب ۳۳ جنمیں ۵۸۵۴ متعلم تھے - اور ادنیٰ پرائمری سکول ۸۴۵ جنمیں ۱۳۶۴۳ متعلم - اور ۳۱ ۲۶۸۳ متعلم تھے - ۱۸۷ مسیحی مشنوں کے مدارس میں اور ۳۴ یورپین پرائیویٹ سکول - جامع ازہر میں ۳۴۲ مدرس اور ۹۰۶۰ متعلم تھے -

تو اوس کو دعوے بے معنی نہ کہا جائے - تو اور کیا کہنا چاہیئے ؟ ہاں طابہ عقبہ کا فوجی ادنیٰ افسران حوادث سے بے خبر اور بے پروا کبھی نہیں رہا - جو خلیج کے دہانہ پر یا حجاج کے رستہ میں واقع ہوتے ہیں - ان حالات کو دیکھتے ہوئے ٹرکی کا دعویٰ بیشک قابل تسلیم ہے - کہ طابہ عقبہ کے جنگی مرکز کے متعلق ہے -

میں نے ۱۸۷۶ء میں عریش و رافع وغیرہ کا بھی سفر کیا - رستہ میں جتنے قبایل پڑے - وہ سب شام کے تابع تھے - پھر طور سینا کا شمالی حصہ ۱۸۸۱ء میں میں نے دوبارہ دیکھا - اوسوقت یہ بالکل غیر معروف تھا - اور اوس کے اندرونی حالات بہت کم معلوم تھے - بہت سے کوہ و بیابان طے کرنے کے بعد وادی عریش کے مغرب میں جبل مجازہ قبیلہ عیالدہ سے آباد پایا - یہ قبیلہ مجازہ و ہلال کے آگے کی طرف بستا تھا - اور اس کے کچھ آدمی مصر میں بھی پائے جاتے تھے - لیکن بدو جبل ہلال کو جو عریش کے جنوب میں واقع ہے - فلسطین کے تابع بتاتے تھے جبل ہلال کے بدو قبائل اگرچہ اپنی مرضی کے موافق چلتے تھے - اور لوٹ مار سے باز نہیں آتے تھے - لیکن غزہ کی تحصیل اون کے مزارعات سے لگان وصول کرتی تھی - اور وہیں کے حاکم نے اون دنوں جبل ہلال کے دو آدمیوں کو بیت المقدس کے جیلخانہ میں قید کیا تھا جبل ہلال عقبہ و عریش کے خط سے مغرب کیطرف بہت فاصلہ پر واقع ہے - اور عقبہ و رافع کو جو دیمی خط جاتا ہے اوس سے مغرب کیطرف اور بھی زیادہ فاصلہ پہ - اور یہ علاقہ کسیدن بھی ادارہ مصر کے ماتحت نہیں ہوا میرا خیال ہے کہ ۱۸۹۲ء میں جب سلطان المعظم نے عقبہ کو مصر کی جنگی تسلط سے واپس لیا - تو اوس کے ساتھ ہی تمام جنگی اور ملکی حقوق بھی واپس لے لئے تھے - اور سچ پوچھو تو عقبہ و نخل میں جو فوج مصری رہتی تھی - اداری حقوق کی بناء پر نہیں رہتی تھی - بلکہ طور سینا والیان مصر کے ہاتھ میں بطور امانت تھا - تاکہ حجاج کے رستہ کی حفاظت کرتے رہیں - اور چونکہ یہ بری رستہ بدل گیا ہے اسلئے وہ سبب بھی جاتا رہا - جسکی وجہ سے چند مصری سپاہی رہتے تھے - جناب من یہ جو کچھ میں نے عرض کیا ہے - اب اگر تحقیق ہو سکے - تو بالکل مطابق واقع پائیں گے -

(باقی اگلے صفحہ پر)

اعلیٰ مدارس کے طلبا و متعلم ۳۱ر دسمبر سنہ ۱۹۱۰ء کو حسب ذیل تھے :-

نام مدرسہ	معلم	متعلم	نام مدرسہ	معلم	متعلم
انجنیرنگ سکول	۱۱	۴۰	فوجی مدرسہ	۱۰	۱۵۰
میڈیکل سکول (طبی)	۲۴	۶۸	مدرسہ معلمات	۳	۶
لاسکول (قانونی)	۱۹	۱۱۹	مدرسہ دائیان	۳	۱۹
زرعی مدرسہ	۱۴	۴۹	ہر دو صنعتی مدارس	۷۶	۳۹۱
ہر دو ٹریننگ سکول برائے معلمان	۱۹	۸۶	-	-	-

اس تاریخ تمام سرکاری، وقفی، امدادی بمشن اور پرائیویٹ مکاتب و مدارس میں علاوہ مسجدی درسگاہوں کے ۶۳۷۶۷۱ معلم اور ۲۳۸۴۴۸ متعلم تھے اور انکی تعداد دو ہزار ۲۰۷ تھی۔

"اور جہاں تک میں غور کرتا ہوں میری ذاتی رائے یہ ہے کہ سلطان المعظم اس قضیہ میں انگلستان کے حق میں کچھ برائی کرنا نہیں چاہتی۔ گو اونکو موجودہ سیاست میں مہارت تامہ حاصل ہے۔ اور چاہیں تو وہ بھی انگلستان کے خلاف بہت سی پوشیدہ ریشہ دوانیاں کرکے اوسے تنگ کر سکتے ہیں۔ لیکن وہ ایسا نہیں کرتے۔ لیکن چونکہ امور متعلقہ حج کے متعلق اونکو خاص اہتمام والتفات ہے۔ اسلئے کہ دولت مسیحیہ قابض مصر کے مبہم و محتمل کید و فریب سے عقبہ کی حفاظت کرنا ضروری خیال کیا۔ اور عجیب نہیں کہ اوسکا ایک باعث یہ بھی ہوا ہو کہ اب سلطان مصر کی حکومت کو سچی خیال کرتے ہیں۔ نہ اسلامی۔ یعنی واجبات حج و حجاج کو وہ کما ینبغی ادا نہیں کر سکتا۔ اسقدر لکھنے کے بعد مسٹر الفرڈ بلنٹ لکھتا ہے کہ جلالت مآب سلطان المعظم مصر پر حملہ کرنا اور عقبہ کیجانب سے آکر سویز کو روکنا نہیں چاہتے۔ اور نہ اسکی ضرورت ہے جبتک کہ عریش کا رستہ اون کے ہاتھ میں موجود ہے۔ کیونکہ قریب تر راستہ سویز کا یہ ہے نہ عقبہ سے۔ اور رستہ بھی سہل گذار اور کثیر الماء ہے۔ اس کے علاوہ زمانہ سابقہ میں جو لوگ مصر پر حملہ آور ہوتے۔ وہ عریش ہی سے ہوئے۔ نہ عقبہ سے۔ مسٹر بلنٹ نے ٹرکی وزیر اعظم کے اوس تار کی بھی تفسیر کی ہے۔ جو موجودہ خدیو کی تخت نشینی کیوقت بحکم سلطانی خدیو کو روانہ کیا تھا۔ اوس کے متعلق مسٹر بلنٹ کی رائے ہے کہ اوس تار سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ طور سینا اور عقبہ کے نواح پر خاندان محمد علی پاشا کو حقوق شاہانہ دیئے گئے ہیں۔ یا حاصل نہیں۔ اور اسیطرح اوس تار سے یہ بھی معلوم نہیں ہوتا ہے۔ کہ راہ حج کی شمالی جانب کی زمین پر جو کبھی جغرافی یا اداری حیثیت سے جزیرہ نما سینا کے متعلق نہیں رہی ہے۔ مصر کو کچھ حقوق حاصل ہیں۔ لیکن لارڈ کرومر نے تار کے معنے از خود بدل لئے۔ اور اب انگلستان انہیں محرف معنوں کے ذریعہ ٹرکی سے اپنے مطالبات منوانا چاہتا ہے۔ اسلئے عریش کے مشرق سے عقبہ تک خط کھینچکر لارڈ کرومر کی تفسیر کے موافق سلطان سے مطالبہ کرنا بالکل بیمعنی ہے۔ کیونکہ سرکاری طور پر جبتک سلطان المعظم (باقی اگلے صفحہ پر)

سنہ ۱۹۰۲ء میں مصر میں ۹ ہزار مدارس - گیارہ ہزار معلم اور ایک لاکھ ۰۷ ہزار متعلم تھے - انمیں سے ۴/۵ حصہ ابتدائی مکاتب ہیں جنمیں صرف لکھنا پڑھنا اور ابتدائی حساب سکھایا جاتا ہے - سرکار کیطرف سے ۲۴ پرائمری

نے لارڈ کرومر کی اس تفسیر کو نہیں مانا ہے -

لارڈ کرومر نے جو قیاس باندھا ہے - اور اپنے مفید مطلب جو استدلال وبرہان پیدا کیا ہے وہ علی العموم ایشیاء کی حکومتوں کے ساتھ برتا جاتا ہے - لیکن ایک متمدن اور مہذب سلطنت کا اوسی پیمانہ جانا اوسکی ادبی و اخلاقی عظمت کو بہت کچھ نقصان پہونچاتا ہے - اور اسمیں بھی کلام نہیں ہے کہ اگر اسی قسم کی دلیلیں ہیگ کانفرنس میں پیش کیجائیں - تو وہ ہرگز ثبوت دعوی اور حصول مطالب کیلئے کافی نہیں ہوسکتیں -

آخر میں رائے دیتا ہے کہ انگلستان کو صرف اتنے پر اکتفا کرنا چاہئے کہ طابہ خالی کردیا جائے - اور حد بندی کردیجائے - اور وادی عریش کے مشرق میں جو ویران جنگل ہے اوسکو حد فاصل قرار دیا جائے - کیونکہ یہی زمانہ قدیم سے حد چلی آتی ہے - یہی کہ توریت میں بھی مصر وفلسطین کے مابین یہی حد تھی - اور پھر لکھتا ہے کہ مذکورہ بالا امور ایسے ٹھیک ٹھیک اور حق ہیں کہ سلطان بھی انکو ماننے میں پس وپیش نہ کرینگے - اس سے زیادہ قضیہ پیش میں سختی کرنا دینی جنگ کا باعث اور بُرے نتائج نکلنے کا باعث ہوگا -

مسلمانان مصر اور قضیہ طور سینا - طور سینا کے معاملہ میں نہ صرف ہماری رائے اور عام اسلامی احساس ہی بلکہ ایک نے تعلق منصف انگریز کی بے غرضانہ رائے کے موافق بھی اسلامی دنیا کو جلالت مآب حضرت خلیفۃ المسلمین امیر خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ کے حق میں جسقدر اخلاقی ہمدردی ہونی چاہئے تھی - ظاہر ہے - اور پھر مسلمانان مصر تو جتنی بھی اخلاقی حمایت کرتے حق بجانب تھی - اور دُنیا کو انہیں حق بجانب سمجھنا چاہئے تہا - اگرچہ اثناے نزاع دولتین میں مصریوں نے جس متانت اور خیر اندیشی کا اظہار کیا - وہ بیشک قابل مدح وستایش ہے - اور ہر انگریز کو اوسکی پوری قدر کرنی چاہئے تھی - لیکن قاعدہ ہے کہ نیکوں میں بد بھی ہوا کرتے ہیں - بعض اہل قلم انگریزوں نے مصریوں کی ہمدردی بحق سلطان کو تعصب سمجھا اور انگریزی حکومت کی مخالفت وتہدید پر محمول کیا - اور جو جی میں آیا لکھا - اور گورنمنٹ انگلستان کو مسلمانان مصر کی طرف سے بدظن کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی - اوس کے جواب میں مصطفیٰ کامل اللواء جو مصر کے تمام اخباروں میں سب سے زیادہ وطن دوست بھی خواہ قوم - دوستدار ٹرکی واخلاص آئین خلافت اور ان باتوں کے ساتھ انگریزی حکومت کی بات بات پر گرفت کرنے والا اور ہر بے آئینی پر سیدھی سُنانیوالا ہے - ذیل کا ایڈیٹوریل نوٹ لکھتا ہے - کہ انگلستان نے مصر میں قدم رکھتے وقت ظاہر کیا تھا کہ وہ اس لئے مصر کی حکومت اپنے ہاتھ میں لیتا ہے کہ اوس کے ہر صیغہ کی اصلاح کرے - اور قوم کو عام ترقی کی شاہراہ پر ڈالکر مصریوں کو اس قابل بنادے کہ وہ اپنی حکومت آپ سنبھال سکیں - مصر میں اگرچہ اور قومیں بھی بستی ہیں - لیکن بڑی مردم شماری مسلمانوں کی ہے - (باقی اگلے صفحہ پر)

۳ سکینڈری (درمیانی) ۴ زنانہ اور نوابی تعلیم (قانون - طب - انجینیرنگ - زراعت - آرٹس و سائنس - ۵ علوم و فنون) دایہ گری اور جنگی تعلیم کے مدارس جاری ہیں - ۱۰۸ مدارس مختلف پروٹسٹنٹ اور کیتھولک

اس لیئے انگلستان نے جو وعدہ مصر سے مداخلت کیوقت کیا تھا اوسکا تعلق بہ نسبت دیگر اقوام کے مسلمانوں سے بہت زیادہ ہے - اور اس بنا پر انگلستان کو سب سے زیادہ توجہ مسلمانوں کی اصلاح و ترقی پر مبذول کرنی چاہیئے تھی - اور چاہیئے - اور ہمیں استحقاق حاصل تھا اور ہے کہ ہر عام مسئلہ میں باواز بلند اپنی رائے قابضان مصر کے کانوں تک پہنچا دیں اور انگریزوں کا فرض تھا کہ ہماری آواز کو سنیں - اور سننے کے بعد ایک کان سے دیگر دوسرے سے نہ اڑا دیں - بلکہ اوسمیں غور و خوض کریں - اسلئے کہ اگر مسلمانانِ مصر بہر حال ترقی و اصلاح سے محروم رہجائیں اور باقی ترقی کرجائیں تو اوس کو مصر کی سعادت و ترقی نہیں کہا جاسکتا -

اس عام اور مقبول عقل و قانون اصول کو دیکھتے ہوئے بادلِ ناخواستہ کہنا پڑتا ہے کہ مصر میں انگریزی سیاست مسلمانوں کے ساتھ سراسر غلط رہی ہے - سب سے بڑی سیاسی غلطی یہ ہے کہ جب کوئی حادثہ واقع ہوا - اور مسلمانوں نے اوس اہمیت کی نگاہوں سے دیکھا - اور اسلامی اخبارات نے زندہ قوموں کے اخبارات کی طرح اس حادثہ پر توجہ مبذول کی تو بعض نادان انگریز اور انگریزی اخبارات پکارنے لگ جاتے ہیں کہ مسلمان جوش و خروش کے ہاتھوں بے قابو ہورہے ہیں - اور امن عام خطرہ میں ہے - اور بعض گندہ دماغ تو یہاں تک کہہ گذرتے ہیں کہ خطیبانِ مسجد برملا خطبوں میں لوگوں کو انگریزوں اور عیسائیوں کے خلاف ابھارتے ہیں جیسا کہ طور سیناء کے قضیہ میں بعض اخبارات نے یہ بے سر و پا راگ الاپے اور جی کھول کر بے تال سر گا پھاڑتے رہے - ایسی تہمتوں کا مطلب ! بجز اس کے اور کیا ہے کہ دنیا کو سمجھانے کی کوشش کیجائے کہ مسلمانانِ مصر بیس سال کے بعد انگریزوں سے ناخوش ہوگئے ہیں - اور ہم نہیں جانتے کہ عقل کے پورے انگریزوں نے اس قسم کی کراہت کے اظہار سے کیا فایدہ سوچا ہے - اگر کوئی فایدہ سوچے بغیر بخیال خود سچ سچ کہتے ہیں - تو درحقیقت انگریز خود ہی ثابت کرتے ہیں کہ وہ ابھی تک اس ملک کے حال سے بالکل واقف نہیں ہیں - اسی لئے ایسے افترا اونکی زبان و قلم سے نکلتے ہیں -

تمام عالم جانتا ہے کہ لارڈ کرومر بہادر تمام ملک کے حل و عقد کے مختار ہیں - اور حقیقت حال اور دارد نہاں تک کے دریافت کرنے کے وسائل اون کے پاس موجود ہیں - اگر ان انگریزی اخبارات کا بیان صحیح ہے - تو ہم پوچھتے ہیں - لارڈ موصوف بتائیں کہ وہ جوش پھیلانے والے کون ہیں اور وہ خطیب کون سے ہیں جو مسلمانوں کو دیکھکر رو تے اور مسیحیوں کے خلاف بھڑکاتے ہیں - لارڈ موصوف سے ہم یہ سوال خود اپنی طرف سے نہیں بلکہ عام مسلمانانِ عالم کی طرف سے کرتے ہیں - کہ بعد تحقیق وہ اس معاملہ میں اپنی رائے ظاہر کریں - کیونکہ یہ ایک بہتان ہے جو ہم مسلمانوں پر لگایا گیا ہے - اور ہم اوسکی دلیل و ثبوت مانگتے ہیں -

باقی اگلے صفحہ پر

مشنوں نے جاری کئے ہوئے ہیں اور ۳۴ یوروپین پرائیویٹ سکول ہیں۔ جامع ازہر میں گیارہ مدارس ۳۰۰ پروفیسر اور بارہ ہزار طلباء ہیں۔

لارڈ کرومر بہادر کی طاقت میں تہا کہ اگر آپ چاہتے تو ان اخباروں کی تردید کردیتے۔ لیکن افسوس کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ وہ بھی سر ایڈورڈ گرے کی طرح یہی سمجھتے ہیں۔ کہ مسلمانانِ مصر کے دل و دماغ میں شورشانہ خیالات بھرے ہوئے ہیں۔

مسلمان بیشک دولت علیہ عثمانیہ سے بہت بڑی محبت رکھتے ہیں۔ لیکن محبت اور چیز ہے۔ اور شورش و ہیجان اور شے کی محبت کو یہہ لازم نہیں کہ انگریزوں کے خلاف شورش و ہیجان پھیلایا جائے۔ کیونکہ مسلمانوں کو یقین ہے اور وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اونکے ملک کی بہلائی اسی میں ہے کہ امن وامان قایم رہے۔ اور حاکمان وقت کے ساتھہ نہایت اچھے اور محبانہ تعلقات رکھے جائیں اور پوری کوشش و محنت سے قوم کے ہر طبقہ میں تعلیم عام کیجائے۔ اور مسلمانان مصر کا دولت علیہ عثمانی سے محبت کرنا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ اس لئے کہ مصر اوسکا ایک جز ہے جو اوس سے الگ نہیں ہوسکتا۔ جب انگریز کنیڈا اور آسٹریا والوں سے چاہتے ہیں کہ برطانیہ عظمے کے ساتھ اخلاص رکھیں تو پھر مصری بھی دولت علیہ عثمانی سے ربط و ضبط رکھنے پر ہرگز ملامت کے مستحق نہیں ہوسکتے۔ دشمن کہتے ہیں کہ یہ ارتباط سچی وطنیت کے منافی ہے۔ لیکن کیا کوئی احمق بھی اس امر کو تسلیم کرسکتا ہے۔ اس لئے کہ سچی وطنیت انسان کو غیروں سے ملنے اور حلفاء و ہمسایوں کی جانب مائل ہونے سے نہیں روکتی۔ اگر ان معترضوں کا قول ٹہیک مان لیا جائے تو سلطنتوں کا میل ملاپ اور قوموں کا باہمی میلان وطنیت کے پاک دامن پر ناپاک داغ ہوتا۔ اور وحدت جنس کے خلاف ہونیکی وجہ سے کوئی سلطنت اور کوئی قوم اسکی روادار نہوتی۔

بعض نادان یا خود نادان بننے والے کہتے ہیں کہ ہم مسلمانانِ مصر برٹش حکومت کو دوسری حکومت سے بدلنا چاہتے ہیں۔ یعنے ہم اون کے خیال کے موافق اپنے ملک کو مستقل اور اپنے آپکو زندہ قوم جو آپ اپنی حکومت کی مالک ہو۔ نہیں دیکھنا چاہتے۔ لیکن یہ زعم باطل ہے۔ اور پولیٹیکل واقعیت کے خلاف اور جن دنوں کہ فرانس ہماری طرف تہا۔ انگریز خود اسکی تردید کرچکے ہیں۔ افسوس ہے کہ آج کوئی نہ کوئی انگریز یہی اعتراض کر بیٹھتا ہے اور ہمارے اصل مطالب و مقاصد و غایت کو نہیں جانتے۔ تو آپ سن لیں اور اچھی طرح سے سمجھہ لیں کہ ہم مسلمانان مصر چاہتے ہیں کہ ہمارا ملک علم و اخلاق و تربیت میں ترقی کرے۔ اور تربیت کے وسیلے سے ہماری قوم میں سچی وطنیت پیدا ہو۔ اور وطنیت کے اعلی مبادی تمام افراد قوم میں پہیل جائیں اور ہماری قوم میں ایک ایسا اعلی طبقہ پیدا ہوجائے جو وطن اور قوم کے حقوق کی حفاظت کرے۔ اور جب انکو صدمہ پہونچتا دیکھے مدافعت کا حق ادا کرے یہی ہمارے بڑے بڑے مقاصد ہیں۔ اگر انگریز ان مقاصد سے ناخوش ہیں (باقی اگلے صفحہ

قبطی قوم نے ابتدائی تعلیم کے لئے ایک ہزار سکول قایم کئے ہوئے ہیں جنمیں سے ایک سن کالج اور ۲۲ پرائمری سکول لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے ہیں ۔ ان مدارس میں قبطی زبان کی تعلیم لازمی ہے۔ طریقہ تعلیم اور نصاب تعلیم دیگر ممالک کے مدارس کے مشابہ ہے۔ قبطی قوم کے مذکر حصہ میں سے نصف لوگ لکھ پڑھ سکتے ہیں۔

تو صاف اور پکار کر کہہ دیں۔ بلا دلیل تعصب کہنا سوائے آزردگی کے اور کیا نتیجہ دے سکتا ہے۔

مذکورہ بالا اغراض و غایات کے ساتھ ہم پھر بھی ضرور کہیں گے کہ مصالح ملک و وطن میں اتحاد متبا غیر وطنیوں کی طرف مایل ہونے اور ان سے ارتباط قایم کرنے کو مانع نہیں ہے۔ خصوصاً ایسی قوم سے جسکے ساتھ پہلے سے قوی تر تعلقات و روابط موجود ہوں اور یہ میلان و ارتباط ہرگز وہ تعصب نہیں ہے جسکو دشمنان اسلام نہایت مکروہ اور بری صورت میں دکھلاتے ہیں۔ بلکہ یہ شعور و احساس ہے جو ہر ایک مہذب قوم میں ہوتا ہے اور ہونا چاہئے۔ لارڈ کرومر بہادر اپنی تقریروں میں کہتے ہیں کہ مصری پریس کو آزادی دیئے جانیکا فایدہ یہ ہے کہ اخبار حکمران طاقت کے کاموں پر تنقید و جرح کرتے ہیں۔ جس سے ایک طرف حکمران قوم کو مصالح محکوم کا علم رہتا ہے اور دوسری طرف اس تنقید کی برکت سے قوم نیابی حکومت کی مستغنی الاحوال ہو رہی ہے۔ اور میں خوش ہوں کہ اخبارات کام تن دہی سے کرتے ہیں لیکن لارڈ موصوف کے اس بیان کی کیا قدر و قیمت رہجاتی ہے۔ جبکہ مصری انگریزی اخبار ہمیں دھمکاتے ہیں۔ اگر ہم ایک رائے بھی حکمران قوم انگریز کے خلاف دیتے ہیں۔ خیر کچھ ہی ہو۔ اگر ہمنے حقوق ملک کی مدافعت کرنا اور اہل ملک کی رائے ظاہر کر دینا اپنے ذمہ فرض کر لیا ہے۔ اور ہم جو کچھ لکھتے ہیں قوم کی رائے سے لکھتے ہیں۔ یہ بہی سراسر لغو ہے کہ ہم اپنی رائے سے کام لیتے ہیں۔ اگر ہم ملک و قوم کے سچے خیر خواہ نہ ہوتے۔ اور عموماً مصریوں اور خصوصاً مسلمانوں کی عام رائے کے خلاف ہمارا قلم چلتا ہوتا تو نہ ہمارے اخبار کو یہ قبولیت ہوتی۔ اور نہ وہ کبھی ملک اور قوم پر کچھ اثر ڈال سکتا۔ جناب لارڈ کرومر بہادر جس مصری سے چاہیں گفتگو کریں اور اوس کی رائے دریافت کریں۔ سب کو ہم خیال اور ایک ہی راہ پر پائیں گے۔ انگریز لوگ ہمارا استقلال چھیننے کے بعد بہی یہ چاہیں کہ ہم اون کے گرویدہ رہیں۔ اور اپنے حقوق و احساسات کو صدمہ پہونچتا ہوا دیکھکر نہ بولیں۔ بلکہ اوسے اچھا سمجھتے جائیں یہ ہم سے نہیں ہو سکتا۔ اور جو لوگ کہ ایسے ہیں یا مصریوں کو ایسا دکھاتے ہیں وہ مسلمانوں اور عیسائیوں مصریوں اور حکمران انگریزوں کے درمیان اچھائی کا بیج بونے کی جگہ برائی کا بیج بوتے ہیں۔ اور اپنے کانشنس کا خون کرکے بیجا حکمران جماعت کے طرفدار بنکر قوم کو برا کہتے ہیں۔ اور حاکم و محکوم کی نفرت کو بڑہاتے ہیں۔ انگریز ہماری ساتھ ہزار نیکیاں کریں۔ اور یہ درانداز گروہ یوں ہی بد اعمالی کرتا رہے تو ہرگز محکوم کے دل حکمران کیطرف سے صاف نہیں ہو سکتے۔

ٹرکی اور اسلامی دنیا۔ جن لوگوں نے اس افسوسناک مناقشہ کے مختلف پہلوؤں پر نظر ڈالی ہے جس نے

مدارس مصر کی مندرجہ ذیل جدول اوس نقشہ سے مرتب کی گئی ہے جو وزیر صیغہ اندرونی کے حکم مورخہ ۲۹- اگست سنہ ۱۸۹۲ء بنام جملہ گورنران و مدیران کے مطابق تیار کیا گیا تہا۔ اعداد کی تصحیح و ترمیم ۳۱ دسمبر سنہ ۱۸۹۲ء تک کی گئی ہے۔

کچھ عرصہ سے انگلستان و ٹرکی کے سیاسی تعلقات کی طناب کو کشاکش میں ڈال رکہا تہا۔ اور جسمیں اس وقت تک ظاہرا انگلستان ہی کا بول بالا رہا۔ وہ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ دنیا ایک نہایت خونریز جنگ سے بال بال بچی ہے۔ برطانیہ کے مطالبات تسلیم کر لینے سے سلطان کا طرز عمل سرسری نظر سے دیکھنے والے کو غیر رفیع آئیگا اور سیاسی دنیا کے شخصیت ناآب نکتہ آموز جنکی رائے میں ہر موقعہ و محل پر صرف گاؤ تندری اور طاقت آزمائی ہی دلیل احقاق حق ہے۔ کہیں گے کہ سلطان ٹرکی کا یہ طرز عمل ہرگز کسی آزاد قوم کے شایان شان نہیں لیکن ہر صلح پسند آدمی کو عموماً اور ہر مسلمان کو خصوصاً سلطان کی عاقبت بینی و مصلحت شناسی کا اعتراف کرنا چاہئے کہ ایک خفیف تعطل اور اپنی کھینچا طرطرت ثانی کی گیدڑ بہبکیوں کا کلمہ بکلمہ جواب نہ دیکر انہوں نے یہ بات کو ثابت کر دیا کہ اس زنجیر کا کم از کم ایک سرا ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں ہے جس پر لفظ جاہل کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔

موجودہ تاریخ کے مطالعہ کرنے والوں سے یہ امر مخفی نہیں کہ وہ وقت یقینی اور سائل ہے جبکہ اسلام کی پراگندہ منتشر اور نیم بسمل جماعت کو مسیحیت کی متفقہ و متحدہ اور روز افزون طاقت سے ایک آخری اور فیصلہ کن مقابلہ کرنا پڑیگا۔ اس مقابلہ کی شدت و خفت جماعت اسلام کے ضعف و قوت پر منحصر ہوگی۔ ممکن ہے کہ یہ مقابلہ اسلام کی ایک حرکت مذبوحی ہو جسکے ساتھ ہی یہ حریف ہمیشہ کے لئے ٹھنڈا ہو جائے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی ممکن ہے کہ یہہ مقابلہ بقدر شدید الکیفیت اور عمیم الانقلاب ہو کہ مد مقابل کو چھٹی کا دودہ یاد آجائے۔ اور دنیا کے موجودہ تمدن پر اس سے زیادہ اثر پڑے جو حروب صلیبیہ کی وجہ سے ازمنہ وسطی کے تمدن پر پڑا تھا۔ بہر کیف یہہ بات یقینیات میں سے ہے کہ ایسا وقت آنیوالا ہے اور چونکہ دنیائے اسلام اپنی موجودہ بے سروسامانی و پریشان حالی کیوجہ سے اس مقابلہ کے لئے ابھی تیار نہیں۔ لہذا وہ لوگ جو اس قیامت خیز وقت کو حتی الامکان ٹالنے میں حصہ لیں اسلام کے بہت بڑے محسنوں میں سے سمجھے جانے چاہئیں۔ نہ صرف اسلام کے بہی خواہوں بلکہ بدخواہوں کو اس مناقشہ کے شروع ہونے پر یہ خوف پیدا ہو گیا تہا کہ مبادا اسلام و مسیحیت کی اوس اخیر زور آزمائی کا وقت یہی ہو جبکہ دونوں حریفوں میں سے صرف ایک ہی میدان جنگ سے زندہ جانیوالا ہے۔ ایسی حالت میں سلطان ٹرکی کا طرح دیجانا نہ صرف اسلامی بلکہ مسیحی دنیا پر حقیقت میں ایک بہت بڑا احسان کرنا ہے۔

مسیحی یورپین طاقتین اگرچہ باہمی رقابت کی وجہ سے گاہ و بیگاہ دست و گریبان ہو جاتی ہیں۔ لیکن اسلام کے مقابلہ میں سب سنگ زرو برادر شغال ہیں اور انہوں نے مسیحیت کا لب لباب اور انجیل مقدس کی تعلیم کا

اس جدول کے جو چند اعداد تشریح طلب تھے اونپر ہندسوں کو خط وحدانی میں دیکر نشان کردیا ہے اور جدول کے خاتمہ پر خط وحدانی کے ہندسوں کی ترتیب سے تشریح کردیگئی ہے جن خانوں کے اعداد کی توضیح یکساں ہے اون سب پر اوسی ہندسہ کو درج کیا گیا ہے۔ (جدول دوسرے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیے)

کا عطریہ سمجھا ہے کہ اسلام کا سیاسی وجود صفحہ ہستی سے مٹا دینا چاہیئے۔ اور چونکہ اس سیاسی وجود کی روح رواں ٹرکی ہے۔ اسلئے یورپ نے قسم کھالی ہے کہ ٹرکی کو فنا کرکے اس جسم کو بیجان کیا جائے۔ سلطان عبد الحمید خان اس سے ناواقف نہیں وہ جانتے ہیں کہ اونکو ہر طرف سے اُبھارا جاتا ہے۔ محض اسلئے کہ وہ اپنی طاقت کو مصروف پیکار رکھیں تاکہ یہ روح مضمحل ہو کر تحلیل ہو جائے۔ لیکن وہ نہ صرف مسیحی یورپ کے ہر تاجدار کے طعن و تشنیع بلکہ ہر چرکٹو نامہ نگار کے سب و شتم سن کر اپنے صبر و تحمل بلند حوصلگی عالی ظرفی و کوہ وقاری کا ثبوت دیتے ہیں۔

مسئلہ عقبہ نے برٹش پریس کو حسب معمول موقع دیا۔ کہ وہ بدگوئی واہانت کے اس قابل نفرت وتیرہ کو حد کمال تک پہنچا دے جسکا بانی و مبانی گلیڈسٹن علیہ ما علیہ تھا۔ برٹش پریس کا یہ وتیرہ اُس وقت سے لیکر اس وقت تک اس ستعدی کی کمی و بیشی کی نسبت سے خفیف و شدید پہلو اختیار کرتا رہا ہے جو سلطان نے اپنے ملک و رعایا کی اصلاح کے متعلق ظاہر کی ہے۔ خاصکر جب سے سلطان نے حجاز ریلوے کی بنا و اجراء سے اپنی کمال دانشمندی و سیاسی وسیع النظری کا ثبوت دیکر متعصب یورپ کی واجب نفرین چالبازیوں کا سد باب اور رد عمل کرنا شروع کیا ہے عیسائی تنگ خیال وقایع نگاروں کے حملوں میں تواتر و تسلسل کی وہ شان پیدا ہو گئی ہے کہ سلطان ہی سا کوہ وقار اور بردبار شخص ہے جو ٹھنڈے دل سے اُنہیں برداشت کر رہا ہے۔

آجکل عیسائی اخباروں نے اپنا بہت بڑا ذریعہ معاش یہ قرار دے رکھا ہے کہ ٹرکی بد انتظامیوں اور بدعنوانیوں کی رنگین داستانیں دل کھولکر شایع کریں ان اخباروں میں ترکوں کو جابر ظالم وحشی خونخوار بتایا جاتا ہے اور دعائیں مانگی جاتی ہیں کہ یورپ کے صاف اور سفید دامن سے اونکے وجود کا بدنما دھبہ مٹ جائے نہ صرف یورپ سے بلکہ کوششیں کیجا رہی ہیں کہ سرزمین حجاز اور ارض یثرب و بطحا سے ترک نکال دیے جائیں۔ چنانچہ حال ہی میں مسیحی بھیڑوں کے ایک حلیم گلہ بان پادری زویمر نے اپنی ایک کتاب[1] میں اسلام اور بانی اسلام صلعم کو پیٹ بھر کر گالیاں دینے کے بعد ترکوں کے خون سے یمن کی زمین کے رنگے جانیکی آرزو ایسے الفاظ میں ظاہر کی ہے جنسے معلوم ہوتا ہے کہ ہلاکو چنگیز کی روح اس مقدس پادری کے جسم میں حلول کر آئی ہے۔

انگلستان کے سب سے زیادہ وقیع اخبار لنڈن ٹائمس میں چھوٹے موٹے نشتروں کے علاوہ ناوک جگر دوز ایڈیٹر کے قلم خاص کا نکلا ہوا لیڈر یا اوس کے نامہ نگار مقیم قسطنطنیہ کا مراسلہ ہوتا ہے اسمیں تمام برائیوں تمام بدنظمیوں اور تمام خرابیوں کا سرچشمہ سلطان عبد الحمید خان کو قرار دیا جاتا ہے۔ (باقی ۱۴۹ صفحہ پر)

[1] اس کا ترجمہ عنقریب دفتر وطن سے شایع ہونیوالا ہے۔

مدارس	سرکاری مدارس (۱۲)			مدارس وقف قومی (۱۳)			مشن سکول			دیگر مدارس			میزان		
	تعداد مدارس	تعداد طلبا	تعداد معلمین	تعداد مدارس	تعداد طلبا	تعداد معلمین	تعداد مدارس	تعداد طلبا	تعداد معلمین	تعداد مدارس	تعداد طلبا	تعداد معلمین	تعداد مدارس	تعداد طلبا	تعداد معلمین
تہیولاجیکل (مذہبی - الٰہیات)	-	-	-	-	-	-	(۶) ۲	۳۲	۷	(۱) ۱۳	۱۱۶۶۶	۳۳۰	۱۵	۱۱۶۹۸	۳۴۳
تعلیم اعلیٰ: انجینیرنگ	۱	۱۰	۱۰	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱	۱۰	۱۰
میڈیکل (طبی)	۱	۵۱	۱۹	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱	۵۱	۱۹
قانونی	۱	۱۱۶	۱۳	-	-	-	-	-	-	۱	۹۲	۸	۲	۱۷۸	۲۱
زراعتی	۱	۵۷	۱۰	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱	۵۷	۱۰
نارمل	۳	۱۳۶	۲۵	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۳	۱۳۶	۲۵
جنگی	۱	۱۹۲	۱۶	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱	۱۹۲	۱۶
میزان مدارس اعلیٰ تعلیم	۸	۵۶۲	۹۳	-	-	-	۲	۳۲	۷	۱۴	۱۱۸۲۸	۳۴۵	۲۴	۱۲۴۲۲	۴۴۵
تعلیم درمیانی: ادب	-	-	-	-	-	-	۵	۳۸۰	۱۳	-	-	-	۵	۳۸۰	۱۳
علوم وادبیات	۳	۶۲۲	۶۰	-	-	-	۱۹	۳۳۶۱	۱۲۹	۱	۳۰	۷	۲۳	۴۰۱۳	۱۹۶
میزان مدارس تعلیم درمیانی	(۲) ۳	۶۲۲	۶۰	-	-	-	(۳) ۲۴	۳۷۴۱	۱۴۲	(۵) ۱	۳۰	۷	۲۳	۴۳۹۳	۲۰۹
تعلیم ابتدائی: ٹیکنیکل (صنعتی)	۲	۳۰۲	۲۲	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۲	۳۰۲	۲۲
ادبیہ	۹	۲۳۳۴	۱۳۶	۳۳	۵۱۹۲	۲۵۵	۱۰۸	۷۱۲۳	۲۸۳	(۹) ۸۶۱۲	۱۵۱۳۸۳	۱۰۵۸۱	۸۷۶۲	۱۶۶۰۱۲	۱۱۳۵۵
تجارتی	-	-	-	-	-	-	-	-	-	(۴) ۱	۲۶	۷	۱	۲۶	۷
میزان مدارس ابتدائی تعلیم	۱۱	۲۶۳۶	۱۵۸	۳۳	۵۱۹۲	۲۵۵	۱۰۸	۷۱۲۳	۲۸۳	۸۶۱۳	۱۵۱۴۰۹	۱۰۵۸۸	۸۷۶۵	۱۶۶۳۴۴	۱۱۲۸۴
میزان مدارس مردانہ	۲۲	۳۸۲۰	۳۱۱	۳۳	۵۱۹۲	۲۵۵	۱۳۴	۱۰۹۰۶	۴۳۲	۸۶۲۸	۱۶۳۲۹۷	۱۰۹۳۰	۸۸۱۷	(۹) ۱۸۸۲۵۵	۱۱۹۳۸
مدارس زنانہ: دایہ گری	۱	۱۲	۳	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱	۱۲	۳
ابتدائی	۲	۲۳۰	۷	-	-	-	۵۳	۹۱۸۳	۳۶۰	(۸) ۴۰	۴۰۳۰	۱۹۷	۹۵	۱۳۴۴۳	۵۶۴
میزان مدارس زنانہ	۳	۲۴۲	۱۰	-	-	-	۵۳	۹۱۸۳	۳۶۰	۴۰	۴۰۳۰	۱۹۷	۹۶	(۱۰) ۱۳۴۵۵	۵۶۷
میزان کل	۲۵	۴۰۶۲	۳۲۱	۳۳	۵۱۹۲	۲۵۵	۱۸۷	۲۰۰۸۹	۷۹۲	۸۶۶۸	۱۶۷۲۹۷	۱۱۱۲۷	۸۹۱۳	۱۹۶۶۱۰	(۱۱) ۱۲۵۰۵

(۱) مسلمانوں کے اہتمام مدارس مساجد کے ساتھ ہیں ایک قبطی سکول ایک قبطی گرجا کے ساتھ ہے - اس اسکول میں ۳۰ طلبا انگریزی پڑھتے ہیں جنھیں قرآن کے پادری پڑھاتے ہیں دوسرے مضامین درمیانی تعلیم کے معلم پڑھاتے ہیں (۲) ان مدارس میں سے ایک میں ۱۲ طلبا اور چار پروفیسر ہیں اور فرقہ قبطی سے تعلق رکھتا ہے دوسرا امریکن مشن کا ہے (۳) ان مدارس میں درمیانی اور ابتدائی دونوں طرح کی تعلیم ملتی ہے (۴) ان مدارس میں وہ نصاب پڑھایا جاتا ہے جو مصری گورنمنٹ نے درمیانی تعلیم کے لئے مقرر کیا ہے (۵) یہ مدرسہ قبطی گرجا کے ساتھ ہے (۶) ان مدارس میں سے ۳۴ مختلف یوروپین اقوام کے زیر اہتمام ہیں انمیں طلبا ۷۹۸۶ ہیں معلمین ۵۰۳ ہیں (۷) یہ مدرسہ اطالین کے راہبانوں نے قائم کیا اور اوسی کے نام سے موسوم ہے - (۸) ان مدارس میں سے ۳۲ کے ہیڈ ماسٹر یوروپین ہیں اونمیں ۳۴۴۵ طلبا اور ۸۰ معلمین ہیں - (۹) اس تعداد میں سے ۱۵۸۴۲ طلبا مسلمان ۲۳۳۰ عیسائی اور ۴۳ یہودی ہیں (۱۰) ان لڑکیوں میں سے ۷۸۶ مسلمان ۹۱۶۲ عیسائی اور ۳۶۰ یہودی ہیں (۱۱) اس تعداد میں معلمین اور معلمات دونوں شامل ہیں مسلمان ۱۰۴۹۱ عیسائی ۱۹۴۳ یہودی ۷۱ ہیں (۱۲) سرکاری قومی - اور مدارس اوقاف پر سب مصری وزیر سر رشتہ تعلیم کے اہتمام میں ہیں ۔

معدلت عامہ وجرائم کی ۱۸۸۲ء سی بعد صوبوں کی لئے جنداروں (جنگی پولیس) کی ایک جماعت اور قاہرہ و اسکندریہ کیلئے پولیس کی فوج تیار کیگئی یکم جنوری ۱۸۸۴ء کو پولیس کا نیا انتظام کیا گیا۔ دونوں قسم کی پولیس اور جیلخانے اوس سی پہلے مدیروں کی ماتحت تہی ۱۸۸۴ء سے اونپر دو انگریز افسر مقرر کردیئے گئے۔ اور ان افسروں کو وزیر صیغہ داخلیہ کے ماتحت کر دیا گیا۔

(بقیہ صفحہ ۱۴۷) اگر مقدونیہ میں بلگیریا آسٹریا اور روس کی سازش سے کوئی ایک عیسائی قتل ہو جاتا ہے تو اوس کے خون کے چھینٹے سلطان کے ہاتہوں پر دیکھے جاتے ہیں۔ اگر عراق میں سقامت ہنگام کیوجہ سے عارضی گرانی ہو جاتی ہے تو اوس کے اسباب سلطان کے خزانہ خاص جیب کی اشرفیوں میں ڈہونڈی جاتی ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ ٹرکی کے نام ہی میں کوئی ایسا مخفی اثر ہے جس سی قایل و سامع دونو پر جنون کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ کیونکہ یورپین وقایع نگار و ایڈیٹران اخبار جو عموماً متین اور سنجیدہ ہوتے ہیں۔ اور ٹھنڈے دل سے ہر مسئلہ کے ماعلہ و ماعلیہ پر غور کرسکنے کی قابلیت رکھتے ہیں ٹرکی کا ذکر آتے ہی دیوانے ہو جاتے ہیں۔ اس مخفی اثر کو نظم و نسق کی خرابی سے تو کوئی تعلق ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ اور بھی ایسے ملک ہیں جو بدنظمی و بدعنوانی میں ٹرکی سے کہیں زیادہ ہیں اور جنکی مثال بڑے پیمانہ پر روس اور چہوٹے پیمانے پر کانگو فری اسٹیٹ ہے جہاں کا وحشیانہ انتظام محتاج توضیح و تقریح نہیں نہ یہ مخفی اثر اختلاف قومیت پر ہی منتہی ہوتا ہے کیونکہ گو سفید مسیحی قومیں کسی دوسری قوم کی آزادی و خود مختاری کو اپنی سیاسی وقعت کی بہت بڑی توہین سمجھتی ہیں۔ تاہم اس قسم کی مثالیں موجود ہیں کہ ایک غیر مسیحی قوم کو نہ صرف زندہ ہی رہنے دیا گیا۔ ملکہ اوس کی نازبرداری کیگئی۔ نہ یہ مخفی اثر محض اختلاف مذہبی کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ جاپان جسکا مذہب غیر مسیحی ہے انگلستان جیسے حامی مسیحیت ملک کا حلیف و حبیب ہے۔ پس قرین قیاس ہی کہ یہ مخفی اثر اس مذہب کی نوعیت سے تعلق رکہتا ہو جسکی ترک پابند ہیں۔ بالفاظ دیگر مسیحی دنیا کا یہ جوش و خروش ترکی سلطنت یا ترکونکی نسل کے خلاف نہیں ہی ملکہ اوس زندہ سیاسی قوت یعنی اسلام کے برخلاف ہی جسکی ترک مظہر ہیں۔ بدہ مذہب کی بحیثیت اگرچہ معترض نہ کرے تو تعجب نہیں کیونکہ مغرب کی سیاسی خدام دین اس امید میں ہیں کہ گوتم کی روحانی تعلیم مسیحی اخلاق کے آگے سر جہکا کر رہے گی مگر صدیوں کے تلخ تجربہ نی اونہیں سکہا دیا ہے کہ مسیحی دنیا کے مال و منال اور حسن و جمال کی چکا چوند لانے والی قوت مسلمانوں کو ان کے مذہب سی ایک انچہ بھی ہٹا نہیں سکتی۔ چنانچہ جب روح القدس کے پجاریوں کی اصطباغی کوششیں رایگان ثابت ہوئیں تو استیصالی کوششیں کیجانے لگیں جو یہ ہیں کہ ٹرکی کو جو اسلام کی جان ہے فنا کر کے حریف کا کام ہی تمام کر دیا جائے۔

اگر ٹرکی کی قوت مقاومت گہٹکر اتنی رہجائے جتنی مراکو یا حیدرآباد میں ہی اور اگر قسطنطنیہ کا یورپ کی حمایت

(باقی صفحہ [illegible])

فروری ۱۸۹۸ء کو نیا ضابطہ فوجداری بھی نفاذ پذیر ہوا۔ مدیروں کو مجسٹریٹی اختیار دئے گئے۔ اور اس کام کے لئے نئے حکام مقرر کئے گئے جنکا عزل و نصب پروکیورر جنرل کے اختیار میں ہے جو زیر معدلت عامہ کے ماتحت ہوتا ہے۔

میں آجانا مستبعد نہو۔ تو قاتل اور خونی عبدل جسکا نام جبر ظلم اور وحشیانہ حرکات کا مرادف ہے۔ دفعتاً نہایت مہذب عادل رحیم اور تمام صفات و کمالات انسانی بلکہ ملکوتی سے متصف ہوجائے اور لنڈن کا اخبار ٹائمیس کبھی نہ لکھے کہ ہمیں عبدالحمید کے طرز عمل اور طریقہ حکمرانی سے نفرت ہے" یا یہ "کہ عبدالحمید اس ملک (انگلستان) کو گیدڑ بھبکیاں دکھلانے کی احمقانہ کوشش میں کہیلم کہلا اور نہایت بُری طرح ناکامیاب رہے" لیکن جبتک ٹرکی دول یورپ کے مقابلہ میں قوت مقاومت کا تہوڑا بہت اظہار کرتا رہے اور جبتک سلطان ٹرکی قسطنطنیہ اور سلیے کے اجرا کی تجویز کو حد تکمیل تک پہونچانے کا خیال دل میں لاتا رہے۔ جسکی حربی وقعت"۔ کو لنڈن ٹائمیس کا ایڈیٹر خوب سمجھتا ہے یا قلمرو ٹرکی میں مدرسے اور کارخانے جاری کرتا رہے اوسوقت تک کوئی وجہ نہیں کہ ٹرکی کو تہذیب سے عاری نہ سمجھا جائے۔

معلوم ہوتا ہے کہ تہذیب بھی ایک نہایت ہی متضاد المعانی اور متلون الکیفیات لفظ ہے تہذیب کبھی تو اپنے پیرووں کو آمادہ کرتی ہے کہ سلطان مراکو کے ملک پر اس جرم کی پاداش میں یورش کریں۔ کہ اوس نے اپنے ملک میں اجرائے ریلوے قیام مدارس اور آزادی تجارت کیطرف توجہ نہ کرنے سے تہذیب کی توہین کی یا انہی وجوہ کی بنا پر اپنے سورماؤں کو اُبھارتی ہے کہ تبت پر چڑہائی کریں اور ایران و حبشہ میں تجارتی و تعلیمی مشن لیجاویں اور اپنے آپ کو دُنیا کا چوکیدار یا بنی نوع انسان کا محافظ ثابت کریں۔ لیکن آبنائے فاسفورس میں ایک ڈبکی لگاتے ہی وہ ایک دوسری شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ قسطنطنیہ کو انہیں افعال کے ارتکاب پر سزا دیتی ہے۔ جن کے ارتکاب پر مراکو۔ حبش۔ طہران اور لاسہ کو سرزنش و فہمایش کرچکی تھی۔ یعنی جس طرح سے ان ملکوں نے ریلیں نہ بناکر مدرسے نہ قایم کرکے۔ اور تجارت کو عام آزادی نہ دیکر اپنی رعایا کو تمدن و تہذیب کی برکات سے محروم رکھا جسکا اونہیں کوئی حق نہ تہا۔ اسیطرح ٹرکی نے ریلیں بناکر۔ مدرسے اور ہسپتال قایم کرکے نہریں کہود کر۔ فصل خصومات کے محکمے جاری کرکے تجارت کو عام آزادی دیکر اور بلا امتیاز رنگ اور مذہب رعایا کی جان و مال کی حفاظت کا ذمہ لیکر یورپ کی تہذیب میں حصہ لینا چاہا جسکا اوسکو کوئی حق نہ تہا۔ لہذا اوسے اس جرأت و جسارت کی سزا ملنی چاہیئے۔

لنڈن ٹائمیس اپنے ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء کے پرچہ میں جسمیں ہمنے کچھ عبارت اوپر بھی نقل کی ہے۔ تنازعہ عقبہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے "سلطان کی وسعت نظر اسکی مقتضی نہیں کہ انہوں نے اس امر کا اندازہ نہ لیا ہو کہ

پچھلے پانچ برسوں میں انگریزوں کی زیر نگرانی مختلف اصلاحات رواج پذیر ہوئی ہیں۔ جدید دیسی عدالتیں قایم کی گئی ہیں۔ جیلخانوں کے انتظام میں درستی کی گئی ہے۔ بیگار جزوی طور پر موقوف ہوگئی ہے۔ سکہ کے چلن میں اصلاح اور صیغہ ہائے مال و تعمیرات عامہ کے انتظام میں معقول درستی کی گئی ہے۔ جو مقدمات دیسی اور اجنبیوں کے درمیان ہوں وہ عدالت ہائے مختلطہ میں جو یوروپین دول کی زیر سرپرستی قایم کی گئی اور نہایت وسیع اختیارات رکھتی ہیں منفصل ہوتے ہیں۔

اون کی یہ ناکامی کس درجہ کامل اور باعث ذلت ہے اور نہ صرف مصر میں بلکہ کل دنیائے اسلام میں اونکی وقعت کو کسقدر سخت صدمہ پہونچا ہے"۔

ہم مسلمان اور مسلمانان ہند کی جماعت کے ایک رکن ہیں اور اسوجہ سے اونکے حالات و خیالات سے واقف ہونے کی حیثیت سے اپنے چھہ کروڑ اسلامی ہموطنوں کیطرف سے بلاخوف تردید یہ بات کہنے کے لئے تیار ہیں کہ اس واقعے نے بجائے اس کے کہ سلطان کی عظمت و وقعت کو صدمہ پہونچا ہو اونہیں ہماری نظروں میں اور زیادہ ہر دلعزیز و محبوب بنا دیا ہے۔ اور اگر مسلمانان ہند کے خیالات سے دیگر حصص روئے زمین کے مسلمانوں کے خیالات کا اندازہ کیا جائے اور کوئی وجہ نہیں کہ نہ کیا جائے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہر وہ مسلمان جس کے کانوں تک اس قضیہ نامرضیہ کی بھنک پہونچی ہے سلطان المعظم کو ہمدردی و محبت کی نظر سے دیکھتا ہے۔

مسلمانان روئے زمین سلطان المعظم کو اس وقعت کا برقرار رکھنے والا تصور کرتے ہیں جو مسلمانوں کیطرف سے کبھی دنیا کی دوسری قوموں کے دلوں میں جاگزین تھی۔ وہ سلطان ٹرکی کو اس سطوت کبری کی یادگار سمجھتے ہیں جسنے روئے زمین پر بہت سے نہ مٹنے والے نقش چھوڑے ہیں اونکی رائے میں احیائے اسلام کی تمام اُمیدیں سلطان کی ذات کے ساتھ وابستہ ہیں۔

علم سیاسی کا ابجد خوان تک یہ بات جانتا ہے کہ جس قوم میں حکومت نہ ہو وہ ان معنوں میں زندہ نہیں سمجھی جاتی جن معنوں میں آزاد قومیں زندہ سمجھی جاتی ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ قوم جسمیں حکومت نہیں تعلیم یافتہ ہو۔ دولتمند ہو۔ اور اس کے پاس ہر قسم کے اسباب تنعم و تعیش موجود ہوں لیکن اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ ان کی تعلیم اونکی دولت ان کے اسباب تنعم و تعیش بلکہ اونکی موت و حیات اس قوم کے ہاتھ میں ہیں جو اونپر حکمران ہے انکی طاقت کا دار و مدار لے دیکر اسبات پر رہگیا ہے کہ اگر اون کے حکمران رحیم و عادل ہیں تو انہیں سراہیں اور اگر جابر و ظالم ہیں تو سرائیں۔ یہودی جن کے تمول کا اندازہ راسچائیلڈ اور ڈیوڈ ساسون جیسے شخصوں کی دولت سے ہوسکتا ہے۔ ہزار چاہتے ہیں کہ ایک قطعہ زمین جسے وہ سیاسی معنوں میں اپنا کہہ سکیں اور جہاں دوسرا کنعان آباد کر کے اپنی سلطنت کی بناء از سر نو ڈال سکیں ان کو ہم پہونچائیں۔ لیکن نہیں بہم پہونچا سکتے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

پولیس اور جنداریہ کی کل تعداد سات ہزار ہے۔

(انڈاڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) دیسی عدالتیں محکمہ کہلاتی ہیں جنہیں قاضی اجلاس کرتے ہیں۔ اسوقت قاضیوں کو صرف قانون شخصی یعنی نکاح - وراثت - ولایت وغیرہ کے مقدمات کی سماعت کا اختیار ہے یا حقوق اراضی کے انتقال کی رجسٹری کا مگر غیر مسلموں کے شخصی قانون کے مقدمات انکے پاس نہیں جاتے۔

پارسی جن کی وقعت کا اندازہ سر بہاونگری اور سر جمشید جی - جی جی بہائی جیسے شخصوں سے ہو سکتا ہے - لاکھہا آرزو کرتے ہیں کہ ایک دیسی ریاست جسکو وہ سیاسی معنوں میں اپنی کہہ سکیں اور جہاں وہ کیانی تلوار اور ساسانی تاج کا جلوہ از سر نو دیکھہ سکیں قایم کر سکیں۔ لیکن قایم نہیں کر سکتے۔ مسلمانوں میں اگر حکومت نہو جو خدا کا فضل ہے کہ اب تک جہاں تہاں ہے اور جس کے چشم و چراغ امیر المومنین عبد الحمید خان خلد اللہ ملکہ و حشمتہ ہیں (تو انکی حالت بھی یہودیوں اور پارسیوں سے بہتر نہو بلکہ بدتر ہو۔ کیونکہ یہودی اور پارسی تو پھر بھی مالدار ہیں مسلمانوں کی فضولخرچی اور ناعاقبت اندیشی سے اسکی بھی امید نہیں مسلمان اسبات کو جانتے ہیں اور اپنی حالت کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ خدانخواستہ زمام سلطنت چھن جانے سے انکی کیا گت بنجائے گی اور یہی وجہ ہے کہ وہ سلطان کی درازی عمر اور سلطنت عثمانیہ کی بقائے دوام کی دعا مانگتے ہیں۔

ٹرکی اور اسلامی دنیا نمبر ۲ - سلطان ٹرکی سے مسلمانان ہند کے تعلقات خاص قسم کے ہیں۔ وہ سلطان المعظم کو اس عالمگیر اسلامی برادری کے سردار ہونے کے اعتبار سے جسکی بنا تیرہ سو برس پیشتر عرب میں ڈالی گئی تھی۔ اپنا دینی پیشوا سمجھتے ہیں۔ اور اس حیثیت سے بشریت اس امر کی مقتضی ہے کہ وہ اپنے دینی پیشوا کی کامیابی کے واسطے دعا کریں۔ اس کے ساتھ ہی وہ شہنشاہ ہند کو اپنا دینی بادشاہ و مالک تصور کرتے ہیں۔ اور اپنے مذہب کی رو سے اپنے بادشاہ کی اطاعت و فرمانبرداری اپنے اوپر فرض سمجھتے ہیں ایسی حالت میں مدبرین انگلستان کا فرض ہونا چاہئے کہ مسلمانوں کے جذبات کا لحاظ رکھکر ایک ایسے فرمانروا سے جو شہنشاہ ہند کی نو کروڑ رعایا کا روحانی پیشوا ہے اور جس کے اغراض انگلستان کے اغراض کے منافی و مخالف نہیں ہیں۔ دوستانہ مراسم قایم کریں مسلمانان ہند سے یہ امید رکھنا کہ ٹرکی کی تذلیل وہ ٹھنڈے دل سے سنیں فطرت انسانی کا نہایت غلط اندازہ کرنا ہے۔

بہ حیثیت رعایائے شہنشاہ ہند ہونے کے ہر ہندوستانی مسلمان کا فرض ہے کہ ہر اوس شورش کی استیصال و اندفاع میں بدل و جان ساعی ہو۔ جس سے سلطنت ہند کا معرض خطرہ میں پڑنا متصور ہو اور اگر کوئی طاقت غیر عام اس سے کہ وہ اسلامی ہو یا مسیحی ہندوستان کیطرف رخ کرے تو شہنشاہ ہند کے جھنڈے تلے آ کر اس طاقت کے مقابلہ میں اپنی جان تک سے دریغ نہ کرے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

بلکہ عیسائی اور یہودی بطریقوں اور ربیوں کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ دیگر تمام مقدمات ان سرکاری محکموں میں پیش ہوتے ہیں جو ۱۸۴۲ء و ۱۸۸۹ء کے درمیان قایم کئے گئے تھے۔ انمیں اہم ابتدائی عدالتیں ہیں انکے حکام کو دیوانی میں سو گنی تک مالیت کے مقدمات سماعت کرنیکا اختیار ہے

ہندوستان کے باشندوں کے لئے خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان انگریزی حکومت باعث رحمت ہی۔ ہر مسلمان اس امر کا اعتراف صدق دل سے کرتا ہے۔ اور اسکی یہ دعا ہے کہ یہ حکومت قایم رہے۔

یہ ہے ایک صحیح خاکہ اُن تعلقات کا جو مسلمانان ہند کو شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی سلطنت ہند کو ساتھ ہیں۔ لیکن یہ ضرور نہیں کہ ان تعلقات کی بنا پر مسلمانان ہند ہر اوس پالیسی کو بنظر استحسان دیکھیں یا اوسمیں دلچسپی لیں جو دولت برطانیہ اپنی شاہی اغراض کو مد نظر رکھکر ممالک غیر اور نوآبادیہائے انگلستان میں مرعی رکھے۔ بہت سے معاملات ایسے ہیں جنکا اثر براہ راست مسلمانان ہند کے اغراض و مفاد پر نہیں پڑتا۔ ایسے معاملات سے اونہیں کوئی دلچسپی نہیں ہوسکتی۔ لیکن اگر انگلستان کی فارن پالیسی ممالک غیر میں کسی ایسے فعل کے ارتکاب کی مقتضی ہو جس سے شہنشاہ ہند کی مسلمان رعایا کی مذہبی دل شکنی ہو تو مسلمان حق بجانب ہوں گے اگر وہ اس اقتضا سے نہ صرف افسردہ دل ہوں بلکہ اُسے نامحمود و غیر مُستحسن سمجھیں۔ اسی لئے اگر ہندوستان کے مسلمان اس قابل اعتراض پالیسی پر شور و غوغا مچائیں جو دولت برطانیہ بشمول دیگر دول یورپ مسلمانوں کے ممالک پر دست درازی کرنے سے عمل میں لا رہی ہے تو اونکی وفاداری اور جان نثاری پر ہرگز حرف نہیں آسکتا۔

انگلستان کے مدبرین نے اچھی طرح سے اس امر کا اندازہ کر لیا ہوگا کہ سلطنت ٹرکی کے انقراض و انقطاع کی سازش میں انگلستان کا دول یورپ کے ساتھ شریک ہونا مسلمانان ہند کی کمال دلشکنی کا باعث ہوا ہے جب ہندوستان میں یہ خبر پہونچی کہ یورپ کا متفقہ بیڑہ جس کے مقدمتہ الجیش انگریزی آہن پوش تھے آبنائے باسفورس میں اصلاح مقدونیہ کے خود تراشیدہ عذر کی آڑ میں سلطان پر دباؤ ڈالنے کے لئے گیا تو وہاں کے مسلمانوں نے اور نیز ان کے ہموطنوں نے جو لنڈن میں مقیم تھے جلسے کئے جنمیں اس کارروائی سے اظہار ناراضگی کر کے انگلستان سے استدعا کی گئی کہ ٹرکی کے برخلاف تعصب اور بغض کی اس قابل نفرت فوجکشی میں حصہ لینے سے پہلو تہی کرے۔ اسکے بعد جب عقبہ کا تنازعہ شروع ہوا اور مسلمانان ہند کو خوف ہوا کہ مبادا یہ معاملہ طول کھینچکر مجادلہ کی حد تک پہونچے تو انہوں نے جلسے کر کے گورنمنٹ ہند سے استدعا کی کہ وہ اپنا اثر ڈالکر گورنمنٹ برطانیہ کو ٹرکی کے ساتھ جنگ کرنے سے روکے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ من حیث المجموع مسلمانان ہند کے خیالات عقیدت سلطان ٹرکی کی نسبت کیسے ہیں۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

اور اِن فوجداری مقدمات کا جنکی سزا تین سال تک ہے۔ ان عدالتوں میں صرف ایک ایک حاکم اجلاس کرتا ہے۔ سات درمیانی عدالت ہائے اپیل ہیں جنمیں تین تین ججوں کی بنچ اجلاس کرتی ہے۔ اور ایک عدالت عالیہ اپیل قاہرہ میں ہے۔ جسکی آدھے جج یورپین ہیں۔ سنہ ۱۹۰۳ء کے ایک قانون کے رُو سے ہر تحصیل میں خاص عدالت کے ہفتہ وار اجلاس ہوتے ہیں جو خفیف جرایم کی سماعت کرتی

اِس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ معدودی چند ایسے بھی مسلمان ہیں جو ٹرکی کی نسبت ارادت وہمدردی کے اظہار سے بچتے ہیں۔ ممکن ہے کہ اِس پہلوتہی کیوجہ اخلاقی جرات کی کمی خوف یا امید جلب منفعت نہ ہو۔ مثلاً جب مسلمانان علیگڈھ نے جلسہ کر کے وائسرائے ہند کو اس مضمون کا تار دیا کہ برطانیہ کے ٹرکی کو الٹی میٹم دینے کی خبر ان کے رنج وپریشانی کا موجب ہوئی اور وہ امید کرتے ہیں کہ ہز اکسیلنسی برٹش گورنمنٹ کو ٹرکی سے جنگ نہ کرنے کی صلاح دیکر مسلمانان ہند کو ممنون کریں گے تو اسی شہر کے بعض آدمیوں نے ایک دوسرا جلسہ کیا جسمیں ظاہر کیا کہ پہلے جلسے کی کارروائی سے ہم لوگ بری الذمہ سمجھے جائیں۔ ہماری رائے میں اس غیر ضروری ایرا کی وجہ سے جسکا بدل باز پرس ہوئے تک خموشی ہو سکتی تھی۔ اگر ہندوستان کے ہر گوشہ کے مسلمانوں نے ان بزرگواروں کو نہایت حقارت اور نفرت کی نگاہ سے ندیکھا ہو تو کم سے کم ہمارا یا ندار انگریز نے تو انکی اس حرکت کو نہایت ذلیل اور مضحکہ خیز سمجھا ہو گا۔ یہی باتیں ہیں جنکی وجہ سے ہمارے ہندو بھائی مسلمانوں پر خوشامدی ہونیکا الزام لگاتے ہیں اور انہی باتوں کی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ الزام بیجا بھی نہیں۔ وہ گنتی کے لوگ جو اپنی ساری قوم سے الگ ہو کر اس قسم کے ذلیل افعال کے مرتکب ہوتے ہیں انہیں سمجھ لینا چاہیے کہ اگر انکا منشاء انگلستان وٹرکی کے تعلقات کی کشیدگی کی روک تھام کی جائز کوشش میں بالکل حصہ نہ لینی یا اپنے آپکو ٹرکی سے بےتعلق ثابت کرنے سے یہ ہے کہ وہ اپنے آپکو گورنمنٹ انگلشیہ کا بہت بڑا خیر خواہ ثابت کریں تو انہوں نے اپنے حکمرانوں کے ذہن ودذکا ٹھیک اندازہ نہیں کیا۔ چنانچہ ہمارے اس قول کی تصدیق اخبار مارننگ پوسٹ کے مضمون سے ہوتی ہے جسمیں مدیر اخبار نے منتظمین جلسہ ابراء کے اس دعوی کو کہ وہ سلطان ٹرکی سے بےتعلقی ظاہر کرنے کی حیثیت سے جملہ مسلمانان ہند کے وکیل ہیں غلط اور بے بنیاد قرار دے کر یہ لکھا ہے کہ اس قسم کی غلط بیانی سے کوئی فایدہ نہیں ہو سکتا۔ اور گورنمنٹ ایسے لوگوں سے کبھی خوش نہیں ہو سکتی۔ جو اوسکی آنکھوں میں خاک جھونکنے کی کوشش کریں

ان کے علاوہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں اور خدا کا شکر ہے کہ ایسے لوگونکی تعداد نہایت ہی کم ہے جنہوں نے بتقلید ہرزہ سرایان یورپ سلطان المعظم اور سلطنت عثمانیہ کی اہانت وبدگوئی کو اپنا شعار قرار دے رکھا ہے۔ اس قسم کے لوگوں میں سے ہم صرف ایک شخص مسٹر سجاد حیدر کا نام لیں گے جو بغداد کی انگریزی سفارتخانہ میں ملازم ہے

لہ گرانکا نزہ تحریر میں یہ بھی بہت کچھ ثابت نادم ہو گیا ہے اور لکھتا ہے کہ مکہ کی ریل کا تمہ ایک اہم اہتمام بات ہے ... اصلاحی دُنیا تا قیامت

اور ایکماہ قید یا دو گنی تک جرمانہ کر سکتی ہے۔ ان مقدمات کی پیروی سرکار کیطرف سے پولیس کرتی ہے۔ ہر فوجداری مقدمہ کے حکم کی اپیل عدالت بالا کو اور بعض صورتوں میں عدالت اپیل قاہرہ میں ہو سکتی ہے۔ دیوانی مقدمات کی اپیل جنکی مالیت دس گنی سے زیادہ ہو درمیانی عدالت میں ہوتی ہے۔ اور درمیانی عدالتوں کے ابتدائی فیصلوں کی عدالت اپیل قاہرہ میں۔ ابتدائی عدالتوں میں فوجداری مقدمات کی پیروی سرکاری پیروکار کرتا ہے۔ یہ پیروکار ایڈووکیٹ۔نام کیورر جنرل کے تابع ہوتے ہیں تفتیش جرایم بھی یہی پیروکار خود یا اپنی نگرانی میں پولیس سے کراتا ہے۔ نہری قوانین اور دیگر خاص قوانین کی خلاف ورزی کے جرایم خاص حاکمان انتظامی سماعت کرتے ہیں۔

سلطان کے متعلق اس شخص کی بدزبانی اور دریدہ دہنی جو معلوم ہوتا ہے کہ گلیڈسٹن اور اس کی ذریات سے اوسے وراثتاً پہونچی ہے صرف اس لحاظ سے حق بجانب ہو سکتی ہے۔ کہ اس بیچارے نے اپنی شہرت کا ذریعہ اسی قسم کی ہزلیات و ہفوات کو سمجھا ہے۔ اوسکی طلب شہرت کی مثال اس شخص کی سی ہے جسنے چاند پر خاک ڈالنے کی کوشش کی تھی یا اوس ہندوستانی حاجی کی سی ہے جسنے خانہ کعبہ میں ہندوستانی امراء و روسا کی داد و دہش و انعام و اکرام کی شہرت کا مقابلہ زمزم مقدس میں پیشاب کرنے سے کیا تھا۔

رسالہ "ریویو آف ریویوز" کے مشہور ایڈیٹر مسٹر اسٹیڈ نے انگلستان کی موجودہ فارن پالیسی کا ذکر حسب ذیل الفاظ میں کیا ہے "انگلستان میں ایسی وزارتیں بھی گذری ہیں جنکی حکمت عملی کا نچوڑ یہ تہا کہ ہر معاملہ میں دخل دو معقولات دیکر طوفان بے تمیزی برپا کیا جائے۔ لیکن برطانیہ کی نئی پالیسی کا ایک خاص مسلک ہے جسکی بنیاد خود غرضانہ مداخلت اور غیر معاشرانہ تفرد پر نہیں ہے۔ بلکہ بالفاظ وزیر اعظم یہ ایسی پالیسی ہے جو تمام قوموں سے دوستانہ مراسم پیدا کر کے عالمگیر امن قایم کرے گی۔

واقعات بتلاتے ہیں کہ انگلستان کا اس پالیسی پر عمل شروع ہو گیا ہے کسی زمانہ میں انگلستان کو اپنی تنہائی پر ناز تہا۔ اور حقیقت میں بات بھی فخر و ناز کے قابل تھی۔ کہ ایک چھوٹا سا جزیرہ بام رفعت پر بیٹھا ہوا یکہ و تنہا تمام دنیا کا مقابلہ کرے۔ لیکن جس بام رفعت پر وہ سالہا سال سے بیٹھا تہا۔ اوس سے آخر اسکو اترنا پڑا اور زرد نسل کے قلیوں کے ایک گروہ کثیر الانفار سے جنہیں کوئی قابل مخاطبہ نہ سمجھتا تہا اس نے مخالفہ و معاہدہ کیا۔ اور واقعات مابعد سے ثابت ہو گیا کہ اگرچہ اس حکمت عملی کیوجہ سے انگلستان کی وقعت و عظمت وہ نہ رہی جو پہلے تھی۔ پھر بھی اوس نے کمال دوراندیشی سے کام لیا کہ جاپان سے اس وقت رشتہ اتحاد قایم کیا جبکہ اوسکی آیندہ عظمت کا کسیکو وہم و گمان تک نہ تہا۔

روسی امیر البحر روژدنسکی جب اپنا بدنصیب بیڑا الیکر بحر جاپان کیطرف روانہ ہوا۔ اور رستہ میں اس نے بیبوں

سلطنت عثمانیہ کا جزو ہونے کی وجہ سے وہ امتیازات جو ٹرکی میں نافذ ہیں مصر میں بھی نافذ ہیں ان کے رو سے اجنبی دیسی عدالتوں کی ماتحتی سے بری کئے جا چکے ہیں۔ پہلے ان کے سب مقدمات انکی اپنی قونصل سُنتی اور تجویز کرتی تھی۔ مگر ۱۸۷۶ء میں چند خاص عدالتیں بنام محکمہ منتظمہ قایم کیگئیں۔

انگریزی ماہی گیروں کے چیتھڑے بکھیر دیئے تو مغرور انگلستان نے شاید سیاسی محبت کی اوس پالیسی کو ملحوظ رکھکر جسکو ملپنگ آگے چلکر بڑہنیوالے تھے خداوند خدا کے مصلوب بیٹے کی تعلیم پر حرف بحرف عمل کر کے اپنا دوسرا گال بھی امیر البحر کے زبردست ڈہیٹر کی نذر کر دیا اور بلا تعرض اسی بحر شمالی سے گذر جانے دیا۔

اس کے بعد عالمگیر صلح کی سلسلہ جنبانی کے متعلق انگلستان کی کوشش یہ ہوئی کہ فرانس کے ساتھ بہناپا جوڑ ہے۔ اس بارہ میں جس اشتیاق کا اظہار انگلستان کیطرف سے ہوا۔ وہ اوسکی عظمت و تمکنت کے کسی طرح شایان شان نہ تہا۔ کیونکہ انگلستان کی عظمت اس کی مقتضی تہی کہ صلح و صلاح کی تقدیم فرانس کیجانب سے ہو۔ غالبًا اسی نئی پالیسی کا اقتضا تہا کہ شاہ بلجیم کو وسط افریقہ میں حبشیوں کے کشتوں کے پشتے لگا دینے کی جرات ہوئی۔ ایڈیٹر آف ریویوز نے جسکی رائے ہم اوپر نقل کر چکے ہیں اس سفاک تاجدار کے خلاف بہت کچھہ لکھا۔ وہ وی کو حبشیوں کے خون کی پاداش میں اس شریر خبیث شخص کو پہانسی دیجائے۔ لیکن عالمگیر صلح کی پالیسی کے مؤیدوں نے اس کی ایک نہ سُنی اور ان کو اطمینان قلب کیلئے یہ مسیحی عذر کافی تہا کہ خدا جو کنواری کے بیٹے کی شکل میں دنیا میں آیا۔ اپنے خون کے ربانی چہینٹوں سے مسیحی کلیسا کی گوری رنگت کے پیرووں کا کفارہ ادا کر چکا ہے۔

سرویا کے واقعہ سے جو کسی اسلامی ریاست میں یوروپین مداخلت کیواسطے کافی سبب ہوتا۔ اس عالمگیر پالیسی ہی کی بدولت چشم پوشی کی گئی اور ملکہ ڈریگا اور اس کے بدنصیب خاوند کے قاتلوں سے کوئی تعرض نہ کیا گیا۔ مسیحی یورپ نے قاتلوں کو کیفر کردار کو پہونچانا ضروری نہ سمجھا۔ اور انگلستان نے جو دنیا کے چودہ کیدار ہونیکی حیثیت سے ہر معاملہ میں دست اندازی کرنا اپنا فرض منصبی سمجھتا ہے۔ اپنی ناپسندیدگی کا اظہار اگر کیا بھی تو اوپرے دل سے۔ اگرچہ عالمگیر صلح کی پالیسی کا اعلان نہیں ہوا تہا۔ لیکن انگلستان کے مدبروں کا قاتلوں کی سزادہی پر مصر نہ ہونا ہی اس پالیسی کے ظہور کا پیش خیمہ تہا۔ کچھہ دن ہوئے کہ بالفاظ لنڈن ٹائمس سرویا کے پانچ فوجی افسر جنہوں نے نوواکووچ سابق کپتان و حال ایڈیٹر اٹازبیا[1] کو قاتلوں کے خلاف معرکۃ الآرا مضمون لکھنے پر مبارکباد دی تہی فوجی عدالت میں پیش کئے گئے جہاں وہ اس قصور پر کہ قاتلوں کے خلاف مضمون لکھنیوالوں کو کیوں مبارکباد دی ملازمت سے برطرف کئے گئے۔ پہر بھی اخبار ٹائمس کی سنجیدگی تاب اور انانیت انتساب ایڈیٹر نے باوصف انگلستان کی عام رائے کے سب سے بڑے وکیل ہونے کے اس واقعہ کو بلا کسی قسم کا جوش ظاہر کئے نہایت ٹھنڈے دل سے معمولی الفاظ میں لکھا ہے۔

باقی اگلے صفحہ پر

[1] ایک سربی اخبار کا نام ہے۔

جنہیں کچھ مصری اور کچھ یورپین جج ہوتے ہیں۔ جو دیوانی مقدمات مصریوں اور اجنبیوں کے درمیان ہوں یا مختلف قومیت کے اجنبیوں کے درمیان ہوں وہ ان عدالتوں میں پیش ہوتے ہیں۔ قانون پولیس کی خلاف ورزی کے جرائم بھی وہیں پیش ہوتے ہیں۔ ۱۹۰۰ء میں قانون دیوالہ کے فوجداری جرائم کی سماعت کا اختیار بھی انکو ملگیا۔ کل مصر میں تین ابتدائی مختلطہ عدالتیں ہیں اور ایک عدالت اپیل بمقام اسکندریہ۔ جو دیوانی مقدمات ایک ہی قوم کے اجنبیوں میں ہوں۔ اور ایسی فوجداری مقدمات جو عدالت مختلطہ کی سماعت سے باہر ہوں۔ فریقین یا ملزم کے ملک کے قونصل کے روبرو پیش ہوتے ہیں مگر ۱۰ر فروری ۱۹۰۵ء کے حکم خدیوی کے مطابق اجنبی قونصلوں کو یہ اختیار اب صرف اور پانچسال کے لئے حاصل رہیگا۔ اس کے بعد ہر قسم کے مقدمات اجنبیوں کے عدالت ہائے مختلطہ میں پیش ہونگے دول متعلقہ نے اس قانون کو مان لیا ہے۔

اگر انگلستان کا کوئی سب سے بڑا بحری اور تجارتی رقیب ہے تو وہ جرمنی ہے اور قیصر جرمنی انگلستان کی ناک کیطرف اپنا فولادی گھونسا تاننے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتا لیکن انگلستان جسکی مونچھوں میں سے زنجبار کے سلطان یا تبت کے دلائی لامہ کی ذراسی فروگذاشت پر غیظ و غضب کے شعلے بلند ہونے لگتے ہیں اس گھونسے کے جواب میں اپنی عالمگیر صلح کا تحفہ پیش کرتا ہے۔

روس انگلستان کا اوسوقت سے تاریخی دشمن ہے جب سے ہندوستان میں انگریزی حکومت قایم ہوئی۔ انگلستان اور روس کے اغراض مشرق میں ایک دوسرے کے متقابل و متضاد ہیں اور روس کی سب سے بڑی خواہش جو ہر زار اپنے جانشین کو وراثتاً سونپتا ہے یہ ہے کہ سلطنت ہند کا کوہ نور تاج انگلستان سے کھسوٹ لیا جائے۔ اس خواہش امر کے اظہار کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیا کہ وہ انگلستان کا جانی دشمن ہے۔ جنگ روس و جاپان ایک طرح سے روس کے ہندوستان کیطرف قدم بڑہانے کا نتیجہ تھی۔ انگریزی اخبارات روسی گورنمنٹ کی بد نظمی و مظالم کی حکایات سے لبریز ہوتے ہیں۔ اور ان حکایات کے اظہار و ادا میں جو زبان استعمال کیجاتی ہے وہ اوسی خروار کا نمونہ ہوتی ہے جو سلطان عبدالحمید خان کے لئے مخصوص ہے۔ پھر بھی صلح جو اور امن پسند انگلستان زار جیسے شخص کیطرف دوستی کا ہاتھ بڑہاتا ہے اور آجکل نامہ و پیام جاری ہے کہ یہ بچھڑے ہوئے مسیحی بھائی بغلگیر ہوجائیں (روس میں جو خونریزی و قتل و غارت کا بازار گرم ہے اور جو مظالم یہودیوں پر ہوئے اور ہو رہے ہیں وہ دنیا میں بہہ جاری ہیں اور ترکوں سے خدا واسطے کے بغض کو مفصل حالات کیلئے دیکھو کتاب معروضہ مظالم آرمینیا)۔

اس عالمگیر صلح کے عام انعام سے اگر کوئی قوم محروم ہے تو وہ ترکونکی قوم ہے۔ بالفاظ دیگر اقوام دنیا کی بھری محفل میں انگلستان سب قوموں کو نوشا نوش مگر ترکوں کو نیشا نیش کی صلا دیتا ہے۔

انگلستان کے دول عالم کے ساتھ یہ ملاطفت اور فقط ٹرکی کے ساتھ معاندت پیش آنیکا آخر کیا سبب ہے؟

بقیہ اگلے صفحہ

سنگین جرایم چند سال بتدریج کم ہوتے گئے۔ مگر کچھ عرصہ سے پھر انکی تعداد بڑھ رہی ہے خفیف جرایم کے مقدمات بھی بڑھ گئے ہیں۔ کیونکہ عدالتیں بڑھ گئی ہیں۔ اور تفتیش بھی نسبتاً زیادہ توجہ سے کیجاتی ہے۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں ۱۹۳۸ مصری ارتکاب جرایم ہوئے۔ ۱۹۱۳ء خفیف بدچلنی کے جرایم کے لئے اور ۹۶۹۲۱ معمولی ضوابط پولیس وغیرہ کی خلاف ورزی پر سزایاب ہوئے تھے۔

کیا ٹرکی روس کی طرح انگلستان کا پولٹیکل ہمدمقابل ہے؟ قطعاً نہیں۔ کیا ٹرکی فرانس کی طرح انگلستان کا بحری حریف ہے؟ مطلقاً نہیں۔ کیا ٹرکی جرمنی کی طرح انگلستان کا تجارتی رقیب ہے؟ یقیناً نہیں تو کیا اس معاندت کی یہ وجہ ہوسکتی ہے کہ ٹرکی مسلمان ہے؟ شاید یہ وجہ صحیح ہو۔

اس نیشانیش کا تریاق اگر کچھ ہے تو یہ ہے کہ ٹرکی اپنی بحری وبری قوت اتنی بڑھائے کہ ایک وقت میں ایک چھوڑ دو مسیحی حریفوں کی متفقہ طاقت سے نبرد آزما ہونے کے لئے تیار رہے۔ اسلامی دنیا نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ دست بدعا ہے کہ دولت عثمانیہ کی ترقی و ترفہ کے متعلق امیرالمومنین عبدالحمید خان کے مساعی بارآور ہوں۔

بیسویں صدی کی تہذیب دنیا میں منادی کررہی ہے کہ حق وانصاف احمقوں کے ہتھیار ہیں اور عقلمندی کی دلیل پنجہ آہنی و بازوئے فولاد ہے۔ اگر ترک دنیا میں زندہ رہنا چاہتے ہیں تو انہیں چاہئے کہ اسی عقلمندی کی دلیل سے کام لیں ✦ (نقاش)

مصر کے قصبہ طنطا کے متصلہ علاقہ کے مقدمہ بلوہ کا فیصلہ ہوگیا۔ عدالت نے چار ملزموں کو سزائے موت دی۔ چار کو حبس دوام وجلاوطنی کی۔ اور بہت سے ضرب بید کی سزایاب ہوئے ۳۱ بری کئے گئے جبوقت اس سزا کا حکم شایع ہوا تو مصر میں یا دیگر ممالک عالم میں تو خدا جانے کیسا شور بپا ہوا ہوگا۔ خود انگلستان میں یہ کیفیت گذری کہ تمام منصف مزاج انگشت بدندان رہگئے۔ اور بجز چند ایک کے کل آزادمنش انگریزی اخبارات نے باتفاق یہ رائے ظاہر کی کہ حکومت برطانیہ کو اپنے چند افسروں کی ہلاکت وجراحت کی پاداش میں سزا دیتے ہوئے وحشیانہ انتقام سے محترز رہنا چاہئے۔ اخبارات کے علاوہ کئی ممبران پارلیمنٹ نے بھی علانیہ یہی رائے ظاہر کی۔ اور حکومت کو زور کہا کہ وہ اس حکم کی تعمیل سردست ملتوی کردے۔ اور وزیر خارجیہ ذاتی طور پر اس معاملہ کی تنقیح اور پڑتال کرے۔ مگر اس کے مقابل کنسرویٹو اخبارات خاصکر ٹائمز اور اوس کے ہم مشربوں نے جو سینہ زوری اور تحکم کو ہی حکومت کا لازمہ تصور کئے ہوئے ہیں۔ انصاف کے حامیوں کے واویلا کی بڑی زور سے مخالفت کرکے لکھا کہ سزا کی فوراً اور بجنہا تعمیل ہونی چاہئے۔ ورنہ ہمارے رعب کو سخت صدمہ پہنچیگا افسوس آخری فریق غالب رہا۔ اور حکومت نے پہلے دبی زبان سے جو تھوڑا سا وعدہ دیا تھا وہ بھی واپس لے لیا۔

مال و خزانہ

۵ - اپریل ۱۸۸۰ء کو خدیو نے ڈگری (حکم) صادر کر کے مصر کی مالی حالت کا امتحان کرنے اور مصر اور اوس کے قرضخواہوں کے تعلقات باہمی اور نیز دایرہ ثانیہ و دایرہ خاص اور اونکے قرضخواہوں کے درمیانی تعلقات کی درستی و ترتیب کیلئے قانون کا مسودہ تیار کرنے کے واسطے تصفیہ حساب و کتاب کی ایک انٹرنیشنل کمیشن مقرر کی - اوس کمیشن نے بمشورہ مصری

اور صاف کہدیا کہ ہم اس معاملہ مین دخل نہیں دے سکتے - چنانچہ جن اشخاص کے حق میں سزائے موت اور ضرب بید صادر ہوئی تھی وہ سب موقعہ فساد پر ایک پہانسی پر یکے بعد دیگرے لٹکائے گئے - اور وہیں ٹکٹکی کہڑی کر کر بید لگائی گئی - اور اس طرح دونوں قسم کی سزاؤں کے پانے والے انصاف کی تلافی کی دسترس سے جنکی گو پہلے ہی کوئی اُمید نہ رہگئی تہی ہمیشہ کیلئے نکل گئے - ٹائمز وغیرہ متکبر و مرفع اخبارات نشہ شہ زوری کی مستی کے علاوہ اس بنا پر بہی سختگیری کے موید تہے - کہ انکے خیال میں یہ فساد عمداً کیا گیا تہا - اور محض جوش تعصب و عناد نے جو معاملہ طابہ سے پیدا ہوا مصریوں کو اس کی تحریک کی تہی - حالانکہ اصلیت عین برعکس ہے - مگر حسب معمول اس معاملہ کو بہی ان بہلے مانسوں نے اپنا آتو سیدہا کرنیکو جس قالب میں چاہا ڈہال لیا -

اصل حالات ناظرین کی اطلاع کیلئے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں - جن کے متعلق یہ شروع ہی میں بتا دینا ضروری ہے کہ انکا ماخذ صرف مصری اسلامی اخبارات ہی نہیں - بلکہ مصر کا واحد انگریزی اخبار ایجپشن گزٹ بہی جسے ٹائمز وغیرہ سے کسی طرح بہی اپنی قوم کی کم پاسداری منظور نہیں - اس قصہ کو اپنے ایک انگریزی نامہ نگار موجود موقعہ کی سند پر اس پیرایہ میں شایع کرتا ہے - جو یہ ہے :-

کچہہ گہوڑچڑہی گورہ فوج قاہرہ سے اسکندریہ کو جارہی تہی - ہر جگہ مصری حکام اوسکی رسد رسانی و آسایش کا ویسی ہی سرگرمی اور مستعدی سے انتظام کرتے رہے جیسی کہ ہندوستان کے عمال دکہلاتے ہیں - طنطا کے قریب اس فوج نے مقام کیا تو اوس کے چند افسر شکار کو روانہ ہوئے - کچہہ فاصلہ ریل پر طے کیا - اسٹیشن پر ایک مصری رئیس نے گاڑیاں پہلے سے بہیج رکہی تہیں اونپر سوار ہو کر وہ علاقہ میں گئے اور پہر دو جماعتوں میں ہو گئے - ایک مقام ہرسنا کو گئی اور دوسری مقام ونشادی کو - کبوتر و نکو عام مصری دیہاتی اس لئے بہی عزیز رکہتے ہیں کہ ان کی بیٹ اونہیں قیمتی کہاد کا کام دیتی ہے - اور خاص طنطا کے قرب وجوار میں تو یہ جانور ایک طرح سے مذہبی حُرمت کی نگاہ سے دیکہا جاتا ہے - کیونکہ اکثر کا بسیرا وہاں کی مشہور ولی کی خانقاہ میں ہوتا ہے - بنا بریں کبوتر کے شکار پر گورہ سپاہیوں اور افسروں کے پہلے بہی مصری رعایا سے کئی دفعہ فساد ہو چکے ہیں - لیکن ایسا سخت فساد اب پہلی مرتبہ ہوا ہے - دہقانوں کے جرمن ابہی بلپر بڑے تھے - جو جماعت ونشادی کو گئی تہی - اونہوں نے جب کبوتروں پر بندوقیں چہوڑنی شروع کیں تو ایک دہقان نے انکو منع کیا - کہ بندوق نہ چلاؤ - ہمارے

گورنمنٹ ملک کی سالانہ آمدنی کا حسب ذیل اندازہ لگایا:-

آمدنی کس طرح خرچ ہو	سال ۸۱-۱۸۸۰ء	سال ۱۸۸۲ء اور سالہائے مابعد
آمدنی جو قرض پر خرچ ہو	۳۴۶۳۷۳۴ پونڈ مصری	۳۵۱۳۷۳۴ پونڈ مصری
آمدنی جو گورنمنٹ مصر کو ملے	۴۸۹۷۸۸۸ 〃	۴۸۹۷۸۸۸ 〃
میزان	۸۳۶۱۶۲۲ 〃	۸۴۱۱۶۲۲ 〃

نوٹ - مصری پونڈ ساڑھے بیس شلنگ انگریزی کا ہوتا ہے+

خرمن جل جائیں گے - انگریز افسر گو ممکن ہے کہ زبان سمجھنے پر بھی باز نہ آتے - مگر اسموقعہ پر انکو باز نہ آنے کی ایک یہ بھی وجہ ہو سکتی ہے کہ وہ دہقان کی ہائے پکار کا کچھ مطلب سمجھ سکتے تھے - وہ اپنے کام میں لگ رہے اتنے میں اتفاقیہ ایک گولی دہقان کی بیوی کو جا لگی اور وہ چبوترہ سے نیچے گر گئی - اور معًا ایک اور گولی سے خرمن بھڑک اُٹھا - دہقان سمجھا کہ بیوی مرگئی - اور سال بھر کی کمائی خاک میں مل رہی تھی - وہ دیوانہ ہو گیا اور باواز بلند دہائی تہائی مچانے لگا جسے سنکر اردگرد کے دہقان بھی پہونچگئے - اور ایک پولیس کی چوکی سے سارجنٹ بھی معہ کنسٹبلوں کے آگیا - سارجنٹ افسروں کیطرف لپکا تو اس غرض سے کہ انکو کسی طرح کی اذیت دہقانوں کیطرف سے نہ پہونچنے پائے - اور سمجھا بجھا کر بندوقیں لے لے اور انکو اپنی پناہ میں وہاں سے لیجائے مگر ادہر افسروں کو یہ خیال گذرا کہ وہ حملہ کرنے کو دوڑا آرہا ہے - نتیجہ یہ کہ فایر ہوا اور سارجنٹ وہیں ڈھیر ہو گیا - لوگوں کا غضب ناقابل ضبط ہو گیا - اور لاٹھی چل پڑی - جس سے ایک میجر کی پسلی کی ہڈی ٹوٹ گئی اور ایک لفٹنٹ خفیف زخمی ہوا - اتنے میں سرشاد الی جماعت بھی آگئی - اونمیں سے ایک کپتان کو زخم آیا - مگر وہ اس کی پروا نہ کرکے ایک ڈاکٹری افسر کے ہمراہ مدد لینے کو دوپہر کی جلتی دہوپ میں آٹھہ دوڑا اور آٹھہ میل تک بے تحاشا دوڑا آیا ایک زخم کی تکلیف - دوسرے غضب کی تمازت اوسپر یہ دوڑ - وہ منزل مقصود پر پہونچتے ہی بیدم ہو کر گرا اور راہی ملک عدم ہو گیا - دہقانوں میں سے بھی چند ایک زخمی ہوئے - کپتان کے ہمراہی افسر نے کل واقعہ سُنایا - اوسی وقت تار دوڑ گئے - اور پولیس و فوج کی کافی جمعیت موقعہ پر پہونچگئی - اور دارو گیر شروع ہو گئی جسمیں ماخوذ ہونے والوں کی تعداد کا اندازہ سزایاب اشخاص کی تعداد سے ہو سکتا ہے - انگریز افسر باحتیاط تمام واپس لائے گئے - اور غالب قیاس ہے کہ متوفی کپتان کے علاوہ اور سب صحتیاب ہو گئے -

ان حالات سے صاف ظاہر ہے کہ جوش تعصب یا عناد کا اس معاملہ میں قطعًا کچھہ لگاؤ نہ تھا - نہ انگریز افسر عمدًا اس واقعہ جانکاہ کا باعث ہوئے - قضا و قدر کا کھیل تھا - جسنے مصری دہقانوں کی شامت اور بدبختی کو یہ خونی تماشہ کھڑا کر دیا - مصر میں قانون ہے کہ گورہ فوج اور رعایا میں اگر کوئی فساد ہو تو اوسکی سماعت ایک

کمیشن نے (۱) دین مقدم کے سود وغیرہ کے لئے ریل و تار کی آمدنی اور بندر اسکندریہ کے محاصل کو علیحدہ کیا۔ اور

(۲) مجتمعہ قرضہ کیواسطے چار صوبوں کے ٹیکسوں اور آمدنی محصول در آمد و بر آمد کو۔ دین مقدم کے لئے ایک سالانہ رقم مقرر کر دیگئی۔ جو ۵ فیصدی سالانہ کے حساب سے سود ادا کرنیکے اور اسقدر سالانہ جزوی

خاص عدالت کرے۔ اس عدالت میں مصر کا وزیر معدلت۔ اوسکا نائب۔ عدالت مختلطہ کا ایک جج جسے وزیر نامزد کرے۔ اور ایک جج جسے برٹش قونصل جنرل پسند کرے اور ایک افسر انگریزی رسالہ کا رکیطرف سے ہوتا ہے اسموقعہ پر ایسی ہی عدالت قایم کی گئی جسمیں صرف ایک مسلمان جج تہا۔ باقی یورپین یا مصری عیسائی تھے۔

تمام محب وطن مصری اخبارات بھی اس واقعہ پر صدق دل سے اظہار رنج وافسوس کر رہے ہیں۔ اور گو وہ انگریز افسروں کو بھی خطاوار نہیں سمجھتے مگر ویسے ہی مصری دہقانوں کو بھی بری الذمہ بلکہ کسیقدر مظلوم تصور کرتے ہیں۔ اور واقعات اسی نتیجہ کے مؤید ہیں۔ البتہ اس حکم سزا پر جسکو خود ہزارہا انگریز بہ بدوں نے وحشیانہ انتقام سے تعبیر کیا ہے۔ وہ ضرور مشتعل ہو رہے ہوں گے۔ انگریزی حکومت نے اب صرف اسقدر وعدہ کیا ہے کہ وہ اپنی فوج کے افراد سے شکار کیبہ تر کی عام آزادی چھین لے گی۔ انگلستان میں ابھی تک اس ناواجب سزا پر سخت ناراضی پائی جاتی ہے۔

سر ایڈورڈ گرے نے ان اخبارات اور ممبروں کو جو طنطا کی سزاؤں کو وحشیانہ بتا رہے تھے یہ کہکر مطمئن کرنا چاہا کہ نہ صرف مصر بلکہ تمام شمالی افریقیہ میں کچھ عرصہ سے غیر معمولی مذہبی جوش پہیل رہا ہے۔ اور یہ فساد اوسی کا نتیجہ تہا۔ انگریزی قوم ناعاقبت اندیشانہ رقیق القلبی سے بچے اور ان سزاؤں کے معاملہ پر جو وقعی مناسب تہیں زیادہ جرح و قدح نکرے ورنہ سلطنت کے مقاصد کو ضعف پہونچنے کا اندیشہ ہے۔ قرین مصلحت یہی ہے کہ حکومت کے افعال کی پوری پوری تائید کیجائے۔ جسے شاید جلد ہی اس جوش و تعصب کے انسداد کے لئے زیادہ سنگین تدارک کرنا لابد ہو جائے۔ لارڈ کرومر اس تقریر کے وقت پارلیمنٹ میں موجود تھے اور کہا جاتا ہے کہ تقریر مذکور کا مصالح۔ مواد۔ آپ ہی نے وزیر خارجہ کو بہم پہونچایا تہا۔ اس تقریر کے چند دن بعد اسکندریہ کے قریب ہی ایک گورہ پٹ گیا۔ اس سے انگریزی اخبارات اور حکومت کو مذہبی پر جوشی کیوجہ سے مصر کی موجودہ حالت کو نہایت خطرناک ظاہر کرنیکا مزید بہانہ اور موقعہ ملگیا اور اب یہ خبریں مشہور ہو رہی ہیں کہ مصر میں انگریزی فوج بہت بڑہا دی جائے گی۔ اور مالٹا و جبل الطارق کی انگریزی فوجکو ہر وقت تیار رہنے کا حکم دیا گیا ہے اس کے دوش بدوش طنطا کے معاملہ میں انگریز افسروں کو بالکل بیخطا بنایا گیا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ دہقانیوں نے بلا وجہ اور بلا کسی غلط فہمی کے عمداً محض بدمعاشی سے انگریزی افسروں پر حالانکہ اونہوں نے مجمع کو دیکھتے

ادائیگی کے لئے کہ کل قرضہ ۱۹۴۱ء تک بیباق ہو جائے کافی تھی۔ اگر دین مقدم کے لئے علیحدہ کیگئی مدات کی آمدنی اس سالانہ رقم کے لئے کفایت نہ کرے۔ تو کمی اوس آمدنی سے پوری کیجاوے جو مجتمعہ قرضہ کے لئے مختص کیگئی۔ مجتمعہ قرضہ کا سود چار فیصدی مقرر کیا گیا۔ اور گورنمنٹ مصر نے ذمہ اوٹھایا کہ اگر مکفولہ آمدنی ناکافی ہو تو کمی اپنی گرہ سے پوری کر دے گی۔ اور اگر وہ آمدنی سود کی مقدار سے زیادہ ہو تو فاضلہ رقم قرضہ کی بیباقی میں صرف کیجاوے۔ جس کے تمسک یا نوٹ نرخ بازاری پر واپس خرید لئے جاکر تلف کر دئیے جاویں۔ ستمبر ۱۸۸۴ء میں گورنمنٹ نے اس فاضلہ کا کچھ حصہ خود لے لیا۔ کمیشن مذکور نے مصر کے اخراجات سالانہ و ذمہ داریوں کا اندازہ حسب ذیل کیا:-

(۱) گورنمنٹ کے اخراجات۔	پونڈ مصری	پونڈ مصری
خراج جو ٹرکی کو دیا جاتا ہے	۶۸۱۴۸۶	
مقابلہ کی سالانہ رقم (یعنی اسمٰعیل پاشا اور دیگر لواحقین کے سالانہ وظیفے) -	۱۵۰۰۰۰	
نہر سویز کے حصوں کی بابت انگلستان کو سود۔	۱۹۳۸۵۸	
دائرہ خاص کے اخراجات۔	۳۴۰۰۰	
انتظامی اخراجات۔	۳۶۴۱۵۴۴	
اخراجات غیر متفرقہ۔	۱۹۷۰۰۰ میزان	۴۸۹۷۸۸۸

ہی بند وقلیں حوالہ کر دی تھیں حملہ کیا۔ یہ بیان مصر کے عربی و خود انگریزی اخبارات کے ابتدائی بیانات کے بالکل متضاد ہے اور مذہبی پرجوشی کی موجودگی سے بھی تمام محب الوطن مصری اخبارات کو قطعاً انکار ہے اور انکے بیان کی تائید انکی طرز تحریر سے بھی ہو رہی ہے کہ خواہ وہ بہت ہی طیش میں آ کر کسی معاملہ پر کچھ لکھ رہے ہوں تو بھی انداز بیان میں اوس درشتی کا پچاسواں حصہ بھی نہیں دیکھا جاتا جو بنگالیوں کی معمولی معمولی تحریروں میں کچھ عرصہ سے پائی جا رہی ہے۔ ہاں اسمیں شک نہیں کہ مصری اور دیگر مسلمانان شمالی افریقہ اپنی شہنشاہی حکومت سلطنت عثمانیہ سے منحرف ہونیکی غلطی پر اب دل سے نادم ہو کر تلافی مافات کی خواہاں ہو رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خلافت سے پھر بدستور سابق وابستہ ہو جائیں۔ اس خواہش و احساس کا نام خواہ مذہبی جنون و پرجوشی رکھ لیا جائے اور خواہ اسے ایک جایز اور معقول تمنا قرار دیا جائے۔ یہ اپنا اپنا اختیار ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تنازعات کے فیصل ہوتے ہی خدیو کا فوراً قسطنطنیہ چلا جانا بھی۔ انگریزی وزارت کو اس جدید اندازے سے کچھ نہ کچھ تعلق رکھتا ہے۔ اسی مفروضہ پرجوشی کو پیش کر کے اب کئی اخبار انگریزی فوج کی مجوزہ تخفیف کی سخت مخالفت کر رہے ہیں۔

	پونڈ مصری		
(۲) اخراجات قرضہ۔			
دین مقدم کا سالانہ خرچ۔	۱۱۵۷۷۱۸		
مجتمعہ دین۔	۲۲۶۳۶۸۶	میزان	۳۴۲۱۴۰۴
		میزان کُل	۸۳۱۹۲۹۲

ان ہر دو قرضوں کے علاوہ سنہ ۱۸۸۴ء کے اخیر پر غیر تخصیص شدہ اور غیر سودی قرضہ اسی لاکھ پونڈ مصری تھا۔ مارچ سنہ ۱۸۸۵ء میں برطانیہ کلان۔ جرمنی۔ آسٹریا۔ فرانس۔ اٹلی۔ روس اور ٹرکی کے قایمقاموں سفرائے نے ایک معاہدہ پہ دستخط کئے جس کے رو سے اونہوں نے نوّے لاکھ پونڈ کے ایک جدید قرضہ کی ضمانت کرنے کا ذمہ اوٹھایا۔ اس قرضہ کا لینا اِس لئے منظور کیا گیا کہ سنہ ۱۸۸۲ء کی گولہ باری اسکندریہ سے جو نقصان اہالی شہر کو پہونچا تھا۔ اوس کو اور مندرجہ بالا اسی لاکھ پونڈ مصری کے قرضہ کو ادا کیا جاوے۔ اور باقیماندہ دس لاکھ پونڈ آبپاشی کے کاموں پر صرف کئے جاویں۔

معاہدہ مذکور کی اہم شرایط یہ تھیں:۔

اس ضمانتی قرضہ کی شرح سود ۳½ فیصدی سے زیادہ نہ ہو۔ اوس کے سود و بیباقی کے لئے تین لاکھ پندرہ ہزار پونڈ کی سالانہ رقم مقرر کی جاوے۔ یہ رقم مدات مکفولہ کی آمدنی سے سب سے اوّل نکال لیجاوے۔ سود کی ادائیگی کے بعد اس رقم سے جو فاضل بچے۔ وہ بیباقی میں صرف ہو۔ دوسرے مصری قرضوں کے سالانہ سود پر سنہ ۱۸۸۵-۸۶ء میں ۵ فیصدی ٹیکس لگایا جاوے۔ ملک کی آمدنی کل اخراجات سے جسقدر زیادہ ہو وہ برابر تقسیم ہو کر نصف گورنمنٹ کو ملے۔ اور نصف بیباقی قرضہ کے فنڈ میں جمع ہو۔

رقم سود پر جو ٹیکس ۱۸۸۵ و ۱۸۸۶ء میں لیا گیا تھا وہ سنہ ۱۸۸۷ء میں واپس کر دیا گیا۔ اوسکو آیندہ کے لئے موقوف کر دیا گیا۔ اور ریزرو (محفوظ) فنڈ قایم کیا گیا جسمیں اسوقت ۱۷ لاکھ ۳۶ ہزار پونڈ مصری جمع ہیں۔ معزول خدیو اسمعیل پاشا اور اوس کے خاندان کے بعض افراد چند املاک کے مالک تھے (جو ڈومین کہلاتے ہین) اون کے ساتھ باہمی قرارداد سے یہ تصفیہ کیا گیا۔ کہ وہ املاک مذکورہ کو گورنمنٹ کے نام منتقل کر دیں اور اس کے عوض ایک خاص میعاد تک گورنمنٹ سے مقررہ سالانہ رقم لیتے رہیں اور ان املاک کے ذمہ جو زر رہن ہیں وہ بھی گورنمنٹ مصر کے ذمہ سمجھے جائیں۔ اسی سالانہ رقم کا نام رقم مقابلہ ہے۔ بعد ازاں خدیو معزول اور اوس کے خاندان کے ارکان کو سالانہ پنشنوں کے عوض بھی یکمشت رقم دینا تجویز کیا گیا۔

چنانچہ املاک کے رہنوں کے انفکاک اور پنشنوں کے عوض یکمشت ادائیگی کے لئے مئی سنہ ۱۸۸۸ء میں ۲۳ لاکھ پونڈ مصری کا ایک اور قرضہ جاری کیا گیا جو ۴½ فیصدی سود پر لیا گیا۔ اور اوس کے سود اور جزوی بیباقی

کے لئے ایک لاکھ تیس ہزار پونڈ مصری کی سالانہ رقم محتین کیگئی۔ مگر اس سالانہ زاید خرچ کے مقابلہ میں خدیو کے صرف خاص اور پنشنوں کے خرچ میں معتدبہ تخفیف کردینے اور املاک کے دین رہن کی سود میں بہت بڑی کمی ہو جانے سے اسیقدر بچت نکال لیگئی۔ اور مصر کے خزانہ پر اس نئے قرضہ سے کوئی مزید بوجھ نہ پڑا۔ علاوہ بریں اس ۴½ فیصدی سود والے قرضہ کی فنڈ بیباقی ہیں ہر سال اسقدر رقم جمع ہوتی ہے کہ وہ جلد بیباق ہو جائیگا۔ اور اس طرح سے پنشنوں اور رہن ہائے املاک کی سود کے مدامی بوجھ کیجگہ ایک لاکھ ۳۰ ہزار پونڈ کا صرف عارضی بار پڑا ہے۔

خدیو نے ۶ جون ۱۸۹۰ء کو بمنظوری دول ۵ فیصدی والی دین مقدم۔ قرضہ دایرہ ثانیہ اور قرضہ املاک کے تبادلہ اور ۱۸۸۸ء کے ۴½ فیصدی سود والی قرضہ کی ادائگی کے لئے فرمان نافذ کیا۔ چنانچہ ایک جدید دین مقدم جاری کیا گیا جسمیں ۵ فیصدی کا دین مقدم ۴½ فیصدی والا قرضہ اور ۱۳۳۳۳۳ پونڈ کی مزید رقم شامل کیگئی۔ یہ مزید رقم اراضیات جاگیر کے عوض نقد پنشن دینے اور آبپاشی کی نہروں وغیرہ کی تیاری کے لئے لی گئی۔

اس جدید مقدم دین کا سود ۳½ فیصدی ہے اور سو پونڈ کا نوٹ یا تمسک ۹۱ پونڈ کو فروخت کیا گیا یعنی سو پونڈ کے نام نہاد سرمایہ پر گورنمنٹ کو ۹۱ پونڈ وصول ہوئے۔ اور دایرہ ثانیہ کا ایک جدید قرضہ چار فیصدی سود پر مساوی قیمت پر جاری کیا گیا۔

دایرہ ثانیہ کا پرانا قرضہ (جو جدید قرضہ سے بیباق کیا گیا) بروئے فرمان مورخہ ۶ جون ۱۸۹۰ء اس طرح سے شمار کیا گیا۔ کہ سو پونڈ کے نام نہاد سرمایہ پر ۸۵ پونڈ ادا کئے گئے۔ قرضہ املاک ۵ ۲ ابع ۱۸۹۳ء کو ساوی قیمت پر جدید قرضہ املاک سے بدلا گیا۔ جدید قرضہ کا سود ۴½ فیصدی ہے۔ ان جدید جاری شدہ قرضوں کیلئے بھی وہی رعایتیں اور ضمانتیں ہیں جو ان قرضوں کے لئے تھیں جنکی جگہ یہ قایم کئے گئے ہیں۔

دسمبر ۱۸۹۵ء کے اخیر پر مصری قرضہ کی مقدار حسب ذیل تھی:۔

(۱) ۳ فیصدی سود والا قرضہ ضمانتی۔	۸۶۹۹۳۰۰ پونڈ
(۲) ۳½ فیصدی سود والا دین مقدم۔	۲۹۳۹۳۵۸۰ 〃
(۳) ۴ فیصدی سود والا قرضہ مجتمعہ۔	۵۵۹۷۴۸۴۰ 〃
(۴) ۴ فیصدی سود والا قرضہ دایرہ ثانیہ۔	۶۴۴۳۶۰ 〃
(۵) ۴½ فیصدی سود والا قرضہ املاک۔	۳۹۲۴۸۴۰ 〃
میزان	۱۰۴۶۳۶۹۰۰ 〃

۱۸۹۵ء اور ۱۸۹۶ء کے لئے آمدنی و خرچ کے جو بجٹ (موازنے) تیار کئے گئے ہیں وہ یہ ہیں:-

مد آمدنی	۱۸۹۶ء پونڈ مصری	۱۸۹۵ء پونڈ مصری	مد خرچ	۱۸۹۶ء پونڈ مصری	۱۸۹۵ء پونڈ مصری
معاملہ زمین نخلستان وغیرہ	۴۸۷۰۰۰۰	۴۸۷۰۰۰۰	قرضہ قومی کا سود وغیرہ	۳۸۰۲۶۸۳	۳۷۷۰۸۳۸
شہری ٹیکس وغیرہ	۱۳۰۰۰۰	۱۳۰۰۰۰	خراج ٹرکی کو	۶۶۵۰۴۱	۶۶۵۰۴۱
محصول تمباکو و درآمد و برآمد	۱۶۷۰۰۰۰	۱۶۵۰۰۰۰	خدیو المصر کا صرف خاص	۱۰۰۰۰۰	۱۰۰۰۰۰
محصول چنگی	۲۰۰۰۰۰	۲۰۰۰۰۰	وظائف خاندان خدیویہ	۹۷۹۳۷	۹۷۹۲۷
محصول نمک و شورہ	۱۷۰۰۰۰	۱۷۰۰۰۰	خدیو کا دیوان خج	۵۵۹۳۴	۵۵۹۳۴
محاصل شکار ماہی	۹۰۰۰۰	۹۸۰۰۰	وزارت تعمیرات عامہ	۴۳۶۷۸۹	۷۷۵۶۵۹
محاصل جہاز رانی	۷۵۰۰۰	۷۸۰۰۰	وزارت معدلت عامہ	۳۸۷۶۲۶	۳۸۰۱۶۳
آمدنی ریلوے	۱۷۲۰۰۰۰	۱۷۰۰۰۰۰	انتظام صوبجات	۳۲۸۰۷۶	۳۲۰۶۱۹
آمدنی تار برقی	۴۳۰۰۰	۴۲۰۰۰	وزارت صیغہ مال	۸۶۰۲۱	۱۱۹۷۱۵
آمدنی بندرگاہ اسکندریہ	۱۲	۱۳۰۰۰۰	وزارت سررشتہ تعلیم	۱۰۵۱۸۰	۱۰۵۰۰۰
آمدنی ڈاک خانجات	۱۰۵۰۰۰	۱۰۰۰۰۰	وزارت صیغہ اندرونی	۳۸۴۳۲۲	۱۱۱۷۰۷
محکمہ کشتی ہائے ڈاک	۸۵۰۰۰	۹۴۰۰۰	کونسل وزراء وزارت صیغہ خارجیہ لیجسلیٹو کونسل	۲۳۳۵۸	۲۳۹۳۰
محاصل مینار ہائے روشنی	۷۰۰۰۰	۱۰۳۰۰۰	انتظام وصولی محصول درآمد برآمد	۱۵۵۸۱۰	۱۴۹۲۲۲
وزارت معدلت عامہ (فیس اسٹامپ جرمانہ وغیرہ)	۳۸۰۰۰۰	۳۸۰۰۰۰	خرچ وصولی محصول چنگی	۳۴۵۰۴	۳۳۳۲۷
بدل عسکریہ	۹۰۰۰۰	۹۰۰۰۰	ایضاً نمک و شورہ	۴۴۷۲۶	۴۴۲۷۸
سرکاری جائیداد کا لگان و کرایہ	۹۰۰۰۰	۸۶۰۰۰	ایضاً شکار ماہی	۱۰۰۰۰	۹۳۷۶
ضلع سواکن	۱۵۰۰۰	۱۵۰۰۰	ایضاً جہاز رانی	۳۰۵۸	۳۰۵۸
پنشن فنڈ	۵۷۰۰۰	۵۵۰۰۰	خرچ ریلوے	۸۴۰۸۸۸	۸۳۱۴۶۵
متفرق مدات جنکی تشریح نہیں کی گئی	۲۷۵۰۰۰	۲۶۹۰۰۰	خرچ تار برقی	۴۱۰۰۰	۴۰۲۰۰

مد آمدنی	سنہ ۱۸۹۶ء پونڈ مصری	سنہ ۱۸۹۵ء پونڈ مصری	مد خرچ	سنہ ۱۸۹۶ء پونڈ مصری	سنہ ۱۸۹۵ء پونڈ مصری
			خرچ وصولی محاصل بندر اسکندریہ و مرمت	۲۸۰۰۰	۲۳۰۰۰
			ڈاکخانجات	۹۷۵۲۵	۹۵۷۴۳
			کشتی ہائے ڈاک	۸۵۷۰۷	۸۴۶۵۷
			روشنی کے مینار	۲۶۹۳۴	۲۶۸۵۰
			صیغہ جنگ و خرچ انگریزی فوج قابض کا۔	۴۸۱۳۱۳	۷۵۰۸۴۳
			سواکن	۱۲۰۴۵۷	۱۱۹۷۹۲
			پنشنین	۴۳۰۰۰۰	۴۳۰۰۰۰
			موقوفی بیگار	۲۵۰۰۰۰	۲۵۰۰۰۰
			وزراء کے مختلف خرچ	۱۳۱۳۳۹	۱۰۹۶۵۸
			قاہرہ کی صفائی	۴۰۰۰۰	۴۰۰۰۰
			اخراجات غیر مترقبہ	۳۰۰۰۰	۳۰۰۰۰
میزان	۱۰۲۶۰۰۰۰	۱۰۲۶۰۰۰۰	میزان	۹۶۳۰۰۰۰	۹۶۰۰۰۰۰

سنہ ۱۸۹۶ء میں تمام قرضوں کی بابت جو رقم خزانہ سے دیجاویگی۔ اوسکا اندازہ حسب ذیل کیا گیا ہے

قرضہ ضمانتی سود ۳½ فیصدی۔ سالانہ مقررہ رقم	۳۱۵۰۰۰ پونڈ
قرضہ مقدم۔ سود ۳½ فیصدی۔	۱۰۲۹۰۰۰ "
قرضہ مجتمعہ۔ سود ۴ فیصدی	۲۲۳۹۰۰۰ "
قرضہ دایرہ ثانی۔ سود ۴ فیصدی۔	۲۲۶۰۰۰ "
قرضہ املاک۔ سود ۴½ فیصدی۔	۱۸۲۰۰۰ "
دایرہ خاصہ و قرضہ دایرہ ثانیہ کے کمشنروں کو سالانہ رقم یہ دیجاتی ہے۔	۳۵۰۰۰ "
مقابلہ کی رقم سالانہ جو سنہ ۱۹۳۰ء تک ادا کیجاوے گی۔	۱۵۴۰۰۰ "
میزان	۴۲۲[illegible] "

دایرہ اور املاک کی قرضوں میں دایرہ اور املاک کی محال مکفول ہیں۔ اور قرضخواہوں کی طرف سے کمشنر اونکا انتظام کرتے ہیں۔ ان اراضیات کی آمدنی اگر قرضوں کے سود کی ادائگی کے لئے ناکافی ہو تو کمی پوری کرنی گورنمنٹ کا ذمہ ہے۔

سنہ ۱۸۹۴ء میں واقعی آمدنی وخرچ بہ تفصیل ذیل ہوا۔

آمدنی ۱۰۳۲۱۸۲۳ پونڈ مصری۔ خرچ ۹۶۰۱۲۵۸ پونڈ مصری۔ فاضلہ ۷۲۰۲۶۵ پونڈ مصری۔ اس فاضلہ میں سے ۲۵۶۹۴۷ پونڈ مصری کمیشن انتظام قرضہ کے ریزرو فنڈ میں داخل ہوئے ۱۱۸۸۴۳ پونڈ مصری۔ گورنمنٹ مصر کے خاص ریزرو فنڈ میں جمع کئے گئے۔ اور ۲۴۴۴۷۵ پونڈ مصری جو جمع شدہ رقوم کے تبادلوں سے پس انداز ہوئی کمیشن انتظام قرضہ کو دیگئی۔ سنہ ۱۸۹۵ء کی شروع میں مختلف ریزرو فنڈوں میں مندرجہ ذیل رقمین جمع تہیں:۔

کمیشن اہتمام قرضہ کا ریزرو فنڈ ۲۱۹۹۷۰۴ پونڈ مصری۔ مصری گورنمنٹ کا ریزرو فنڈ ۲۷۹۱۱۶ پونڈ مصری۔ تبادلہ قرضہ سے بچت ۱۴۰۸۱۶۱ پونڈ مصری۔

میزان کل ریزروں کی ۳۸۸۷۰۸۷ پونڈ مصری +

دائرہ ٹیش (سنہ ۱۹۰۶ء) آمدنی کے بڑی ذرایع۔ معاملہ ارضی۔ اجارہ تمباکو اور پرمٹ ہیں۔ اور خرچ کی بڑی مدیں۔ قرض کا سود وغیرہ اور ملکی انتظام کے مصارف پنجسالہ آمدنی خرچ کی جدول یہ ہے۔ سنہ ۱۹۰۲ء کی رقم خرچ میں وہ رقوم بھی شامل ہیں جو جنرل ریزرو فنڈ وغیرہ کو دیگئی۔ باقی سالوں میں یہ شامل نہیں۔

سن	آمدنی	خرچ
سنہ ۱۹۰۰ء	۱۱۴۴۷۰۹۵ گنی	۹۸۹۵۲۲۴ گنی
سنہ ۱۹۰۱ء	۱۱۹۴۳۹۲۹ "	۹۹۲۳۵۴۶ "
سنہ ۱۹۰۲ء	۱۲۱۴۸۶۵۶ "	۱۱۴۳۲۵۲۲ "
سنہ ۱۹۰۳ء	۱۲۴۶۳۷۰۰ "	۱۱۷۲۰۱۰۰ "
سنہ ۱۹۰۴ء	۱۱۵۰۰۰۰۰ "	۱۱۴۱۰۰۰۰ "

سنہ ۱۹۰۳ء کی فاضلہ آمدنی ۲۲۰۱۷۶۲ گنی میں سے بروئے قرارداد ۷۴۳۶۰۰ گنی مصری گورنمنٹ کو ملیں۔ ۱۱۲۴۱۲۱ گنی قرضہ کے جنرل ریزرو فنڈ میں ڈالی گئیں۔ ۲۶۵۰۳۷ گنی۔ اقتصادی فنڈ کو اور ۶۹۰۰۴ گنی فنڈ ادائے قرضہ کو ملیں۔

سنہ ۱۹۰۳ء کی آمدنی کے ابواب یہ ہیں۔ معاملہ ارضی وغیرہ ۴۷۹۷۶۳۲ گنی۔ پرمٹ ۱۲۴۷۲۶۱ گنی۔

اجارہ تمباکو ۷۷۰۴۰۰۱۱ گنی - متفرق ٹیکس ۳۵۶۲۰۲ - ریل ۲۳۲۰۵۲۵ - تار ۷۶۹۴۷ - ڈاک ۱۶۸۰۴۲ - بنادر و مینار روشنی - ۲۹۷۵۹۰ - صیغہ عدالت - ۹۲۳۱۵۴ - دیگر محکمے ۲۷۶۰۷۱ - متفرق ۱۸۰۵۹۰ - حصہ از ریزرو فنڈ ۲۱۵۵۹۲ = ۱۲۴۶۳۷۰۰ گنی -

مدات خراج - خدیو و خاندان خدیویہ - ۲۵۵۲۳۱ گنی - انتظام ملک ۲۳۹۹۰۳۸ - ریل ۱۴۴۸۲۳ تار ۵۷۲۲۱ - ڈاک ۱۲۲۱۳۲ - بنادر و مینار - ۷۷۵۷۹ - متفرق ۱۶۷۳ - مصری فوج ۱۹۹۰۷۴ - انگریزی فوج ۸۴۸۲۵ (سنہ ۱۹۰۵ء علی الترتیب ۱۹۸۱۶۴ و ۹۷۵۰۰ گنی خرچ ہوا) پنشن ۴۱۴۴۶۱ - خراج ٹرکی کو ۶۶۵۰۴۰ - مجلس قرضہ ۳۸۹۵۶ - مجتمعہ قرضہ (علاوہ دایرہ ثانیہ و املاک) ۳۴۷۸۰۵۴ - غیر مجتمعہ قرضہ ۱۹۳۰۳۲ - تنسیخ بیگار - ۲۶۴۷۵۲ - کمی آمدنی سودان - ۳۸۹۷۲۱ - ریزرو غیر متوقعہ مصارف کے لئے ۵۵۴۴۳ - حوض آبرسانی - ۷۶۴۸ - تبادلہ قرضہ ۲۶۵۰۳۱ - بیباقی فنڈ ۹۹۰۰۴ - ریزرو فنڈ کو ۱۲۱۴۲۱۱ گنی - میزان - ۱۱۷۲۰۱۰۰ گنی -

مصر نے پہلے پہل سنہ ۱۸۶۲ء میں ممالک غیر سے قرض لیا - اس سال مختلف وست گردان ملکی قرضوں کی ادایگی کے لئے ممالک غیر سے تقریباً ۳۴ لاکھ پونڈ قرض لئے گئے - ایک دفعہ چاٹ پڑنے کی دیر تھی کہ انکا ایک سلسلہ شروع ہو گیا - اور سنہ ۱۸۷۰ء میں اجنبی قرضہ ۳ کروڑ ۸۳ لاکھ پونڈ ہو گیا - سنہ ۱۸۷۳ء میں ۳ کروڑ ۲۰ لاکھ پونڈ اور قرض لئے گئے - تاکہ ۱۲ کروڑ ۸۰ لاکھ کے جدید دست گردان ملکی قرضے ادا کئے جائیں سنہ ۱۸۷۶ء میں خدیو (اسمعیل پاشا) نے ظاہر کیا کہ وہ اس قرضہ کی بلا سے نکلنے کی کوئی صورت نہیں دیکھتا نہ کچھ انتظام کر سکتا ہے - اسپر فرانس نے سنہ ۱۸۹۶ء میں مشورہ دیا کہ کل متفرق قرضوں کو ایک جگہ جمع کر کے ۹ کروڑ دس لاکھ پونڈ کی رقم کا ایک قرضہ بنا دیا جائے - ایسا کیا گیا - مگر سود پھر بھی کئی قرضوں کا ادا نہ ہوا آخر فرانس و انگلستان انتظام قرضہ کی بہانہ سے دخیل ہوئے - اور بمشورہ دول وہ انتظام کیا جو پہلے درج ہو چکا ہے جنوری سنہ ۱۹۰۷ء کو مختلف قرضوں کی حسب ذیل مقدار باقی تھی -

نام قرضہ	مقدار	سالانہ سود و بیباقی فنڈ	نام قرضہ	مقدار	سالانہ سود و بیباقی فنڈ
ضمانتی قرضہ ۳ فیصدی	۷۷۹۰۰۰۸ گنی	۳۰۷۱۲۵	مقدم قرضہ ۳½ فیصدی	۳۱۱۲۷۷۸۰ گنی -	۱۰۶۲۵۵۶
مجتمعہ قرضہ ۴ فیصدی	۵۵۹۷۱۹۶۰	۲۱۸۲۹۰۶	دایرہ ثانیہ ۴ فیصدی	۴۹۵۲۸۶۰ -	۱۹۸۱۱۴
قرضہ املاک ۴½ فیصدی	۲۰۵۶۴۲۰	۱۰۷۹۶۲	میزان	۱۰۲۱۸۶۹۲۰	۳۸۵۸۶۶۳

سنہ ۱۸۸۷ء میں چند ریزرو فنڈ بھی قایم کئے گئے - جنمیں فاضلہ سالانہ آمدنی کا ایک حصہ جمع کیا جاتا ہے جنوری سنہ ۱۹۰۷ء میں ان فنڈوں کی میزان ۸۰۵۱۲۱۷ گنی تھی -

مصر میں سرکاری طور پر ایک نیشنل بنک بھی قایم ہو چکا ہے۔ جسکی نگرانی میں یکم جون سنہ ۱۹۰۲ع کو ایک زراعی بنک بھی کہولا گیا ہے جسکا سرمایہ ۲۵ لاکہہ پونڈ ہے۔ اسمیں سے نصف وصول کیا گیا ہے۔ سرکار نے ذمہ لے رکھا ہے کہ حصہ داروں کو اگر ۳ فیصدی سے کم منافع ہو تو کمی سرکار پوری کردے گی۔ یہ بنک فلاحین (مزارعین و مالکان) کو نو فیصدی سالانہ (۱۲ر فیصدی ماہوار) پر روپیہ قرض دیتا ہے۔ ۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ع کو ۲۷۶۵۴ مزارعین کے ذمہ اوسکی ۱۲ لاکہہ ۸ ہزار دو سو گنی واجب تہیں۔

سنہ ۱۹۰۱ع میں ڈاکخانون میں سیونگز بنک بھی کہولدئیے گئے۔ ۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ع کو ۹۴۷۱ اشخاص کی ۳۸ ہزار گنی اوسمیں جمع ہو گئیں۔ اور ۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ع کو ۱۳۰۵۸ اشخاص کی جنمیں ۶۶۳ مصری اور تین اجنبی تہے ۸۶ ہزار گنی جمع تہیں۔ اجنبیوں میں زیادہ تر اطالین ہیں۔

حفاظت ملک۔ فوج

۱۹ ستمبر سنہ ۱۸۸۲ع کو حسب الحکم خدیو تمام مصری فوج موقوف کردی گئی۔ اور اوسی سال کے دسمبر میں نئی فوجکی ترتیب و تکمیل کا کام ایک انگریزی فوج کے جرنیل کی سپرد کیا گیا۔ اور اوسے سردار کا خطاب دیا گیا۔

موجودہ سردار بریگیڈیر (اب میجر) جنرل سر ہربرٹ کچنر[ل] کے سی۔ ایم جی۔ سی۔ بی۔ ای ڈی سی ہیں۔ اور اسوقت تقریباً ۷۶ انگریز افسر مصری فوج میں کام کر رہے ہیں۔ فوج تعداد میں ۱۸۱۵۲ ہے سنہ ۱۸۸۲ع کی بغاوت کے وقت سے ایک انگریزی فوج قابض مصر میں مقیم ہے۔ اوسکی تعداد تین ہزار سے متجاوز ہے۔ مصر کے پاس اسوقت کوئی کار آمد جنگی جہاز نہیں ہے۔

(از اڈیشن سنہ ۱۹۰۶ع) موجودہ سردار میجر جنرل سر ریجی فالڈ ون گیٹ۔ کے سی۔ بی کے سی ایم جی ڈی ایس او ہیں۔ (سوڈان کا گورنر جنرل بھی سردار ہی ہوتا ہے۔ مؤلف) مصری فوجمیں اسوقت ایک سو دس انگریز افسر ہیں۔ مصری فوجکی کل جمعیت ۱۶۹۱۵ ہے۔ گہوڑے اور خچر اکیس سو۔ اونٹ ۱۲۰۰ اور توپیں دو سو ۵۰ ہیں۔ پرانی قلاعی توپیں بھی اس تعداد میں شامل ہیں۔

انگریزی فوج قابض مصر کا کمان افسر میجر جنرل جے۔ آر۔ سلیڈ سی بی ہے۔ اور چیف سٹاف افسر کرنل جی۔ ایم۔ ملک سی۔ بی۔ سنہ ۱۸۸۲ع کی بغاوت عربی پاشا کے وقت سے انگریزی فوج مصر میں موجود ہے۔ اوس کی جمعیت حسب اقتضائے وقت بدلتی رہتی ہے۔ سنہ ۱۹۰۶ع کے آغاز میں ۳۰۲۲ تھی۔ مگر تنازعہ طابہ کے دوران میں بڑہا دیگئی۔ اور اب اس عزیمہ بنا پر کہ مصر اور تمام شمالی افریقہ

ل یہ اسوقت بنام لارڈ کچنر سپہ سالار ہند ہیں فتح سوڈان کے بعد جنوبی افریقہ کی جنگ ٹرنسوال کو بھیجے گئے تھے۔ آجکل افواہ ہے کہ لارڈ کرومر کے بعد مصر میں برٹش قونصل جنرل ہونگے۔ مگر یہ یقینی امر نہیں ہے۔ مؤلف

کے مسلمان اہلِ فرنگ کو برخلاف جوش میں آ رہے ہیں۔ اور مزید اضافہ مستقل طور پر ہونے والا ہے۔ اب تک مصری خزانہ سے انگریزی فوج کے مصارف کے متعلق ایک لاکھ پونڈ سالانہ لیا جا رہا ہے۔ مگر اب جدید اضافہ کا خرچ بھی اوسی سے لیا جائیگا۔ آخر جولائی سنہ ۱۹۰۶ء کو فیصلہ ہوا کہ آئیندہ پانچہزار، سو انگریزی فوج مصر میں رہے۔ فوج قابض کا کل خرچ خزانہ مصر سے نہیں لیا جاتا۔ بلکہ مصر میں رکھنے سے انگلستان کی رہایش کی نسبت جو زاید خرچ ہوتا ہے۔ وہ لیا جاتا ہے۔ مثلاً انگلستان یا کسی انگریزی مقبوضہ میں ایکہزار سپاہ پر دس لاکھ روپیہ سالانہ خرچ آتا ہے۔ اور مصر میں رکھنے پر پندرہ لاکھ تو صرف پانچ لاکھ کی رقم اوس ایکہزار سپاہ کی بابت مصر سے لیجائے گی۔

پیداوار اور صنعت و حرفت

مصر کا کل رقبہ خشک و زیر آب اسی لاکھ فدان ہے انمیں سے پچاس لاکھ ۲۲ ہزار فدان سنہ ۱۸۹۱ء میں زیر کاشت تھی۔ فدان ۱ ۱/۲۵ ایکڑ کے برابر ہوتا ہے۔ زراعتی آبادی کل آبادی میں ۶۱ فیصدی ہے۔

(از اڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) سنہ ۱۹۰۵ء میں، ۵۰ لاکھ ۴ ہزار فدان زیر کاشت تھی۔ فدان ۱ ۱/۲۵ ایکڑ کے برابر ہوتا ہے۔ زرعی زمین بلحاظ سرکاری تشخیص دو قسم کی ہے۔ خراجی و عشری۔ خراجی قابضوں کے پاس بطور موروثی و خیلکاری کے ہوتی ہے۔ اگر کوئی قابض لاولد مرے تو مالک سرکار ہوجاتی ہے۔ کُل رقبہ کا ۳/۴ خراجی ہے۔ معاملہ جسے در اصل لگان سمجھنا چاہیئے۔ ہر علاقہ میں جدا جدا مقدار کا ہے۔ تاہم اوسط لگان سرکاری فی فدان ۱۰ سالانہ ہے۔ عشری رقبہ کا ۱/۴ حصہ ہیں۔ یہ ابتدا عشر یعنی پیداوار کے دسویں حصہ پر سرکار نے دی تہیں۔ مگر سرکار چاہے تو عشر کو ۱۰ سالانہ فی فدان کے نقد معاملہ سے بدل سکتی ہے۔ بیگار کا قاعدہ منسوخ ہوگیا ہے۔ لیکن طغیانی کے زمانہ میں دریائے نیل کے کناروں کی حفاظت اور بندوں کے استحکام کے لئے سرکار اب بھی فوراً جب ضرورت ہو باشندوں سے جبراً کام لے سکتی ہے۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں اس غرض کے لئے تقریباً پانچہزار آدمیوں سے کام لیا گیا تھا۔ کاشتکار عموماً چھوٹے چھوٹے رقبوں پر قابض ہیں۔ پچاس فدان سے زیادہ رقبہ رکھنے والے مالک بہت کم ہیں۔ ۱۲ ہزار مالکوں کے جنکی قبضہ میں تقریباً ۲۳ لاکھ فدان ہیں۔ پونے ۹ لاکھ مالک ۵-۵ فدان کی کھاتی رکھتے ہیں۔ اور تقریباً ڈیڑھ لاکھ مالک ۹ سے پچاس فدان تک کے کھاتونپر دخیل ہیں۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں تقریباً ساڑھے دس لاکھ فدان دو کروڑ ۱۴ لاکھ گنی میں رہن تھے۔ کئی مرہونہ اراضیات بلا رجسٹر بھی ہیں دیہات میں غیر مالک بھی بہت ہیں۔ جو پنجاب کے کمین یا پیشہ ور باشندوں کی مشابہ ہیں اور مالکوں اور انمیں دیرینہ موروثی تعلق آقا و ملازم کا چلا آتا ہے۔

چند سال سے مصر کا محکمہ آبپاشی بڑی سرگرمی دکھا رہا ہے۔ بالائی مصر میں بمقام اسوان دریائے نیل پر ایک بڑا بند بنایا گیا ہے۔ ایک پہاٹک دار بند اسیوط میں تیار ہوا ہے۔ اور ایک اور بمقام زفتا میں تیار ہو رہا ہے۔ ان بندوں سے ان موقعوں پر نیل میں ایک ارب سات کروڑ مکعب میٹر پانی کا ذخیرہ جمع کیا گیا ہے۔ جسکو نہروں کے ذریعہ قابل آبپاشی علاقوں میں پہونچانیکا انتظام ہو رہا ہے سنہ ۱۸۹۵ء میں ۴۶ لاکھ اور سنہ ۱۹۰۲ء میں ۶۵ لاکھ قنطر روئی پیدا ہوئی۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں پونے نو لاکھ اشرفی کی مصری اور ایک کروڑ، ۵ لاکھ اشرفی کی روئی ممالک غیر کو گئی۔ ان اعداد سے دیگر اجناس کی پیداوار کی ترقی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

مصر کے زرعتی سال میں تین فصلیں یا موسم ہوتے ہیں۔ موسم بہار (یعنی ربیع) کی بڑی اجناس تمام قسم کے خوردنی غلے ہیں۔ یہ فصلیں نومبر میں بوئی اور مئی و جون میں درو کی جاتی ہیں۔ موسم بہار کی مشہور اجناس (یعنی خریف کی) جو مارچ میں بوئی اور اکتوبر و نومبر میں درو ہوتی ہیں۔ کپاس، نیشکر اور چاول ہیں موسم خزاں (یعنی زاید ربیع) کی فصلیں جو جولائی میں کاشت اور ستمبر و اکتوبر میں درو ہوتی ہیں۔ چاول۔ مکی اور ترکاریاں ہیں۔ مصر البحری میں زمین کی آبپاشی نہروں سے ہوتی ہے۔ جو نیل سے نکلکر ڈلٹا کی ہر ایک سمت میں جال کی طرح پھیلی ہوئی ہیں۔ مصر الصعید میں نیل کی طغیانی سے آبپاشی ہوتی ہے۔ اسوقت زمین پر پانی پھر جاتا ہے۔ اور تالابوں میں جو آبپاشی آیندہ کے لئے ذخیرہ آب کا کام دیتے ہیں پانی بھر جاتا ہے۔

مندرجہ ذیل جدول سے کپاس کی کاشت کی مقدار معلوم ہو جائے گی:۔

سال	رقبہ زیر کاشت	پیداوار	اوسط پیداوار فی فدان	سال	رقبہ زیر کاشت	پیداوار	اوسط پیداوار فی فدان
	فدان	قنطر	قنطر		فدان	قنطر	قنطر
سنہ ۱۸۸۸ء	۱۰۲۱۲۵۰	۲۹۰۰۰۰۰	۲ ۲۱/۲۵	سنہ ۱۸۹۱ء	۸۵۱۰۰۰	۴۷۶۵۰۰۰	۵ ۱/۲
سنہ ۱۸۸۹ء	۸۵۲۸۲۹	۲۶۵۸۰۰۰	۳ ۱/۱۰	سنہ ۱۸۹۲ء	۸۶۴۰۰۰	۴۹۸۷۵۰۰	۵ ۴/۵
سنہ ۱۸۹۰ء	۸۶۴۴۰۰	۴۱۶۰۰۰۰	۴ ۴/۵	فدان = ۱ ۳۸۰۸/۱۰۰۰۰ ایکڑ کے ہے قنطر = ۹۹ ۴۹۲/۱۰۰۰ پونڈ یعنی تقریباً ۴۹ ۱/۲ سیر کے۔			

مصر میں کل دیہات ۳۷۸۱ ہیں۔ سنہ ۱۸۸۶ء میں ان میں سے ۲۴۴۴ اور سنہ ۱۸۸۹ء میں ۲۶۸۵ دیہات نے کپاس کی کاشت کی۔

مندرجہ ذیل جدول میں مصر البحری اور مصر الصعید کے ہر ایک صوبہ کی زرعتی حالت بتلائی گئی ہے۔

نام صوبہ	تعداد دیہات	تعداد مزروعہ فدانوں کی	تعداد قلبہ ان مویشی کی ہر فدان کے	تعداد بھیڑ بکری کی ہر سو فدان پر	تعداد پھلدار درختوں کی ہر سو فدان پر	تعداد کھجوروں کی ہر سو فدان پر
(۱) مصر البحری						
بحیرہ	۴۰۳	۴۶۷۶۶۲	۱۲	۱۳	۲۳	۲۲
شرقیہ	۴۵۱	۴۳۴۹۸۲	۱۲	۹	۲۴	۱۱۶
دقاہلیہ	۴۴۹	۴۶۲۳۶۷	۱۱	۱۳	۱۳	۲۷
غربیہ	۵۵۲	۸۴۰۰۸۹	۱۷	۱۶	۱۶	۲۵
قلیوبیہ	۱۶۶	۱۸۷۱۸۰	۱۷	۱۹	۳۲۵	۷۰
منوفیہ	۳۳۸	۳۵۱۷۱۰	۳۳	۱۸	۴۳	۸
میزان	۲۳۵۹	۲۷۴۳۹۹۰	۱۷	۱۴	۴۲	۴۰
(۲) مصر الصعید						
اسیوط	۲۹۲	۴۱۹۱۰۰	۱۰	۳۰	۳۱	۸۴
بنی سیوف	۱۷۴	۲۳۱۶۱۰	۱۵	۱۶	۸	۴۶
فیوم	۸۷	۲۳۱۰۴۵	۸	۱۳	۵۴	۱۰۵
غزہ	۱۶۸	۱۸۱۱۷۶	۱۹	۳۶	۹	۱۹۵
مینا	۲۶۸	۳۹۷۲۴۰	۶	۹	۱۷	۵۴
اشنا	۱۹۵	۱۵۰۴۵۹	۱۸	۱۱	۷	۳۴۸
جرجہ	۱۱۰	۳۲۵۹۱۵	۱۶	۵۱	۹	۹۶
قینا	۱۲۶	۲۸۰۹۲۷	۱۰	۳۴	۱۰	۹۲
میزان مصر الصعید	۱۴۲	۲۲۱۷۴۷۲	۱۳	۲۵	۱۷	۱۰۶
میزان کل مصر	۳۷۷۹	۴۹۶۱۴۶۲	۱۴	۲۰	۱۳	۶۹

خرما کے ایسے درختوں کا جن سے پھل یا تخم حاصل ہوتا ہے کل شمار تقریباً ۳۴۵۲۵۰۴ ہے۔ اور شیردار قلبہ ان مویشی اور اونٹ گھوڑوں کی تعداد ۱۶۶۸۸۶۰ ہے۔

مندرجہ ذیل جدول سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ سنہ ۱۸۹۰ء و سنہ ۱۸۹۱ء میں فلان فلان جنس اتنے فدانوں پر کاشت ہوئی:۔

نام جنس	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۱۸۹۱ء	نام جنس	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۱۸۹۱ء	نام جنس	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۱۸۹۱ء
گندم	فدان ۱۱۶۵۶۷۶	فدان ۱۲۱۵۱۴۱	چاول	فدان ۴۸۰۹۵	فدان ۱۶۷۱۶۴	تمباکو	فدان ۸۶۰	فدان -

نام جنس	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۱۸۹۱ء	نام جنس	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۱۸۹۱ء	نام جنس	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۱۸۹۱ء
مکی اور جوار	۱۷۵۹۹۰۹	۱۵۳۰۹۸۳	حلبی دغینو گریگ	۱۳۳۴۸۴	۱۳۹۵۶۰	مٹر وغیرہ	۸۸۱۹	۷۱۶۹
کلوراگھاس	۸۷۵۰۶۱	۸۲۰۴۶۳	آلو وترکاریاں	۳۷۲۴۴	۳۴۵۴۲	سن چنو تیل	۶۰۵۰	۵۸۳۹
کپاس	۸۶۴۳۰۲	۸۷۱۲۳۱	نیشکر	۶۵۵۰۵	۶۴۵۳۹	ارنڈ وتیل	۱۴۱۳۴	۹۶۶۴
لوبیا وماش	۶۳۸۲۱۱	۶۴۳۷۵۱	گلبن	۳۱۲۱۱	۳۸۷۰۲	کل فصل	۶۱۳۰۷۰۱	۶۱۴۵۸۴۹
جَو	۴۵۷۰۷۵	۴۶۰۳۳۰	خربوزہ۔ تربوز	۴۴۰۱۲	۴۳۱۸۰	رقبہ مزروعہ	۵۰۲۲۷۰۱	-
مونگی، موٹھ، مسور	۷۷۲۱۶	۷۵۷۵۶	سنگھاڑے	۱۳۱۴۳	۱۷۳۵۵	دوہری فصل	۱۱۰۸۰۰۰	-

مندرجہ ذیل جدول سے اوس تجارت کی مالیت جو تین برسوں میں مصر کی دیگر ممالک سے ہوئی معلوم ہو جائے گی:-

نام ملک	ممالک مندرجہ ذیل سے مصر میں مال آیا				ان ممالک کو مصر سے گیا			
	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۹۰۴ء	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۹۰۴ء
	پونڈ مصری	پونڈ مصری	پونڈ مصری	گنی یا پونڈ مصری	پونڈ مصری	پونڈ مصری	پونڈ مصری	گنی یا پونڈ مصری
برطانیہ کلاں	۳۰۶۱۴۲۶	۲۶۸۵۵۴۶	۳۱۸۳۲۳۱	۶۹۹۰۶۸۹	۷۸۴۳۹۳۸	۷۲۴۳۴۵۵	۶۵۱۷۹۴۶	۱۰۹۰۰۲۲۸
انگریزی مقبوضات واقع بحیرہ روم	۱۳۹۲۱۲	۱۳۶۶۷۲	۱۱۳۳۵۸	۲۳۸۴۱۱	۲۳۵۵۷	۱۳۳۳۶	۱۲۰۹۰	۳۸۱۰
انگریزی مقبوضات آسٹریلیا وغیرہ	۶۰۹۹۷۴	۵۹۷۵۳۵	۴۹۳۹۳۹	۹۶۹۰۴۱	۳۴۹۳۸	۵۲۶۶۳	۵۳۰۷۰	۱۵۹۹۰۷
جرمنی	۱۷۹۱۵۸	۱۸۸۲۹۳	۲۳۰۹۴۰	۱۰۲۰۲۶۹	۳۱۱۹۷۰	۳۹۹۷۹۱	۲۵۷۸۵۲	۱۵۵۷۰۶۸
امریکا	۳۵۰۹۲	۳۷۵۰۸	۴۹۹۴۰	۲۸۴۲۲۷	۱۶۸۲۵۵	۲۴۷۰۳۴	۳۲۷۹۸۱	۶۸۹۱۶۸
آسٹریا ہنگری	۷۸۴۵۸۸	۷۲۳۰۵۱	۷۴۷۳۵۳	۱۴۵۸۵۲۴	۵۶۲۵۱۵	۴۶۷۰۳۳	۴۹۶۲۹۲	۹۰۰۷۷۴
بلجیم	۳۸۵۹۷۲	۲۳۰۵۵۷	۳۷۵۲۰۱	۷۴۸۰۸۵	۱۳۲۰۹۵	۸۵۰۶۴	۱۱۳۳۶۵	۱۹۲۱۷۱
چین و جاپان وغیرہ	۸۳۶۲۱	۸۴۷۹۷	۸۷۹۴۹	۳۰۳۹۸۲	۷۰۸	۱۲۱۰	۱۷۰۶۰	۲۰۶۱۷۸
فرانس	۸۵۵۳۳۵	۸۹۶۹۲۶	۸۸۶۳۵۲	۱۹۰۶۹۹۲	۱۰۷۹۴۰۷	۸۷۶۵۰۴	۸۸۹۳۰۵	
فرانسیسی مقبوضات بر ساحل بحیرہ روم	۲۲۸۴۴۳	۳۰۵۳۳	۳۲۰۷۲		۱۷۲۸۸	۲۴۵۶۰	۲۱۱۸۱	۱۲۰۶۱۵۰

نام ملک	ممالک مندرجہ ذیل سے مصر میں مال آیا				ان ممالک کو مصر سے گیا			
	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۹۰۴ء	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۹۰۴ء
یونان	۳۴۶۰۴	۵۱۱۳۷	۵۸۹۹۸	۲۶۳۱۰۳	۱۰۵۸۱	۱۰۳۷۰	۷۷۲۵	۱۷۲۶۷
اٹلی	۲۷۷۰۲۱	۳۳۱۴۶۰	۳۳۷۹۶۷	۱۱۶۸۱۲۲	۶۱۱۷۴۶	۵۰۴۴۲۸۹	۵۸۷۱۴۵	۹۵۶۷۸۸
مراکو	۴۰۴۴۸	۳۷۳۸۳	۳۷۱۲۴	۴۹۲۰۳	۱۷۴۶	۱۲۱۹	۱۱۶۶	۱۷۴
ایران	۵۴۸۰۹	۴۵۹۰۳	۷۶	۴۶۲۰۳	-	-	-	۳۴۹۸
روس	۳۴۷۳۴۶	۳۸۷۰۳۸	۳۷۳۰۲۲	۷۵۰۰۴۴	۱۴۳۵۴۸۶	۱۷۸۶۶۰۲	۱۸۲۳۶۷۶	۱۳۳۹۹۶۱
ٹرکی	۱۹۰۰۶۲۱	۱۹۱۷۱۰۲	۱۸۱۲۸۳۷	۲۸۱۴۰۵۹	۴۶۸۱۵۰	۴۵۱۸۳۸	۳۴۲۳۹۱	۲۴۹۰۱۲
ہسپانیہ	-	-	-	۱۵۴۸۱۸۸	۱۵۷۳۰۰	۲۳۸۸۰۵	۲۴۸۴۸۵	۱۳۵۴۱۷۵
دیگر ممالک	۳۰۵۵۰۰	۳۴۷۲۰۰	۳۷۱۶۲۵		۱۹۰۶۳۸	۳۰۶۹۸۴	۱۷۶۲۴۵	
میزان	۹۰۹۱۴۸۱	۸۷۱۸۷۳۵	۹۳۶۶۱۱۶	۲۰۵۵۹۵۸۸	۱۲۴۴۱۳۱۸	۱۲۷۸۹۶۸۴	۱۱۸۹۲۸۷۵	۲۰۳۱۶۰۴۷

سنہ ۱۹۰۴ء کی برآمد میں سے ایک کروڑ ۱۸ لاکھ ۲۶ ہزار گنی کا مال اور درآمد میں سے ایک کروڑ ۹۷ لاکھ ۴ ہزار گنی کا مال بندر اسکندریہ کے رستہ گذرا۔

جدول مندرجہ ذیل سے یہ معلوم ہوگا کہ سالہائے مندرجہ جدول بالا میں مصر کی تجارت درآمد و برآمد کے ایک ایک ہزار پونڈ مصری میں ممالک ذیل نے اتنے اتنے پونڈوں کا لین دین کیا۔ یعنی اس سے اوسط تجارت فی ہزار پونڈ ہر ایک ملک کی معلوم ہو جائے گی جو اوسنے مصر سے کی۔

نام ملک	اوسط مالیت فی ہزار پونڈ اوس مال کی جو ان ممالک سے مصر میں آیا			اوسط اوس مال کی جو مصر سے اون میں گیا		
	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء
برطانیہ کلان	۳۳۷	۳۰۸	۳۴۴	۵۸۸	۵۶۶	۵۴۸
انگریزی مقبوضات واقع بحیرہ روم	۱۵	۱۵	۱۲	۲	۱	۱
آسٹریلیا وغیرہ	۶۷	۶۹	۵۳	۲	۴	۴
جرمنی	۲۰	۲۱	۲۵	۲۳	۳۱	۲۲
امریکا	۴	۴	۵	۱۳	۱۹	۲۷
آسٹریا ہنگری	۸۶	۸۳	۸۱	۴۲	۳۶	۴۲

نام ملک	اوسط مالیت فی ہزار پونڈ اوس مال کی جو ان ممالک سے مصر میں آیا			اوسط اوس مال کی جو مصر سے اون میں گیا		
	سنہ ۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء
بلجیم	۳۹	۲۶	۴۰	۱۰	۷	۱۰
چین و جاپان	۹	۱۰	۹	۱ ۱/۴	۱/۱۰	۱ ۱/۲
فرانس	۹۴	۱۰۳	۹۶	۸۱	۶۹	۷۵
فرانسیسی مقبوضات واقعہ بحیرہ روم یعنی الجیریا۔ کارسیکا۔ ٹیونس وغیرہ	۲	۴	۴	۱	۲	۲
یونان	۴	۶	۶	۱	۱	۱
اٹلی	۳۰	۳۸	۳۶	۴۶	۴۶	۴۹
مراکو	۴	۴	۴	۱/۷	۱/۱۰	۱/۱۰
ایران	۶	۵	۸	-	-	-
روس	۳۸	۴۴	۴۰	۱۳۰	۱۴۰	۱۵۳
ٹرکی	۲۰۹	۲۲۰	۱۹۶	۳۵	۳۵	۲۹
ہسپانیہ	-	-	-	۱۲	۱۹	۲۱
دیگر ممالک	۳۴	۴۰	۴۱	۱۴	۲۴	۱۵

پچھلے تین برسون مین مصر کی تجارت درآمد و برآمد کی بڑی بڑی اشیاء کی مالیت حسب ذیل تھی:-

نام جنس	اشیاء جو باہر گئیں			نام جنس	جو باہر سے آئیں		
	سنہ ۹۲ء	۱۸۹۳	سنہ ۹۴ء		سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء
	پونڈ مصری	پونڈ مصری	پونڈ مصری		پونڈ مصری	پونڈ مصری	پونڈ مصری
کپاس	۸۸۳۸۰۳۴	۸۵۲۵۹۷۴	۸۱۸۱۱۷۰	سوتی پارچات	۱۵۴۱۶۰۰	۱۳۲۰۸۳۸	۱۴۸۴۶۶۵
بنولے	۱۹۲۳۷۰۰	۱۸۴۰۳۵۷	۱۴۵۷۷۹	ریشمی و اونی پارچات اور ململین کتان وغیرہ	۱۳۰۳۷۰۰	۱۱۵۰۱۲۵	۱۱۷۷۰۹۸
قند	۶۸۶۵۰۰	۷۶۰۷۹۳	۶۴۹۲۹۳	کوئلہ	۶۱۷۵۰۰	۴۰۴۸۴۷	۴۹۲۱۰۳
لوبیا وغیرہ	۶۹۳۰۰۰	۶۸۷۹۵۸	۶۸۱۰۴۶	چراہین مینڈے وغیرہ	۳۷۶۵۰۰	۳۵۶۹۰۳	۳۷۱۸۶۱
گندم	۲۳۸۹۰۰	۸۳۹۵۲	۱۱۰۹۳۶	لکڑی	۶۹۸۳۰۰	۴۳۹۴۸۲	۵۰۷۷۶۳

اشیاء جو باہر گئیں

نام جنس	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء
	پونڈ مصری	پونڈ مصری	پونڈ مصری
چاول	۱۳۷۱۰۰	۱۷۱۳۸۷	۹۶۳۰۷
مکی	۱۱۹۰۰۰	۵۸۲۰	۶۶۰۴۶
کچا چمڑا اور کھالیں	۸۹۱۰۰	۹۳۷۹۳	۸۲۵۲۶
پیاز	۱۱۴۱۵۰	۱۴۶۰۶۸	۱۶۰۶۶۸
اون	۳۴۱۵۰	۴۸۱۵۰	۴۷۸۴۵
سوجی و جوکر	۱۳۷۰۰	۲۲۹۰	۸۲۴۴
موٹھ مونگی	۴۳۴۰۰	۲۳۷۲۶	۱۷۵۹۵
گوند	۵۶۶	۱۱۷	۲۰۱۸

جو باہر سے آئیں

نام جنس	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء
	پونڈ مصری	پونڈ مصری	پونڈ مصری
قہوہ	۲۸۶۱۵۰	۲۹۴۴۱۸	۲۷۳۴۶۲
شراب بیر اسپرٹ وغیرہ	۲۹۳۸۵۰	۳۰۹۶۹۷	۲۸۳۲۳۲
تمباکو و سگار	۳۴۹۵۰۰	۴۲۴۱۷۷	۴۹۸۸۸۳
مٹی کا اور دوسرے تیل	۳۴۴۲۵۰	۲۶۴۳۶۴	۲۸۹۹۶۰
کلین	۲۷۲۵۰۰	۱۵۲۰۶۵	۲۸۷۲۵۸
فولادی و آہنی اسباب	۲۷۲۵۰۰	۳۴۲۹۰۷	۴۶۲۹۴۱
نیل	۲۴۹۹۰۰	۲۰۸۴۲۷	۲۰۰۹۵۹
تازہ و خشک پھل	۲۷۳۰۰۰	۲۴۳۰۱۰	۲۴۱۳۳۴
حیوانات	۲۴۱۶۰۰	۱۸۷۶۹۶	۱۸۰۹۱۵
گندم و سوجی	۲۰۴۶۰۰	۳۳۷۸۱۵	۱۷۸۱۹۵
چاول	۱۵۲۱۱۶	۱۲۴۵۲۵	۱۰۲۶۹۷
قند مصفیٰ	۳۰۶۰۰	۲۵۶۲۳	۲۸۵۹۷

محصول تمباکو سے سنہ ۱۸۹۲ء میں ۶۵۵۲۹۷ پونڈ مصری سنہ ۱۸۹۳ء میں ۷۸۸۶۶۰ پونڈ مصری اور سنہ ۱۸۹۴ء میں ۴۹۲۷۹۳ پونڈ مصری وصول ہوئی۔ اور سنہ ۱۹۰۲ء میں ۱۲ لاکھ ۸۶ ہزار گنی اور سنہ ۱۹۰۳ء میں ۱۳ لاکھ ۴ ہزار گنی وصول ہوئیں۔ جو اسباب تجارتی مصر میں داخل ہو مبصرین اوسکی پڑتال کر کے مالیت مقرر کرتے ہیں۔ مالیت کا اندازہ دو طرح سے کیا جاتا ہے۔ ایک تو یہ کہ وہ قیمت معلوم کی جاتی ہے جتنے پر وہ اپنے اصلی ملک میں خریدا گیا۔ اور اس قیمت پر کرایہ ڈھوئی اور بیمہ کی اُجرت وغیرہ کل اخراجات ایزاد کر لئے جاتے ہیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جس بندرگاہ میں اسباب اُترے۔ اُس بندرگاہ میں تھوک فروشی کے نرخ سے اوسکی جو قیمت ہو اوسمیں سے دس فیصدی کم کر دی جاتی ہے۔ تاہم وصولی محصول درآمد و برآمد میں سہولیت پیدا کرنیکی غرض سے حکام محکمہ متعلقہ سوداگروں سے گفتگو کر کے مندرجہ بالا طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ کی بناء پر ٹھیری ٹھیری … اجناس مثلاً پارچات سخنی نیل کوئلہ چاول مٹی کا تیل۔ وہتیں۔ قند وغیرہ کیلئے میعادی شرح محصول مقرر کر دیتے ہیں۔

مندرجہ بالا جدولوں میں جو پرمٹ خانوں کے نقشوں سے مرتب کیگئی ہیں- اندازہ کی گئی قیمتوں کے مطابق مالیت درج کی گئی ہے- اور اوسمیں محصول کی مقدار جو مالیت پر ۸ فیصدی کے حساب سے لیا جاتا ہے شامل نہیں کی گئی- برآمد کی تقریباً تمام اجناس کے لئے بھی محصول مقرر ہے جو بعض پر ٹہواری شرحوں اور بعض پر سالہی وار شرحوں کے مطابق جو شرحیں محصول برآمد کیطرح معین کیجاتی ہیں لیا جاتا ہے-

اجناس کی مقدار سوداگروں کے بیانپر درج کی جاتی ہیں اور محکمہ پرمٹ خانہ اونکی پڑتال کرتا ہے- باہر سے لانے والے یا باہر کو لے جانے والے سوداگر مال کے آنیکا ملک اور جس ملک کو وہ لیجایا جائیگا بتلاتے ہیں اور پرمٹ خانہ کے مخبر اور تلاشی کنندگان حتی الوسع اونکے بیانوں کی تصدیق کرتے ہیں- پرمٹ خانہ کے نقشوں سے صرف عام تجارت کی مقدار معلوم ہوتی ہے- اگر اوس درآمد کی مقدار معلوم کرنی ہو جو خاص مصر میں صرف ہوتی ہے تو درج شدہ مقدار اور مالیت سے اون اشیا اور اسباب کی مالیت وضع کرنی چاہیئے جو پھر باہر چلی جاتی ہیں- مگر ایسے اسباب کی مالیت کوئی بہت بڑی نہیں- اور بمشکل ۲ یا ۴ لاکھ پونڈ ہوتی ہے جنمیں سے نصف رقم کا تو وہ تمباکو ہوتا ہے جو مصر میں داخل ہوکر پھر سگرٹوں اور چرٹوں کی شکل میں باہر چلا جاتا ہے- جو اسباب مصر کو راستہ دیگر ممالک کو جانے کے لئے اوسمیں داخل ہوتا ہے اوسکی زیادہ سے زیادہ مالیت چھ لاکھ پونڈ سے زیادہ نہیں ہوسکتی جسمیں $\frac{9}{10}$ حصہ تو اوس کوئلہ کی مالیت ہوتی ہے جو بندر سعید میں داخل ہوکر ایک فیصدی محصول درآمد ادا کرنے کے بعد پھر باہر چلا جاتا ہے جو اسباب عارضی طور پر بندرگاہوں میں امانت رکھا جائے یا پھر جہاز پر لاد دیا جاوے وہ ایسے اسباب میں شمار نہیں ہوتا جسے "ٹبراہ" یعنی ملک میں سے گذرنیوالا کہا جاتا ہے- درست حساب رکھنے اور صحت کی تکمیل کے لئے حکام پرمٹ جو جد و جہد کرتے ہیں وہ اور تعین مالیت کا طریقہ ایسا عمدہ ہے کہ مصر کے تجارتی نقشوں کی نسبت یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ حتی الامکان درست ہیں-

مصر اور برطانیہ کلان کے درمیان پچھلے پانچ برسوں میں جو تجارت باہمی ہوئی اوس کی سالوار مالیت نقشہ ذیل سے منکشف ہوجائیگی- جو انگلستان کی مجلس تجارت کے نقشوں سے مرتب کیا گیا ہے-

	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۱۸۹۱ء	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۹۰۳ء
مصر سے برطانیہ کلان کو گیا	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ
	۸۳۶۸۸۵۱	۱۰۶۵۸۲۸۸	۱۰۵۲۵۲۳۰	۸۸۴۵۴۴۶	۹۲۸۴۸۰۱	۱۲۹۸۳۷۶۲
برطانیہ کلان سے مصر کو آیا	۳۳۸۰۸۳۰	۳۷۸۹۲۳۸	۳۱۹۲۵۹۲	۳۳۶۲۷۴۵	۳۹۹۵۳۹۰	۶۴۳۹۹۳۶

نقشہ ذیل سے اون بڑی بڑی اشیا و اجناس کی مالیت معلوم ہوگی جو مندرجہ بالا سنین میں مصر سے

برطانیہ کلان کو گئیں اور وہاں سے آئین۔

سال	مصر سے برطانیہ کلان کو گئیں				برطانیہ کلان سے مصر کو آئیں			
	کپاس	بنولے	قند	لوبیا ماش وغیرہ	سوتی پارچات	کوئلہ	لوہا	کلیں
سنہ ۱۸۹۰ء	۵۳۱۶۹۳۱	۱۶۰۵۸۰۱	۱۰۴۹۹۰	۵۹۹۸۷۶	۱۵۳۰۵۶	۱۰۳۸۵۳۳	۱۵۲۶۱۲	۱۱۸۲۸۲
سنہ ۱۸۹۱ء	۹۳۶۸۹۸۵	۱۸۸۳۳۶۸	۱۵۸۹۶۴	۸۰۰۹۷۴	۱۶۴۵۶۶۹	۱۰۶۴۲۳۸	۲۱۹۹۲۰	۱۳۳۲۹۶
سنہ ۱۸۹۲ء	۶۷۰۰۲۴۰	۲۱۰۹۷۸۶	۲۰۱۵۴۰	۶۶۴۷۹۳	۱۳۴۹۹۹۳	۹۵۲۵۷۷	۱۷۷۰۳۴	۱۱۸۶۴۲
سنہ ۱۸۹۳ء	۵۳۶۴۸۱۷	۲۰۴۳۷۲۵	۲۵۵۳۸۱	۵۷۱۰۰۷	۱۵۹۹۱۷۶	۷۵۵۲۳۷	۱۶۴۳۰۳	۱۴۱۸۸۰
سنہ ۱۸۹۴ء	۵۶۸۵۵۳۸	۱۸۳۲۷۲۵	۱۹۰۳۸۲	۷۴۹۹۲۸	۱۷۶۳۴۰۹	۹۳۵۸۵۴	۱۶۱۰۳۴	۱۵۸۱۹۷
سنہ ۱۹۰۳ء	۹۴۴۳۲۹۵	۱۹۲۳۹۴۵	۳۶۵۱۹	۹۰۱۴۹	۲۴۱۸۲۷۵	۱۴۶۱۳۵۸	۳۷۱۹۱۲	۳۶۰۶۳۹

سنہ ۱۸۹۱ء میں ۵۰۰۲۵۳ پونڈ کی گندم مصر سے برطانیہ کلان کو گئی اور سنہ ۱۸۹۴ء میں صرف ۴۰ پونڈ کی +

جہازات و جہاز رانی بندرگاہ اسکندریہ میں جسقدر جہاز پچھلے پانچ برسون میں داخل اور وہان سے روانہ ہوئے اونکی تعداد وزن مجموعی اور قومیت مندرجہ ذیل دو جدولوں میں ظاہر کردیگئی ہے۔ بندرگاہ اسکندریہ میں جب سے لنگرگاہیں گھاٹیں اور گودیاں مکمل ہوگئی ہیں گورنمنٹ مصر نے ان کاموں کے علاوہ جہاز رانی کو اور زیادہ آسان کرنے کیلئے بندرگاہ میں ایک نیا راستہ تین سو فیٹ چوڑا تیار کیا ہے۔ تاکہ جہازات جو طوفانی موسم میں بندرگاہ میں بتوقف داخل ہوتے تھے فوراً بخط مستقیم داخل ہوسکیں۔ یہ نیا راستہ ۲۶ فیٹ عمیق ہے اور جولائی سنہ ۱۸۹۴ء میں جہاز رانی کے لئے کھولا گیا تھا۔ سنہ ۱۸۹۴ء سے بعد اور بھی کئی اہم ایزادیاں اور درستیاں اس بندرگاہ میں عمل میں آچکی ہیں۔

سن	تجارتی جہازات جو بندر اسکندریہ میں داخل ہوئے		تجارتی جہازات جو بندر مذکور سے روانہ ہوئے	
	تعداد	وزن مجموعی ٹنون میں	تعداد	وزن مجموعی ٹنون میں
سنہ ۱۸۹۰ء	۲۰۱۹	۱۶۳۲۲۲۰	۲۰۲۰	۱۶۱۳۸۰۰
سنہ ۱۸۹۱ء	۲۱۶۳	۱۸۰۷۷۱۶	۲۱۵۸	۱۷۶۵۷۱۶
سنہ ۱۸۹۲ء	۲۳۱۲	۲۱۱۶۱۳۳	۲۲۹۱	۲۰۷۲۲۱۲
سنہ ۱۸۹۳ء	۲۲۷۱	۲۰۳۲۰۹۰	۲۲۳۳	۲۰۳۵۴۳۳
سنہ ۱۸۹۴ء	۲۳۷۵	۲۲۲۱۱۴۵	۲۳۹۷	۲۲۰۱۸۸۲
سنہ ۱۹۰۳ء	۳۴۴۶	۲۷۸۱۹۱۲	۳۴۱۷	۲۸۰۸۸۵۸

جدول دوم - تعداد تجارتی جہازات بلحاظ قومیت جو سنہ ۱۸۹۴ء میں داخل اور روانہ ہوئی:-

قومیت		آمد		روانگی	
		تعداد جہازات	وزن مجموعی	تعداد جہازات	وزن مجموعی ٹنون مین
انگریزی	سنہ ۱۹۰۳ء	۷۱۶	۱۱۹۲۱۷۷۲۱	۷۱۶	۱۳۱۱۵۵۳
	سنہ ۱۸۹۴ء	۶۹۸	۹۸۸۸۵۰	۶۹۹	۹۹۸۴۸۵
فرانسیسی	سنہ ۱۹۰۳ء	۱۱۵	۳۰۵۲۸۸	۱۱۵	۳۰۵۲۰۳
	سنہ ۱۸۹۴ء	۱۴۱	۲۹۲۲۳۶	۱۴۰	۱۹۳۹۴۹
آسٹریا کے	سنہ ۱۹۰۳ء	۱۱۳	۲۴۹۴۱۴	۱۰۱	۲۴۵۰۹۵
	سنہ ۱۸۹۴ء	۱۳۹	۱۹۶۳۰۲	۱۳۳	۱۹۳۹۴۹
عثمانیہ	سنہ ۱۹۰۳ء	۱۸۸۹	۲۲۹۰۷۴	۱۸۶۴	۲۳۳۹۸۵
	سنہ ۱۸۹۴ء			۹۸۲	۲۳۵۴۳۸
روسی	سنہ ۱۸۹۴ء	۸۴	۱۵۵۲۸۶	۷۸	۱۴۳۱۲۷
اطالین	سنہ ۱۹۰۳ء	۱۸۲	۳۱۰۱۱۰	۱۹۱	۳۲۰۹۳۴
	سنہ ۱۸۹۴ء	۱۳۷	۲۲۰۲۷۵	۱۳۳	۲۱۱۳۴۵
سویڈن اور ناروے کی	سنہ ۱۸۹۴ء	۴۲	۵۹۰۳۶	۳۹	۵۲۸۸۴
یونانی	سنہ ۱۸۹۴ء	۱۵۳	۲۲۳۱۴	۱۳۶	۲۹۴۱۲
جرمن	سنہ ۱۸۹۴ء	۲۳	۳۳۴۷۵	۲۳	۳۳۴۷۵
ہسپانیہ کے	"	۱	۹۰۱	۱	۹۰۱
بلجیم کے	"	-	-	-	-
ڈنمارک کے	"	۵	۶۹۳۷	۵	۱۲۲۱
ڈچ یعنی ہالینڈ کے	"	۱	۱۲۲۱	۱	۱۲۲۱
پرتگیز	"	-	-	-	-
یروشلیم کا جھنڈا رکھنے والے	سنہ ۱۸۹۱ء	۵	۲۱۳	۴	۱۷۶
جزیرہ ساموس کے	"	۲۹	۲۷۱۳	۱۶	۲۳۲۵
مانٹی نیگرو کے	"	۴	۸۷۴	۷	۱۷۲۳
میزان	سنہ ۱۸۹۴ء	۲۳۷۵	۲۲۲۱۱۴۵	۲۳۹۷	۲۲۰۱۸۸۵

نہر سویز کی سنہ ۱۹۰۳ء و سنہ ۱۸۹۴ء میں بڑی بڑی قومون کے جو جہاز نہر سویز مین سے گذرے اونکی تعداد اور مجموعی وزن یہ ہیں:-

نام ملک	سنہ	تعداد	مجموعی وزن ٹنون مین	نام ملک	سنہ	تعداد	مجموعی وزن ٹنون مین
برطانیہ کلان	سنہ ۱۸۹۴ء	۲۳۸۶	۸۳۲۶۸۳۶	روس	سنہ ۱۸۹۴ء	۳۵	۱۱۹۳۶۳
	سنہ ۱۹۰۳ء	۲۲۷۸	۱۰۲۱۸۳۵۲		سنہ ۱۹۰۳ء	۱۱۹	۵۰۰۵۵۸
جرمنی	سنہ ۱۸۹۴ء	۲۹۶	۸۸۷۳۶۳	ٹرکی	سنہ ۱۸۹۴ء	۳۳	۵۷۰۳۸
	سنہ ۱۹۰۳ء	۴۹۴	۲۲۶۴۴۹۳		سنہ ۱۹۰۳ء	۲۶	۴۱۶۰۱
فرانس	سنہ ۱۸۹۴ء	۱۸۵	۷۱۰۹۹۹	یونان	سنہ ۱۸۹۴ء	-	-
	سنہ ۱۹۰۳ء	۲۶۱	۱۱۸۶۸۴۴		سنہ ۱۹۰۳ء	۷	۱۱۸۹۱
ہالینڈ	سنہ ۱۸۹۴ء	۱۹۱	۴۸۴۵۷۰	بلجیم	سنہ ۱۸۹۴ء	-	-
	سنہ ۱۹۰۳ء	۲۲۳	۷۶۰۵۷۶		سنہ ۱۹۰۳ء	-	-
اٹلی	سنہ ۱۸۹۴ء	۶۳	۱۸۱۱۴۹	جاپان	سنہ ۱۸۹۴ء	۶	۱۷۱۴۸
	سنہ ۱۹۰۳ء	۷۲	۲۲۷۳۳۱		سنہ ۱۹۰۳ء	۵۳	۳۰۸۰۹۳
آسٹریا	سنہ ۱۸۹۴ء	۷۸	۲۷۸۷۹۹	چین	سنہ ۱۸۹۴ء	-	-
	سنہ ۱۹۰۳ء	۱۳۸	۵۶۲۰۴۸		سنہ ۱۹۰۳ء	-	-
ہسپانیہ	سنہ ۱۸۹۴ء	۲۸	۱۱۸۲۳۳	مصر	سنہ ۱۸۹۴ء	۲	۲۱۷۵
	سنہ ۱۹۰۳ء	۲۶	۱۲۱۲۷۶		سنہ ۱۹۰۳ء	۱۱	۱۶۶۱۵
ناروے	سنہ ۱۸۹۴ء	۳۱	۹۲۳۲۳	سیام	سنہ ۱۸۹۴ء	-	-
	سنہ ۱۹۰۳ء	۳۵	۹۴۴۲۶		سنہ ۱۹۰۳ء	-	-
پرتگال	سنہ ۱۸۹۴ء	۲	۱۲۰۲	امریکہ	سنہ ۱۸۹۴ء	۵	۵۴۳۶
	سنہ ۱۹۰۳ء	۳	۲۸۷۹		سنہ ۱۹۰۳ء	۱۴	۳۴۹۴۵

علاوہ برین سنہ ۱۹۰۳ء مین ممالک ذیل کے جہاز نہر سویز سے گذرے۔ ڈنمارک - ۱۱ جہاز وزنی ۵۳۷۴۹ ٹن۔ سویڈن - ایک جہاز وزنی ۳۴۲۳ ٹن - ایران - ایک جہاز وزنی ۳۶۰ ٹن +

پچھلے چھ برسون مین نہر سویز مین سے جو جہاز گذرے اونکی تعداد اور مجموعی وزن سالوار اور کمپنی کی آمدنی ذیل مین درج کی جاتی ہے :-

سنہ	تعداد جہازات	مجموعی وزن ٹنون مین	کمپنی کی سالانہ آمدنی	سنہ	تعداد جہازات	مجموعی وزن ٹنون مین	سالانہ آمدنی
سنہ ۱۸۸۹ء	۳۴۲۵	۹۶۰۵۷۴۵ ٹن	۲۷۳۵۶۷۸ پونڈ	سنہ ۱۸۹۲ء	۳۵۵۹	۱۰۸۶۶۴۰۱ ٹن	۲۹۷۸۰۹۷ پونڈ
سنہ ۱۸۹۰ء	۳۳۸۹	۹۷۴۹۱۲۹	″ ۲۶۷۹۳۶۰	سنہ ۱۸۹۳ء	۳۳۴۱	۱۰۷۵۳۷۹۸	″ ۲۸۲۶۶۹۶
سنہ ۱۸۹۱ء	۴۲۰۷	۱۲۲۱۷۹۸۶	″ ۳۳۴۶۸۸۶	سنہ ۱۸۹۴ء	۳۳۵۲	۱۱۲۸۳۸۵۵	″ ۲۹۵۱۰۷۳

(از اڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء)

سنہ ۱۹۰۲ء	۳۷۰۸ جہاز	۱۵۲۹۴۳۵۹ ٹن	۸۰۰۸۴۱۴ پونڈ	سنہ ۱۹۰۳ء	۳۷۶۱ جہاز	۱۶۶۱۵۳۰۹ ٹن	۱۴۴۴۸۱۰ پونڈ

سنہ ۱۸۹۴ء مین ۱۶۵۹۶۸ مسافر نہر سویز مین گذرے۔ سنہ ۱۹۰۱ء مین ۲۷۰۲۲۱ - سنہ ۱۹۰۲ء مین ۲۲۳۷۷۵ - اور سنہ ۱۹۰۳ء مین ۲۳۴۳۲۹۵ مسافر گذرے - یہ نہر ۸۷ میل لمبی ہے جنمین سے ۶۶ میل کھدائی ہوئی اور ۲۱ میل قدیم

جھیلیں ہیں۔ یہ بحیرہ قلزم کو بحیرہ روم سے ملاتی ہے۔ اور ۱۷ نومبر سنہ ۱۸۶۹ء کو جہازرانی کے لئے کھولی گئی تھی۔

۳۱ دسمبر سنہ ۱۸۹۴ء کو کمپنی نہر سویز کے سرمایہ کا حساب کہ اس قدر تمسک قایم اور اس قدر بیباق ہو چکے ہین۔ حسب ذیل تھا:-

		فرینک
(۱) سرمایہ ۴ لاکھ حصص ۔ فی حصہ مالیتی پانسو فرینک۔ - - -	۳۹۲۳۱۷ حصص قایم = ۱۹۶۱۵۸۵۰۰ ۷۶۸۳ حصص بیباق کئے گئے = ۳۸۴۱۵۰۰	۲۰۰۰۰۰۰۰۰
(۲) غیر معدی سٹو کی بابت تمسک ۴۰۰۰۰۰ فی تمسک مالیتی ۸۵ فرینک۔	۳۹۵۸۳۳ تمسک قایم = ۳۳۶۴۵۸۰۵ ۴۱۶۷ تمسک بیباق کئے گئے = ۳۵۴۱۹۵	۳۴۰۰۰۰۰۰
(۳) قرضہ (سنہ ۱۸۶۷-۶۸ء) ۳۳۳۳۳۳ تمسک فی تمسک مالیتی تین سو فرینک۔	۲۵۰۰۶۴ تمسک قایم = ۷۵۰۱۹۲۰۰ ۸۳۲۶۹ تمسک بیباق = ۲۴۹۸۰۸۰۰	۹۹۹۹۹۹۰۰
(۴) قرضہ (سنہ ۱۸۷۱ء) ایک لاکھ ۲۰ ہزار تمسک میعادی ۳۰ برس فی تمسک مالیتی سو فرینک - - -	۵۰۶۵۲ تمسک قایم = ۵۰۶۵۲۰۰ ۵۹۳۴۸ تمسک بیباق = ۶۹۳۴۸۰۰	۱۲۰۰۰۰۰۰
(۵) قرضہ (سنہ ۱۸۸۰ء) ۲۶۳۰۲۷ تمسک ۳ فیصدی سود کے مالیت مختلف۔	۲۴۰۷ تمسک فک کر دیئے گئے۔	۲۶۹۹۹۹۶۲
(۶) قرضہ (سنہ ۱۸۸۷ء) ۱۹۵۰۰۰ تمسک تین فیصدی سود کے	۸۸۳ تمسک فک کرائے گئے	۸۵۱۲۷۸۲۰
		۴۵۸۱۲۷۶۸۲

اس سرمایہ کے علاوہ بانیان نہر کے ایک لاکھ حصص ہین۔ جن حصون کو بپابندی چند شرائط فاضلہ منافع میں سے حصہ پانے کا استحقاق حاصل ہے۔ سنہ ۱۸۹۴ء مین بانیوں کے حصوں کو فاضلہ رقم منافع میں سے ۴۰۳۶۷۳۲ فرینک ملے۔

مندرجہ بالا چار لاکھ حصوں میں سے ۱۷۶۶۰۲ حصے پہلے خدیو مصر کی ملکیت تھے۔ جو انگریزی گورنمنٹ نے نومبر سنہ ۱۸۷۵ء میں ۳۹۷۶۵۸۲ پونڈ کو اوس سے خرید لئے۔ مگر خدیو نے کمپنی کے چند دعاوی اور تنازعہ فیہ حساب کتاب کے تصفیہ میں اپنے ۱۷۶۶۰۲ حصص کے تمام منافع بروئے معاہدہ سنہ ۱۸۶۹ء سے ۱۸۹۴ء تک کمپنی نہر سویز کے حوالہ کر دیئے ہوئے تھے (چنانچہ انگلستان کو مندرجہ بالا رقم کے عوض جو اوس نے حصون کی قیمت کی بابت ادا کی۔ سنہ ۱۸۹۴ء تک منافعوں کے عوض مصری گورنمنٹ ۱۹۳۸۵۸ پونڈ مصری سالانہ بطور سود ادا کرتی رہی)۔ +

کمپنی نے ان ۱۷۶۶۰۲ حصص کے جمیع منافعوں کی کفالت پر ایک لاکھ بیس ہزار تمسک جاری کئے کہ ان حصوں سے جو منافع ملے وہ اس قرضہ کے تمسک داروں یعنی قرضخواہوں کو دیا جا دے مگر مقدار منافع میں سے اس قدر رقم سالانہ فنڈ بے باقی کے لئے وضع کر لی جایا کرے کہ ۱۹۹۴ء تک وہ قرضہ یعنے تمسک بیباق ہو جاویں۔

کمپنی نہر سویز کے بنیادی قوانین کے روسے قرار دیا گیا ہے کہ سرمایہ کا خالص منافع اگر پانچ فیصدی سے زیادہ ہو تو فاضلہ رقم اس طرح تقسیم کی جاوے (۱) فاضلہ کا ۱۵ فیصدی مصری گورنمنٹ کو (۲) ۱۰ فیصدی بانیوں کے حصص کو (۳) ۲ فیصدی ملازموں کمپنی کو (۴) ۷۱ فیصدی ۳۹۴۶۷۷ حصص کو (۵) ۲ فیصدی مینیجنگ ڈایرکٹروں (مہتمموں) کو ۱۸۹۶ء میں خالص منافع ۴۴۳۳۷۳۶۰۳۴ فرینک ہوا +

وسایل آمد و رفت و خط و کتابت

یکم جنوری ۱۸۹۵ء کو مصر میں ۱۰۹۸ میل سرکاری اور ۲ میل کمپنیوں کی کل ۱۱۰۰ میل ریل جاری تھی جنمیں سے ۹ میل ڈلٹا مصر البحری میں تھی اور ۱۶۱ میل مصر الصعید میں۔ انکے علاوہ ۱۴۲ میل زیر تعمیر تھے۔

یکم جنوری ۱۹۰۲ء کو ۱۴۰۳ میل طویل ریلوے سرکاری ملکیت تھی۔ اور ۸۰۴ میل زرعی سبک ریلوے کمپنیوں کی ملکیت۔ ہر دو میں سے علی الترتیب ۸۸۵۔ و ۵۲۳ میل ڈلٹا میں ہیں۔ اور ۵۱۸ و ۲۲۸ بالائی مصر میں۔ ان لنبائیوں میں قاہرہ کی مضافاتی ریل از قاہرہ تا حلوان ۱۶ میل طویل اور سوڈان فوجی ریلوی تا خرطوم شامل نہیں۔ مصری ریلوی لائین چار فیٹ ۸½ انچہ عرض پیمانہ کی ہیں۔

مندرجہ ذیل جدول سے پچھلے دہ برسوں میں سرکاری ریلوں کی جسقدر لمبائی تھی اور دیگر مراتب معلوم ہو جائیں گے :۔

سن	لمبائی لین کی	تعداد مسافران	مقدار مال جو ڈھویا گیا	خالص بچت
	میل		ٹن	پونڈ مصری
۱۸۹۰ء	۹۶۱	۴۶۹۶۳۸۶	۱۷۲۱۴۹۲	۷۹۸۳۱۸
۱۸۹۱ء	۹۹۲	۵۶۱۲۲۵۶	۲۱۴۷۲۵۸	۹۲۵۰۰۹
۱۸۹۲ء	۹۹۹	۷۰۴۷۲۹۵	۲۲۵۶۵۵۶	۹۵۱۹۲۲
۱۸۹۳ء	۱۰۸۰	۹۳۰۱۰۸۱	۲۱۱۳۰۰۲	۹۱۸۵۸۷
۱۸۹۴ء	۱۰۸۷	۹۸۲۷۸۱۳	۲۳۹۱۸۶۸	۱۰۰۷۰۷۰
۱۹۰۱ء	۱۳۹۳	۱۳۰۳۹۵۷۳	۳۰۰۲۹۹۰	۱۲۲۲۲۶۱

سن	لمبائی لین کی	تعداد مسافران	مقدار مال جو ڈھویا گیا	خالص بچت
۱۹۰۲ء	۱۳۹۳	۱۲۵۶۳۵۵۱	۲۹۷۴۰۹۸	۱۰۵۹۱۰۳
۱۹۰۳ء	۱۴۴۸	۱۴۹۵۱۷۰۶	۳۰۵۹۸۶۱	۱۰۶۳۷۹۲

۱۸۹۴ء مین کل آمدنی ریلوی سے ۲۳۴۸۲۳۷۷۱ پونڈ مصری - اور خرچ ۵۳، ۶۷۷۷ پونڈ مصری یعنے آمدنی سے تقریباً ۴۳ فیصدی ہوا - سنہ ۱۹۰۲ء میں کل آمدنی ۲۱ لاکھ ۹۳ ہزار ۹۹۳ گنی ہوئی اور خرچ ۱۱۳۴۲۹۶ گنی یعنے آمدنی کا ۱۷، ۵۱ فیصدی حصہ -

تار - سنہ ۱۸۹۴ء کے اخیر پر سرکاری سلسلہ تار برقی کی لمبائی ۲۲۶۹ میل - اور اوسکی تاروں کی ۱۶۴۴ میل تھی - گورنمنٹ نے ایک ٹیلیفون کمپنی کو شہروں میں ٹیلیفون کی تارین بچھانیکا اجارہ دیا ہے - ایسٹرن (مشرقی) ٹیلیگراف کمپنی کو بھی اسکندریہ سے براہ قاہرہ سویز تک - اور بندر سعید سے سویز تک تار لگانے اور نیز اپنے سلسلہ ہائے تار برقی کو انگلستان اور ہندوستان کے سلسلوں سے ملانیکی اجازت عطا ہوئی ہیں - (جنکو مطابق وہ ایسا کر چکی ہے - مؤلف) سنہ ۱۸۹۴ء میں ۱۹۸۸۷۶۵ - اور سال ماسبق میں ۱۷۲۱۸۷۴ پیغام سرکاری تار برقیوں نے روانہ کئے - کمپنی کے پیغام علیحدہ رہے - آخر سنہ ۱۹۰۳ء میں سلسلہ تار ۲۵۹۲ میل اور اوسکی تارین ۸۶۸۰ میل لمبی تہیں - قاہرہ و اسکندریہ کے درمیان ٹیلیفونی سلسلہ بھی قایم ہے جو بہت مقبول ہوا ہے - مصر میں کل ٹیلیفونی سلسلے ۳۳ ہیں جنکی لمبائی ۴۲۱ میل اور اونکی تاروں کی ۶۰۸ میل ہے سنہ ۱۹۰۳ء میں مصری تار گھروں ذی علاوہ سرکاری پیغاموں اور کمپنی کے پیغاموں کے ۱۶۶۱۹۴۶ پیغام پہونچے - اور سنہ ۱۹۰۲ء میں ۱۴۲۵۵۶۷ -

مصر کے شہروں میں ۲۵۲ ڈاک خانے ہیں - اور انکے علاوہ ۴۵ سفری اور ۳۸۳ دیہاتی ڈاکخانجات ہیں سنہ ۱۹۰۱ء میں ۳۴۴ ڈاکخانے - ۲۵ سفری اور ۸۰۴ دیہاتی ڈاکخانے تھے مصر کے ڈاکخانوں میں اب وہ تمام کام ہوتے ہیں جو کہ دیگر مہذب ممالک کے ڈاکخانہ کرتے ہیں - سنہ ۱۸۹۴ء و سنہ ۱۹۰۲ء میں مصری ڈاکخانوں میں جو خطوط - پوسٹکارڈ - اخبارات وغیرہ گذرے اونکی تفصیل یہ ہے :-

قسم خطوط		ملکی	غیر ملکی	میزان
لفافے پوسٹکارڈ	سنہ ۱۸۹۴ء	۱۰۰۶۰۰۰۰	۴۱۰۶۵۰۰	۱۴۱۶۶۵۰۰
	سنہ ۱۹۰۲ء	۱۵۵۶۰۰۰۰	۳۴۸۵۰۰۰	
اخبارات وغیرہ	سنہ ۱۸۹۴ء	۴۴۹۰۰۰۰	۲۴۱۳۵۰۰	۶۹۰۳۵۰۰
	سنہ ۱۹۰۲ء	۹۴۸۰۰۰۰	۱۵۱۵۰۰۰	۱۰۹۹۵۰۰۰
میزان	سنہ ۱۸۹۴ء	۱۴۵۵۰۰۰۰	۲۵۲۰۰۰۰	۲۱۰۷۰۰۰۰
	سنہ ۱۹۰۲ء	۲۵۳۹۰۵۰۰	۵۱۹۶۰۰۰	۳۰۵۸۶۵۰۰

سنہ ۱۸۹۴ء میں منی آرڈروں کی تعداد ۴۴۲۷۰۰ - اور اونکی مالیت ایک کروڑ بیالیس لاکھ پونڈ مصری تھی

اور سنہ ۱۹۰۲ء میں تعداد ۷ لاکھ ۲۶ ہزار دوسو اور مالیت ایک کروڑ ۸ ۹ لاکھ ۵ ہزار چارسو گنی۔ غیر ملکی خط و کتابت میں ۳۱ ۲ فیصدی سنہ ۱۸۹۴ء میں برطانیہ کلان کے ساتھ ہوئی اور سنہ ۱۹۰۲ء میں ۲۷ فیصدی +

سکے۔ اوزان۔ اور پیمانے

سکے ۱ پیاسترطارف = ۱۰ ملیم - پونڈ مصری = ۱۰۰۰ ملیم یا ۱۰۰ پیاسترطارف کے۔
۱/۲ ۹۷ پیاسترطارف = ایک پونڈ انگریزی - ۳/۴ ۷۷ پیاستر = ۲۰ فرینک یا طلائی نپولین کے۔
مصری پونڈ کا وزن ۱/۲ ۸ گرام ہوتا ہے۔ اوس میں ۸۷۵/۱۰۰۰ حصہ خالص سونا یعنی ۷۴۳۷۵/۱۰۰۰۰ ۷ گرام ہوتا ہے۔

دس پیاستر کا نقرئی سکہ وزن میں ۱/۲ ۱۲ گرام ہوتا ہے۔ اوسمیں ۹/۱۰ حصہ یعنی ۱/۴ ۱۱ گرام خالص چاندی ہوتی ہے۔ مصر کے نقرئی سکہ میں سنہ ۱۸۸۵ء و سنہ ۱۸۸۶ء میں مکمل اصلاح کی گئی۔ اس سے پہلے یوروپ کے تمام ملکوں کے سکے عام مروج تھے۔ مگر اب غیر ملکی نقرئی سکے پر بڑا ابٹہ لیا جاتا ہے۔ خدیو کی فرمان مورخہ یکم گست سنہ ۱۸۷۵ء کے روسے سنہ ۱۸۷۶ء کی یکم جنوری سے مصر میں ٹیریکل سسٹم کے پیمانوں اور وزنوں کو جاری کئے جانیکا حکم دیا گیا۔ اور اس قاعدہ کو پہلے سرکاری اور انتظامی بیوپاروں میں لازمی گردانا گیا۔

دانا اڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) مصری سکوں میں گنی یا پونڈ طلائی ہی۔ اور ۲۰۔۱۰۔۵۔۲۔ اور ایک پیاستر مالیت کے سکے نقرئی۔ اور ایک پیاستر ۱/۲۔ ۱/۵۔ ۱/۱۰ پیاستر کے سکے نکل کے اور ۱/۲ اور ۱/۴ پیاستر کے پیتل کے۔ چاندی کے سکے صرف دو پونڈ کی رقم تک قانوناً قرضہ وغیرہ میں پیش کئے جا سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ رقم ہو تو طلائی سکے میں ادا ہونی چاہئے۔ چند سالوں سے مصری گنی مضروب نہیں ہوتی۔ نہ خزانہ سے وہ جاری کیگئی ہے۔ بنابرین مصر و سوڈان میں زیادہ تر چلن انگریزی پونڈ ہی کا ہے۔ مصری سکے اب بر مینگہم (انگلستان) کی ٹکسال میں مضروب ہوتے ہیں۔ سنہ ۱۸۸۷ء سے سنہ ۱۹۰۳ء تک حسب ذیل مالیت کے مختلف سکے دہات اور پرانے سکوں سے مضروب ہوئے۔

سال	طلائی	نقرئی	نکل	پیتلی	میزان
	پیاستر	پیاستر	پیاستر	پیاستر	پیاستر
۱۸۸۷ء-۱۹۰۲ء	۵۲۰۲۴۰۰	۱۹۸۰۲۶۹۴۹	۲۵۸۳۶۶۰۲	۱۰۰۲۴۴۶۶	۲۳۰۰۶۸۴۱۷
سنہ ۱۹۰۳ء	-	ایک کروڑ	۵ پچاس لاکھ	ایک لاکھ	ایک کروڑ ۵۱ لاکھ
میزان	۵۲۰۲۴۰۰	۲۰۸۰۲۶۹۴۹	۳۰۸۳۶۶۰۲	۱۱۰۲۴۴۶۶	[illegible]

غلے کے پیمانے - غلہ کی مقدار۔ پیمانہ اردبہ میں و کیجاتی ہے وہ [illegible] اشاریہ ۱۹۸ امپیریل بشل کے برابر

ہوتا ہے۔ اردبہ کے مختلف وزن حسب ذیل ہین:-

ایک اردبہ گندم = ۳۱۵ رطل۔ ایک اردبہ لوبیا وغیرہ = ۳۲۰ رطل۔ جو = ۲۵۰ رطل۔ مکی = ۳۱۵ رطل۔ بنولے = ۲۷۰ رطل۔

اوزان { اوقیہ = ۳۲۰۶/۱۰۰۰۰۰ ۱- اونس کے۔ رطل = ۹۹۰۴۹/۱۰۰۰۰۰ پونڈ کے۔ اوقی = ۷۵۱۳/۱۰۰۰۰۰ ۲ پونڈ کے
قنطر = ۱۰۰ رطل = ۳۶ اوقی = ۴۹۲/۱۰۰۰۰ ۹۹ پونڈ کے +

طولانی پیمانے { درع بلدی = ۸۳۵/۱۰۰۰۰ ۲۲-۱ انچہ۔ درع معماری = ۵۲۸۱/۱۰۰۰۰۰ ۲۹-۱ انچہ۔
قصابہ = ۷۶۶۳/۱۰۰۰۰۰ ۱۳۹-۱ انچہ +

سطحی پیمانے { فدان = ۳۸۰۰۸/۱۰۰۰۰۰ ۱- ایکڑ کے۔ مربع لپ = ۶ مربع فیٹ ۷ انچہ۔ یہ پیمانہ چھوٹے چھوٹے قطعات اراضی اور مکانات وغیرہ کے ناپنے مین مستعمل ہوتا ہے +

سفرائے و ایلچیان { ملکہ انگلستان کی طرفسے قاہرہ مین ایجنٹ اور قونصل جنرل اور خاص ایلچی۔ لارڈ کرومر جی۔ سی۔ بی۔ جی۔ سی۔ ایم جی۔ کے سی ایس آئی سی آئی ای۔ (اب یہی ہیں) اور موجودہ کونسلر مسٹر فنڈلے ہین۔

سکرٹریان۔ رینیل راڈ سی ایم جی۔ کونٹ ڈی سالیس۔ ای مچل اینز۔ آنریبل آرتھر سنا ٹلی

قونصل جنرل اوپج بمقام اسکندریہ۔ سرچارلس کگسن۔ کے سی ایم جی۔ سی بی۔ (موجودہ مسٹر گولڈ)

قونصل بمقام قاہرہ۔ ریلیف بارگ سی ایم جی (موجودہ مسٹر البن)

ان کے علاوہ طنطا زقازیق و میاط۔ بندرسعید سویز اور سواکم مین انگریزی قونصل مامور ہین۔ اسوقت مضون۔ طنطا۔ زقازیق۔ برکۃ اللسب۔ تھیبس اور بندرسعید مین ہیں) امپیریل ٹرکش کمشنر بہ مصر ہز اکسلنسی ود لسلو غازی مختار پاشا +

صوبہ مصری و انگریزی سوڈان { (از اڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) سوڈان مین مصری اقتدار ساٹھ برس کے عرصہ مین بتدریج وسعت پاتا رہنے کے بعد سنہ ۱۸۸۲ء مین مہدی کی بغاوت سے ڈرک گیا۔ اور علاقہ مذکور پر مہدی اور پھر اوسکا خلیفہ سولہ سال تک قابض رہے سنہ ۱۸۹۶ء مین انگریزی اور مصری افواج نے مکرر تسخیر سوڈان کی مہم شروع کر کے ۲ ستمبر سنہ ۱۸۹۸ء کو خلیفہ عبد ... کی کامل ہزیمت پر اس کام کو مکمل کیا۔ نومبر سنہ ۱۸۹۸ء مین مصری افواج نے تعاقب کرکے خلیفہ کو بمقام غدید جالیلہ جہاں وہ مردانہ وار لڑتا ہوا ہلاک ہوا۔ اور اوس کے بقیۃ السیف ہمراہی اسیر ہو گئے۔ ۱۹ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء کو انگلستان اور خدیو مصر میں باہم یہ قرار داد ہوئی کہ ۲۲ درجہ عرض البلد کے نیچے کے کل علاقہ کا انتظام ایک

گورنر جنرل کی تحویل میں رہے گا۔ جسے مصری حکومت برضامندی انگلستان مقرر کیا کرے گی۔ اس صوبہ کے نظم و نسق کے لئے بھی چند شرائط وضع کی گئیں۔ جنمیں سے چند یہ ہیں۔ پس صوبہ میں مصری اور انگریزی دونوں علم نصب ہوا کریں گے۔ قوانین بر دستور اعلانات نافذ ہوا کریں گے۔ مصر سے آنیوالے مال پر محصول پرمٹ نہ ہوگا۔ باقی ممالک کے مال مصری پرمٹ کے مطابق محصول لیا جائیگا۔ غلاموں کی درآمد برآمد ممنوع کی گئی۔ اور اسلحہ۔ بارود و مخمرات کی تجارت بھی ناجائز قرار پائی۔

سودانی صوبہ مصر کی جنوبی سرحد سے شروع ہو کر جنوب میں علاقہ یوگنڈا سے پانچ درجہ عرض البلد شمالی تک چلا گیا ہے۔ اور شمالاً جنوباً تقریباً بارہ سو میل ہے۔ اور مشرق میں بحر قلزم سے لے کر مغرب میں وسط افریقہ کی ریاست وادای تک چلا گیا ہے۔ لیکن مغربی سرحد ابھی غیر معین ہے۔ کل رقبہ تخمیناً ساڑھے نو لاکھ میل مربع ہے۔ اور آبادی علی الحساب بیس لاکھ۔ بندر مصوع جو پہلے مصر کا سودانی بندر رہتا۔ اب اطالین مقبوضہ ارتیریا کے ماتحت ہے۔ اسیطرح قصبہ ہرار مصری حکومت نے وہاں کی مقامی امیر کے حوالہ کر دیا۔ جو اسوقت حبش کے تابع ہے۔ بنادر زیلع و بربرا۔ انگلستان نے لے کر برٹش سومالی لینڈ میں ملا لئے۔ اطالین مقبوضہ ارتیریا اور سوڈان کی مشترکہ کلہم اور حبش و سوڈان کی مشترکہ حد کا بڑا حصہ معین ہو چکا ہے۔ بڑے شہر یہ ہیں:۔ خرطوم پایہ تخت آبادی ۸ ہزار۔ آم درمان۔ مہدی کا پایہ تخت و آباد کردہ۔ آبادی ۴۸ ہزار۔ حلفہ۔ مروی۔ بربر۔ الدامر۔ سواکن۔ کسالہ۔ کاطن۔ واد مدانی۔ دریم۔ الابیض۔ سودان اب تک درویش حکومت کے مظالم کے اثر سے نہیں سنبھلا۔ جبکی جبر و تعدی سے تجارت بالکل مفقود اور زراعت تقریباً معدوم ہو گئی تھی۔ تاہم شمالی حصہ بہت کچھ سنبھل گئے ہیں۔ جنوبی حصہ میں معادن بافراط موجود ہیں۔ اور یوں بھی زمین نہایت زرخیز ہے۔ نیل ازرق کی متصلہ زمین کسیوقت کروڑہا من روئی پیدا کر سکے گی۔ اور اوس کے جنگلوں میں بھی نہایت بیش قیمت لکڑی موجود ہے۔ نیل ابیض کے علاقہ کی گو زمین چنداں زرخیز نہیں۔ مگر وہاں کے جنگلات بھی قیمتی درختوں سے مالا مال ہیں۔ کاردوفان کے جنگل گویا گوند کا گھر ہیں۔ اور بحر الغزال کے جنگل ابر کا مخزن۔ جنوب ترین ہموار علاقہ دلالی اور مضر صحت ہے؛ اور مقام گوداک کے نیچے نیل کا پاٹ بھی دریائی گھاس پھوس سے تقریباً ناقابل گذر ہو رہا ہے۔

سودان حسب ذیل بارہ صوبوں یا مدیریہ میں تقسیم کیا گیا ہے۔ خرطوم۔ نیل ازرق۔ ڈنگولہ۔ بربر۔ کسلہ۔ سنار۔ کاردوفان۔ نیل ابیض۔ بحر الغزال۔ حلفہ۔ سواکن۔ بالائی نیل۔ بارہوں صوبوں کے گورنر فوج کے انگریز افسروں میں سے مقرر ہوتے ہیں۔ صوبے اضلاع میں منقسم ہیں۔ حاکم ضلع جو مامور کہلاتا ہے مصری اہلکار ہوتا ہے۔ ضلع اسوان جو پہلے سودان میں شامل تھا۔ ۹ ستمبر ۱۹۰۰ء سے مصر خالص کو منتقل ہو گیا ہے۔ ریاست

دارفر جو کاردوفان کے مغرب میں ہے مصری سوڈان میں شامل ہے۔ اور خراج ادا کرتی ہے۔ مگر وہاں کا اندرونی انتظام موروثی امیر ہی کے ہاتھ میں رہنے دیا گیا ہے۔ سوڈان کے دیوانی و فوجداری ضابطے ہندوستان کے قوانین کے مطابق ہیں۔ اور چار انگریز جج مقرر کئے گئے ہیں۔ ہر صوبہ میں فوجداری مقدمات کے لئے ایک عدالت قایم کی گئی ہے۔ جسمیں گورنر یا جج اور دو مجسٹریٹ اجلاس کرتے ہیں۔ خفیف مقدمات انتظامی افسروں میں سے چیدہ اشخاص سنتے ہیں۔ جنکو اختیارات مجسٹریٹی دیئے جاتے ہیں۔ دیوانی مقدمات جج یا وہ موجود نہ ہو تو گورنر یا اسکا نائب سماعت کرتا ہے۔ اپیل جوڈیشل کمشنر خرطوم کے پاس ہوتی ہے۔ خاص اسلامی معاملات کے متعلقہ مقدمات قاضیوں کے روبرو جو مصری سوڈان کے باشندے ہوتے ہیں پیش ہوتے ہیں۔ سنہ ۱۹۰۴ء میں سوڈان کی آمدنی چار لاکھ ۶۹ ہزار پونڈ تھی۔ اور خرچ ۸ لاکھ ۴۹ ہزار پونڈ۔ تین لاکھ ۸۰ ہزار پونڈ کی کمی مصری خزانہ نے پوری کی۔

سررشتہ تعلیم قایم کیا گیا ہے۔ اور ابتدائی مکاتب کھل رہے ہیں۔ خرطوم کے پرایمری سکول میں ڈیڑھ سو اور ام درمان کے مدرسہ میں ۲۲۰ طلبا ہیں۔ گارڈن کالج خرطوم جو ۱۵ لاکھ روپیہ کے سرمایہ سے قایم ہوا ہے علمی و کتابی تعلیم کے علاوہ سائنس و صنعت کی بھی کامل درسگاہ ہے۔ اور مکمل کارخانہ صنعتی تعلیم کا رکھتا ہے۔ اس کے ساتھ مدرسہ معلمین بھی ہے جسمیں سنہ ۱۹۰۴ء میں پچاس طلبا تھے۔ قاہرہ سے خرطوم تک ریل و تار موجود ہے۔ اور ۱۲ دسمبر سنہ ۱۸۹۹ء سے آمد و رفت کی عام اجازت ہو گئی ہے۔ سنہ ۱۹۰۳ء کے آغاز میں تار کا سلسلہ بالائی نیل کے مقام ٹانگیگیا تک پہنچ گیا تھا۔ اور بربر سے بحیرہ قلزم کے بندر سواکن کے متصل مقام بندر سوڈان تک اوایل سنہ ۱۹۰۶ء میں ریلوے لائن مکمل ہو گئی تھی۔ جو دیگر سوڈانی لائینوں کی طرح تنگ پٹڑی کی ہے۔ اور لائینیں بھی زیر تجویز ہیں۔

مہدی کی بغاوت سے پہلے غلام۔ طلائی ریگ۔ ہاتھی دانت۔ شتر مرغ کے پر۔ گوند۔ چمڑہ۔ کھالیں بکثرت باہر جاتی تھیں۔ سردست گوند کی بڑی تجارت ہے۔ سوڈان جلد ہی کپاس کی بھی بڑی ہو جائیگا۔ گورنر جنرل۔ سر فرانسس ونگیٹ۔ سردار افواج مصر۔ سکرٹری جنرل۔ کرنیل ناسن۔ انسپکٹر جنرل سر سلاٹن۔ ڈایرکٹر محکمہ خبر رسانی و ایجنٹ جنرل قایمقام قاہرہ کرنل سیسل۔ فنانشل سکرٹری کرنل برنارڈ۔

۴۔ بوسینا و ہرزی گووینا یہ دونوں صوبے بہ روئے عہدنامہ برلن ملکی انتظامی اور فوجی قبضہ کے لئے آسٹریا ہنگری کی گورنمنٹ کے سپرد کئے گئے۔ انکا نظم و نسق مجالس بوسینا کے اختیار میں ہے جسکا پریسیڈنٹ شہنشاہ آسٹریا کے قایمقامی کی حیثیت میں وائینا کا وزیر صیغہ مال ہے۔ قصبہ سراجیوو پراونشل گورنمنٹ کا صدر مقام ہے۔ یہ گورنمنٹ جو خاص صوبائی مذکورہ

بالا میں اعلیٰ اقتدار رکھتی اور آسٹر دی زبان ہیں۔ "لینڈس ریجی رنگ" کہلاتی ہے۔ تین محکموں محکمہ معاملات اندرونی محکمہ مال و محکمہ عدالت عامہ پر مشتمل ہے۔ انتظامی مقاصد کے لئے یہ صوبہ چھ اضلاع (قریہ) اور ۴۸ لہ تحصیلوں (ڈیسٹرکٹ) میں تقسیم کئے گئے ہیں۔ پراونشل گورنمنٹ کی امداد کے لئے ایک مجلس مشیران ہے جسمیں ساراجیو کے مذہبی عہدہ داران اعلیٰ اور بارہ قائمقام رعایا کے داخل ہیں۔ اسیطرح کی مجلسیں اضلاع و تحصیلوں کے حکام کی امداد کے لئے مقرر ہیں۔

۱۸۹۵ء کی آمدنی کا اندازہ ۴۰۰، ۱۰۷۲، ۴۰۰، ۱۰۷۲، ۴ فلورن (فلورن = ۱/۲ ۱ شلنگ کے) اور خرچ کا اندازہ ۴۰۸، ۹۹۰، ۱۴ فلورن کیا گیا ہے۔ اور ۱۸۹۶ء کے موازنہ میں ۳۵۵۹۰۰۰ فلورن کی ایک غیر معمولی رقم بوسینا و ہرزیگوینا کی فوج کے اخراجات کی بابت درج کی گئی ہے۔ ۱۹۰۵ء میں ۵ کروڑ ۱۴ لاکھ کرون آمدنی اور پانچ کروڑ ۱۳ لاکھ ۶۳ ہزار کرون خرچ ہوا۔

بوسینیا و ہرزیگوینا میں چھ اضلاع (قریہ) ہیں۔ ان کا رقبہ ۲/۱ ۲۳۲۶۲ مربع میل ہے۔ سنجق نووی بازار پر گو فوجی قبضہ آسٹریا کا ہے مگر اسکا ملکی انتظام ٹرکی کرتی ہے۔ ۱۸۹۵ء میں آبادی ۱۵۶۸۰۹۲ (مذکر ۸۲۸۱۰۰۔ مونث ۷۳۹۹۱۲) تھی۔ مذہب وار تفصیل یہ ہے:۔

گریک اورتھوڈکس کرسچن (مشرقی عیسائی پابند کلیسا یونانی) ۶۷۳۱۶۱۔ مسلمان ۵۴۸۸۱۸۔ رومن کیتھولک عیسائی ۳۳۴۳۰۶۔ یہودی ۸۲۰۸۔ دیگر مذاہب ۳۸۹۹۔

باشندوں کی قومیت سروین ہے۔ صرف جنوبی اضلاع میں ارنوط (البنی) اور تمام علاقہ میں خال خال جپسی پائے جاتے ہیں۔ بڑے آباد شہر یہ ہیں:۔

ساراجیوو (صدر مقام) آبادی ۳۸۰۸۳۔ موستار ۱۴۳۷۰۔ بنجالوکا ۱۳۵۶۶۔ دولینا ترلہ ۱۰۲۲۷۔

ان صوبوں میں ایک اعلیٰ کالج۔ دو معمولی کالج۔ چار تجارتی سکول ۴۴۹ مکاتب ابتدائیہ۔ ایک مذہبی مدرسہ کلیسائی یونانی کے پادریوں کا۔ ایک مدرسہ رومن کیتھولک پادریوں کے لئے۔ اور ایک ٹریننگ کالج معلمین کے لئے ہے۔ ۱۹۰۱ء میں پانچ بڑے صنعتی سکول۔ ایک فوجی مدرسہ۔ ایک فوجی کالج۔ دس اعلیٰ زنانہ مدرسہ۔ ۹ تجارتی۔ ۳۲۱ پرائمری ۸۵۴ پرائمری اسلامی مکتب۔ ایک یونانی مذہبی اور ایک کیتھولک مذہبی درسگاہ۔ دو ٹریننگ کالج۔ اور ایک مدرسہ قضاۃ تھا۔ صنعتی و حرفتی سکول ہر قصبہ میں موجود ہیں۔ اور عملی زرعی تعلیم دیہاتی مدارس میں رائج کی گئی ہے۔ تعلیم مفت ہے۔

ساراجیوو میں عدالت عالیہ ہے۔ اور اضلاع و تحصیلوں کی عدالتیں ابتدائی عدالتیں متصور ہوتی ہیں۔

لہ اب ۵۴ ہیں۔ مؤلف لہ ۱۹۰۶ء کی اڈیشن میں رقبہ ۱۹۷۰۲ مربع میل بتایا گیا ہے۔ مؤلف

زمین بڑی زرخیز ہے۔ مگر طریقہ کاشت نہایت ہی بہدّا اور پرانا ہے۔ ہرزی گووینا کی بڑی مشہور فصل تمباکو ہے۔ مکی۔ گندم۔ جَو۔ پنیمبری۔ پیغمبری گندم۔ جوار۔ گہونی کنگ۔ آلو۔ سن اور کتان کی بھی بکثرت کاشت ہوتی ہے۔ دونون صوبوں میں پہل کی بہت افراط ہے۔ دہقانی آبادی پونے چودہ لاکہہ یعنی کل میں ۸۸ فیصدی ہے۔ اور کل رقبہ کے ۵۲ فیصدی میں جنگل ہیں۔ تمباکو پر سرکاری محصول ہے۔

ہرزی گووینا میں انگور کی کاشت ہوتی ہے۔ لیکن اون سے جو شراب تیار ہوتی ہے وہ مقامی صرف کو بھی کفایت نہیں کرتی۔ نیشکر کی بھی کاشت ہوتی ہے۔ اور دوبوج کے قریب بمقام اسورا ایک سرکاری خانہ قند سازی کا ہے۔ سنہ ۱۸۹۵ء میں دونوں صوبوں میں ۲۲۳۳۲۲ گہوڑے۔ ۱۴۱۶۳۹۴ مویشی۔ ۱۴۴۷۰۴۹ بکریاں۔ ۳۲۳۰۷۲۰ بہیڑیں۔ اور ۶۶۲۲۴۲ خنزیر تہے۔

ریشمی کیڑوں کی پرورش کو بھی رواج دیا گیا ہی۔ عام پیشہ اور ذریعہ کسب معاش مویشی پالنا اور چرانا ہے۔

معدنیات بافراط موجود ہیں۔ کانوں سے اب لوہا۔ تانبا۔ میگنیشیا۔ کرنڈ۔ مرمر۔ سیماب۔ سیسہ۔ جست اور کوئلہ نکالا جاتا ہے۔ بمقام ڈولینا تزلہ نمک کی کانیں موجود ہیں۔ سنہ ۱۸۹۲ء میں ۲۴ دہات کی کانوں۔ ۶ دہات گلانے کے کارخانوں اور دو نمک کی کانوں پر کام جاری تہا۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں ۴۷۴۸۱ ٹن نمک مالیتی ۲۸ لاکہہ کرون پیدا ہوا۔ لوہے اور تانبے کے کارخانے بڑہ رہے ہیں۔ مٹی کا تیل بھی نکلتا ہے۔

سنہ ۱۸۹۴ء میں پندرہ لاکہہ ۷۰ ہزار پونڈ کا مال (جنہیں سے دو لاکہہ ۹۰ ہزار پونڈ کی کارخانوں کی بنی ہوئی اشیاء اور ۲ لاکہہ ۵۰ ہزار پونڈ کی دہات اور کلیں تہیں) باہر سے آیا۔ اور ۱۴۲۲۵۰۱ پونڈ کا مال باہر گیا جنہیں سے ۶ لاکہہ ۱۶ ہزار پونڈ کے مویشی اور مویشی کی پیداوار تہی۔ اڑہائی لاکہہ کے خشک کردہ بیر اور ایک لاکہہ ۳۵ ہزار پونڈ کے چوبی تختے تہے۔ محصول درآمد و برآمد کی مقاصد کیے متعلق بوسینا و ہرزی گووینا آسٹریا ہنگری کا علاقہ سمجہے جاتے ہیں۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں نو کروڑ ۲ لاکہہ کرون کا مال باہر گیا۔ اور ۸ کروڑ ۳۰ لاکہہ کرون کا آیا۔ ۲۴ کرون = ایک پونڈ۔

ان میں اس وقت ۷۱۴ میل ریل اور ۱۵۱۳ میل سلسلہ تار برقی موجود ہے۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں ۶۴۹۲۶۶ لفافے اور پوسٹ کارڈ۔ ۴۴۴۴۲۶ مطبوعہ پیکٹ و نمونے اور ۲۰۸۹۸۹ اخبارات یہاں کی ڈاکخانوں نے روانہ اور تقسیم کیے۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں ۹۶۷ میل ریل اور ۷۱۸ میل لمبا سلسلہ تار تہا جس کی تار ۹۰۴۴ میل لمبے تہے تارگہر ۱۳۸۔ اور فوجی پیغام ۱۷۲۴۴۴۔ ٹیلیفونی سلسلہ ۸۵ میل لمبا تہا اور اوس کی تار ۸۴۴ میل۔ اس سال ۱۴۶۳۳۳۱۹ خط و کارڈ اور ۴۰ لاکہہ اخبار و پیکٹ ڈاک نے تقسیم کیے۔

فوجی خدمت ۲۰ برس سے اوپر والی پر لازمی ہے۔ دیسی فوجیں فوج پیدل کی بارہ پلٹنیں (ہر پلٹن

چار کمپنیوں کی) ہین جنمیں بوقت امن ۵۱۵۴ - آدمی ہوتے ہیں - آسٹریا - ہنگری کی فوج قابض کی تعداد اسوقت ۲۸۶۴۸ ہے - (مقامی فوج اسوقت ۱۷سو بہ تفصیل ذیل ہے :- چار پیدل رجمنٹیں - چار بٹالین بردی ریزرو - چار دستی قطار بار برداری - ایک بلٹن فوجی پولیس - آسٹریا ہنگری کی فوج قابض کی جمعیت اسوقت بیس ہزار ایکسو دس ہے - جسکی مصارف کے لئے آسٹرین حکومت پچہتر لاکہہ کرون سالانہ ان صوبوں کی آمدنی سے لیتی ہے - مسلمان رعایا آسٹرین جبر و تشدد سے سخت بیزار ہے - اور ہرسال ہزارہا مظلوم تنگ آکر ممالک عثمانیہ کو ہجرت کرتے رہتے ہیں - سارا جیوو میں انگریزی قونصل جنرل مسٹر ای بی فریمین ہین -

۵ - جزیرہ قبرس } بحیرہ روم میں بلحاظ وسعت یہ تیسرا جزیرہ ہے - ایشیاء کوچک کے ساحل سے وہ ساٹھ میل اور شام کے ساحل سے اکہتر میل ہے - ۴ جون ۱۸۷۸ء کے معاہدہ قبرس[1] کے رو سے جو انگلستان اور ٹرکی میں ہوا - اس جزیرہ کا قبضہ و انتظام بجنبہ بوجوہات انگلستان کو دیدیا گیا - یہاں انگریزوں کیطرف سے ایک ہائی کمشنر مقرر ہے - موجودہ کمشنر سر والٹر جوسف سینڈل کے سی ایم جی ہیں - جو ۱۸۹۲ء میں مقرر کئے گئے - انکی تنخواہ تین ہزار پونڈ سالانہ ہے - انکو وہی اختیارات حاصل ہیں جو نوآبادیوں کے گورنروں کے معمولی اختیارات ہیں - ہائی کمشنر کی امداد کیلئے ایک اکزکٹو کونسل (مجلس عامل) مقرر ہے - جسمیں فوج کا افسر اعلی گورنمنٹ قبرس کا چیف سکرٹری - کوئینز ایڈوکیٹ اور ریسیور جنرل شامل ہیں لیجسلیٹو کونسل میں ۱۸ ممبر ہین - ۶ مندرجہ ذیل سرکاری عہدہ دار - چیف سکرٹری - کوئینز ایڈوکیٹ - ریسیور جنرل - ڈائرکٹر محکمہ پیمایش - اور نیکوسیا کا کمشنر - اور بارہ ممبر (پانچ برس کی میعاد کیلئے) رعایا منتخب کرتی ہے - مسلمان ووٹر تین ممبروں کے لئے اور غیر مسلم ووٹر نو ممبرون کے لئے رائے دیتے ہین -

تمام عثمانی مرد - رعایا سرکار انگریزی اور وہ اجنبی جو ۲۱ برس سے عمر میں کم نہ ہوں - جزیرہ میں پانچ برس رہایش رکھہ چکی ہوں - اور ان ٹیکسوں میں سے جو "ویرکو" کہلاتے ہیں - کوئی ایک ٹیکس ادا کرتے ہوں - رائے دینے کا استحقاق رکھتے ہیں - بڑے بڑے شہروں میں میونسپل کمیٹیاں موجود ہیں - جن جن کے ممبروں کو سکونت رکھنے والے مالکان مکانات اور محصول ادا کنندگان منتخب کرتے ہیں - میونسپل کمیٹی کا ممبر وہ شخص ہو سکتا ہے - جو ووٹر (رائے دہندہ) ہو - اور ایسی جائیداد کی بابت محصول دیتا ہو - جس کی سالانہ آمدنی بلحاظ آبادی شہر دس پونڈ سے بیس پونڈ تک ہو +

[1] معاہدہ قبرس مغروضہ مظالم آرمینیا میں بالتفصیل درج ہے - مولف +

جزیرہ کا رقبہ ۳۵۸۰[۱] میل مربع۔ آبادی۔ (بروئے مردم شماری سنہ ۱۸۹۱ء) ۲۰۹۲۸۶ ہے۔ جن میں سے ۱۰۶۸۳۸ مرد اور ۱۰۲۴۴۸ عورتیں ہیں۔ فوج اس آبادی میں شامل نہیں۔ آبادی کی گنجانی کی اوسط فی مربع میل ۵۸ ۳۹/۱۰۰ ہے۔ مسلمان ۴۷۹۲۶۔ اور دیگر مذاہب کے جنمیں زیادہ تر گریک چرچ کے معتقدین ہیں۔ ۱۶۱۳۶۰ ہیں۔ سنہ ۱۸۹۰ء میں حساب لگایا گیا تھا۔ کہ اوسط پیدایش فی ہزار ۳۳ ۱/۲۵۔ اور اوسط اموات فی ہزار ۲۲ ۳/۴

بڑے بڑے شہر یہ ہیں:-

نیکوسیا جو جزیرہ کا صدر مقام اور گورنمنٹ کا دارالریاست ہے آبادی ۱۲۵۱۵/۱۴۷۵۲۔ بندرگاہ لارناکا ۷۵۹۳/۷۹۶۴۔ بندرگاہ لماسول ۷۳۸۸/۸۲۹۸ فاماگوسٹا معہ وروشیا ۳۳۶۷/۳۸۲۵۔ پافو معہ قطیمیہ ۲۸۰۱/۲۱۳۴۔ قرینیہ ۱۳۲۲/۱۳۳۹۔

جزیرہ چھ اضلاع پر منقسم ہے۔ جو مندرجہ بالا شہروں کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ دو تین برائے نام ہائی سکولوں کے ماسوا باقی تمام مدارس جزیرہ کے ابتدائی ہیں۔ معائنہ مدارس کے لئے سرکاری انسپکٹر مقرر ہے۔ اور گورنمنٹ تعلیم کی امداد کے لئے ۳۳۲۰ پونڈ سالانہ عطا کرتی ہے۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں ۲۱۰ عیسائی سکول تھے۔ جنکی طلبار کی تعداد ۱۰۴۱۰ تھی۔ اور ۱۰۷ اسلامی مدارس معہ ۳۷۰۵ طلبار کے تھے۔ سرکاری امداد کے علاوہ باقی کل خرچ سررشتہ تعلیم پر ۱۰۵۱۲ پونڈ سالانہ ہے۔ یہ رقم فیسوں چندوں اور اوقاف سے حاصل ہوتی ہے۔ یہاں دس ہفتہ وار اخبار جاری ہیں۔ دو انگریزی ہیں۔ ۶ یونانی اور دو ترکی ہیں[۲]۔ جزیرہ میں کل عدالتیں جنکی سنہ ۱۸۸۳ء میں اصلاح ہوئی تھی حسب ذیل ہیں:-

(۱) ایک عدالت عالیہ جو دیوانی فوجداری اپیلیں سماعت کرتی ہے (۲) چھ فوجداری عدالتیں جنکو غیر محدود فوجداری اختیار حاصل ہیں (۳) چھ عدالت ہائے ضلع جنکو فوجداری کے محدود اور دیوانی کے غیر محدود اختیارات حاصل ہیں (۴) چھ مجسٹریٹی عدالتیں جنکو سرسری تحقیقات کا اختیار ہے (۵) دیہاتی منصفوں کی عدالتیں۔ عدالت عالیہ کے سوائے اور کل عدالتوں میں دیسی (مسلمان و عیسائی) جج شریک ہوتے ہیں۔ آبادی کے لحاظ سے جرایم کی مقدار بہت زیادہ ہے۔ اور باشندے مقدمہ بازی کے شایق ہیں۔

---

[۱] سنہ ۱۹۰۶ء کے اڈیشن میں ۳۵۸۴ مربع میل۔ اور آبادی بروئے مردم شماری سنہ ۱۹۰۱ء ۲۳۷۰۲۲ درج ہے۔ بہ تفصیل ذیل مسلمان ۵۱۳۰۹ عیسائی گریک چرچ ۱۸۲۷۳۹۔ دیگر ۲۹۷۴۔

[۲] ایک اعلیٰ تعلیمگاہ۔ چار مسیحی ہائی سکولز اور ایک اسلامی اعدادیہ مدرسہ کے علاوہ سنہ ۱۹۰۳ء میں ۴۷۲ مسیحی پرایمری مدارس (۱۷۸۵۳ طلبا)۔ ۱۲۳ اسلامی مدارس (۴۳۴۴ طلبا) تین ارمنی اور دو مارونی امدادی سکول تھے۔ اور ۳۰ مسیحی و ۳۶۔ اسلامی غیر امدادی وقفی مدارس۔ یعنی کل عیسائی مدارس ۵۰۱۔ و طلبا ۱۹۲۳۴ اور اسلامی ۱۵۹۔ مدارس ۵۱۶۳۹ طلبا۔ گورنمنٹ ۴ ہزار پانسو پونڈ سالانہ تعلیم پر خرچ کرتی ہے۔ یہاں آٹھ یونانی اور ایک ترکی ہفتہ وار اخبار ہے۔

جزیرہ مین ۱۳۳ گورہ سپاہی بھی ہین۔ پولیس فوجکی کل طاقت ۷۰۶ جوان ہیں۔ اب ۷ سو ہیں۔ سنہ ۱۹۰۰ء مین چار ہزار مجرم جیلخانہ میں تھے۔

پانچسال گزشتہ کی آمدنی وخرچ حسب ذیل ہے:۔ حسابی سال ۳۱ مارچ کو ختم ہوتا ہے۔

سنہ	۱۸۹۰-۹۱ء	۱۸۹۱-۹۲ء	۱۸۹۲-۹۳ء	۱۸۹۳-۹۴ء	۱۸۹۴-۹۵ء	۱۹۰۳-۰۴ء
	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ
آمدنی	۱۹۴۹۳۶	۲۱۷۱۶۲	۱۸۹۹۳۳	۱۷۷۰۵۴	۱۶۷۰۹۳	۲۱۵۳۶۰
خرچ	۱۰۷۵۸۹	۱۱۲۷۴۲	۱۱۱۳۹۴	۱۱۷۶۵۴	۱۱۴۷۵۶	۱۴۰۲۸۴

آمدنی کی بڑی مدین یہ ہیں:۔

پیداوار اراضی کا عشر (جو جنس میں لیا جاتا ہے) جایداد غیر منقولہ اور تجارتی منافعون کی ٹکیس ٹکیر بدل عسکریہ۔ بھیڑ بکری اور سورون کا ٹکیس۔ محاصل درآمد وبرآمد محصول آبکاری۔ اسٹامپ رسوم عدالت اور اجارہ نمک سنہ ۱۸۹۴-۹۵ء مین آمدنی پرمٹ ۲۲۷۲۱ پونڈ ہوئی۔

قومی قرضہ کوئی نہیں۔ بروئے معاہدہ سنہ ۱۸۷۸ء ۹۲۸۰۰ پونڈ کی سالانہ رقم بطور خراج بابعالی کو ادا کرنی واجب ہے مگر اسے عثمانیہ خزانہ مین براہ راست داخل کرنے کی بجائے سنہ ۱۸۵۵ء کے ترکی قرضہ ضمانتی کے قرضخواہوں کو دیدیا جاتا ہے۔ (مترجم) سنہ ۱۸۹۹ء مین برطانوی حکومت نے مقامی گورنمنٹ کو ۳ لاکھ ۱۴ ہزار پونڈ تعمیر بنادر ریل رہنمائی وغیرہ کے لئے قرض دئیے۔ یہ پہلا و آخری قومی قرضہ ہے۔ برطانوی حکومت کو معمولی مصارف کے لئے بھی سالانہ کچھہ نہ کچھہ مدد دینی پڑتی ہے۔ چنانچہ سنہ ۱۹۰۲-۰۳ء میں ۳۰ ہزار اور سنہ ۱۹۰۳-۰۴ء مین اوس نے ۸۷ ہزار پونڈ دئیے۔ یہ رقم آمدنی میں شامل کرکے جدول بالا مین دکھائی گئی ہے۔

انگلستان کے شہنشاہی فنڈ سے جزیرہ قبرس کی گورنمنٹ کو حسب ذیل سالانہ امداد ملی ہے۔ سنہ ۱۸۸۹-۹۰ء مین ۴۵ ہزار پونڈ۔ سنہ ۱۸۹۰-۹۱ء میں ۳۵ ہزار پونڈ۔ سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء میں ۱۰ ہزار۔ سنہ ۱۸۹۲-۹۳ء مین صفر سنہ ۱۸۹۳-۹۴ء میں صفر۔ سنہ ۱۸۹۴-۹۵ء میں ۳۵ ہزار۔

قبرس زراعتی ملک ہے۔ بڑی پیداوارین یہ ہیں۔ غلہ۔ کپاس۔ خروب۔ السی۔ زیتون۔ ریشم۔ کشمش۔ پھل ترکاریاں۔ پنیر۔ اون۔ کچا چمڑا۔ شراب۔ قابل زراعت رقبہ میں سے ایک تہائی مزروعہ ہے۔ دہاتیں بھی بافراط ہیں۔ سواحل سے ہر سال ۲ ہزار سے لیکر ۳ ہزار پونڈ تک کا اسفنج (جو دراصل ایک قسم کا دریائی جانور ہے) پکڑا جاتا ہے۔

تجارت درآمد برآمد اور جہازات کی آمد ورفت کا نقشہ حسب ذیل ہے۔ تجارت کی مالیت مین نقدی

شامل نہیں۔

	سنہ ۱۸۹۰-۹۱ء	سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۹۰۳ء
	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ
مالیت تجارت درآمد پونڈوں میں	۲۷۴۱۲۳	۳۴۴۱۲۵	۳۴۶۸۲۱	۳۱۶۸۰۲	۲۵۵۴۳۹	۳۵۴۵۲۲
مالیت تجارت برآمد پونڈوں میں	۳۹۹۶۴۸	۴۳۲۴۱۹	۲۹۰۱۶۵	۳۱۶۵۴۳	۲۵۶۹۰۲	۳۷۴۴۳۹
وزن جہازات آیندہ و روندہ ٹنوں میں	ٹن ۴۷۴۴۴۱	ٹن ۵۲۳۷۲۹	ٹن ۵۱۵۹۲۲	ٹن ۵۴۹۳۳۲	ٹن ۴۶۳۴۷۴	ٹن ۶۵۳۳۱۶

تجارت درآمد کی مالیت وہ درج کی جاتی ہے جو اوس کی مال اترنے کی بندرگاہ میں ہوتی ہے۔ اور اس میں ڈیوٹی۔ کرایہ قیمت خرید اور تمام دیگر اخراجات شامل ہیں۔ تجارت برآمد کی وہ مالیت درج ہے جو روانگی کے بندر میں جبکہ مال جہاز پر لدنے کو تیار ہو اوسکی ہوتی ہے۔ مقدار و مالیت اسباب سوداگروں کے بیان پر لکھی جاتی ہے۔ اور قابل محصول اشیاء کو واقعی وزن کرلیا یا ناپ لیا جاتا ہے جس ملک سے مال آئے یا جہاں جائے وہ بھی سوداگروں کے بیان پر لکھی جاتی ہیں۔ اور بیجکوں اور جہاز کی بلٹیوں سے اونکے بیان کی تصدیق کرلیجاتی ہے۔ جو مال باہر سے آتا ہے وہ قبرس میں ہی کھپتا ہے۔ اسکے سوا دوسری جگہ نہیں جاتا۔

سنہ ۱۸۹۴ء سنہ ۱۹۰۳ء میں انگلستان سے ۶۴۴۵۶/۸۳۸۴۲ پونڈ کا مال قبرس میں آیا۔ اور قبرس سے وہاں ۶۴۳۹۹/۱۳۲۴۴۵ پونڈ کا گیا۔ قابل محصول تجارت برآمد ۴۴۲۰۹ پونڈ اور محصول سے بری ۴۷۹۹۵ پونڈ تھی۔ آخر الذکر رقم میں ۱۹۹۷۶ پونڈ مالیت کی نقدی شامل نہیں۔

اشیاء برآمد۔ گندم۔ جو۔ خروب۔ شراب۔ کپاس کشمش۔ ریشمی کوئے۔ کچے چمڑے اور کھالیں۔ امان بیسی مسور۔ ماش وغیرہ حیوانات۔ پھل اور ترکاریاں بڑی بڑی اشیاء درآمد سوتی و اونی پارچات۔ تمباکو ادویات چاول الکحل۔ لوہا۔ چمڑا۔ مٹی کا تیل۔ لکڑی۔ قند صابن اور مٹی برتن +

مروج سکے۔ انگریزی۔ ترکی اور فرانسیسی طلائی او ما انگریزی نقرئی سکے۔ قبرسی پیاستر۔ نیم پیاستر اور چہارم پیاستر۔ نو قبرسی پیاستر ایک شلنگ کے برابر ہوتے ہیں۔ امپیریل عثمانیہ بنک نے جزیرہ میں اکثر جگہ شاخیں کھولدی ہیں۔ ترکی پیمانے اور وزن مروج ہیں۔ موجودہ گورنر سر چارلس کنگس ریان سنہ ۱۸۹۸ء میں مقرر ہوا تنخواہ تین ہزار پونڈ سالانہ۔ چیف سکرٹری کپتان ینگ تنخواہ ۸ سو پونڈ سالانہ۔

جزیرہ میں تقریباً سنہ ۱۹۰۱ء ۱۴۲۱ میل عمدہ سڑکین اور سنہ ۱۹۰۰ء ۲۴۴/۲۴۰ میل سلسلہ تار برقی ہے۔ جو اسکندریہ اور شام سے ملا ہوا ہے۔ سنہ ۹۴-۹۵ء میں جملہ خطوط و پیکٹ وغیرہ جزیرہ میں حسب ذیل تقسیم کئے گئے مقامی ۲۵۰۱۰۵ باہر سے

آمدنی ۲۳۷۵۹۴ / ۳۸۲۱۸۱ سنہ ۱۹۰۱ء ممالک غیر کو روانہ کئے گئے ۹۶۶۷۶ / ۲۲۹۲۷۵ سنہ ۱۹۰۱ء + ۱۹۰۷ء مین ٹرنیکا سی تیس میل ریلوے لائن تیار کرنیکی منظوری دیگئی

۶۔ ٹیونس (حکمران بے)۔ سید علی بن سیدی احسن بے۔ پندرہ اکتوبر سنہ ۱۸۱۷ء کو متولد ہوا۔ اور ۲۸۔ اکتوبر سنہ ۱۸۸۲ء کو سیدی محمد الصدوق اپنے بھائی کے بعد تخت نشین ہوا[۱] +

یہ ملک سنہ ۱۵۷۵ء سے سلطنت عثمانیہ کے ماتحت ہی۔ موجودہ حکمران خاندان ابن علی ترکی باشندہ جزیرہ کریٹ کی اولاد سے ہی۔ جو سلاطین عثمانیہ کے زیر فرمان سنہ ۱۶۹۱ء میں ٹیونس کا فرمانروا رہا۔ اسوقت سے حکومت اوس کے خاندان مین چلی آتی ہی۔ سلطان عبدالعزیز خان مرحوم نے سیدی احسن بے کی حسن خدمات سے خوش ہوکر بروئے فرمان شہنشاہی مورخہ ۲۵۔ اکتوبر سنہ ۱۸۷۱ء اوسکو خراجکی ادائیگی سے معاف کر دیا۔ مگر اس معافی خراج کے ساتھ ہی یہ بالوضاحت قرار دیدیا۔ کہ بے مذکور برابر سلطان کی رعیت اور ملک ٹیونس بابعالی کا زیر فرمان اور ماتحت علاقہ ہے +

گورنمنٹ (فرانس نے سنہ ۱۸۸۱ء کے موسم بہار مین ٹیونس پر (غاصبانہ) حملہ کرکے (جو انگلستان کے ایماء سے ہوا تھا) اس ملک کو اپنی حفاظت میں لے لیا۔ اور بسمارہ میں ۱۲ مئی سنہ ۱۸۸۱ء کو قصر السعید مین ہردو ملکوں کے درمیان عہدنامہ تحریر ہوا جسکی تصدیق فرمانروائے ٹیونس نے بر دہی احکام مجریہ ۲۲۔ اپریل سنہ ۱۸۸۲ء کردی۔ فرانسیسی نائب منسٹر رزیڈینٹ کہلاتا ہے۔ اور دو سکرٹریونکی امداد سے فرانس کے صیغہ خارجیہ کے زیر احکام ملک پر عملی طور سے وہی حکومت کرتا ہے۔ صیغہ خارجیہ نے معاملات ٹیونس کی انصرام کیلئے پیرس میں ایک خاص محکمہ قایم کر رکھا ہے۔ سنہ ۱۸۸۳ء تک ٹیونس مین غیر ممالک کی قونصلیہ عدالتیں تھیں۔ جنکو یکم جنوری سنہ ۱۸۸۴ء سے موقوف کرکے اونکی جگہ فرانسیسی جج مقرر کئے گئے +

(از اڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) ملک کا انتظام فرانس کے صیغہ خارجیہ کی زیر نگرانی ایک مقامی مجلس وزراء کرتی ہی جسمیں سات وزیر فرانسیسی اور دو عرب ہین۔ ملک ۱۳۔ سول اضلاع اور دو فوجی احاطوں اور ایک فوجی چوکی میں منقسم ہے۔ حکام اضلاع فرانسیسی ہیں۔ اور ماتحت اہلکار عرب خاید و شیوخ۔ دیسیون کی مقدمات عرب

---

[۱] جسطرح مصر پر انگریزوں نے قبضہ کیا ہوا ہی اسیطرح ترکی کی اس ماتحت ریاست پر فرانس نے فوجی قبضہ اور ملکی تصرف کر رکھا ہی اب بظاہر ٹیونس کا ترکی سے کوئی تعلق نہیں رہگیا۔ تاہم سلطان المعظم اوسکو برابر اپنا ماتحت علاقہ سمجھتے ہیں اور موجودہ صورت کو صرف عارضی جانتے ہیں جسکا جلدی یا دیر مین مٹجانا اور پھر سابقہ حالت کا عود کرانا شان ایزدی سے کچھ بعید نہین + مؤلف

[۲] سید علی کی وفات پر اوسکا بیٹا سید محمد الہادی ۱۱ جون سنہ ۱۹۰۲ء کو مسند نشین ہوا۔ اور مئی سنہ ۱۹۰۶ء میں بعمر ۵۱ سال لاولد مر گیا۔ تو سید محمد الناصر بک ولد محمد پاشا برادر سید علی مسند نشین ہوا۔ اس کی عمر بھی سنہ ۱۹۰۶ء مین ۵۱ سال کی ہوئی ڈاڑھی منڈاتا ہے +

قضاۃ کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ اور یورپینوں کی باہم یا یورپینوں اور دیسیوں کے فرنچ ججوں کی سامنے فرانس نے اپنا قبضہ تونس تمام یورپین دول سے تسلیم کرا لیا ہے۔ البتہ ٹرکی نے اسے ابتک قانوناً و رسماً تسلیم نہیں کیا۔ فرانس نے باوجود دعوی تہذیب و انسانیت تونس کے لئے اسقدر آزادی بھی نہیں رہنے دی جو ہندوستان کی دیسی ریاستوں کو حاصل ہے حکمران محض نمایشی کٹ پتلی ہے۔ کل عملہ ہاند اوسی طرح ہے۔ جیسا کہ کسی خالص مقبوضہ میں ہوتا ہے۔ سنہ ۱۹۰۶ء مین فرانس نے بھی ترکی سنعدی کو سخت تشویش کی نگاہ سے دیکھا۔ چنانچہ ۲ اگست کو فرانس نے ایک سخت مراسلہ بابعالی کو لکھا کہ ترکوں نے طرابلس الغرب کے جنوب میں صحرائے نخلستان جنت پر کیون قبضہ کر لیا ہے۔ بابعالی نے جواب دیا کہ وہ مقام ہے ہی ہمارا کوئی نیا قبضہ نہیں ہوا۔ نہ کسیکو اوسپر معترض ہونیکا حق حاصل ہے۔[1]

[1] طرابلس الغرب کی موجودہ حالت اور ٹیونس میں فرانس کی غاصبانہ چیرہ دستی کی مفصل کیفیت ناظرین کو حافظ عبدالرحمن صاحب امرتسری سیاح بلاد اسلامیہ کی مندرجہ ذیل تحریر مورخہ ۲۹ جون سنہ ۱۹۰۶ء سے جو الجزائر سے آپ نے بھیجی تھی معلوم ہو جائے گی۔

بلاد مغرب میں اس مرتبہ جب ہندوستان سے روانہ ہوا تو میری خواہش یہ تھی کہ پہلے کی طرح اپنے سفر کو ملک مصر تک محدود نہ رکھوں چنانچہ اسی غرض سے اول بغداد اور مزارات متبرکہ کی سیر کی۔ اور پھر موصل حلب۔ دمشق۔ بیروت۔ بیت المقدس ہوتا ہوا مصر پہونچا۔ اور ساڑھے تین ماہ مصر اور وادی نیل کی سیر کرنے کے بعد اب بلاد مغرب میری جولانگاہ ہے۔

میں ۱۵ رمئی کو اسکندریہ سے طرابلس الغرب کو روانہ ہوا۔ چونکہ ان دنوں ملک مصر میں ہیضہ کی چھیڑ چھاڑ تھی اسواسطے ہمارا جہاز پہلے جزیرہ روس میں پہونچا۔ جو مصر شام استنبول اور طرابلس کا قرنطینہ بھگتنے کے واسطے ایک عمومی مرکز دولت علیہ عثمانیہ کی طرف سے قرار پا چکا ہے۔ جہاز تین دن اسجگہ ٹھیرا رہا۔ پھر رستہ میں تمام چھوٹے بڑے بندر گاہوں پر مثل جزیرہ کریٹ۔ بنی غازی۔ ورنا مال کے اوتارنے اور چڑہانے میں ایک ایک دو دو دن ٹھیرتا ہوا پندرہویں دن طرابلس الغرب پہونچا۔ اسقدر توقف قرنطینہ بھگتنے۔ اور باربرداری جہاز میں سوار ہونے کے باعث تھا۔ ورنہ تیز جہاز چار پانچ دن میں طرابلس الغرب پہونچ جاتے ہیں +

روڈس بہت آباد جزیرہ ہے۔ عمدگی آب و ہوا کے باعث دور دور کے لوگ موسم گرما میں یہاں چلے آتے ہیں تجارتی ترقی کے لحاظ سے جزیرہ کریٹ بڑھا ہوا ہے۔ گھاٹ پختہ اور اوس کے کنارہ کنارہ بازار بہت خوبصورت دکھائی دیتے ہیں۔ باشندے بیشتر یونانی۔ کچھ ترکی اور کچھ عرب ہیں مسجدیں بھی موجود ہیں۔ مگر آبادی کا انتظام کمیشن دول اجنبیہ کے چار قنصل اس جگہ رہتے ہیں۔ اور ہر ایک سلطنت کی تھوڑی تھوڑی فوج بھی موجود ہے۔

باقی اگلے صفحہ پر

تونس میں ۲۰۳۴۰ فرنچ فوج مقیم ہے۔ جسکا ۱۹۱۰ افسر بھی اسی تعداد میں شامل ہیں۔ اسکا خرچ فرانس کا خزانہ دیتا ہے۔ تونس کی اپنی فوج عملاً صفر ہے۔ اوس کی کُل کائنات چھ سو افسر و سپاہی ہیں۔ جو والی ریاست کی باڈیگارڈ کا کام دیتے ہیں۔ فوجی پولیس بھی محض فرانسیسی اور ۱۰۵۰ اکس پر مشتمل ہے۔ مقامی اور شہری پولیس البتہ تونسیوں سے مرتب کی گئی ہے۔

بنی غازی خاص عربوں کی بستی اور دولت عثمانیہ کے تحت حکم ہے۔ مگر جزیرہ روڈس کیطرح اسکا بندرگاہ بھی خام ہے۔ طرابلس الغرب بہت بڑا شہر ہے۔ بندرگاہ پختہ اور دونوں طرف دو مستحکم قلعے بنے ہوئے ہیں۔ ۱۵ ہزار کے قریب فوج وہاں رہتی ہے۔ دولت عثمانیہ کی طرف سے رجب پاشا وہاں کا والی ہے۔ مجھے اون سے ملاقات کرنیکا اتفاق ہوا۔ فارسی زبان میں بات چیت ہوتی رہی۔ آدمی با اخلاق ہے۔ اس پاشا کے زمانہ میں بیرون شہر آبادی نے بہت ترقی کی ہے۔ ایک مدرسہ حرفت و صنعت کا ہے جسمیں غریب مسلمانوں کے بچوں اور خصوصاً یتیم بچوں کو کام سکھایا جاتا ہے۔ کھانے پینے اور پہننے کے جملہ مصارف گورنمنٹ کے ذمہ ہیں منشی عبدالکریم کردی کے ذریعے جو استنبول سے میرے آشنا ساتھ اور اسوقت سلطانی فوجکی امامت پر مقرر ہیں۔ اس مدرسہ کو دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ لوہار، بڑھئی، موچی، ساور جولاہے کا کام سکھلایا جاتا ہے۔ لڑکوں کی بنائی ہوئی چیزیں میں نے دیکھیں صفائی۔ اور خوبصورتی کے لحاظ سے بہت عمدہ تھیں۔ ایک نارمل سکول اور ایک مدرسہ ترکی زبان کا گورنمنٹ عثمانیہ کیجانب سے ہے۔ فرنچ اور اطالین گورنمنٹ کی طرف سے بھی تین چار مدرسے ہیں عربی کا چرچا بہت کم۔ باوجودیکہ یہ شہر خاص عربوں کا ہے۔

فرنچ گورنمنٹ کا ٹیکس مسافروں پر۔ ایام اقامت طرابلس میں معلوم ہوا کہ جو مسافر ٹیونس کو جائے۔ اوسکو لازم ہے کہ ۱۰ فرانک۔ یا (چھ روپیے) فرنچ قنصل کو دیکر جہاز میں سوار ہونے کی اجازت حاصل کرے۔ اور اسکی وجہ یہ معلوم ہوئی کہ بیشمار مفلس لوگ جو زیارت حرمین کو چلے جاتے ہیں۔ اور واپسی کے وقت تکلیف دہی کا باعث ہوتے ہیں اونکو اس سے عبرت ہو۔ غالباً یہ قانون ایسا ہی ہے جیسا کہ ہندوستان کا یہ قانون کہ حرمین کا عازم کرایہ واپسی گورنمنٹ انگریزی کے ایک عہدہ دار مقرر کے پاس جمع کردے۔ میں اس سے نجات حاصل کرنے کی غرض سے برٹش قنصل کے پاس گیا۔ اور اوسکی مہربانی سے اجازت نامہ بلا ادائے معاوضہ ملگیا۔

ہندوستان کے متعدد خطوط اور اخبار جو قاہرہ سے فارورڈ ہو کر آئے ہوئے تھے ڈاکخانہ سے وصول ہوئے۔ ڈاکخانہ کا پوسٹ ماسٹر نعمت اللہ تبریزی بغداد کا رہنے والا اور فارسی خوب جانتا ہے یہ شخص بہت حسن اخلاق سے پیش آیا۔

اجازت نامہ حاصل کرنے کے بعد میں اسی ٹیونس کے جہاز پر سوار ہوا۔ جہاز رات کو سفر کرتا اور دن کو ہر بندرگاہ پر پانچ چھ گھنٹے ٹھیرتا تھا۔ اس طرح سے قابس۔ صفاقس۔ مہندیہ کی سیر کا اچھا موقعہ ملا۔ مدینہ شریف کے بعض عرب جو دیار بکر اور استنبول سے ہوتے ہوئے بلاد مغرب کے عازم تھے۔ طرابلس سے اون کے ساتھ شناسائی ہوگئی۔ دلتی اور صحیح

رقبہ و آبادی موجودہ حدود اربعہ یہ ہیں۔ شمال مشرق میں بحیرہ روم۔ مغرب میں فرانسیسی مقبوضہ الجیریا (جو نیز کئی صدیوں تک عثمانی علاقہ رہچکا ہے اور ۱۸۳۲ء میں فرانس نے اوسپر قبضہ کرلیا) صوبہ قسطنطین ہے۔ اور جنوب میں صحرائے اعظم و ترکی صوبہ ٹریپولی (طرابلس الغرب) ہے

کہانا پینا سب بک جاتا تہا۔ میں اور ایک عرب تو سوسہ میں اُتر گئے۔ اور باقی سب کے سب ٹیونس کو روانہ ہوئے۔ سوسہ اگرچہ کوئی تاریخی شہر نہیں مگر قیروان کا راستہ یہیں سے ہے۔

قیروان۔ قیروان وہ شہر ہے جو ۵۰ھ میں تعمیر ہوا اور بنی اُمیہ و بنی عباس کے عہد حکومت میں بلاد مغرب کا پایہ تخت تھا۔ عروج کے زمانہ میں اسکا محیط بارہ میل اور علوم عربیہ کا بڑا بہاری مرکز تہا۔ مگر اب اسکی حیثیت ایک حبہ سے زیادہ نہیں۔ اور علوم کا چرچا بہی بہت کم ہے۔ اسکی موجودہ شہرت صرف اسوجہ سے ہے کہ صحابہ کرام کا آباد کیا ہوا اور بعض بزرگان دین کا مدفن ہے۔ عام لوگ اسیوجہ سے اسکو مقدس سمجہتے ہیں میں ریل پر سوار ہوکر کوئی دو گہنٹہ کے عرصہ میں قیروان پہونچا۔ ریٹرن ٹکٹ مساوی ہوا یعنی ایک تہائی کرایہ کی تخفیف پر لیا تہا مجہے اس شہر میں جامع عقبہ بن نافع کی عمارت بہت پسند آئی۔ جو اپنی قدامت اور وسعت اور خوبصورتی کے ساتھ اب بہی دور دراز کے یورپین سیاحوں کے واسطے کشش کا باعث ہے۔ اب تک میں جسقدر سفر کیا یا تو پتھر کی عمارت دیکہنے میں آئی۔ یا ڈبل اینٹوں کی۔ مگر قیروان میں چہوٹی اینٹوں کی عمارت بہی نظر سے گذری جنکا طول ایک بالشت کے قریب تہا۔

ٹیونس۔ میں قیروان کی سیر سے فارغ ہوکر سوسہ کے راستہ سے ٹیونس میں آیا۔ ان دونوں شہروں میں بہی ریل کے ذریعہ سفر ہوتا ہے۔ ٹیونس بہت بڑا شہر اور افریقہ کے تمام شہروں میں آبادی کے لحاظ سے تیسرے درجہ پر۔ اور علوم عربیہ کی درس و تدریس کے لحاظ سے دوسرے درجہ پر ہے۔ ازہر کے نمونہ پر ایک درسگاہ جامع زیتونہ کے نام سے یہاں موجود ہے اور شاید قدامت میں اوس سے بڑہکر۔ مجہسے ایک شخص نے کہا کہ اسکی تعمیر کا مادہ تاریخ "اَعلمہ" ہے۔ جس سے ۱۴۱ھ ہجری برآمد ہوتا ہے۔ مگر مجہے اب تک کسی کتاب سے اسکی تحقیق کا موقع نہیں ملا۔ یہاں کی علمی و ادبی ترقیات میں سے تین چیزیں مجہے بہت پسند آئیں۔

(۱) جمعیۃ ابن خلدون۔ یہ مدرسہ ابن خلدون مشہور مؤرخ کے نام سے بنایا گیا ہے۔ اور اوسمیں خاصکر علم تاریخ کا درس دیا جاتا ہے۔ شیخ البشیر صفر جو اسوقت محکمۂ اوقاف کے پریزیڈنٹ ہیں۔ ہفتہ میں تین چار لیکچر تاریخ پر دیتے ہیں۔ شیخ مذکور عربی اور فرنچ زبانوں سے خوب ماہر اور فن تاریخ پر انکی نظر بہت وسیع ہے۔ میں ان کے ایک لیکچر میں حاضر ہوا۔ دو گہنٹے کے قریب لیکچر دیتے رہے۔ خاتمہ لیکچر پر اون سے ملاقات ہوئی۔ کوئی آدہ گہنٹے تک گفتگو کرتے رہے بہت با اخلاق آدمی ہیں۔ مدارس قدیمہ کے طالب علموں کو ان لیکچروں میں حاضر ہونے اور فن تاریخ میں مہارت پیدا کرنے کی یہ ضرورت پیدا ہوئی ہے کہ محکمۂ اوقاف میں وہی شخص نوکر رکہا جاتا ہے۔ جسکے پاس اس جمعیۃ کی سند ہو۔

(باقی اگلا صفحہ پر)

شرقاً غرباً اوسط عرض ۸۰ میل ہے۔ اور کل رقبہ تخمیناً ۱ لاکھہ ۵۰ ہزار انگریزی مربع میل ہے جسمیں صحرا کا وہ حصہ بھی جو بلد الجرید کے مشرق گدامیز تک چلا گیا ہے شامل ہے۔ آبادی کا اندازہ پندرہ لاکھہ کیا گیا ہے جنمیں سے سنہ ۱۸۹۱ء میں ۹۹۷۳ فرانسیسی تھے۔ آبادی کا جزو اعظم بدو عرب و اہل قبایل ہیں۔

چنانچہ جامع زیتونہ اور اطراف و جوانب کے بیشمار طالب علم اس جمعیہ میں حاضر ہوتے ہیں۔

(۲) جمعیۃ قدماہ تلامذہ مدرسہ صادقیہ۔ یہ کمیٹی صادق بے ایک معزز رئیس نے یادگار رئیس خیر الدین پاشا مصنف کتاب اقوام المسالک فی معرفتہ احوال الممالک کے قایم کی ہے۔ لوگ ہر ہفتہ ایک مکان میں جمع ہوتے ہیں۔ کبھی فرانسیسی زبان میں اور کبھی عربی زبان میں مختلف علوم و فنون پر تقریر کرتے ہیں۔ میرے ایام اقامت میں شیخ محمد نخیلی مدرس جامع زیتونہ کا لیکچر بنی امیہ کے زوال اور بنی عباس کی ترقی اور تقدم علوم پر تھا۔ سکرٹری کمیٹی نے ٹکٹ بھیجکر مجکو بھی مدعا کیا تھا حقیقت یہ ہے کہ شیخ محمد نخیلی بہت خوش بیان کثیر الاطلاع اور محقق شخص ہے۔ بنی امیہ کے زوال اور بنی عباس کے قیام کے اسباب اس عمدگی سے بیان کئے جن کے سُننے سے کمال مسرت ہوتی تھی۔

(۳) ایک فرنچ اخبار جو باشندگان ٹیونس کے حقوق حاصل کرنے کی غرض سے ایک فرانسیسی نے جاری کیا ہے۔ اڈیٹر دولتمند اور عالم ہے۔ اور بڑے دھڑلے کے مضامین لکھتا ہے۔ ٹیونس کے مسلمانوں عیسائیوں اور یہودیوں کے منتخب لوگ اس اڈیٹر کے معاون ہیں۔ ایک خاص مکان ان سب کے واسطے کرایہ پر لیا گیا ہے جہاں مہینہ میں ایک دو بار مجمع ہوتا ہے۔ اس کمیٹی نے شیخ عبد العزیز ثعالبی کی درخواست پر مجھے مدعو کیا۔ شیخ عبد العزیز استنبول سے میرے شناسا ہیں۔ اُنہوں نے کھانے کی میز پر بیٹھنے سے پہلے مجھے اڈیٹر اور ممبران سے شناسا کیا۔ یہ لوگ میرے سفر کا حال سُنکر بہت خوش ہوئے۔ فرنچ گورنمنٹ کا جو سلوک ٹیونس کی مسلمان رعایا کے ساتھ مجھے معلوم ہوا تھا۔ اور اس کے مقابلہ میں جو فیاضی اور سیرچشمی انگلش گورنمنٹ کی مصر میں میری نظر سے گذری تھی مینے مختصراً حاضرین جلسہ کے سامنے بیان کی۔ اور یہہ بھی ظاہر کیا کہ میری معلومات کے مطابق یہ پہلی مجلس ہے جسمیں مسلمان عیسائی اور یہودی باوجود اختلاف مذہب اور اختلاف ممالک کے صرف اہل وطن کے حقوق حاصل کرنے کیغرض سے اکٹھا جمع ہوتے ہیں۔

ٹیونس میں عربی کے چھہ سات اخبار ہفتہ وار شایع ہوتے ہیں۔ مگر مضامین کے لحاظ سے معمولی ایک علمی رسالہ بھی خیر الدین کے نام سے چھپتا ہے۔ عربی کتابیں بیشتر مصر۔ بیروت اور استنبول کی چھپی ہوئی یہاں بکتی ہیں۔ ٹیونسیوں کی توجہ کتابوں کے چھاپنے پر کم ہے۔ ایک کتبخانہ جامع زیتونہ میں بہت پرانا ہے میں نے چند مرتبہ جامع زیتونہ میں جاکر کتابوں کو دیکھا۔ واقعی بعض کتابیں ایسی ہیں جو اب تک ہندوستان میں نہیں پہونچیں

(اناڈیشن سنہ ۱۹۰۶ع) رقبہ ۵۱ ہزار میل مربع ہے - اور آبادی ۱۹ لاکھ - یہودی ۶۰ ہزار ہیں - اور فرانسیسی سنہ ۱۹۰۱ع میں ۳۸۸۸۹ تھے جنمیں ۱۴۶۸۸ بحری و بری سپاہی تھے - دیگر یورپین بہ تفصیل ذیل ۸۲۶۶۷ تھے - اطالین ۶۷۴۲۰ - مالٹی ۱۲۰۵۶ - دیگر اقوام ۳۱۹۱ - پایہ تخت تونس کی آبادی ایک لاکھ ۷۰ ہزار ہے - جنمیں ۱۲ ہزار پانسو فرانسیسی - ۲۷ ½ ہزار دیگر یورپین اور باقی عرب - مور حبشی اور یہودی ہیں -

باشندگان حرمین کے حقوق حرمین کے باشندوں کے واسطے ٹیونس میں خاص رعائتیں ہیں - جس شخص کے پاس مکہ یا مدینہ میں پیدا ہونیکی سند ہو - اوسکو ٹیونس میں ایک برس تک ستائیس فرانک ماہوار کے حساب سے معاش ملتا ہے (۲۷ فرانک قریباً ۱۶ روپے کے برابر ہوتے ہیں) اور اگر وہاں کے مشاہیر میں سے ہو تو اوسکو دو چند اور چلتے وقت چار پونڈ کے قریب زاد راہ - جو شخص ایک دفعہ ٹیونس میں آئے - جبتک اوسکو چھہ برس نہ ہولیں دوبارہ معاش لینے کا مستحق نہیں - اس معاش کیوجہ سے بیشمار مکی اور مدنی ہر سال یہاں آتے رہتے ہیں -

بردو شہر سے باہر کوئی میل بھر کے فاصلہ پر ایک عمارت بارحو دو بردو کے نام سے مشہور ہے - جہاں ٹیونس کا حاکم کبھی کبھی اجلاس کیا کرتا ہے - شہر سے باردو تک ٹریموے جاری ہے - مَیں اور میرے ساتھی مدنی عرب اس کے دیکھنے کو گئے - اور جانے سے پیشتر فرنچ قونصل کے دفتر سے اجازت نامہ لیا - جسکا معاوضہ کچھہ نہیں دینا پڑا - یہ عمارت بہت وسیع اور ایک منزلہ ہے - تمام کمرے اعلیٰ قسم کے فرش سے آراستہ ہیں - ایک کمرہ میں مختلف مشاہیر کی تصویریں آویزاں ہیں - دو تین کمروں میں حاکم ٹیونس کے جلوس کی جگہ ہے - کرسیاں طلائی ہیں - اور دیوار پر طلائی پتری جڑ کر خاص قسم کا کام کیا ہے - چونکہ ایشیائی وضع کا کام ہے - یورپ کے سیاح اسکو بہت شوق سے دیکھتے ہیں - مگر جنہے ہندوستان کے کسی راجہ یا نواب کا محل دیکھا ہو اوس کے واسطے کچھہ دلچسپی نہیں -

قرطاجنہ ٹیونس سے آٹھ دس میل کے فاصلہ پر قرطاجنہ کے کھنڈرات ہیں - جسکو پرانی تاریخوں میں کارتھیج لکھا ہے - ٹیونس اور قرطاجنہ میں ریل جاری ہے - میں اور سیٹھہ ہری رام جو حیدر آباد سندھ کے معزز سوداگر - اور ٹیونس اور الجزائیر میں اونکی تجارتی دوکانیں ہیں - قرطاجنہ کی سیر کو گئے - ریل چونکہ روانہ ہو چکی تھی - اسواسطے ایک دو اسپہ گاڑی کرایہ پر لیگئی - قرطاجنہ کے اِردگرد کئی آبادیاں ہیں - فرانسیسیوں نے قرطاجنہ کی مٹی کھود کر آثار قدیمہ برآمد کئے ہیں - اور وہیں ایک بلندی پر عجائب خانہ بناکر جملہ چیزوں کو اوسمیں حفاظت سے رکھا ہے - اس سیر کے مصارف سیٹھہ ہری رام نے اپنی جیب سے ادا کئے - اور چونکہ وہ فرنچ زبان جانتے ہیں - اسواسطے مجھے کسی ترجمان کی ضرورت نہیں رہی - عجائب خانہ کا ایک ملازم جو سیر کرانے کی غرض سے ہمارے ساتھ ہو لیا تھا - وہ فرانسیسی میں حال بیان کرتا تھا - اور سیٹھہ صاحب اُردو میں ترجمہ کرتے تھے - میں سیٹھہ صاحب کی اس مہربانی کا ممنون ہوں -

باقی اگلے صفحہ پر

اکثر باشندے مسلمان ہیں۔ جو شیخ الاسلام کے تابع ہیں۔ تونس میں وقف کو حبس کہتے ہیں۔ حبسی املاک کی آمدنی مذہبی تعلیمی و خیراتی امور پر خرچ ہوتی ہے۔ ملک میں ۳۵ ہزار رومن کیتھولک ہیں۔ جو کارتیج کے آرچ بشپ اور بزاطہ و سفاکس کے بشپوں اور دیگر ۲۵ پادری عہدہ داران کے تابع ہیں۔ گریک چرچ باشندے چار سو ہیں۔ اور انگریزی کلیسیا کے معتقد و فرانسیسی پروٹسٹنٹ بھی کچھہ ہیں ۲۳۔ انگریز پادری ملک میں اپنا مذہبی فرض ادا کر رہے ہیں۔

والی ٹیونس اور فرانسیسیوں کا انتظام | اب مجھے صرف یہ بیان کرنا باقی ہے کہ ٹیونس کا ملک فرانسیسیوں کے سیاسی قبضہ میں ہے۔ جسکو احتلال کہتے ہیں۔ والی ٹیونس کو ایک مقررہ تنخواہ ملتی ہے۔ ملک کے انتظام میں اسکو کچھہ دخل نہیں۔ وہ مجبور ہے کہ کونسل جو تجویز پیش کرے اوسپر دستخط کر دے۔ وہ کسی اجنبی سے مل نہیں سکتا۔ شہر ٹیونس سے باہر نہیں جا سکتا۔ کونسل کے کل ممبر فرانسیس ہیں۔ مسلمان ایک بھی نہیں۔ تمام بڑے بڑے عہدے فرانسیسیوں کے قبضہ میں ہیں۔ مسلمانوں میں سب سے بڑا عہدہ شیخ المشیر صفر کا ہے جسکو ۷۰۰ فرانک ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ جو انگریزی سکہ میں ۲۸ پونڈ اور ہندوستانی سکہ میں چار سو بیس روپے ہوتے ہیں۔ اور چند عہدہ دار تین تین سو فرانک یعنے ۱۲ پونڈ ماہوار کے ہیں۔ کلرکوں اور دیگر کارکنوں کی تنخواہ ۵۰ فرانک یا سو فرانک ہے۔ فرنچ گورنمنٹ مسلمانوں سے اسقدر بدظن ہے کہ ڈاکخانہ کے کل اہلکار فرانسیس ہیں۔ صرف ایک مترجم عربی دان ملازم ہے۔ جو اہل فرقوں کے سوال و جواب میں مدد دیتا ہے۔ میں جب مصر میں تہا اور مصریوں کی زبان سے انگریزوں کی شکاتیں سنتا تہا تو میرا خیال انگریزوں کی نسبت کچھہ اور تہا۔ مگر ٹیونس کے حالات دیکھنے سے میری وہ رائے بدل گئی ۔

مصر پر بھی انگریزوں کا قبضہ سیاسی ہے مگر کونسل میں مسلمان موجود ہیں۔ تمام بڑی بڑی عہدوں پر مسلمان ہیں۔ خدیو کو اختیار ہے کہ ملک میں دورہ کرے۔ ملک سے باہر کہیں آمد و رفت کرے۔ چنانچہ ہر سال خدیو کا یورپ جانا اسکی دلیل ہے۔ خدیو بھی دستخط کرنے پر مجبور رہے۔ مگر کونسل میں مسلمان موجود ہیں۔ وہ مسلمانوں کی بہتری پر غور کر سکتے ہیں۔ اور جس تجویز کو مسلمانوں کے لئے مضر سمجہیں۔ اونکو اختیار ہے کہ انگریزی ممبروں سے اتفاق نہ کریں۔ اخبارات آزاد۔ اور ہمیشہ تخلیہ مصر پر رائے زنی کرتے ہیں۔ مگر ٹیونس میں ان چیزوں کا نام نہیں۔

قسن طینہ | میں پندرہ دن ٹیونس میں رہنے کے بعد ریل کے ذریعے قسن طینہ کو روانہ ہوا جو بلاد الجزائر کا ایک مشہور شہر اور اسلام سے پہلے کا آباد ہے۔ یہ شہر پہاڑ پر آباد ہے۔ اور اس کے گرد ایک پہاڑی نالہ قدرتی فصیل کے طور پر واقع ہوا ہے۔ جسکا عمق ایکہزار گز سے کم نہ ہوگا۔ پہاڑی نشیب و فراز کے لحاظ سے اسکی آبادی قسطنطنیہ یعنی استنبول کے مشابہ ہے۔ جب سے فرانسیسیوں کا قبضہ ہوا ہے۔ اونہوں نے شہر کے باہر ایک اور آبادی قایم کی ہے۔ اور پہاڑی نالہ پر دونوں آبادیوں میں حایل ہے پل باندہکر آبادی قدیم اور جدیدہ کو ملا دیا ہے۔ (باقی آیندہ صفحہ)

سنہ ۱۹۰۱ء میں ۸۴ فرنچ پرائمری مدارس معہ ۱۹ ہزار طلبا کے تھے - طلبا میں ⅓ لڑکیاں تھیں - تونس کی جامع زیتونیہ میں جامع ازہر کیطرح بڑا مذہبی اسلامی مدرسہ ہے - پایہ تخت میں مزید برآں اور ۹۶ - اور دیگر شہروں میں ۱۳۳۸ پرائمری اسلامی مکتب ہیں - جنمیں سے بعض کو سرکاری مدد ملتی ہے علاوی کالج میں ایک نارمل سکول معہ ۱۲۵ طلبا ہے اور ایک پرائمری سکول معہ ۴۴۰ طلبا - تونس کے ہائی سکول کارناٹ میں سنہ ۱۹۰۳ء ۶۶۰ طلبا تھے جو عموماً فرنچ یا یہودی تھے - خاص تونس اور صفاکس مین کی پرائیویٹ مدرسے حال ہی میں کہل گئے ہیں - فرانس کیطرح تونس کے فرنچ مدارس میں بھی مذہبی تعلیم کی ممانعت ہو گئی ہے - اطالین مشنوں کے بھی بہت سے مدرسے تونس اور دوسرے بڑے شہروں میں ہیں -

شہر بہت آباد - اور عمارتیں نہایت عمدگی اور خوبی سے بنائی گئی ہیں - یہاں دو تین عالموں سے ملاقات ہوئی ہے جگہہ علوم دینیہ کا درس ہوتا ہے - ایک سہ عربی اور فرانسیسی خاص مسلمانوں کے طالب علموں کیواسطے گورنمنٹی ہے - مگر عربی کا مطبع نام کو نہیں - ٹیونس کی اخباریں - اور مصر و بیروت کی چہاپہ شدہ کتابیں یہاں فروخت ہوتی ہیں

الجزائر | قسن طینہ سے چلکر الجزائر پہونچا - یہ سفر بھی ریل ہی کے ذریعے تہا - اگرچہ ٹیونس سے الجزائر تک جہاز کا کرایہ ریل کی نسبت نصف ہے - مگر قسن طینہ کی سیر کے شوق اور آرام نے ریل کے سفر پر توجہ دلائی - الجزائر بڑا بہاری بندرگاہ اور شہر بہت آباد اور خوبصورت ہے - مگر مشرقی علوم کی ترقی اسمیں کم ہے - اوقاف پر گورنمنٹ فرانس کا قبضہ ہے - اور وہ حسب منشا ابدیہ مساجد وغیرہ کی آبادی میں اسکو صرف کرتی ہے - باشندگان جرمن کی واسطے یہاں کوئی معاش نہیں - بلکہ فرنچ گورنمنٹ رعایائے دولت عثمانی سے اسقدر بدظن ہے کہ کوئی شخص بغیر خاص وجوہات کے یہاں داخل نہیں ہو سکتا - مکی اور مدنی عرب جو ٹیونس میں میرے ہم جلیس تھے چاہتے تھے کہ الجزائر میں داخل ہوں - مگر چونکہ اونکو معلوم تہا کہ ایسے اشخاص کے ملک میں داخل ہونے کے ساتھ ہی فرنچ پولیس گرفتار کرکے حوالات میں لے جاتی ہے - اور بڑی مشکلوں کے بعد اونکو واپس جانیکا موقعہ ملتا ہے - اسواسطے اونہوں نے اپنا عزم ترک کر دیا -

قسن طینہ سے الجزائر تک جدہر دیکھو انگوروں کے درختوں سے زمینیں سرسبز ہیں - اس سے میں نے خیال کیا تہا کہ الجزائر کے مسلمان کاشتکاری میں بہت اچھی حالت میں ہیں - مگر الجزائر میں دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہہ تمام کاشتکار فرانسیس ہیں اور دن بدن بذریعہ خرید اراضی اونکی کاشت ترقی پر اور مسلمانوں کی کاشت تنزل پر ہے

ٹیونس قسن طینہ اور الجزائر کے مسلمانوں کا لباس دین ہندوستان کے مسلمانوں سے بہت کم ہے صرف ایک قسم کا کپڑا کلکتہ سے منگواتے ہیں جو عمامہ کا کام دیتا ہے - اور اوسپر ریشم کے بیل بوٹے ہوتے ہیں - یہ لوگ اسکو آغا بافی کے نام سے پکارتے ہیں - ان ملکوں کا منی آرڈر بھی بمبئی - کلکتہ کے سوا اور کہیں نہیں جاتا -

دارالسلطنت کا نام بھی ٹیونس ہے جسکی آبادی معہ مضافات ایک لاکھ ۵۳ ہزار ہے۔ انیس سو ۴۰ ہزار یورپین ہیں باقی مور۔ عرب حبشی اور یہودی ہیں سنہ ۱۸۹۳ء میں سمندر سے بندرگاہ ٹیونس تک ایک وسیع وعمیق نہر تیار ہوکر کھولی گئی جسکی راستہ سمندر میں چلنے والے بڑی بڑے جہاز بخط مستقیم ٹیونس پہونچنے کے قابل ہو گئے ہیں۔

لوگ بنک کے ذریعہ روپیہ بھیجتے ہیں اور یہ چک دراصل لنڈن بنک کے نام ہوتا ہے۔ براہ راست کسی بنک سے بھی ان کا لین دین نہیں۔

الجزائر میں مسلمان بچوں کے واسطے خصوصیت سے ایک مدرسہ ہے۔ عربی کا اوستاد مسلمان۔ اور تاریخ جغرافیہ حساب وغیرہ علوم کیواسطے اوستاد فرانسیسی ہیں۔ فرانسیسی زبان کے مدارس متعدد ہیں۔ میڈیکل کالج۔ لا کالج انجنیرنگ کالج۔ یہ سب فرانسیسی میں ہیں علوم قدیمہ ایک جامع میں پڑھائے جاتے ہیں۔ ہر اوستاد ایک ایک مضمون پر درس دیتا ہے مجھے ایکبار درس تفسیر اور ایکبار درس فقہ میں شامل ہونیکا موقعہ ملا۔ پڑھانے کا طریق بہت اچھا تھا۔ ان دونوں اُستادوں کے علاوہ عربی فرانسیسی مدرسکے اوستاد اور چند دیگر اہل علم سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ یہاں کی علما علی العموم روشن خیال معلوم ہوتے ہیں معلوم ہوا کہ یہ سب شیخ محمد عبدہ مرحوم مفتی کی تحریروں کا نتیجہ ہے۔ شیخ مرحوم ومغفور انتقال سے پیشتر ٹیونس اور الجزائر میں آئے تھے۔ بلاد مغرب کے لوگوں میں اونکی ویسی ہی عزت ہے جیسی ہندوستان میں آنریبل سرسید احمد خان مرحوم ومغفور کی۔

تعلیم عمومی کی نسبت لوگوں نے بیان کیا کہ زیادہ رواج نحو معانی۔ ادب اور انشاء اور توحید وفقہ کا ہے کہ ان علوم کے جاننے سے قضاء کا عہدہ اور دیگر سرکاری عہدے ملسکتے ہیں علم تفسیر کا مدار جلالین کی تعلیم پر ہے۔ بخاری کا درس ایام رمضان میں ہوتا ہے۔ اور وہ بھی تبرکاً۔ اُستاد اسقدر جلدی سے حدیث کو ختم کرتا ہے جیسا ہمارے ملک کے بعض حافظ تراویح کی قرأت میں جلدی کیا کرتے ہیں۔ تلامذہ کی طرف سے کوئی سوال نہیں ہوتا۔ اور نہ اوستاد کسی امر کی تشریح کرتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس روا روی میں کیا ہو سکتا ہے۔ تمام الجزائر میں صرف قسنطینہ۔ الجزائر۔ اور تلمسان تین شہر ایسے بیان کئے گئے جنمیں علوم عربی کا چرچا ہے۔ فقہ میں تلمسان کے علماء اور ادب میں قسنطینہ کے علماء کو ایک خاص قسم کا امتیاز حاصل ہے۔ اور الجزائر میں بھی علوم بقدر توسط کے موجود ہیں۔ مگر ان تینوں شہروں میں عربی کا کوئی اخبار نہیں۔ عربی کا مطبع بھی صرف الجزائر میں ہے۔ جو احمد بن مراد ترکی نے سال گذشتہ سے جاری کیا ہے۔ ہر قسم کی کتابیں مصر۔ بیروت اور قسطنطنیہ سے آتی ہیں۔ اور کچھ کتابیں فاس دار الخلافہ مراکش سے بھی۔

فرنچ گورنمنٹ کا عام برتاؤ | فرنچ گورنمنٹ کی طرف سے جو بے اعتدالی اوقاف پر قبضہ کرنے سے ہوئی ہے۔ (باقی اگلے صفحہ

سنہ ۱۸۹۲ء میں ۱۸ سرکاری اور نو غیر سرکاری ابتدائی مدارس تھے۔ جن کے طلباء کی تعداد ۱۲۱۵، (منجملہ ازیں ۵۲ ۱۴ لڑکیاں تھیں) تھی۔

قبضہ فرانس کیوقت سے قصبہ کارتھیج کو رومن کیتھولک نے ہیک مذہبی علاقہ کا صدر مقام بنا یا گیا ہے۔ مذہبی اقتدار اعلیٰ الجیرز کے آرچ بشپ کو حاصل ہے اور وہی اپنے نائبین اور مذہبی عہدہ دار بھی مقرر کرتا ہے۔ کل آبادی باستثناء ذیل مسلمان ہے۔ یہودی ۵۴ ہزار۔ رومن کیتھولک ۳۵ ہزار۔ گریک کیتھولک چار سو۔ پراٹسٹنٹ ۲۵۰۔

اور جو بے اعتنائی مسلمانوں کو بڑی عہدوں سے محروم رکہنے میں ظہور پذیر ہے۔ وہ فرانسیسیوں کی جمہوری حکومت اور مساوات حقوق کے دعویٰ کے بالکل خلاف ہے۔ گو مسلمانوں پر اس ملک میں فوجی خدمت جبری نہیں مگر اس سے مسلمانوں کو کوئی فایدہ نہیں۔ بلکہ اونکا ضعیف کرنا مقصود ہے۔ فوجی خدمت کیواسطے فرانسیسی تاجر اور زمیندار جو تجارت اور زراعت سے دن بدن مالامال ہو رہے ہیں۔ اونکی اولاد مستفید ہوتی ہے۔ عرب بھی فوج میں بھرتی ہیں۔ مگر اکثر سپاہی۔ تہوڑے لفٹنٹ۔ اور ایک یا دو کپتان۔ ہاں تنخواہیں فرانسیسیوں اور عربوں کی برابر ہیں۔ چند باخبر اشخاص نے بیان کیا کہ فرانس کا قانون ملک فرانس کے واسطے اور ہے اور مقبوضات کیواسطے اور۔ باوجود ان امور کے جو چیز مجھے فرانسیسی عملداری میں دلچسپ معلوم ہوئی وہ فرانسیسیوں کی عمیم الاخلاقی ہے۔ تکبر اون کے مزاج میں نام کو نہیں۔ راہ چلتے ہوئے بڑے سے بڑا عہدہ دار اس امر کا مجاز نہیں ہے کہ قلی تک کو راستہ خالی کرنے کیواسطے کہے۔ پبلک گارڈن کی بنچوں پر ایک فرانسیس بیٹہا ہوا ہے۔ ساتھ ہی اوسکی میم ہے۔ اور اوسی جگہ ایک عرب آکر بیٹھ جاتا ہے۔ کبھی کسی نے خیال نہیں کیا کہ میم کے برابر ایک عرب کیوں بیٹھتا ہے۔ غرض حاکم اور محکوم کا جو تنفر انڈیا میں ہے اوسکا ان ممالک میں نام تک نہیں۔

لباس اور زبان کی نسبت اونکے خیالات طرابلس۔ سوسہ۔ قیروان۔ ٹیونس۔ قسنطینہ۔ اور الجزائر میں یہ عجیب بات دیکھنے میں آئی کہ جو شخص اون جیسا لباس نہ پہنتا ہو اوسکی مسلمانی میں شک کرتے ہیں۔ اور جو ان جیسی عربی نہ بولتا ہو اوسکا عرب ہونا تسلیم نہیں کرتے۔ حالانکہ ان صوبوں کا لباس اور زبان بالکل جداگانہ ہے۔ عربی انکی اسقدر غلط اور اصلیت سے منحرف ہے کہ اسکو عربی سے کچھہ مناسبت نہیں بلکہ ایک صوبہ کے باشندے دوسرے صوبہ کے باشندوں کی زبان سمجھنے سے قاصر ہیں۔

ٹیونس کے لوگوں کا پاجامہ گھٹنوں تک اونچا ہوتا ہے۔ بعض کی پنڈلیاں برہنہ ہوتی ہیں اور بعض لمبی جرابوں سے اس برہنگی کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ الجزائر کے لوگ ترکی ٹوپی پر دو گز سفید ململ کا رومال لپیٹتے ہیں جو سر اور کانوں اور ٹہوڑی کے نیچے تک۔ چکر کہاتا ہے۔ پہر اس کے اوپر ایک بل دار پگڑی لپیٹتے ہیں جو کبھی کلکتہ کی ساخت اور کبھی بہیڑ بکری کے بالوں کی اور کبھی ململ کی ہوتی ہے۔ یہ پگڑی ٹوپی کے محیط پر باندہی جاتی ہے

صیغہ مال

۱۸۹۴ء اور ۱۹۰۵ء کی آمدنی ۲۳۲۳۱۰۰ / ۳۰۱۲۴۷۵۸ فرینک اور خرچ ۲ کروڑ ۳۱ لاکھ ۵۳ ہزار ۸ سو ۰۵ / ۳۰۰۲۲۹۳۲ فرینک اندازہ کیا گیا تھا۔ ۱۸۹۵ء و ۱۹۰۳ء کے موازنے یہ ہیں۔

چندوا بالکل خالی ہوتا ہے۔

ان ممالک میں کھجور کے پتوں سے ایک ٹوپی بنائی جاتی ہے۔ جو انگریزی ٹوپی ہیٹ کے مشابہ ہے۔ مگر اس کا چھجہ یعنے محیط کبھی کبھی وسعت میں سینی کے برابر ہوتا ہے۔ یہ لوگ اس کے پہننے کو ایام گرما میں ضروری سمجھتے ہیں۔ اور اگر کوئی انگریزی ہیٹ پہنے تو اوسکو کافر قرار دیتے ہیں۔ مینے قسطنطنیہ کے ایک عالم سے کہا کہ تمہاری ٹوپی یوروپ کی نقل ہے اسکا پہننا بھی مثل ہیٹ کے حرام ہوگا۔ اونہوں نے کہا کہ یہ ٹوپی خاص اہل افریقہ کی ایجاد ہے مینے کہا بہرکیف دونوں ٹوپیاں یکساں ہیں عالم نے کہا نہیں یہ اسلامی ہے اور وہ کافرانہ ہے ذرا اس عقلمندی کو دیکھئے!

مسافر نوازی کا نہ ہونا پیشتر اس سے کہ بلاد مغرب کے حالات ختم کروں مجھے یہ لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مصر- طرابلس قیروان- ٹیونس- قسطنطینہ اور الجزائر کے مسلمانوں سے مسافر نوازی کا جوہر قریبًا قریبًا معدوم ہو چکا ہے یہ لوگ مسافر سے صرف اسقدر پوچھنا کافی سمجھتے ہیں۔ ”انت مسلم“ جب اوس نے ہاں کی تو کہتے ہیں الحمدللہ اس کے بعد بالخیر و شما بہ سلامت۔ ایک کو دوسرے سے کچھ سروکار نہیں۔ اس عادت کا برتاؤ عام ہے۔ عرب ہو یا عجم۔ البتہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں سید ہوں یا مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ سے آیا ہوں۔ تو اوسکو کھانا دیں گے- زاد راہ بھی بہم پہونچائیں گے۔ خواہ وہ جاہل ہو یا عالم۔ اسقدر کافی ہے کہ وہ ان اوصاف کا مدعی ہو۔

اہل علم اس سے زیادہ مخاطب ہوتے ہیں۔ ملک کے حالات۔ اسلام کی کیفیت۔ حدود شرعیہ کا اجراء۔ گورنمنٹ انگریزی کا سلوک پوچھتے ہیں اور قہوہ کی ایک پیالی اور سگریٹ نذر کرتے ہیں۔ اور بار بار یہ الفاظ کہتے ہیں۔ تشرفنا۔ حلّت البرکۃ۔ ان کی ملاقات سے یہ فایدہ ہے کہ لوگوں کی شناسائی اور بعض جگہ ترجمانی میں مدد دیتے ہیں۔ مگر کوئی یہ نہیں کہتا کہ چلو! ہمارے مکان میں ٹھیرو۔ یا ایک وقت کی دعوت قبول کرو۔

اس خصوصیت سے ہندوستان اور ترکوں کی سرزمین خصوصًا استنبول قابل تعریف ہے۔ صدہا تکئیے ملک ملک کے مسافروں کے واسطے استنبول میں موجود ہیں۔ اور جہاں کسی ترک کو مسافر کی قابلیت کا حال معلوم ہوا تو مہینوں اوس کو اپنے ہاں مہمان رکھتے ہیں۔ اور اس عرصہ میں اوس کے جملہ مصارف کے متکفل ہوتے ہیں اور چلتے وقت زاد راہ بھی دیتے ہیں۔

میرا سفر بلاد مغرب کے متعلق جسقدر رہا وہ اب قریبًا خاتمہ پر ہے۔ کیونکہ اب میں مارسیلز جانے کو تیار ہوں جو فرانس کا مشہور بندرگاہ اور الجزائر سے ۲۸ گھنٹے کی مسافت پر ہے۔ وہاں اندنوں ایک عظیم الشان نمایش قایم ہے۔ مگر جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ مارسیلز کے تمام باشندے نصرانی اور اونکی زبان فرنچ ہے تو خیال گذرتا ہے کہ

مدات آمدنی	فرنیک	مدات خرچ	فرنیک	مدات آمدنی	فرنیک	مدات خرچ	فرنیک
محاصل بلاواسطہ	سنہ ۱۸۹۵ء ۶۹۳۴۴۰۰ سنہ ۱۹۰۳ء ۷۸۱۴۰۰	محکمہ ادائی سود وغیرہ قرضہ	۱۱۴۳۹۰۰	محکمہ املاک	سنہ ۱۸۹۵ء ۸۷۸۶۰۰ سنہ ۱۹۰۳ء ۱۱۴۷۲۰۰	فوج	۶۰۸۶۷۰
محصول پرمٹ وغیرہ	سنہ ۱۸۹۵ء ۷۵۱۱۰۰۰ سنہ ۱۹۰۳ء ۱۱۴۷۶۰۰	انتظامی محکمہ	۳۱۵۲۱۵۲	مختلف	سنہ ۱۸۹۵ء ۹۸۲۳۰۰ سنہ ۱۹۰۵ء ۱۱۲۳۹۰۰	مختلف	۲۷۶۲۷۰۲
اجارے	سنہ ۱۸۹۵ء ۵۱۷۵۸۰۰ سنہ ۱۹۰۳ء ۶۵۹۹۲۰۰	تعمیرات عامہ	۴۴۷۹۵۰۰	میزان آمدنی معمولی	۲۲۴۸۲۰۰۰	میزان اخراجات معمولی	۲۲۴۴۳۹۹۲

سنہ ۱۸۸۴ء مین کل قومی قرضوں کو ۵۰۲۰۰۰۰۰ پونڈ کی ایک رقم مین مجتمع کیا گیا اور اسکو ۱۳۱۵۳۰۰۶ تمسکوں میں تقسیم کر کے ہر ایک تمسک کی نام نہاد مالیت پانسو فرنیک رکھی گئی اور یہ قرار دیا گیا کہ یہ قرضہ دوامی ہوگا یعنی اصل کبھی ادا نہیں کیا جائیگا اور صرف سود سالانہ دیا جاویگا۔ شرح سود ۴ فیصدی مقرر کیگئی اور اسکی سالانہ مقدار ۲۵۲۳۰۰ پونڈ یا ۶۳۰۷۵۲۰ فرنیک معین کیگئی۔ سنہ ۱۸۸۹ء میں اس قرضہ کو دوسری ہئیت میں تبدیل کر کے شرح سود کی بجائے ۳½ فیصدی کر دیگئی۔ اور قرار دیا گیا کہ سالانہ جزوی ادائیگیوں سے کل قرضہ ۹۹ برسوں میں بیباق کر دیا جاوے سنہ ۱۸۹۲ء میں اس ۳½ فیصدی سود والے قابل انفکاک قرضہ کو ۳ فیصدی سود کے قرضہ میں متبدل کر دیا گیا سنہ ۱۹۰۱ء سے تقریباً ۳ کروڑ فرانک سالانہ تعمیر ریل کے لئے قرض لیا جا رہا ہے۔

کسب و روزگار عام کسب کاشتکاری ہے۔ سنہ ۱۸۹۲ء میں گندم ۵۰۴۴۶۴ ہیکٹیر[2] پر اور جو ۲۹۶۰۷۴ ہیکٹیر پر یعنے کل مزروعہ رقبہ کے چھٹے حصہ پر کاشت تھی۔ انگورستانوں کا رقبہ ۶۵۵ ہیکٹیر ہے جنسے ۹۴۸۵۹

[1] سنہ ۱۹۰۳ء کی آمدنی میں ایک مد ڈاک و تار کی بھی ہے جسکی رقم ۱۱۶۹۱۰۰ فرنیک بتائی گئی ہے اور غیر معمولی آمدنی ۲۲۹۵۸۵۶۴ جملہ ۳۴۱۳۹۶۴ ۵۴۱ فرنیک۔ خرچ کی مدیں یہ دکھائی گئی ہیں۔ وظیفہ حکمران و ارکان خاندان ۱۶۸۰۰۰۰۔ محکمہ ادائی سود وغیرہ ۱۲۳۸۰۲۴۳۳۔ تار و ڈاک ۱۵۶۵۱۱۳۔ انتظامی صیغہ ۲۸۱۰۰۷۶۔ زراعت و جنگلات ۳۰۴۲۶۹۴۔ تعلیم ۱۰۸۹۹۱۱۔ تعمیرات عامہ ۲۶۸۶۰۸۷۶۴۔ فوج ۱۵۰۶۹۵۰۔ مختلف ۲۳۷۸۱۵۷۔ میزان ۳۴۵۲۶۱۵۴۰ فرانک +

[2] ہیکٹیر فرانسیسی پیمانہ سطحی ہے اور ۲ ۴۷/۱۰۰ ایکڑ کے برابر ہے +

مجھو اس نمایش سے کیا فائدہ ہوگا۔ بہر کیف مارسیلیہ کے بعد ہسپانیہ داخل ہو کر قرطبہ۔ غرناطہ کے آثار قدیمہ کے دیکھنے کا ارادہ ہے۔ پھر جبل طارق۔ اس کے بعد جو کچھ قرار پائیگا اوس سے اطلاع دی جائے گی۔

ہندوستانی۔ ایرانی۔ افغان۔ بخاری۔ جو تمام عراق شام اور مصر میں ملا کرتے تھے۔ بلاد مغرب میں کہیں ان کا نام نہیں صرف سیٹھ ہیری رام سندھی تاجر سے وہاں میں ایک دفعہ ملاقات ہو جاتی ہے۔ اور ان کی گفتگو سے تھوڑی دیر کیواسطے ہندوستان کے خیالات تازہ ہو جاتے ہیں۔ حیدرآباد کے ہندوؤں کی ایک دکان پوہلومل کے نام سے بھی اسجگہ موجود ہے۔

سنا ہی کہ پنجاب کے معتبین اول بلاد مغرب میں آنکھوں کا علاج کرتے ہیں مگر میری نظر سے کوئی نہیں گذرا + (۲۹ جون ۱۹۰۶ء)

ہیکٹو لیٹر[1] پیدا ہوتی ہے۔ جو زیادہ تر مقامی طور پر ہی صرف ہو جاتی ہے۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں ۹۶ لاکھ ۱ ہزار ہیکٹو لیٹر روغن زیتون پیدا ہوا۔ ۱۳ دسمبر سنہ ۱۸۹۲ء / سنہ ۱۹۰۳ء کو تعداد مویشی یہ تھی۔ گھوڑی ۵۱۶۳۴ / ۲۰۲۴۰ گدھے اور خچریں ۱۱۹۶۰۶ / ۱۰۸۰۹۴ گائے بیل بھینس ۲۳۲۷۳۶ / ۲۰۰۲۰۰ بھیڑیں ۱۲۲۳۴۸۱ / ۷۱۹۶۱۰ بکریاں ۶۸۱۶۳۶ / ۵۰۹۴۲۸ اونٹ ۱۲۲۶۹۴ / ۱۴۶۸۹۹ سور ۱۰۹۲۳ / ۷۸۵۵ سنہ ۱۹۰۳ء میں ۲ کانوں پر کام جاری تھا۔ اور ۸ سو آدمی کام کر رہے تھے۔ گفا کی کان فاسفیٹ کو جدید ۱۰۰ میل لمبی ریلوے سے بہت مدد ملی ہے۔

ماہی گاہوں کے ٹھیکے بالعموم اطالین لوگوں کے ہاتھ میں ہیں۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں مچھلی کا شکار بہ تفصیل ذیل ہوا سارڈین مچھلی ۶۱۱۳۰۵۶ کیلوگرام[2] مالیتی ۷۲۲۱ پونڈ۔ انچو وی مچھلی ۹۵۶۲۴۴ کیلوگرام مالیتی ۲۱۶۷۸ پونڈ۔ اسفنج دسیپ ۱۹۹۶۲۰ کیلوگرام مالیتی ۱۲۲۶۹۴ پونڈ + دیسی دستکاری اونی پارچات۔ قالین۔ زردوزی سوا جی کفار شجلدوزی۔ مگٹوی دباغت وریشمی پارچات ہیں۔

تجارت پچھلے دو برسوں میں ٹیونس اور دیگر ممالک میں جو تجارت ہوئی اوسکی مالیت ملک وار حسب ذیل ہے۔

نام ملک	سنہ ۱۸۹۳ء		سنہ ۱۸۹۴ء		سنہ ۱۹۰۳ء	
	درآمد اس ملک سے	برآمد اس ملک کو	درآمد اس ملک سے	برآمد اس ملک کو	درآمد اوس ملک سے	برآمد اوس ملک کو
	فرینک	فرینک	فرینک	فرینک	فرینکس	فرینک
فرانس و الجیریا	۲۳۳۳۸۷۵۰	۱۹۴۱۳۷۲۵	۲۴۸۹۷۲۰	۲۵۹۱۲۰۸۸	۴ کروڑ ۳۹ لاکھ	۵ کروڑ
برطانیہ کلان و مالٹا	۵۲۲۰۰۷۵	۳۰۷۸۴۵۰	۷۶۵۶۰۱	۴۶۹۳۰۴۰	۹۰ لاکھ ۲۰ ہزار	۹۳ لاکھ ۱۸ ہزار
اٹلی	۴۱۱۱۸۵۰	۴۵۴۰۳۰۰	۴۱۹۸۷۲۲	۳۱۶۳۴۵۴	۶۳ لاکھ	۴۵ لاکھ ۴ ہزار
آسٹریا	۱۲۴۶۶۰۰	۱۴۷۴۷۵	۴۱۸۰۹۳	۱۹۷۲۳۹	۴۲ ہزار ۵ سو	۶۶ لاکھ ۶ ہزار
بلجیم	۹۹۸۱۲۵	۴۶۵۸۲۵	۱۴۸۰۷۵۳	۱۲۹۳۶۴۶	۲۳ لاکھ	۱۸ لاکھ ۱۹ ہزار
روس و دیگر ممالک	۳۴۶۷۸۲۵	۲۰۳۹۵۵۰	۳۲۷۶۵۲۶	۱۶۷۳۲۹۹	۰	۰
میزان	۳۸۳۸۳۲۲۵	۶۹۶۸۵۳۲۵	۴۱۹۲۲۷۱۵	۳۶۹۳۲۷۶۶	۷۱۳۹۸۶۴۳	۸۳۶۱۲۸۷۷

سنہ ۱۸۹۴ء میں بڑی اشیاء درآمد یہ تھیں: سوتی پارچات ۵۶ لاکھ فرینک۔ سیمولینا ۴۴ لاکھ نو سو فرینک دھاتی اشیاء ۲۸ لاکھ فرینک۔ قند ۱۸ لاکھ فرینک گندم ۱۸ لاکھ فرینک۔ ملبوسات ۱۲ لاکھ فرینک قہوہ دس لاکھ فرینک بڑی اشیاء برآمد یہ تھیں:۔ گندم ۶۳ لاکھ فرینک جو ۳۹ لاکھ فرینک روغن زیتون ۶۹ لاکھ فرینک مویشی ۱۵ لاکھ الفا دوبن پندرہ لاکھ اسفنج بارہ لاکھ فرینک۔ رنگنے کی چھال بارہ لاکھ فرینک جست ۱۱ لاکھ فرینک پچھلے پانچ

[1] ہیکٹو لیٹر سیال اشیاء اور اجناس کا پیمانہ ہے۔ خشک پیمانہ $2\frac{3}{4}$ بشلوں کے برابر اور سیال اشیاء کا پیمانہ ۲۲ گیلن کے برابر ہے۔

[2] کیلوگرام $2\frac{205}{1000}$ پونڈ کے برابر ہوتا ہے +

برسوں میں ٹیونس اور برطانیہ کلان میں بروئے نقشجات مجلس تجارت اسقدر تجارت ہوئی۔

	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۱۸۹۱ء	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۹۰۳ء
ٹیونس سے برطانیہ کلان کو جو مال گیا	۴۴۶۷۱۸ پونڈ	۳۰۴۲۱۱ پونڈ	۱۳۱۸۵۸ پونڈ	۴۸۷۰۵ پونڈ	۸۸۵۲۸ پونڈ	۲۵۲۸۲۱ پونڈ
برطانیہ کلان سے جو ٹیونس میں آیا	۱۶۴۶۱۷	۱۷۴۷۴۵	۱۱۱۲۸۹	۱۱۲۶۹۹	۲۲۶۶۸۸	۳۶۲۵۰۸

سنہ ۹۴ء میں برطانیہ کلان کو بڑی اجناس گئیں:۔ کاغذ بنانیکا دیگر مصالحہ اور اسپرٹو گھاس ۵۱۹۴۵ پونڈ مالیت کا۔ اور انگلستان سے بڑی جنس سوتی پارچات تہیتی ۵۸۹۳۱۹ پونڈ کے گئی۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں ٹیونس کے بندرگاہو میں ۹۰۸۸ جہاز ۲۰۱۰۶۸۹ ٹن کے داخل ہوئے۔ انمیں سے ۵۴۵ جہاز ۱۰۹۱۷۹۵ ٹن کے فرانسیسی ۵۴۸ جہاز ۲۳۵۳۵ ٹن کے۔ طالین اور ۱۸۲ جہاز ۱۲۴۹۹۶ ٹن کے انگریزی تھے۔ ریلوے لائنوں کی لمبائی ۲۶۰ میل ہے اور کئی نئی لائنیں زیر تعمیر ہیں۔ سلسلہ تار برقی کا طول ۱۵۲۵ میل ہے جسکی تاروں کی لمبائی ۳۰۴۰ میل ہے۔ ۷۳ تار گھر ہیں۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں انہوں نے ۵۱۰۲۴۱ پیغام روانہ کیے۔ اسی سال ۱۲۱ ڈاکخانہ تھے جنہوں نے ۲۶۲۴۹۹۴ ملکی خطوط وغیرہ اور ۲۰۷ لاکھ ۱۸ غیر ملکی خطوط وغیرہ روانہ و تقسیم کیے (انسائیکلوپیڈیا ترہواں اڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) سنہ ۱۹۰۳ء میں تونس کی سولہ بندرگاہوں میں ۱۱۵۴۲ جہاز وزنی ۳۰۷۵۹۲۲ ٹن داخل ہوئے۔ انمیں ۱۹ سو جہاز وزنی ۱۴۲۸۱۶۹ ٹن فرنچ تھے۔ ریلوے کا طول ۳۰۴ میل تھا۔ جو کل ہم فرنچ کے ہاتھ میں ہے ۲۰۰۵ میل سلسلہ تار برقی کا طول ہے اور اسکی تاروں ۵۰ سو میل۔ ۱۲۵ تار گھر ہیں۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ۴۳۳۴۷۰ برقی پیغام بھیجے گئے۔ اسی سال ۹ ٹیلیفونی سلسلے شہروں کے اندر ۲۸ میل طویل تھے جنکی تار ۲۰۳ میل تھی۔ اور مختلف شہروں کے مابین ۷ سلسلے ٹیلیفونی تھے۔ جنکی تار ۵۸۰ لمبی تھے۔ اور پانچ لاکھ ۸۶ ہزار پیغام بھیجے گئے سنہ ۱۹۰۲ء میں ۷۴۳ ڈاکخانہ تھے جنکی ذریعہ ملکی خطوط وغیرہ ۱۲۶۹۰۶۱۴۱ اور غیر ملکی ۱۵۸۸۲۰۴۸ تقسیم ہوئی۔

سکے اوزان اور پیمانے کی پہلے سکہ پیاستر مروج تہا جو ۱۶ قروب یا چہہ پنس کے برابر ہوتا تہا۔ اب سرکاری مضروبات فرانسیسی سکوں کے مشابہ ہیں اور فرانس میں مضروب ہوتی ہیں عام مستعمل وزن اونس ہے جو ۳۱.۴۸۰۰۰ گرام کے برابر ہے۔ رطل میں ۱۶ اسی لے کر ۲۴۔ اونس تک ہوتی ہیں

پیمانہ غلہ۔ قافی = ۱۶ اوبابی = ۱۶ البشل + ایک ویبی = ۱۲ اصاع۔

طولانی پیمانہ جات۔ بق عربی برائے ململ = ۵۳۹۲/۱۰۰۰۰ گز کے + بق ترکی برای ریشم = ۰۵۹/۱۰۰۰۰ گز کے + بق اندلسوٹی برائے پارچات ۷۰۹۴/۱۰۰۰۰ گز کے۔

انگریزی قونصل جنرل متعینہ ٹیونس۔ ڈبلیو ایچ ڈی ہیگرڈ + موجودہ قونصل جنرل مریدکلی نائب قونصل تونس مسٹر جانسٹن۔ بزاطہ۔ سفاکس۔ سوسا اور قیروان میں بھی انگریزی نائب قونصل ہیں۔

ترکی بجٹ ۹۸-۱۸۹۷ء اور مالی حالت

ترکی کی مالی حالت گو ایسی اچھی اور عمدہ نہیں ہے۔ تاہم جیسا کہ اوسکے دشمنوں کا خیال یا آرزو ہے وہ دیوالیہ بھی نہیں ہے۔ اسمیں کوئی کلام نہیں کہ ۱۸۷۶ء میں جب اعلیحضرت خلیفۃ المسلمین عبد الحمید مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے اوسوقت ترکی مالی صیغہ کیحالت ناگفتہ بہ تھی جو تھوڑے ہی عرصہ بعد جنگ کے شروع ہوجانے اور پھر اوس کے بعد کئی زرخیز صوبوں کے قبضہ سے نکلجانے اور ان حوادثات کے لازمی نتایج یعنی بدامنی و بدنسقی کی طفیل اور بھی ابتر ہو گئی۔ مگر جنگ سے فارغ ہوتے ہی جس محکمہ کی اصلاح کیطرف سب سے پہلے حضور ممدوح متوجہ ہوئے وہ صیغہ مال تھا۔ وہ جانتے تھے کہ ملک کی ترقی و خوشحالی زیادہ تر اسی محکمہ کی اصلاح پر مبنی ہے۔

یہ امر بیشک قابل افسوس ہے کہ عیسائی رفیق یا دشمن سلطنتوں کی جا بیجا دست اندازی اور عیسائی رعایا کی شورہ پشتی اور خودسری کیوجہ سے یا مسلمانوں کی کاہلی۔ لاپروائی اور بیفکری سے اعلیحضرت کو اپنی مساعی جمیلہ میں جیسی کہ چاہیے ویسی کامیابی نہیں ہوئی۔ ہر سال اخراجات غیر معمولی کی بھرمار سے جو انہی عیسائیوں کی مہربانی سے ضروری اور اٹل ہو گئی ہیں آمدنی سے خرچ زیادہ ہوتا رہا ہے۔ مگر یہ اُنہی کی ذاتی کوشش و جانفشانی کا نتیجہ ہے کہ آمدنی کم ہوجانے پر معمولی اخراجات و آمدنی کا موازنہ برابر قایم رکھہ سکتے رہے ہیں اور غیر معمولی اخراجات کے لئے ممالک غیر سے قرض لینے کی بجائے پرانے قرضوں ہی کی رد و بدل سے یا اشد مجبوری کی صورت میں خود اپنے ہی ملک سے قرض لیکر کام چلاتے رہے ہیں۔ ارمنیوں کی مسلسل دو سال کی بغاوت سے کئی صوبوں کی آمدنی میں لازمی طور پر کمی واقع ہوئی اور اوس کے انطفاء اور قیام امن کے لئے کئی لاکھ زاید فوج کئی مہینوں تک تیار رکھنی پڑی۔ اور ساتھ ہی مخالف سلطنتوں کی دہمکیوں کے باعث ملک کی حفاظت اور ضروری مقامات کی مورچہ بندیوں وغیرہ کی بھی ضرورت لاحق ہو گئی۔ اِن سب پر اسقدر زر خطیر صرف ہوا کہ مخالفین سلطنت عثمانیہ کو پورا یقین تھا کہ سلطان المعظم کو اب بہرحال ممالک غیر سے قرض لینا پڑیگا۔ اور اس ضرورت کیوجہ سے اونپر جو کچھہ دباؤ ڈالا جاویگا وہ بہ مجبوری اوسے تسلیم کریں گے۔

یہ امر کہ سلطان المعظم کو قرضہ کی ضرورت تھی یا نہیں۔ اور اگر ضرورت تھی تو کیا اونکا ارادہ قرض لینے کا تھا یا نہیں انہیں کو خوب معلوم ہوگا لیکن یہ امر واقع ہے کہ اس سال کے بجٹ کی شایع ہونیسے مخالفین کے منصوبے خاک میں مل گئے ہیں۔ اور اونکو یقین ہوگیا ہے کہ اعلیحضرت ایسی کارروائی سے حتی الامکان ہمیشہ بچتے رہیں گے جس سے غیروں کو اونکی سلطنت میں اور زیادہ مداخلت کرنیکا موقعہ ملنے کا احتمال ہو۔

بجٹ کو درج کرنے سے پہلے ناظرین کو یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت عثمانیہ کی آمدنی کو

ٹرکی پر فوقیت نہیں رکھتی سلطنت عثمانیہ کی آمدنی سے پانچ گنی زیادہ ہے۔ اسکی کئی باعث ہیں۔ سب سے بڑا یہ کہ ترکوں نے اپنے ملک کے قدرتی وسایل اور زرخیزی سے فایدہ اوٹھانے کی کوشش نہیں کی۔ اور اب اگر سلطان المعظم کی جد وجہد سے کسیقدر اس طرف متوجہ بھی ہوئی ہیں تو اونکو فائیدہ اوٹھانیکا موقعہ نہیں دیا جاتا۔ دوم صنعت وحرفت کی کساد بازاری اور علوم وفنون جدیدہ سے ناواقفی۔ سوم دیگر ممالک کی نسبت ٹرکی میں محاصل تھوڑے اور ہلکے ہیں۔ پھر اسٹیمپ ٹیکس و ہنڈ لگان کی نسبت بری الذمہ اور مستثنی املاک و اشخاص کی تعداد زیادہ ہے۔ چہارم محصول درآمد و برآمد میں ممالک اجنبیہ کے ساتھ بہت رعایت کی گئی ہے اور دوسری ملکوں کی نسبت شرح محصول عموماً کم رکھی گئی ہے۔ پنجم لگان و معاملہ اراضی کا جنس میں وصول کرنا جس سے عمال کو خیانت کرنیکا بہت موقعہ ملتا ہے۔ ششم عام طور پر حکام کی خودغرضی و لاپروائی۔

اس تفصیل کے ساتھ ہی یہ بتا دینا بھی مناسب ہے کہ یہ نقص آجکل کے پیدا شدہ نہیں۔ بلکہ صدیوں سے چلے آتے ہیں۔ کئی عالی ہمت سلاطین کو انکی اصلاح کا خیال پیدا ہوا مگر بدقسمتی سے اندرونی سازشوں اور بغاوتوں اور بیرونی حملوں نے انہیں اپنے ارادوں میں کامیاب ہونے نہ دیا۔ اعلیحضرت سلطان **عبد الحمید** باوجود اونہیں موانعات کے جو سلطان محمود اور سلطان سلیم کو پیش آئے۔ ان نقصونکی اصلاح میں بڑی سرگرمی سے مصروف ہیں۔ اور اگر خدا کو منظور رہے تو ضرور ایک دن حصول مدعا میں کامیاب ہو جائیں گے۔

بجٹ کی تیاری کیلئے اعلیحضرت نے وزیر صیغہ مال کے ساتھ امپیریل عثمانیہ بنک کے ڈائرکٹر جنرل سر ایڈگار ونسنٹ کو بھی شامل ہونیکا حکم دیا تھا۔

چنانچہ صاحب موصوف اپنی رپورٹ میں پچھلے سالوں کے بجٹوں (موازنوں) میں نقص نکالتے ہیں کہ وہ کسی ایک قاعدہ پر تیار نہیں کئے جاتے رہے۔ سنہ ۱۸۹۰ء سے لیکر سلطنت کی سالانہ آمدنی ایک کروڑ چہتر لاکھ پونڈ ترکی اور معمولی خرچ ایک کروڑ ۸۶ لاکھ پونڈ ترکی سالانہ ہوتی رہی ہیں۔ یعنی بالاوسط ہر سال ۱۱ لاکھ پونڈ کا خسارہ ہوتا رہا ہے اس تفصیل کے بعد صاحب موصوف آمدنی کی بڑہانے اور خرچ کو کم کرنے کے مسئلہ پر بحث کرتے ہیں اونکی رائے میں جنگی محکمہ پر بہت زیادہ خرچ ہوتا ہے۔ فرانس میں جنگی محکمہ کے خرچ کی نسبت ملکی محکموں کے خرچ سے ۳۴ فیصدی اور روس و جرمنی میں ۴۶ فیصدی ہے۔ مگر ترکی میں یہ نسبت ۱۰ فیصدی ہے جو دنیا کے تمام ملکوں سے زیادہ ہے مالی انتظام میں دو اور بڑی قباحتیں اونکے نزدیک ہیں کہ خیانت کی گرم بازاری ہے اور ملازمونکی تعداد زیادہ ہے۔ اور اونکو باقاعدہ تنخواہ نہیں ملتی امر اول کا تدارک اونکی رائے میں عبرتناک سزاؤں اور سخت نگرانی سے کیا جانا چاہئے ملازمونکی نسبت [illegible] جو نقصان سلطنت کو پہونچ رہا ہے۔۔۔ اوسکی نظیر میں وہ پوسٹ خانونکی آمدنی کو پیش کرتے ہیں

جو سال ۱۸۹۱ء [illegible] ۳۲ لاکھ [illegible] تک تھی [illegible]

درانحالیکہ جن مدوں کا انتظام کمیشن قرضہ قومی کو سپرد ہے - اونکی آمدنی میں ان بدن ترقی ہو رہی ہے - مگر وہ ملازمین کو بھی ایک طرح سے معذور سمجھتے ہیں جنکی سات سات آٹھ آٹھ مہینونکی تنخواہ بقایا میں ہو اون سے دیانتداری جانفشانی کی اُمید رکھنا فضول ہے - اسکا علاج وہ یہ بتاتے ہیں کہ ایک خاص کمیشن مقرر کیجائے - اور تمام ملازمونکی تنخواہ کی برابر ایک سالانہ رقم اوس کے لئے خاص کیجائے اور اس رقم کا بارہواں حصہ ہر مہینے اوسکو ادا کیا جاوے تاکہ ادنےٰ سے ادنےٰ ملازم کو بھی اوسی باقاعدگی سے تنخواہ ملے جسطرح کہ اعلیٰ عہدہ داران سلطنت کو ملتی ہے -

اضافہ آمدنی کی ایک تدبیر یہ بتائی گئی ہے کہ تمباکو کے اجارہ کا پورا انتظام کیا جاوے - ٹرکی کی تقریباً کل باشندے یا کم از کم دو کروڑ ترک تمباکو کے سخت عادی ہیں - مگر اس اجارہ سے صرف گیارہ لاکھ پونڈ ترکی وصول ہوتے ہیں - حالانکہ مصر میں بھی جسکی آبادی اس سے تیسرا حصہ ہے اسیقدر رقم وصول ہوتی ہے - اس سے صاف ظاہر ہے کہ ٹرکی میں اس اجارہ کا ٹھیک انتظام نہیں مصر میں معقول انتظام کے طفیل اس کی آمدنی پچھلے آٹھ برسوں میں دس گنی بڑھ گئی ہے - سر انڈیگار ونسنٹ کی رائے میں شرح محصول درآمد کو بھی جو اسوقت آٹھ فیصدی ہے - اور یونان - بلگیریا - سرویا وغیرہ ممالک متصلہ کی شرح سے بہت کم ہے - ممالک غیر سے نئے تجارتی معاہدے کر کے بڑہا دینا چاہیئے -

اسکے بعد صاحب موصوف عثمانیہ بنکی ضمانت کا ذکر کرتے ہیں - اور آخر کار ٹرکی کی مالی مشکلات کی نسبت حکم لگاتے ہیں کہ مصر کی مشکلات سے جنمیں وہ ۱۸۸۳ء میں مبتلا تھا بدرجہا کم ہیں ٹرکی میں خرچ کم کرنے اور آمدنی کے بڑہانیکی بڑی گنجایش ہے - اگر مصر کی مالی مشکلات کا مسئلہ اسیقدر پیچیدہ ہوتا جتنا کہ ٹرکی کا ہے - تو مصر کے ویوالیہ پن کو ہٹانیکی جان توڑ کوششیں چھ برسونکی بجائے چھ ہی مہینوں میں کامیابی کیساتھ ختم ہو جاتیں - ٹرکی میں آمدنی و خرچ کا موازنہ قایم کرنیکے لئے فقط توجہ اور دیانتداری کی ضرورت ہے خاتمہ پر وہ سلطان المعظم کیخدمت میں مندرجہ ذیل سفارشیں کرتے ہیں -

(۱) جنگی خرچ کو کم کیا جاوے (۲) خیانت و بددیانتی کی بیخکنی کیجاوے (۳) عہدہ دارونکو عہدہ کے لحاظ سے (اور نہ کسی فراتی لحاظ سے) مقررہ اندازہ و پیمانہ کے مطابق باقاعدہ تنخواہیں تقسیم کیجاویں (۴) انتظامی عملہ میں ملازمونکی تعداد کم کیجاوے (۵) ذمہ داری کے عہدونکی تنخواہیں بڑہائی جاویں (۶) محاصل بلاواسطہ کو بڑہایا جاوے (۷) آمدنی و خرچ کے ماہواری اور سالانہ نقشے تیار اور شایع کئے جائیں (۸) وزیر مالیہ کو بیقاعدہ خرچ کرنیوالوں کو سزا دینے اور ایسے غیر معمولی اخراجات کو منظور کرنے سے جنکے لئے باقاعدہ طور پر اجازت نہ لیگئی ہو انکار کرنیکا اختیار دیا جاوے -

اوس خاص کمیشن نے جو بجٹ کی تیاری کے لئے مقرر ہوئی تھی اور اس رپورٹ کی منشا کے مطابق تیار کر کے اعلیحضرت کیخدمت میں پیش کیا تو اونہوں نے نہ صرف کمیشن کی سفارشونکو فی الفور منظور فرمایا کر محکمہ پڑتال حسابات کے پریسیڈنٹ توفیق پاشا کو نگرانی و ضبط انتظام کے کامل اختیارات عطا فرما دئیے - بلکہ ملک کی بہتری و فلاح اور خوشحالی و بہبودی کو اپنی ذاتی آسایش پر مقدم رکھنے کے طبعی وصف کے اقتضا سے جسکی نظیر دوسری فرمانرواؤں

میں ملتی محال ہے۔ اپنی سول لسٹ (صرف خاص) میں سے اب تیسری تخفیف یعنی پچاس ہزار پونڈ کم کر دیئے۔ اعلیٰحضرت
سے پہلے سلاطین کو خزانہ عامرہ سے ۰۰،۴۴،۱۹ پونڈ سالانہ صرف خاص کے لئے ملتے تھے۔ اس رقم کے علاوہ انکو غیر معمولی
اخراجات کے لئے دیگر محکموں کی سالانہ بجٹیں اور فاضلہ رقمیں اور نیز ترکی مخصوصیہ کمپنی جہاز رانی، ہرقلیہ کی
کوئلہ کی کانوں اور شاہی کارخانہ پارچہ بافی و ترکی کلاہ کی آمدنیوں میں سے ۱۰۲۵۳۲۱ پونڈ ترکی سالانہ ملا کرتے تھے
اعلیٰحضرت خلد اللہ ملکہٗ نے تخت پر بیٹھتے ہی دیگر محکموں کی بجٹوں اور ۱۰۲۵۳۳۲ کی سالانہ رقم کا لینا بند کر کے اسکو سلطنت کے
ضروری خرچوں کے لئے خزانہ کے سپرد کر دیا۔ اور بعد ازاں دو مختلف موقعوں پر سول لسٹ میں سے بھی کئی لاکھ پونڈ کم کر دیئے
چنانچہ اب ۹ لاکھ ۴۱ ہزار چار سو پونڈ کی جگہ پانچ لاکھ ۷۷ ہزار پونڈ رہ گئی ہے۔ اعلیٰحضرت کو اسکے علاوہ شاہی املاک کے
محاصل سے بھی تقریباً چھ لاکھ پونڈ کی آمدنی ہوتی ہے جس سے انکی سالانہ آمدنی گیارہ لاکھ ۷۲ ہزار پونڈ کے قریب ہو
جاتی ہے۔ اس آمدنی سے محلسرای کا تمام خرچ ہوتا ہے۔ جسمیں پانچ ہزار سے زیادہ آدمی پرورش پاتے ہیں اور تمام
عہدہ داران محل ہمایوں وغیرہ کی تنخواہ وغیرہ ادا کی جاتی ہے۔ پھر اسپر کوئی دن ایسا نہیں جاتا جسمیں خلیفۃ المسلمین
جیب خاص سے معقول رقم کسی تعلیمی۔ خیراتی یا امدادی کام کے لئے عطا نہ فرماتے ہوں۔ یہ بجٹ سنہ ۱۳۰۹ھ سنہ ۱۳۰۹
ترکی سال) یعنی ۱۸۹۱ء لغایت ۱۸۹۳ء کی آمدنیوں کی اوسط پر تیار کیا گیا ہے آسمیں کئی رقمیں ایسی شامل کی
گئی ہیں جو سنہ ۱۳۱۳ھ ترکی کے خاتمہ پر وصول ہونگی۔ مگر ویسی ہی اسیقدر رقمیں جو سنین گزشتہ کا بقایا ہیں اس برس
میں وصول ہو کر حساب پورا کر دینگی۔ اس سال کے تخمینہ آمدنی میں پچھلے تخمینوں کی نسبت یہ ترمیم کیگئی ہے کہ عشرات (دہ یکی)
میں سے پہلے دس فیصدی حصہ خزانہ عامرہ کے لئے رکھ لیا جاتا تھا۔ اور باقی رقم محکمہ تعلیم عامہ اور زراعتی بنکوں کے
استعمال کے لئے انکو سپرد کر دیجاتی تھی۔ اب کی دفعہ وہ حصہ ساڑھے دس فیصدی کر دیا گیا ہے جس سے خزانہ عامرہ کو دو لاکھ
ترکی پونڈ وصول ہونگے۔ گورنمنٹ عشروں کیجگہ جنکی وصولی میں بہت دقت ہوتی ہے۔ اور جو ہمیشہ کم و بیش ہوتے
رہتے ہیں نقد معاملہ زمین تشخیص کرنے کے مسئلہ پر غور کر رہی ہے۔ سردست بجٹ میں اس مد کی آمدنی ۴۱ لاکھ پونڈ دکھائی
گئی ہے۔ یہ رقم کوئی زیادہ نہیں کیونکہ کئی ضلعوں کی زرعی اور تمدنی حالت میں نئی ریلوی لائنوں کے اجرا سے
بہت ترقی ہو گئی ہے۔ محصول یا ٹیکس اغنام (بھیڑ بکری) کی سالانہ اوسط پچھلے تین سالوں میں جنکی بنا پر بجٹ
تیار کیا گیا ہے ۹۴۹،۷۳۰ پونڈ ترکی تھی (سنہ ۱۳۱۱ھ مطابق اپریل سنہ ۱۸۹۵ء لغایت مارچ سنہ ۱۸۹۸ء) کی بجٹ میں اسی دو لاکھ پونڈ بڑھا کر
۱۱۹۳۷۴۴۹ پونڈ ترکی دکھایا گیا ہے۔ کیونکہ اس سال سے فی شاخ ۳۰ پارہ زاید ٹیکس لگایا جائیگا۔ محصول پیشہ ور انکی اوسط
سالانہ مندرجہ بالا تین سالوں میں ۷۴۲۱۳۵ پونڈ ترکی تھی۔ مگر چونکہ سال زیر بجٹ میں یوروپین صوبوں کیطرح جہاں
سنہ ۱۳۱۲ھ میں معاف کیگئی تھی ایشیائی صوبوں کے زراعت پیشہ لوگوں کو اس ٹیکس سے بری کر دیا جاویگا۔ اسلئے ۳۴۲۱۲۵ پونڈ کم
کر کے ۴ لاکھ پونڈ کا اندازہ لگایا گیا ہے اور قانون حفاظت حق ایجاد و اختراع (پیٹنٹ) کے نفاذ سے ایک لاکھ پونڈ ترکی

آمدنی ہونیکا اندازہ کیا گیا ہی۔ مگر اس قانون کے نفاذ سی پہلے ابھی ضابطہ کی چند امور کی تکمیل ہو جانی ضروری ہے۔

محصول درآمد و برآمد کی سالانہ اوسط اون سالوں میں ۱ لاکھ ۲۰ ہزار پونڈ سالانہ تھی مگر ۱۳۱۲ھ مین جو تجارت کی بیروفقی رہی اُسی مدنظر ۳۰ لاکھ پونڈ ترکی کا اندازہ لگایا گیا ہی پچھلے مہینوں میں پرمٹ خانونکی آمدنی بڑہنی شروع ہو گئی ہے اور سال سوڈان کی عمدہ فصلوں سے اُمید ہی کہ اور زیادہ بڑہ جاوے گی۔

مدات خرچ میں سی قومی قرضہ کے سود و بیباقی وغیرہ کیلئی ۶۴ لاکھ ۵۹ ہزار ۳ سو چند پونڈ ترکی کا بہ تفصیل ذیل لگایا گیا ہے:۔

قرضہ مکفول بضمانت خراج مصر۔ - - - - -	۷۵۰۰۵۹ پونڈ ترکی
قرضہ جسکا اہتمام مجلس انتظام قرضہ قومی کے سپرد ہی بعد خرچ انتظام - - -	۲۶۶۱۹۹۱ 〃
دیگر قرضے۔ - - - - -	۱۲۰۴۸۳۹ 〃
فلوٹنگ ڈیبٹ (یعنی سرکار کیطرف سے جو کرنسی نوٹ جاری ہیں)۔ - -	۵۲۳۵۲۳ 〃
ضمانت ہائے ریلوے - - - - -	۸۶۸۸۹۴ 〃
تاوان جنگ۔ - - - - - - -	۴۵۰۰۰۰ 〃
	۶۴۵۹۳۰۶

انتظامی محکمونکی اخراجات کو بجٹ میں کم کر کے دکھلانے سی کمیشن نے اون محکموں سی خط و کتابت کر کی یہ اطمینان کر لیا تھا کہ تخفیف خرچ سی سرکاری کاروبار میں کوئی ہرج نہیں ہوگا۔ چنانچہ بجٹ میں جو تخفیفیں دکھائی گئی ہیں اونکو عمل میں لائے جانے کے لئی احکام صادر ہو گئے ہیں۔ خاصکر ردیف فوج کو رخصت کرنے کے لئی وزارت اور گورنران صوبہ کو حکم دیا گیا ہے۔ اسٹیمیٹ کا موازنہ حسب ذیل ہے:۔

آمدنی۔ - - - - -	۱۸۵۱۱۳۲۳ پونڈ ترکی
خرچ - - - - - -	۱۸۴۲۹۴۱۱ 〃
فاضلہ۔ - - - - -	۸۱۹۱۲ 〃

بجٹ میں غیر معمولی اخراجات کے لئی کوئی اسٹیمیٹ تیار نہیں کیا گیا۔ پس صورت مندرجہ بالا تب ہی قایم رہ سکتی ہے کہ آمدنی کو غیر معمولی خرچ میں صرف کرنیسی محفوظ رکھا جائی۔ مگر ویسے ہی دوسری طرف جدید اجاروں سے جو آمدنی حاصل ہوگی۔ اور نئی تجارتی معاہدوں سے آمدنی محصول درآمد و برآمد میں جو اضافہ ہو جائیگا۔ اونکو حساب میں شامل نہیں کیا گیا اس لئی یقین کامل ہی کہ ضروری اخراجات غیر معمولی کے لئے یہ نئی آمدنیاں کفایت کر سکیں گی۔ کل بجٹ میں مشتبہ رقم صرف وہ ایک لاکھ پونڈ کی ہی جو قانون پٹنٹ کے نفاذ پر لائسنس ٹیکس سی حاصل ہوگی +

بجٹ آمدنی و خرچ سلطنت عثمانیہ

برائے سنہ ۱۳۱۴ھ ترکی

مطابق

مارچ سنہ ۱۸۹۷ء لغایت فروری سنہ ۱۸۹۸ء

آمدنی

صیغه	سالہائے اوسط سنہ ۱۳۰۸ھ لغایت سنہ ۱۳۱۱ھ	سنہ ۱۳۱۳ھ کی آمدنی
۱۔ محاصل بلاواسطہ و عشر و ٹیکس		
-	پونڈ ترکی	پونڈ ترکی
محصول اراضی قسطنطنیہ	۲۷۵۰۲۲	۲۷۵۰۲۲
محصول اراضی دیگر صوبجات	۲۲۳۹۹۰۲	۲۲۳۶۹۰۲
محصول پیشہ وران از صوبجات	۷۴۲۱۳۵	۵۰۰۰۰۰
بدل عسکریہ از صوبجات	۸۸۶۲۱۰	۸۸۶۲۱۰
عشر	۴۳۳۲۲۳۸	۴۰۰۰۰۰۰
ٹیکس اغنام و مویشی	۱۷۳۷۸۴۹	۱۹۳۷۸۴۹
ٹیکس خنازیر	۱۶۲۱۳	۱۶۲۱۳
کرایہ مکانات	۳۵۶۶۷	۳۵۶۶۷
دیگر ٹیکس	۲۶۹۳۹۳	۲۶۹۳۹۳
میزان	۱۰۵۳۱۷۲۹	۱۰۲۵۷۲۵۶

خرچ

صیغه	خرچ سنہ ۱۳۱۱ھ میں	تخفیف	خرچ سنہ ۱۳۱۳ھ میں
۱۔ سول لسٹ	ترکی پونڈ	پونڈ ترکی	پونڈ ترکی
سلطانی سول لسٹ	۹۲۷۱۷۲	۵۰۰۰۰	۵۷۷۱۷۲
وظیفہ شاہزادگان و شاہزادیان	۳۰۵۳۷۸	۰	۳۰۵۳۷۸
میزان	۹۳۲۵۵۰	۵۰۰۰۰	۸۸۲۵۵۰
۲۔ قرضہ قومی			
قرضہ مجتمعہ و سود وغیرہ	۵۰۶۴۸۸۷	۰	۵۰۶۴۸۸
قرضہ رواں (سود وغیرہ)	۱۳۹۴۴۱۹	۰	۱۳۹۴۴۱۸
میزان	۶۴۵۹۳۰۶	۰	۶۴۵۹۳۰۶

آمدنی

صیغہ	پونڈ ترکی سالانہ اوسط ۱۳۰۸ لغایت سنہ ۱۳۱۰ھ	پونڈ ترکی سنہ ۱۳۱۳ھ کی آمدنی
۲- محاصل بالواسطہ و متفرق آمدنیاں		
محصول پرمٹ خانجات	۲۱۶۵۰۸۴	۳۰۰۰۰۰۰
محصول نمک	۷۸۶۱۹۰	۷۸۶۱۹۰
محصول تمباکو	۷۵۴۲۹۵	۷۵۴۲۹۵
محصول مسکرات	۲۴۸۵۳۵	۲۴۸۵۳۵
محصول لکڑی	۲۷۷۱۱۰	۲۷۷۱۱۰
محصول ماہی گاہین	۱۰۷۶۱۶	۱۰۷۶۱۶
عشر تمباکو	۱۰۰۰۰۰	۱۰۰۰۰۰
محصول ریشم	۱۰۶۳۸۷	۱۰۶۳۸۷
کمپنی فروخت تمباکو کے منافعہ کا حصہ	۵۵۱۰۰	۵۵۱۰۰
کمپنی تبکو ریڈ ٹیکس	۴۰۰۰۰	۴۰۰۰۰
بلگیریا سے جنوب بلیوا کی بابت نیز رومیلیا کی زرعی پیداوار کا حصہ	۸۶۴۶۴	۸۶۴۶۴
متفرق	۹۴۴۹	۹۴۴۹
میزان	۴۷۳۶۹۳۰	۴۵۷۱۱۴۶
۳- انتظامی محکموں کی آمدنیاں جنگی محکمے		
وزارت حربیہ	۳۰۷۵۰۷	۳۰۷۵۰۷

خرچ

صیغہ	پونڈ ترکی خرچ سنہ ۱۳۱۱ھ میں	پونڈ ترکی تخفیف	پونڈ ترکی خرچ سنہ ۱۳۱۳ھ میں
۳- مذہبی مصرف وغیرہ			
اوقاف	۶۵۰۰۰	۹۷۵۰	۹۹۲۵۰
کاروانسرائیں	۴۸۱۲۰	۰	۴۸۱۲۰
شفاخانجات برائے اجانب	۶۱۹۳	۰	۶۱۹۳
جنگی پنشنیں	۲۰۰۲۷۳	۲۰۰۲۷	۱۸۰۲۴۶
سول پنشنیں	۳۶۸۴۰۰	۳۶۸۴۰	۳۳۱۵۶۰
انعامات تیمار و زعامت وغیرہ	۱۱۳۱۱۵	۰	۱۲۳۱۱۵
معافیوں کی واگذاری	۵۰۰۰	۰	۵۰۰۰
میزان	۸۱۶۱۰۱	۶۲۶۱۶	۷۴۹۴۸۴
۴- جنگی محکمے			
بری فوج	۵۱۹۶۹۵۴	۸۰۷۲۵۶	۴۳۸۹۶۹۸
بحری فوج	۶۵۳۱۷۵	۱۰۶۹۶۱	۵۴۶۲۰۹
توپ خانہ	۵۵۲۱۲۲	۸۹۹۴۵	۴۶۲۱۷۷
جندارمہ	۱۱۹۲۸۷۵	۱۷۸۹۳۱	۱۰۱۳۹۴۴
میزان	۷۶۹۵۱۲۱	۱۱۸۳۰۹۳	۶۵۱۲۰۲۸

آمدنی

صیغہ	سالانہ اوسط ۱۳۰۸ لغایت سنہ ۱۳۱۰	سنہ ۱۳۱۳ کی آمدنی
	پونڈ ترکی	پونڈ ترکی
وزارت بحریہ	۱۴۹۸۰۹	۱۴۹۸۰۹
توپخانہ عامرہ	۷۱۳۲۵	۷۱۳۲۵
فوجی پولیس (جنڈارمہ)	۴۱۲۵	۴۱۲۵
میزان	۵۳۲۷۹۳	۵۳۲۷۹۳
سول محکمے		
وزارت صیغہ اندرونی	۴۵۲۲۰	۴۵۲۲۰
شیخ الاسلامت	۴۳۰۰۸	۴۳۰۰۸
ڈاک و تار	۴۰۵۱۴	۴۰۵۱۴
پولیس	۲۹۰۶	۲۹۰۶
معدلت عامہ	۲۳۳۸۸۶	۲۳۳۸۸۶
صیغہ خارجیہ	۳۶۰۱۵	۳۶۰۱۵
تجارت و تعمیرات عامہ	۲۱۹۰۲	۲۱۹۰۲
زراعت جنگلات و معادن	۳۱۰۸۴۶	۳۱۰۸۴۶
سود رقوم جو بینک عثمانیہ میں جمع ہیں	۳۸۶۹۲۴	۳۸۶۹۲
متفرق آمدنیاں	۲۴۳۴۷۷	۲۴۳۴۷۷
دفتر خانہ	۲۲۴۲۱	۲۲۴۲۱
محکمہ حفظان صحت	۸۷۸۲۹	۸۷۸۲۹
کونسل عامہ صحت عامہ ملکی	۱۹۷۵	۱۹۷۵
کمپنی مخصوصہ	۱۳۱۲[illegible]	۲۲۷۳[illegible]

خرچ

صیغہ	خرچ سنہ ۱۳۱۱	تخفیف بحساب پندرہ فیصدی	[illegible]	[illegible]
۵۔ سول محکمے				
وزارت عظمی و کونسل / محکمہ داخلیہ	پونڈ ترکی ۹۸۹۳۲۲۹	پونڈ ترکی ۳۴۹۵۸		
سینیٹ	۴۱۶۱	۰		
محکمہ آڈٹ جنرل	۱۳۷۰۲	۴۶		
شیخ الاسلامت	۲۲۱۸۱۶	۶۸۸		
کونسل حفظ صحت ملکی	۱۰۴۶۶۷	۵۹۲		
ڈاک و تار	۴۲۲۲۰۹	۱۵۴۶۶		
پولیس	۱۹۲۰۵۸	۵۴۶۹		
صیغہ خارجیہ	۲۰۶۳۸۸	۳۹۷۳		
معدلت	۴۶۱۴۴۱	۷۵۹۶		
محکمہ مذہبی	۹۳۶۰	۱۸		
سررشتہ تعلیم	۵۰۰۰۰	۷۵۰۰		
تجارت	۳۹۲۰۲	۲۷۵		
صیغہ مال	۶۶۸۰۴۱	۳۴۵۵۹		۳۸۲۶۰۱۳
اخراجات مختلف	۳۰۴۲۸۶	۸۳۸۴		
دفتر خانہ	۸۶۳۸۶	۳۶		
معادن و جنگلات	۱۲۵۲۴۱۷	۴		

صیغہ	آمدنی: سال ۱۳۰۹ اوسط سنہ ۱۳۰۹ لغایت سنہ ۱۳۱۱	آمدنی: ۱۳۱۳ کی آمدنی	صیغہ	خرچ: خرچ ۱۳۱۱ میں	خرچ: تخفیف بحساب چند فیصدی	تخفیف [illegible]	بجٹ ۱۳۱۳ [illegible]
معادن ہر قلیہ	پونڈ ترکی ۳۱۸۰۰	پونڈ ترکی ۳۹۶۰	محکمہ حفظان صحت	پونڈ ترکی ۹۳۸۴۲			
میزان	۱۹۳۸۲۰۳	۱۹۶۲۰۳۷					
میزان سد ۳	۲۲۷۰۹۹۶	۲۲۹۳۸۳۰	شرکت مخصوصیہ	۲۲۹۳۳۴۷			
خزانہ عامرہ کا حصہ کمپنی تنباکو کے منافع میں	۵۱۷۷۵	۵۱۷۷۵	معادن ہر قلیہ	۲۸۴۱۱	میزان کل تخفیف		
			میزان	۲۱۵۳۰۹۹	۳۲۷۰۲۳		۳۸۴۹۲۲
۴ خراج (متعدد)	۱۱۳۶۳۱۶	۱۱۳۶۳۱۶	میزان کل خرچ و تخفیف	۲۰۰۵۹۱۴۴	۱۶۲۹۷۳۳		۱۸۴۲۹۴۱۱
میزان کل آمدنی	۱۸۹۲۷۷۴۶	۱۸۵۱۱۳۲۳					
			فاضلہ				۸۱۹۱۲

فہرست مضامین

خاص ترکی سلطنت